BROWN BOOK

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_222624

UNIVERSAL
LIBRARY

بعون صناع مکین و مکان فضل خلاق زوآسما
بن

در ذریعۂ اشک ریزی مومنین وسیلۂ استحصال حسنات بعزاداران ائمہ طاہرین ذخیرہ دلپذیر

اعنی

مجموعۂ تسخیر

جلد اول

از کلام ندرت انضمام سرآمد مرثیہ گویان نامی و ذاکران گرامی میر مظفر حسین ضمیر تخلص بہ ضمیر

۱۸۹۸ ۱۸۹۸ ۱۲۹۸

مطبع نامی منشی نول کشور واقع کانپور مزین بہ طبع ہوا

اطلاع

اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی جسکی فہرست مطول ہر ایک صاحب کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہی جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین اُنمین بعض کتب علم فقہ وغیرہ اردو و فارسی مذہب امامیہ وغیرہ کی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہی اُس فن کی اور بھی کتب عمدہ کارخانہ سے قدر دانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

کتب اردو و فارسی مذہب امامیہ

مجموعہ مرثیہ میر مونس - یہ مجموعہ نادر و گوہر بے بہا رونق ممبر عزا و سیلہ نوحہ و بکا ذخیرہ شیون و شین جامع مصائب ابی عبداللہ الحسین علیہ السلام ہی مضمون جگر خراش جس سے دل انس و جان پاش پاش ہو سوختگان آتش غم کشتگان خنجر الم ذکر حالات اصحاب و اولاد امام ہمام ہی سلطان الذاکرین ملاذ الشاعرین میر نواب صاحب مرحوم تخلص بہ مونس برادر میر انیس کا یہ کلام بلاغت نظام ہی جسکا شہرہ نازک خیالی و شوکتگانی و مضمون نگاری از ہند تا روم و شام ہی اسکی تین جلدین ہین

مجموعہ مرثیہ ہاے میر زاد بیر - مجموعہ بے نظیر و لپذیر مرغوب دلہاے ہر صغیر و کبیر رونق ممبر عزا و سیلہ نوحہ و بکا جامع مصائب شہداے کربلا حضرت امام حسین ہی تصنیف سلطان الذاکرین قدوۃ الشاعرین سپہر نظیر مہر منیر خوش تقریر میر اسلامت علی متخلص بہ دبیر ہی یہ نادر مجموعہ دو جلدین ہی جلد اول مین ۳۵ مرثیہ اور جلد دوم مین ۳۰ مرثیہ ہین -

مجموعہ مرثیہ میر عشق - کہ نام تاریخی اسکا غم زا غم ہی یہ مجموعہ نایاب رونق مجلس عزا و سیلہ نوحہ و بکا در احوال شہیدان کربلا علی الترتیب از تصنیفات -

افصح الفصحا ابلغ البلغا ملک الشعرا جناب سید حسین مرزا صاحب متخلص بہ عشق دام ظلہ العالی اس مجموعہ کی دو جلدین ہین جلد اول مین بہت رباعیات اور سلام اور قصائد اور نوحہ ہین بعد اسکے حال جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے تا حال جناب عباس علیہ السلام علی الترتیب ہے عجب خوبی اور عمدگی سے نظم ہوا ہے ہر مرثیہ اسکا علحدہ علحدہ چھاپا گیا ہے -

دوسری جلد - جسکا نام تاریخی برہان غم ہی حال جناب علی اکبر علیہ السلام سے شروع ہوا ہی اور حال جناب خامس آل عبا علیہ التحیۃ والثنا بالتفصیل اور حال بعد شہادت اور تاراجی خیام اور اسیری اہل حرم اور جانا کوفہ و شام کو اور حالات شام اور بعد ازان داخلہ اہلبیت علیہم السلام کا مدینہ مین مع دیگر حالات علی الترتیب درج ہے -

زاد المعاد - محشی و مترجم - یہ کتاب مذہب امامیہ کے اعمال اور وظائف مین نوادرات سے ہے پورے سال یعنی بارہ مہینون کے اعمال نہایت مبسوط اسمین

به عون صناع مکین و مکان فضل خلاق زمین و زمان

در ذریعه اشک ریزی مومنین و وسیله استحصال حسنات بعزاداران ائمه طاهرین ذخیره دارین

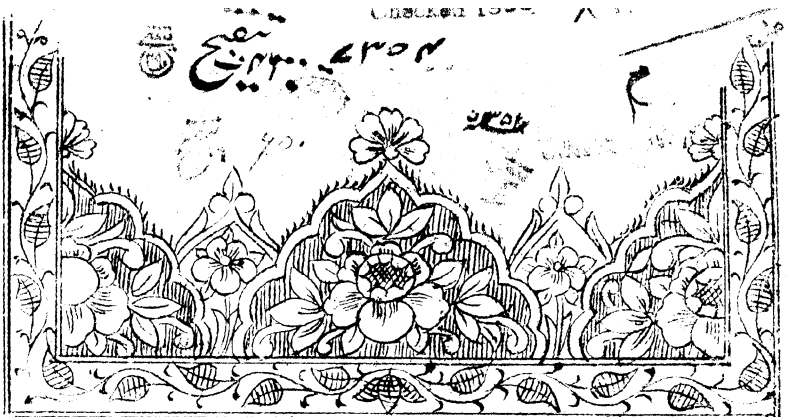
اعنی

مجموعه مرثیه

جلد اول

از کلام ندرت انضمام سرآمد مرثیه گویان نامی و ذاکران گرامی میر مظفر حسین ضمیر تلمیذ مرزا دبیر

مطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور مزین بہ طبع ہوا



بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱	۲	۳
ظلمت فزا ہوئی شبِ غربت جہان پر غالب تھا آسمان گرے آسمان پر	دل سارے باغبانوں کے اسدم دہل گئے آتش لگا لگا کے چمن سے نکل گئے	رونق جو تھی جہان میں وہ سب دور ہو گئی قندیل آسمان کی بے نور ہو گئی
۴	۵	۶
بیان سر کٹا جو شمع رسالت مآب کا گل ہو گیا چراغ وبان ماہتاب کا	بولا کوئی یہ خلق جہیز بتول ہے اسکی نگاہیان وہی بنت رسول ہے	ٹکڑا وہ سر کہ شیر خدا پیٹتا ہو آج یہ جان غزال احمد مرسل ہوا ہے آج

۸

نغمے کروبیہ روز ہی رنج و ملال کا
سرکٹ گیا ہی شبر آلہی کے لال کا

۹

بن بن مین دھوم شاہ کے ماتم کی ہوتی ہی
زہرا ہر ایک غول مین آکے روتی ہی

۱۰

سب طائران اوج فلک اشکبار تھے
مانند مرغ قبلہ نما بیقرار تھے

۱۱

بھولیگا غم کبھی نہ شہ مشرقین کا
وہ پیاس سے زمین پہ تڑپنا حسین کا

۱۲

تکلین مکان سے کیون نہ بشر حال زار سے
زہرا جو بال کھول کے نکلے بہشت سے

۱۳

کیونکر نہو یہ رنگ زمین و زمان کا
جب بادشاہ قتل ہو دونون جہان کا

۱۴

تبدیل کیون نہ شکل ہو ہر اک مکان کی
سبط رسول لے گئے برکت جہان کی

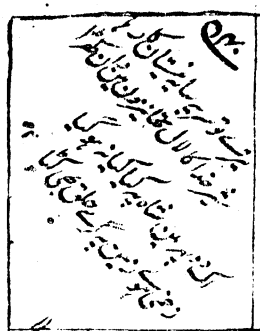
۱۵

تھا وا حسینا خیمۂ شاہ شہید مین
الفتح کی صدا تھی سپاہ یزید مین

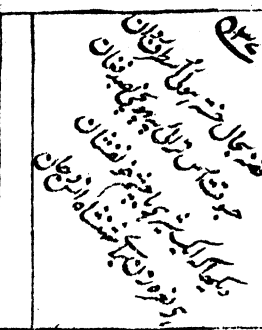
۱۶

اب پھر حسین کا ہی کو دنیا مین آئیگا
پردے مین کون آل نبی کو چھپائیگا

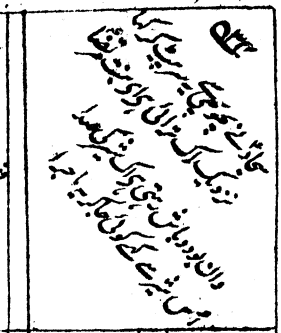
۱۸	۱۹	۲۰
بے وارثوں کو دیکھیے کیا کیا ستاتے ہیں	ابن نمسیہ کہتا تھا اکبرؑ کو مارا ہے	مرقد میں اب رسولؐ کو سونے نہ دیجیے
کرتے ہیں قتل یا ہمیں قیدی بناتے ہیں	میں وہ جری ہوں جس نے پیمبرؐ کو مارا ہے	سیدؑ کی لاش گھوڑوں سے پامال کیجیے
۲۱	۲۲	۲۳
ہلوے میں فوج حالی ہے اشقیٰ صفت کو	لکھتا تھا شعر قصہ ہی میں نے چکا دیا	جاؤ کہو اب یہ دھوم ہے کیسی سپاہ میں
تابوت جسکی ماں کا اٹھا تھا رات کو	اکدم میں پنجتن کو جہاں سے مٹا دیا	مارا ہے کس غریب کو اب بتلگاہ میں
۲۴	۲۵	۲۶
باجے بھی دے رہے تھے صدا شور و شین کی	داغ انکا میرے سینے سے ہرگز مٹا نہیں	کیا جاؤں قتلگاہ میں دل بھجوا اس کا
آواز اسنے آتی تھی ہر حسینؑ کی	دلخواہ میرے شاہ پہ صدمہ ہوا نہیں	اپنا تو پاس کچھ نہیں زہراؑ کا پاس ہے



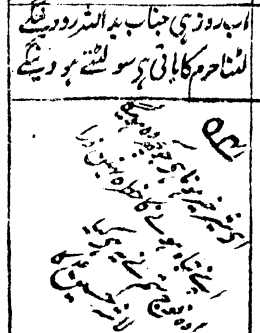
اے شیر روح شیر الٰہی کی روتی ہے
پامال ابن فاطمہؑ کی لاش ہوتی ہے



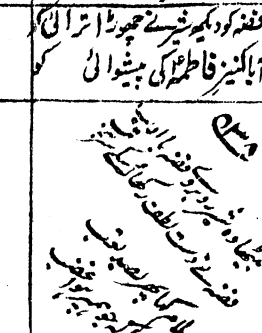
فضہ کو دیکھ شیر نے چھوڑا ترا الی کہ
آبا کنیز فاطمہؑ کی پیشوائی کو



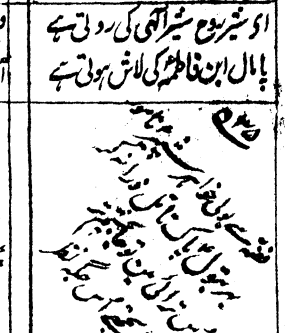
اے بدرو زہی جناب بدالدرو دینگے
لٹنا حرم کا باقی ہے سو لٹتے ہو دینگے



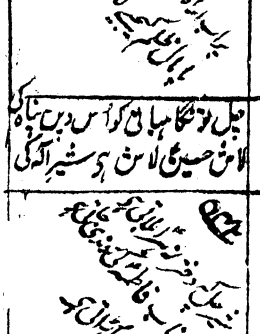
وہ شیر ہے مطیع شہ دین پناہ کا
کہنا سلام دختر شیر الٰہ کا



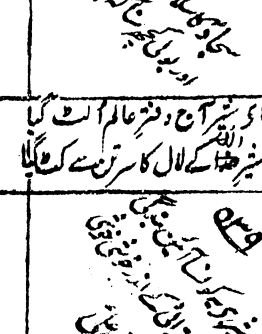
اے شیر آج دفتر عالم الٹ گیا
شیر خدا کے لال کا سر تن سے کٹ گیا



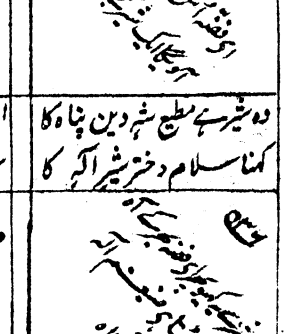
چل تو نگاہبانی کو اس دین پناہ کی
لاش حسینؑ کی لاش ہے شیر الٰہ کی



تو اسکی لاش کا جو نگہبان ہوئیگا
شیر خدا کی روح پہ احسان ہوئیگا



آیا نہ تو مدد کو شہ دین پناہ کی
فریاد کیا سنی تھی نہ شیر الٰہ کی



آہ سبوع سے نہیں کفار رکتے ہیں
زہرا کا باغ کاٹ کے پامال کرتے ہیں

خواہندگان کنج لحد جاگنے لگے
رہوار بوسے شیر سے سب جاگنے لگے

ماتم مچا ہوا ہے شہ خوش خصال پر
بیٹا ذبیح ہوتا ہے لاش حسین پر

روباہ خوف و رعب سے جو تھرتھرا رہے ہیں
کیا شیر حق حسینؑ کے لاشے پہ آتے ہیں

معصوم بے کفن ہے کفن اسکو دیجئے
چلئے اسی غریب کو مدفون کیجئے

ماتم مچا ہوا ہے شہ خوش خصال پر
بیٹا ذبیح ہوتا ہے لاش حسین پر

گو باکہ آمد آمد شیر الٰہ ہے
کیونکر خبر علیؑ نہ غریبوں کی لیوینگے

زلفوں کو کھولے احمد مختار رو رہے ہیں
شبیر آکہ لاش پہ قربان ہو رہے ہیں

۵۲

گاہے تو گرد پھرتا تھا وہ لاش شاہ کے
گہ چومتا تھا پاؤن وہ شیر آکہ کے

۵۳

شہ بولے ہی جو تخت ہین دو پیش ایگا
کنبہ فرور بلوے مین رہبر اکا جائیگا

۵۴

گر تم نہ آؤ بھیجدو شاہ مدینہ کو
ظالم لگا رہے ہین طمانچے سکینہ کو

۵۵

روباہ کی سپاہ پہ در اے امام ہون
تو شیر کبریا ہی مین تیرا غلام ہون

۵۶

نانکی نگاہبانی سبھون کو قبول ہی
مین ہون جس کی ہی فاطمہ ہی ماں رسول ہی

۵۷

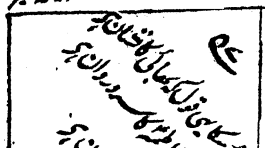
یہ امین البیت نبی کو دکھائی ہین
بیمار کو بھی بیڑیان دوہری بنائی ہین

۵۸

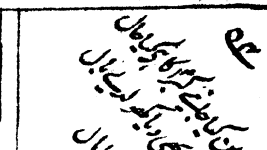
حق بخشہ ہوے گو بہت بے تمیز ہی
بت عزیز ہی مجھے است عزیز ہی

۵۹

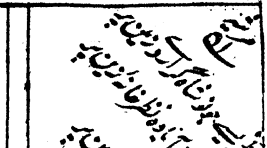
شبیر کے غلام کو تو رستگار کر
مانند نوح بحر ہلاکت سے پار کر



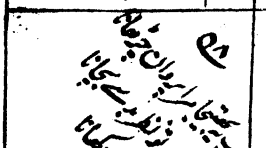
یان ظالمون نے مار لیا ابن حسنؑ کو
کیا جا کے مین دکھلاؤنگا منھ اسکی دلھن کو



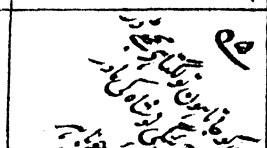
لاشہ کہو کسطرح سے دکھلاؤن دلھن کو
پرزے کیا پسر حمون نے فرزند حسنؑ کو



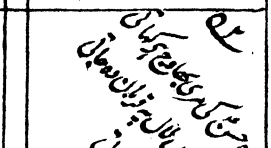
حق اسکو رکھے تا صد و سی سال سلامت
مسموم برادر کا رہے لال سلامت



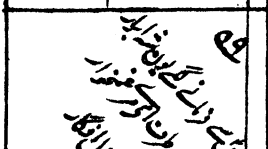
اور دوسرے ہی حال برا اسکی دلھن کا
گھر ہو گیا برباد حسینؑ اور حسنؑ کا



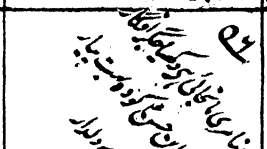
سنکر ابھی تو شاہ سدھارا تھا وہ گھر سے
ہان پوچھیے اس داغ کو اس ماں کے جگر سے



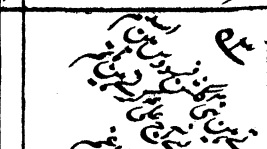
پر حیف کہ کیسی یہ سحر بیاہ کی آئی
جو رن مین اجل قاسمؑ نوشاہ کی آئی



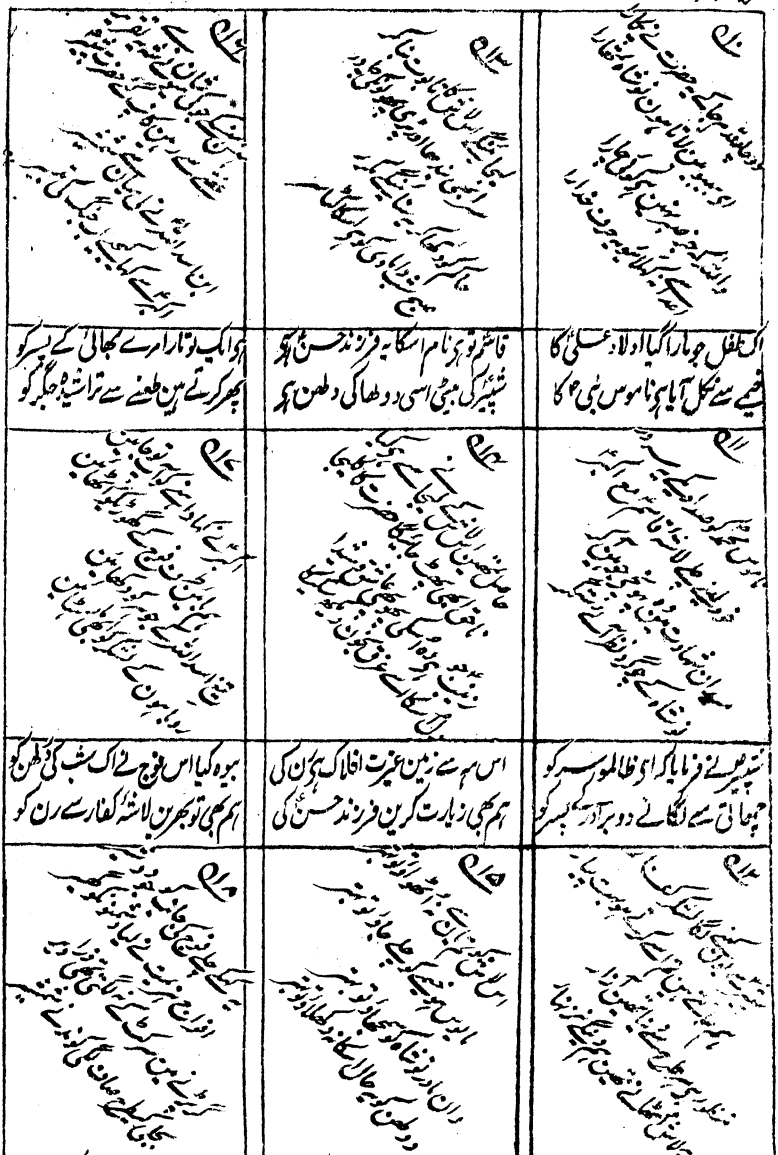
آتی ہین کوئی آن مین فردوس سے رن کو
تھامے ہوئے آغوش مین ہونگی حسنؑ کو



کہتی تھی کہ مین بھائی کے دلدار کے صدقے
قاسمؑ کے مین اس جاند سے رخسار کے صدقے



اکبرؑ سے یہ فرمایا کہ ہمراہ چلو تم
لینے کے لیے لاشۂ نوشاہ چلو تم



اک طفل جو مارا گیا اولاد علی کا
خیمے سے نکل آیا ہے ناموس نبی کا

فاسم تو ہے نام اسکا یہ فرزند حسن کا
شبیر کی بیٹی اسی دولھا کی دلھن ہے

اک ایک تو مارا مرے بھائی کے پسر کو
پھر کرتے ہیں طعنے سے تراشیدہ جگر کو

شبیر نے فرمایا کہ اے ظالمو سر کو
پہنچاتے ہے لگانے دو برادر کے پسر کو

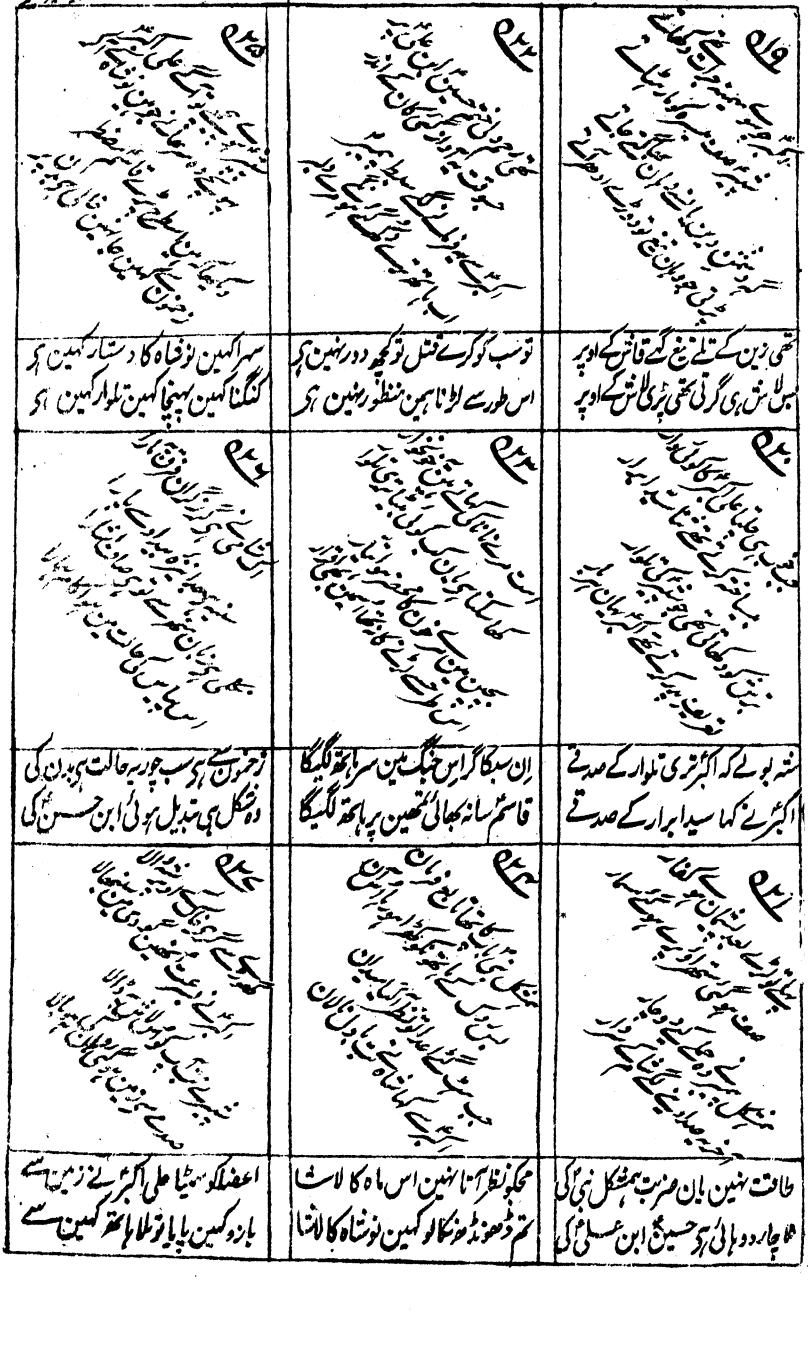
اس رہ سے زمین عزت افلاک ہے ان کی
ہم بھی زیارت کریں فرزند حسن کی

بیوہ کیا اس فوج نے اک شب کی دلھن کو
ہم بھی تو بھریں لاشۂ کفار سے رن کو

قاسم کا نشانہ ہے کو ہاتھ آئے گا لاشا
یہ شام کے حائل کہ لیے جائیگا لاشا

رونداہوا ان اسکا جیدون پائیگی دولھن
اس لاش پہ سر پیٹ کے مرجائیگی دولھن

جب فرق سے آتی تھی اڑتی خاک کے اوپر
احسنت ملک کہتے تھے افلاک کے اوپر



۱۹

طاقت نہیں بیان ضربت ہمشکل نبی کی
ہے چار دوہائی ہے حسینؑ ابن علیؑ کی

۲۰

شہ بولے کہ اکبر تری تلوار کے صدقے
اکبرؑ نے کہا سید ابرار کے صدقے

۲۱

محکو نظر آتا نہیں اس ماہ کا لاشہ
تم ڈھونڈھ نکالو کہیں نوشاہ کا لاشہ

۲۲

اعضا کو سمیٹا علی اکبرؑ نے زمیں سے
بازو کہیں پایا تو ملا ہاتھ کہیں سے

۲۳

تو سب کو کرے قتل تو کچھ دور نہیں ہے
اس طور سے لڑنا ہمیں منظور نہیں ہے

۲۴

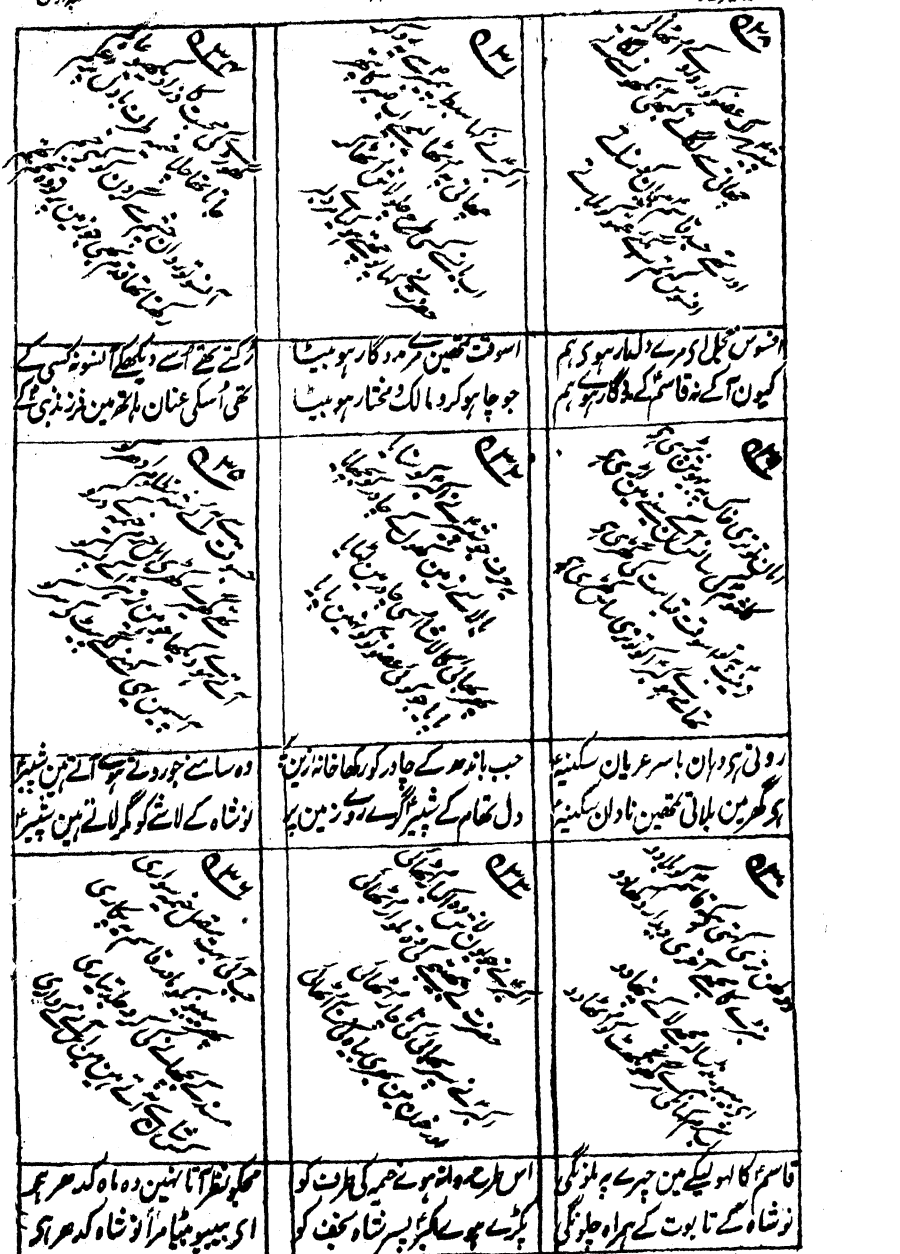
ان سب کا گر اس جنگ میں سر ہاتھ لگیگا
قاسمؑ سا نہ بھائی تمھیں پر ہاتھ لگیگا

۲۵

سہرا کہیں نوشاہ کا دستار کہیں ہے
کنگنا کہیں پہنچا کہیں تلوار کہیں ہے

۲۶

زخموں سے ہے سب چور یہ حالت ہے بدن کی
وہ شکل ہی تبدیل ہوئی ابن حسنؑ کی



۳۰
افسوس تجھ کو دیکھ کے دلدار ہو گئی ہم
کیوں آکے تو قاسمؑ کے دوچار ہو گئے ہم

۳۱
اسوقت تجھ سے مرد و دگار ہو بیٹا
جو چاہو کر و مالک و مختار ہو بیٹا

۳۲
رکتے تھے اسے دیکھ کے آنسو نہ کسی کے
تھی اسکی عنان ہاتھ مین فرزند نبی کے

۳۳
رونی ہو دہان باسر عریان سکینہؑ
ہو گھر مین بلاتی تجھین نادان سکینہؑ

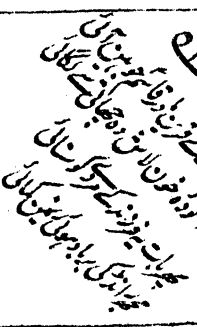
۳۴
جب باندھ کے چادر کو رکھا خانہ زین پر
دل تھام کے شبیرؑ گرے روے زمین پر

۳۵
وہ سامنے جو روتے ہوے آتے ہین شبیرؑ
نوشاہ کے لاشے کو گھر لاتے ہین شبیرؑ

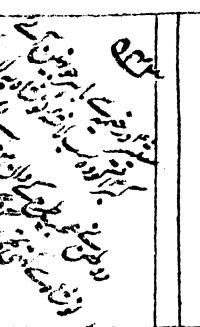
۳۶
قاسمؑ کا لہو لیکے مین چہرے پہ ملونگی
نوشاہ سے تابوت کے ہمراہ چلونگی

۳۷
اس طرح وہ نالہ ہوے خیمہ کی طرف کو
پکڑے ہوے اکبرؑ پسر شاہ نجف کو

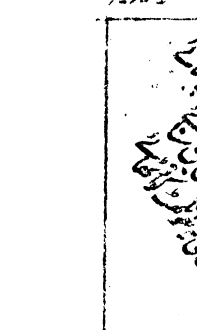
۳۸
مجھکو نظر آتا نہین وہ ماہ کدھر ہے
اے بیبیو بیٹا مرا نوشاہ کدھر ہے



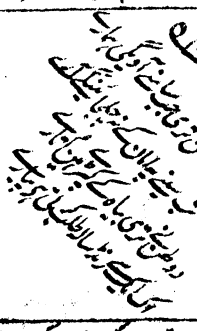
اس شکل سے بیٹا جو ہین اُسکو نظر آیا
سینے سے تڑپکر وہین سخد کو جگر آیا



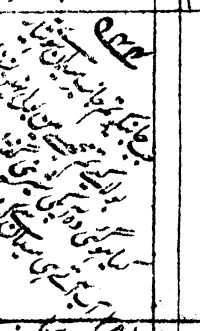
ارمان مرے دل کا نکالو مرے قاسمؑ
مین روتی ہون چھاتی سے لگالو مرے قاسمؑ



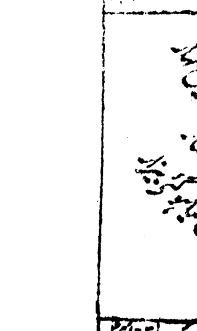
اسوقت سر کٹی مرے بالون سے زمین پر
کیا تمکو رنڈاپے کا مرے دھیان نہین ہے



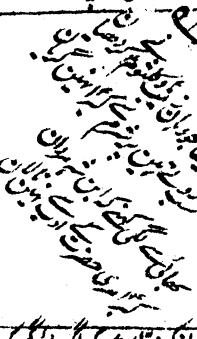
اکبرؑ سے کہا لاش کو گھوڑے سے اُٹھالو
زینبؑ سے کہا فاطمہ کبراؑ کو سنبھالو



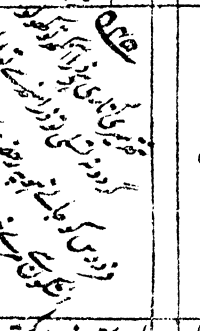
بیٹا مین ترے پیکر بیجان کے واری
ارمان تری اس زلف پریشان کے واری



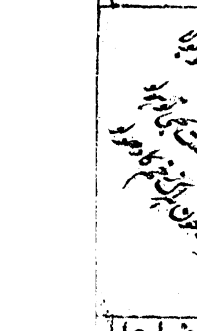
بتلاؤ کہ کیون آنکھ نہین کھولتے قاسمؑ
ہم جو ہین پھوپھی تو نہین بولتے قاسمؑ



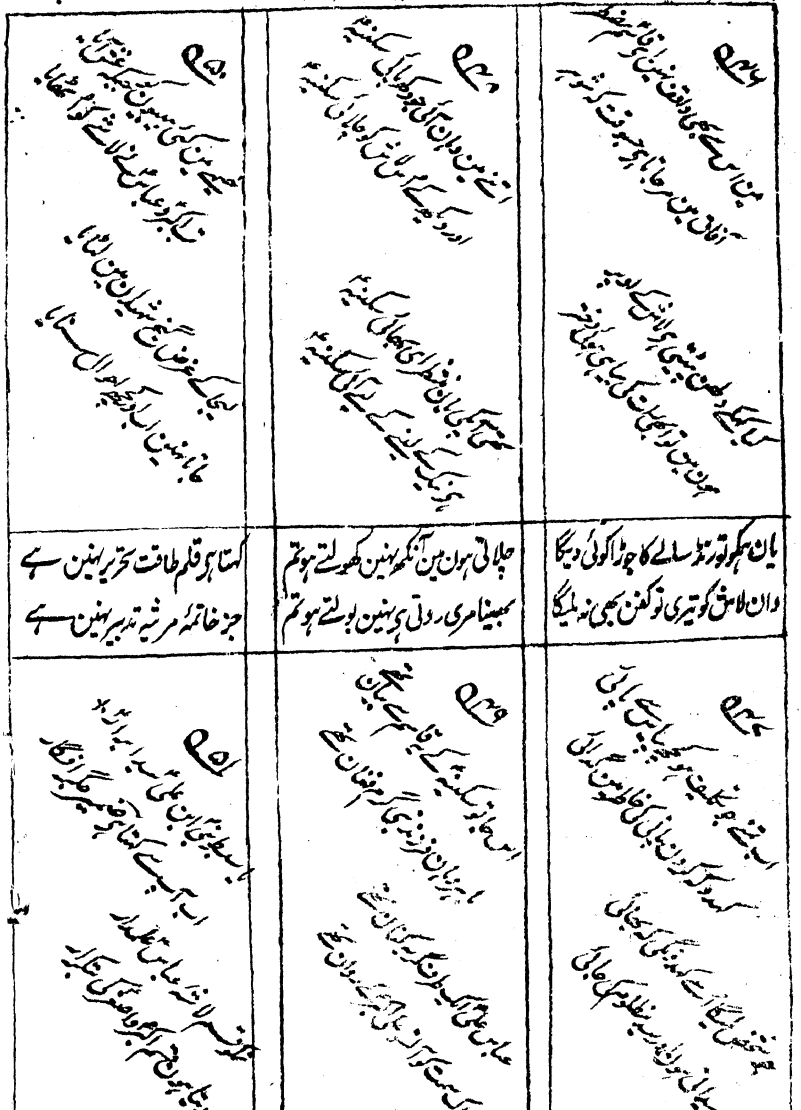
قاسمؑ وہان سندیہ تو بیہوش پڑے تھے
اور پیٹنے کو اہل حرم گرد کھڑے تھے



رونے کو نہ قاسمؑ کے اگر جائینگی کبراؑ
اس ضبط کے کرنے سے تو مر جائینگی کبراؑ



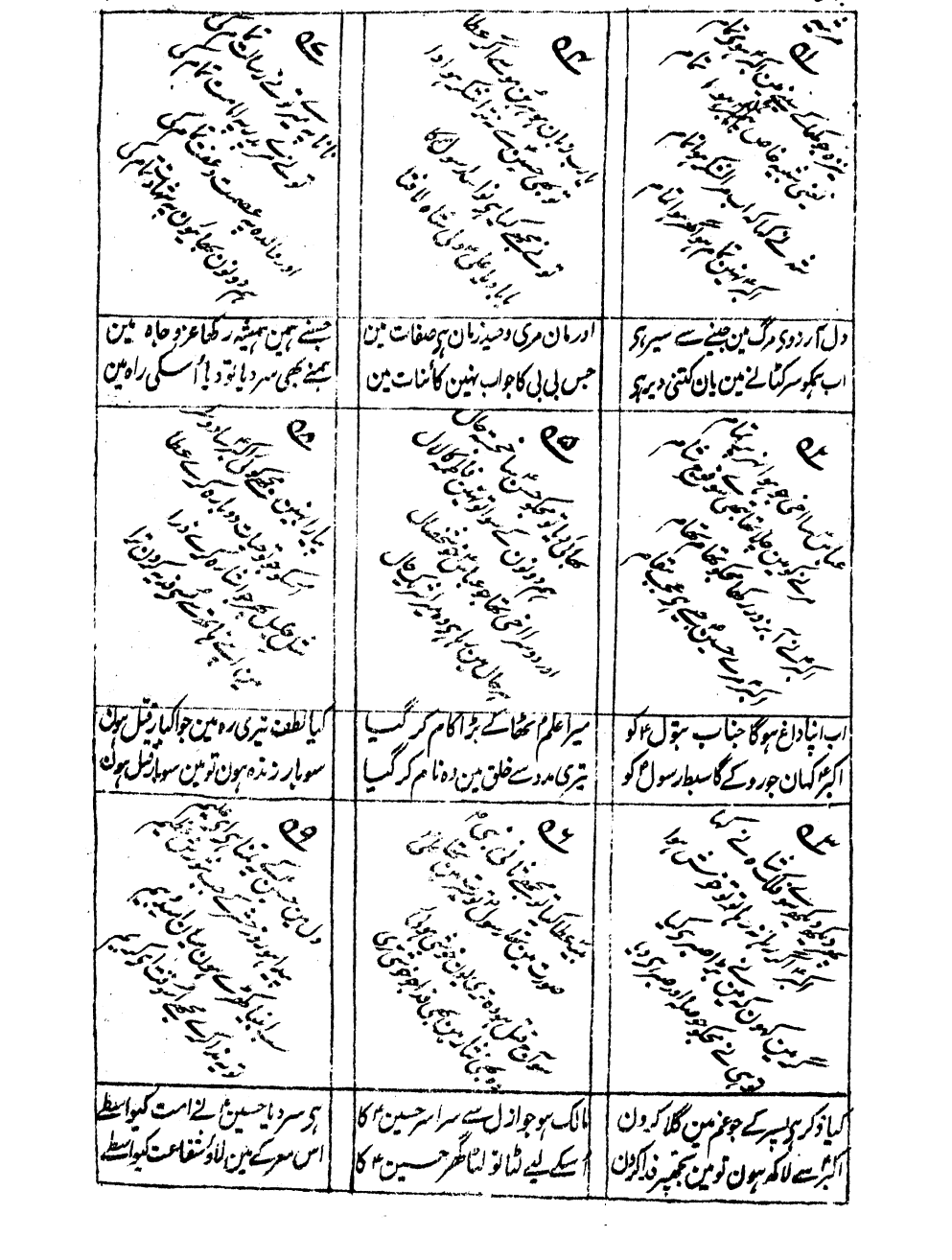
اب ہم جو نہین دیکھتے رخسار تمہارا
شاید نہ خوش آیا تھین دیدار تمہارا



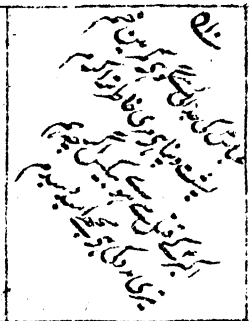
قاسم مرا شوہر ہے محمدؐ کا نواسا
لاشے پہ عجب طرح کا کہرام بپا تھا

دنیا میں الم ہو مرے محسن پہ نہ طاری
اور جلد مشرف ہو زیارت سے بھتیجی

کہتا ہی قلم طاقت تحریر نہیں ہے
جز خاتمۂ مرثیہ تدبیر نہیں ہے

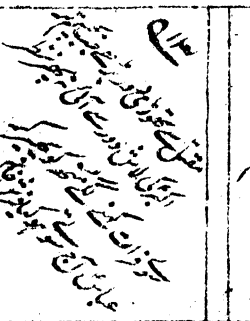


۱۱۱



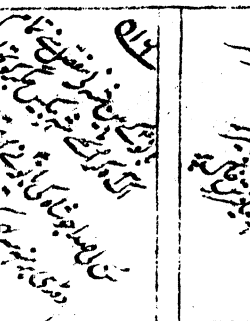
کیونکر رضا رضا کے سوا لب ہلاؤن مین
اکبر تو جا چکے علی اصغر کو لاؤن مین

۱۱۲



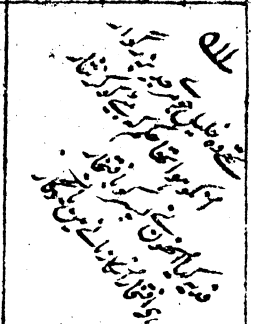
اصغر کو لیئے جاتا ہون مین خیمہ گاہ مین
رکھیو مرزو رلانہ اکبر کو نگاہ مین

۱۱۳



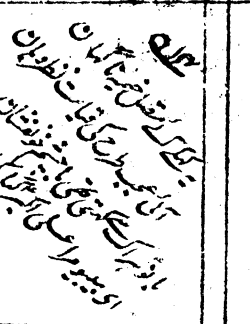
مین بھیجو اس آپکے رو پیٹے ہوئی ہون
تو تم نہ رو مین نہین اکبر کو رلاتی ہون

۱۱۴



مین بھی تو آج وعدہ طفلی ادا کرون
اب اپنے دونون بھیّو نکو بھی فدا کرون

۱۱۵



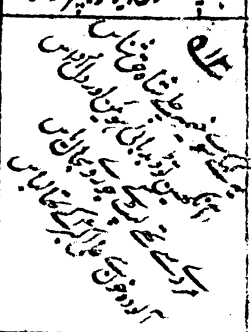
حضرت تو لیکے لاش پسر کی چلے گئے
مین اسکی ماں نہ تھی کہ جو بھیجو نہ لے گئے

۱۱۶



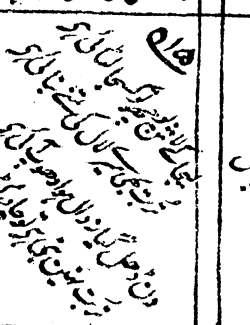
اکبر کے واسطے نہ کبھی مین بکا کرون
اصغر کو بھی کہو تو مین تم پر فدا کرون

۱۱۷



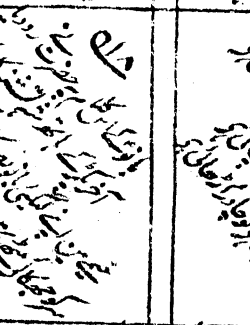
ہاتھون سے تھامتے جگر پاش پاش کو
پھر پھر کے دیکھتے علی اکبر کی لاش کو

۱۱۸

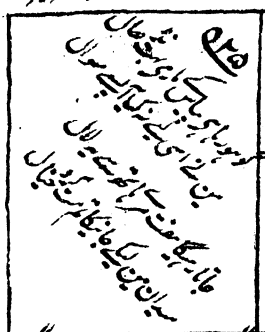


میری دعا سے کرد جلد شاہ کے
مرنے پہ جا کے ڈالدین سر شک راہ کے

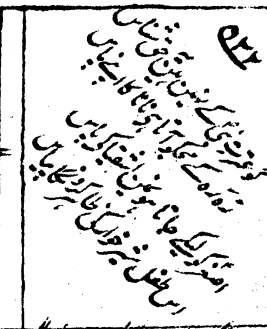
۱۱۹



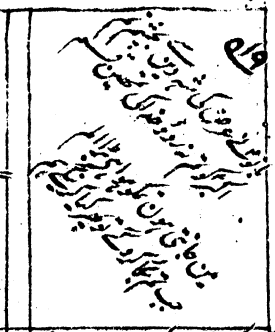
انکھون سے تر تھی ریش مبارک امام کی
ہچکی بندھی ہوئی تھی شہ تشنہ کام کی



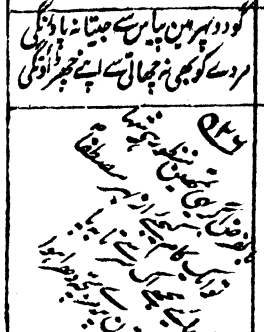
دل کو سنبھالو مالک صبر و رضا ہو تم
شاکر ہو تم امام ہو تم پیشوا ہو تم



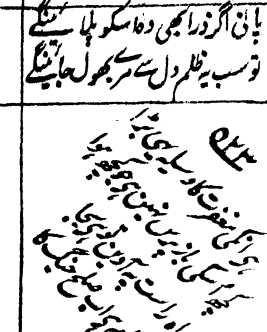
پانی اگر ذرا بھی وہ اسکو پلا سکے
تو سب یہ ظلم دل سے ستم بھول جائینگے



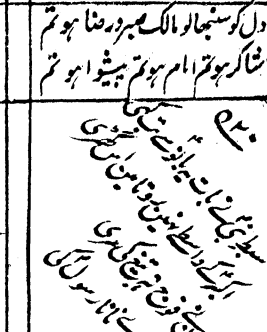
گو دوپہر ہیں پیاس سے جیتا نہ پاؤنگی
مردے کو بھی نہ چھاتی سے اپنے بچھڑ اؤنگی



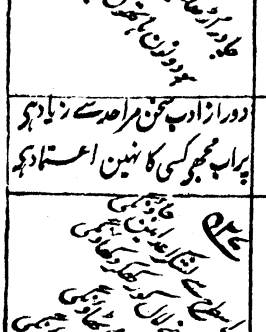
اب ظلم سے نہ ہاتھ یہ اپنا اٹھائینگے
روتا ہوا ہیں کہ سب جہنم میں جائینگے



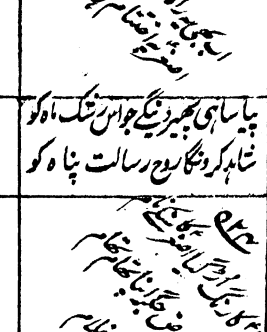
پیاسا ہی پھیر دینگے جو اس تشنہ ماہ کو
شاہد کرونگا روح رسالت پناہ کو



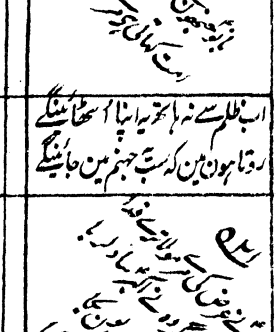
دور از ادب سخن مرا حد سے زیادہ ہے
پر اب مجھے کسی کا نہیں اعتماد ہے



دشمن ہیں گو یہ آج مرے خاندان کے
یہ لوگ کلمہ گو ہیں مرے نانا جان کے

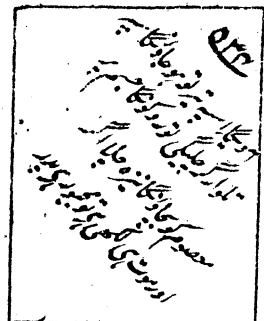


ٹھہر بیٹھی بال پوس کے اکبر کو ہاتھ سے
پر اب نہ دونگی میں علی اصغر کو ہاتھ سے



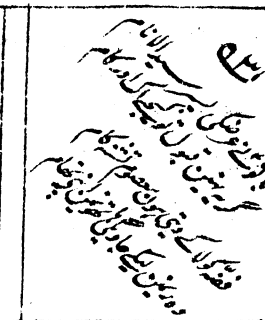
بچہ مرا یہ تشنہ دل بوتراب ہے
پانی پلاؤ پینا سے کو کار ثواب ہے

۲۰



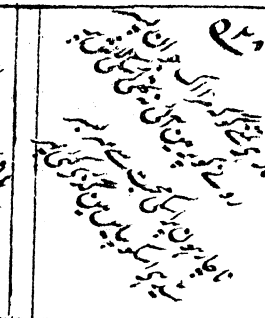
پانی اگر ملا علی اصغرؑ کے واسطے
دعوائے خون کرونگی نہ اکبرؑ کے واسطے

۲۱



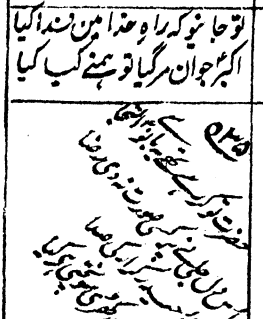
کچھ دشمنی نہیں مرے طفل صغیر سے
کوئی نہ اسکی گود مین ماریگا تیر سے

۲۲



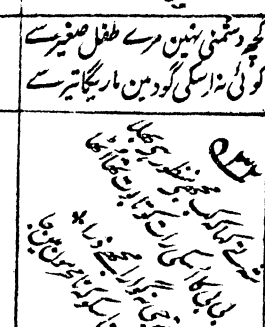
تو جا نیو کہ راہ خدا مین فنا کیا
اکبرؑ جوان مرگیا تو ہمنے کیا کیا

۲۳



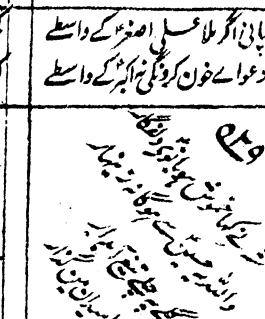
بانو اگر یہ جب نگاہ پڑے خاص و عام کی
پھر خاک زندگی ہو شہ تشنہ کام کی

۲۴



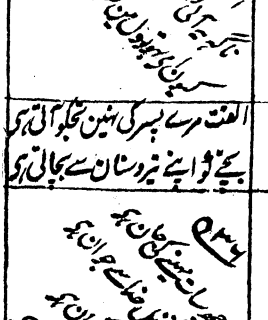
فضہ بھی فاطمہؑ ہی کی آخر کنیز ہی
بچے تو اپنے تیر و سنان سے بچاتی ہی

۲۵



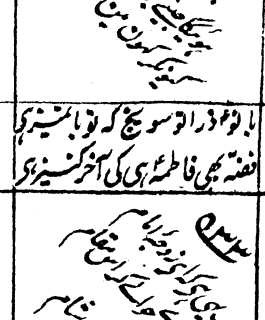
الفت مرے پسر کی نہین نجلو آتی ہی
بچے تو اپنے تیر و سنان سے بچاتی ہی

۲۶



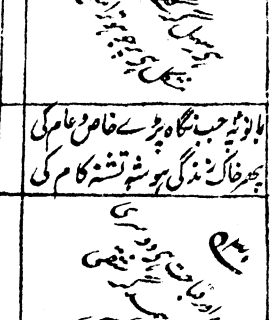
آیا نہ رن مین آپ گذارش کے واسطے
بھیجا ہی عورتون کو سفارش کے واسطے

۲۷



بچہ ترا گلے سے لگانے سے رہونگا مین
چھاتی کے نیچے اسکو چھپانے سے رہونگا مین

۲۸



سنو ہر حسینؑ ہی یہ افتخار کر
آج اپنا لال میرے پسر پر نثار کر

اکبرؑ کو کر چکی ہون تصدق امام کے
اصغرؑ بھی ہی نثار شہ تشنہ کام کے

بولی کہ اب نہ شاہ پہ کوئی گزند ہو
حق کی جناب مین مرا فدیہ پسند ہو

جیسے مین غلغلہ تھا کہ اکبرؑ جا چکے
بیٹھے ہوئے مگر علی اصغرؑ بھی آ چکے

بے آب تین روز سے یہ رشک ماہ ہی
معصوم ہی غریب ہی اور بے گناہ ہی

پانی اسے پلاؤ کہ یہ تشنہ کام ہی
اصغرؑ یہ صلح جنگ کا اب اختتام ہی

منظور اب نہین بجز از زندگی مجھے
ہوگی سکینہؑ جان سے شرمندگی مجھے

سیراب کر چکے گے جو اس نور عین کو
تم پھر حوالے کیجیو لاکر حسینؑ کو

قطرہ نہین ملا ہی اسے تین رات سے
پانی اسے پلایو تم اپنے ہات سے

لازم ہی تمکو رحم دلی بے زبان پر
احسان آج ہوگا ترے خاندان پر

۵۵۰

عش کھا کے گر پڑی وہاں بانو
یاں تیر کو لیا شہ مظلوم نے نکال
کھودی زمین تیغ سے شق قبر لال
اور دفن کر دیا وہاں معصوم خرد سال
تربت پہ شاہ رو کے کہے اُس نوحہ میں کی
ہے ہے علیمؑ آگے شہادت حسینؑ کی

۵۴۹

پیکان گیا جو گردن اصغرؑ سے واں گذر
بانو کے دل کو ہو گیا بیساختہ اثر
دیوڑھی کے پاس آ کے پکاری بچشم تر
کیا گذری اے امام تمہارے لال پر
شہ نے کہا یہ بعض تھا طفل صغیر سے
مارا ہے تیر کس نے علی اکبرؑ سے شیر سے

۵۴۸

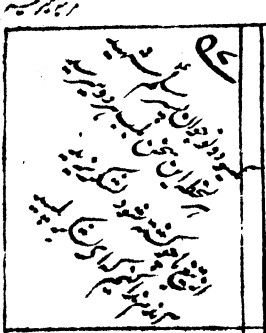
تھا شاہ سیوں کی فوج میں اک شوربرجا
یاں کانپتا تھا حارث ہمدانی سا جدا
واں ہنس رہے تھے کوفی و شامی سبھی جدا
بیٹے کو رو رہے تھے یہاں شاہ کربلا
دل تھا وہاں کہ تیر میں ایسی صفائی ہے
یاں یہ ہری بھری تھی فاطمہؑ کی بوئی ہے

۵۴۷

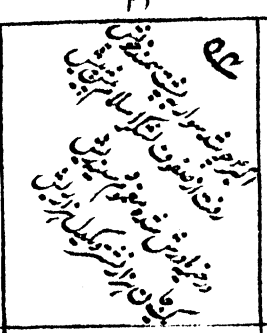
اِس حرملہ نے کاٹنے کو اپنے کمان کو
سوفار سے ملا دیا چلے کو ایک بار
اور کھینچ کھینچ تا بہ بنا گوش شہسوار
پھر بولا دیکھو اب تو ترا تیر آبدار
تیر اس طرح سے گردن اصغرؑ پہ چل گیا
پیکان تو ادھر بارہ ادھر شہ سے نکل گیا

۵۴۶

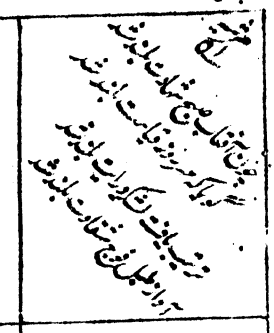
جب این سعد نے یہ سنے شاہ کے کلام
آیا قریب حرملہ وہ نطفۂ حرام
بولا کہ ہی لڑائی اسی طفل پر تمام
لے آج مجھے منصب و جاگیر اس مقام
لے اس طرح کا کام صفائی کا چاہیے
گذرے جو صاف گردن طفل صغیر سے



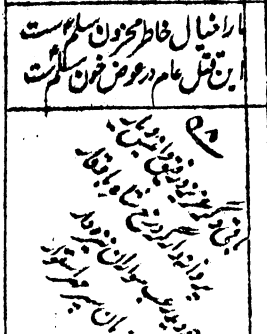
از خیمهٔ حرم چو جوانان برون شدند
در فوج شام جملهٔ علم سرنگون شدند



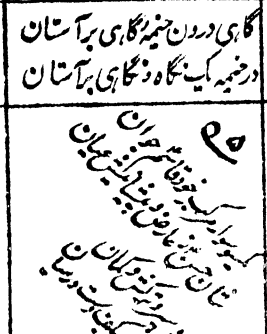
گاهی درون خیمه گهی بر آستان
در خیمه یک نگاه و نگاهی بر آستان



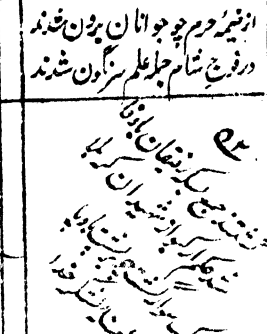
ما را خیال خاطر محزون سلم است
این قتل عام در عوض خون سلم است



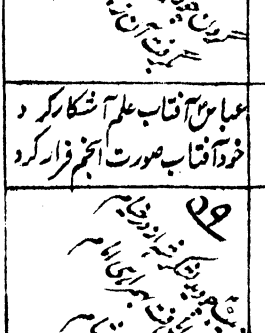
بر پشت زین چو خود شه دین را نهاد پشت
بر خاتم نبوت احمد نگین شکست



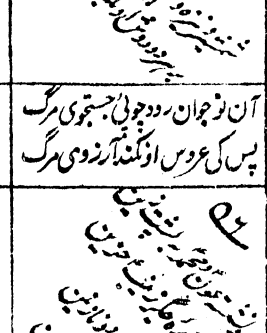
آن نوجوان ره دو جوانی جستجوی مرگ
پس کی عروس او نکند آرزوی مرگ



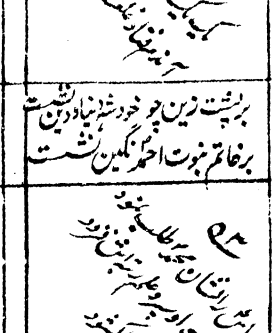
عباس آفتاب علم آشکار کرد
خود آفتاب صورت انجم فرار کرد



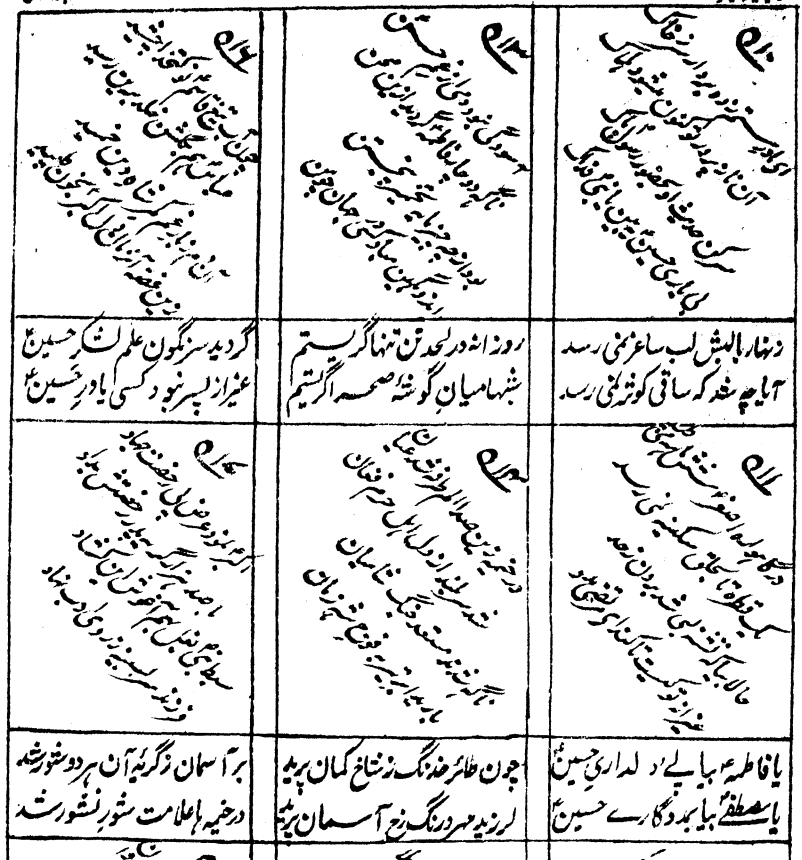
آن صاحب علم چو بمرکب سوار شد
روح علی بجاه و جلالش سوار شد



زینب بخیمه بر پسران چون نگاه کرد
هم گشت شادمان و هم از سینه آه کرد



از کوفیان رسید چها بر سر حسین
یا فاطمهٔ بیا و ببین لشکر حسین



۱۰
ای کوفیو ستمگر و بیدادگر مشو
آن نانه پدر کشی مکن و کافر مشو
کن رحم بر حسین و بمین بیش از این ستم
کز بهر آب بر سر او خنجر مشو

زنهار با لبش لب ساغر نمی رسد
آیا چه شد که ساقی کوثر نمی رسد

۱۱
روز اشه در لحد تن تنها گرستم
شبها میان گوشهٔ صحرا گرستم

گردید سرنگون علم لشکر حسینؑ
غیر از پسر نبود کسی یار و یار حسینؑ

۱۲
یا فاطمهؑ بیا بیالین دلداری حسینؑ
یا مصطفیٰ بیا بمدد گاری حسینؑ

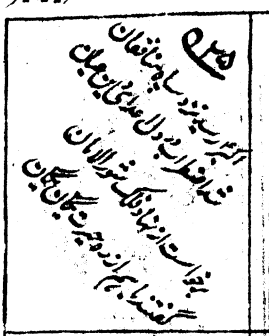
چون طائر خدنگ ز شاخ کمان پرید
لرزید مهر در رنگ رخ آسمان پرید

۱۳
در خیمه ها علامت شور نشور شد
بر آسمان ز گریهٔ آن هر دو شور شد

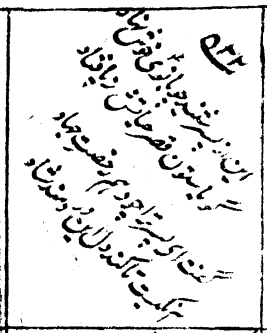
در کربلا چو خیمهٔ آل عبا رسید
زهرا همان زمان بسوی کربلا رسید

بر حلق تشنه گان ز ستم تیغ جفا رسید
نوبت به ذبح حضرت سلطان هدا رسید

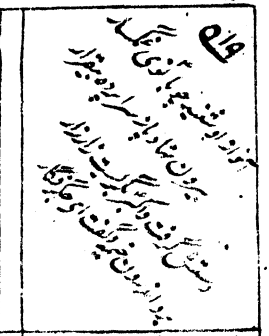
گای مادر ستم زده دیدار ما ببین
دارم به دل خیال شهادت بیا ببین



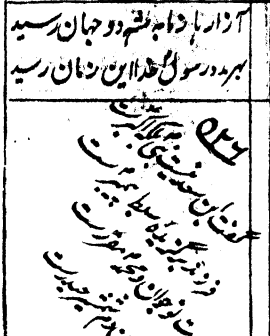
زندان شود نصیب تو بعد از ممات ما
آزار ها ز دامن محشر دو جهان رسید



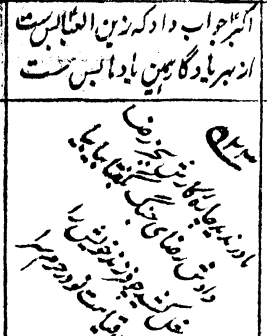
اکبر جواب داد که زین العبا بس است
بهر در رسول خدا این زمان رسید



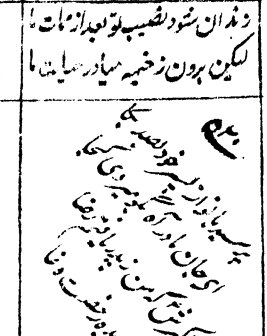
لیکن برون ز خیمه میاد صدای ما
از بهر یادگار همین یاد ما بس است



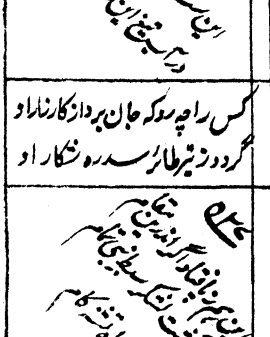
یک یک رفیق شاه شهادت نصیب شد
کس را چه رود که جان برد از کار زار او



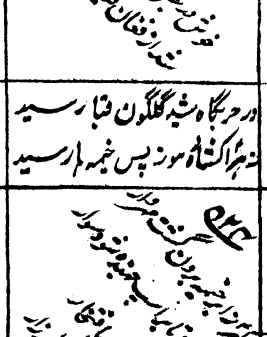
در حرمگاه شه گلگون قبا رسید
گردد ز تیر طایر سدره شکار او



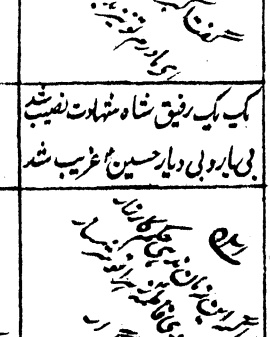
بی یار و بی دیار حسین غریب شد
تیری بقلب مادر اندوهگین نشست

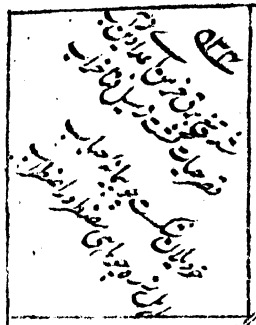


جان من و صد هزار فدای حسین باد
پرسد ز ما که یوسف آل عبا کجاست

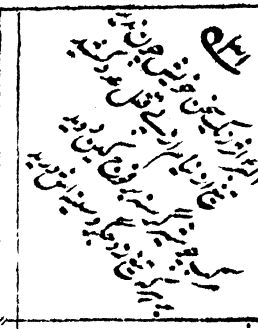


جانم فدای ناخن پای حسین باد
محبوب من شبیه رسول خدا کجاست

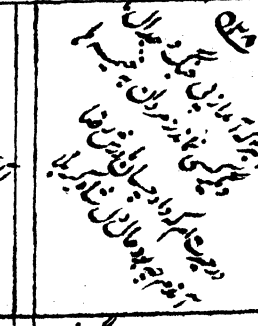




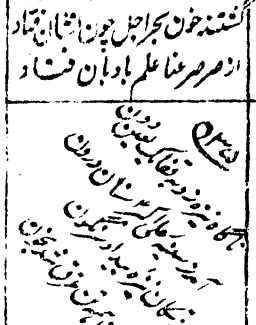
آمد پسر چو دوست آن اقرار گذشت
وقت دوول بر دل زینب چه گذشت



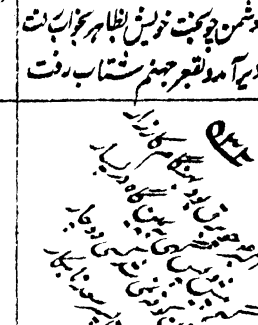
دشمن چو بخت خویش بظاهر بخواب رفت
دیر آمد و بقعر جهنم شتاب رفت



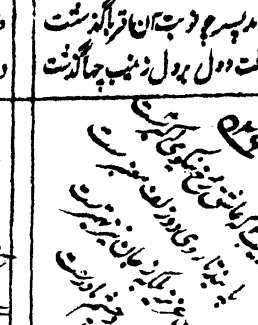
گشتند خون بحر اجل چون روان فتاد
از صرصر عنا علم بادبان فتاد



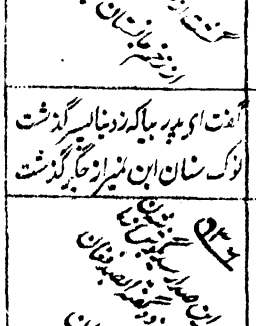
اکبر دوم نبرد چو غلطان خون نشود
از خنجر دو زمیست که زینب برون نشود



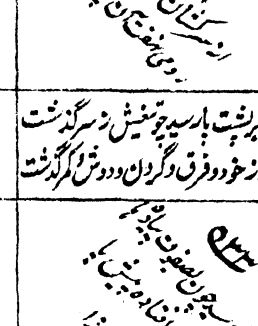
برپشت بارسید چو تیغش ز سر گذشت
از خود دو فرق و گردن و دوشش گر گذشت



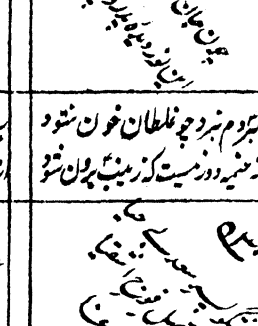
گفت ای پدر بیا که ز دنیا پسر گذشت
نوک سنان این نه ز جگر گذشت



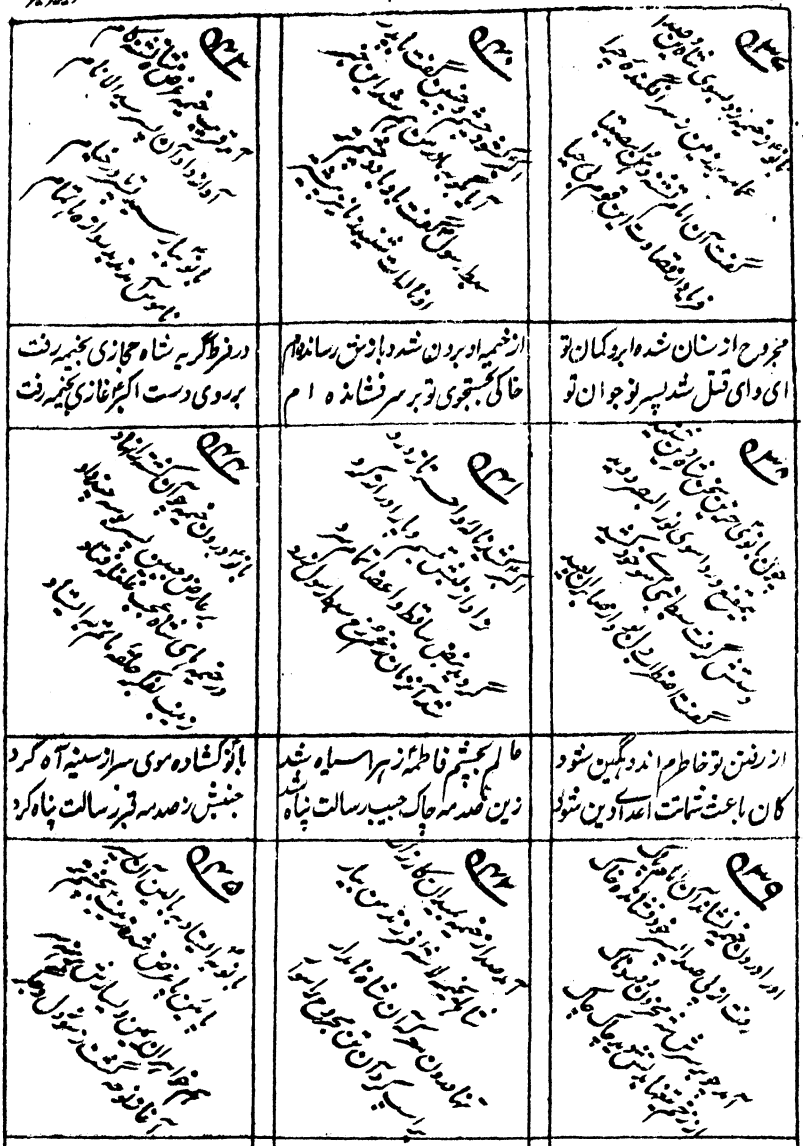
اکبر ز ابتدای سخن اختتام کرد
از جانب پدر همه حجت تمام کرد



هر کس که دید نوک سنان خندگاه او
از طرفه بیم باز نه آمد بجنگ او



بیرون چرا نیزد از جسم جان من
افسوس کشته شد پسر نوجوان من



مجروح از سنان شده ابرو کمان تو
ای وای قتل شد پسر نوجوان تو

از خیمه او برون شده با زینب رسانده ام
خاکی بگیسوی تو بر سر فشانده ام

در فرط گرمی شاه حجازی بخیمه رفت
بر روی دست اکبر غازی بخیمه رفت

از رفتن تو خاطرم اندوهگین شود
کان باعث شماتت اعدای دین شود

عالم بچشم فاطمه از هر اسیاه شد
زین غصه مه چاک جیب رسالت پناه شد

با گونه کشاده سوی سر از سینه آه کرد
جبریل ز صدمه قبر رسالت پناه کرد

برنعشش چو سرور دنیا و دین فتاد
گویا که رکن عرش بلرزش زمین فتاد

لیکن سوار از خود شده هر دو سرانه شد
گریان پیاده پا سوی خیمه روانه شد

آمد دم ضمیر طرفه قیامت بشد بپا
گفت از زبان حال چو بانوی غمگسار

نوم

رفتی زجهان و بی لب گفتم علی اکبر

ای وای ز نخوتی مادر علی اکبر

ای جان که بهوش تر از دور بزن

بر زانوی مادر بنشین سر علی اکبر

دانند که تا زنده ستم نتوان کرد

با دیدهٔ علی اکبر علی اکبر

احوال دل مادر ناشاد زبان کن

وقتی که ترا دید بهم علی اکبر

اکنون بمیرت مانده میدان فراغت

با خنجر و شمشیر بخون غلطان علی اکبر

ای جان پدر خود را دعا گو باش همیشه

بگذار سکینه که برادر بخوابد

قربان سر زلف تو خواهر علی اکبر

در زلزله آرام بگیران مرتضی را

حافظ بجز از شرم دعا چیست علی اکبر

زینب بسر و سینه خود میزد و میگفت

ای باغ فشان گوهر دل مصطفی اکبر

آنگونه بکام دل ما خون جگر ریز

کاید بجگرگوشهٔ خود خنجر علی اکبر

ای بیخبر از خود ز صدا عاد بیا باز

ای خنجر و بیباک جان برادر علی اکبر

باقی سب بفرصت جوم فتنم اند

عباس علی اصغر و شبر علی اکبر

مرثیہ

لاشون کا رن مین کھیت پڑا تھا یہ کھیت پر
گل فاطمہ کے لوٹتے پھرتے تھے ریت پر

وقت زوال بھی ہی تمازت بھی خوب ہی
مہر سپہر دین کو قصد غروب ہی

نقشہ ہر ایک سر مین ہی مدآہ کا
کیا باغ لٹ رہا ہی رسالت پناہ کا

مشتاق تین دن سے جو ہی برگ کاہ کا
گھوڑا ابھی ہانپتا ہی شہ دین پناہ کا

صرصر بھی خاک اڑاتی ہی افلاک کے تلے
زہرا کے پھول آج چلے خاک کے تلے

طوبیٰ تلے بلند ہی افغان فاطمہ
جون گل ہوا ہی چاک گریبان فاطمہ

اک بار تو امنگ شجاعت نکالیے
دریا قریب ہی مجھے پانی مین ڈالیے

یاں تک عرق ہوا ہی جبہ اُس جناب سے
گویا کہ اشک جاری ہین چشم رکاب سے

کب سایہ کی حسینؑ کو اسدم تلاش ہی
وہ دھوپ مین پڑی مرے اکبرؑ کی لاش ہی

ہوتا نگون اک آن مین احمدؐ کا تخت ہی
تن شہ کا جا بجا جو دل لخت لخت ہی

فرما ہا ہر یون وہ دل و جان فاطمہؑ
لاؤن کہان سے سایۂ دامان فاطمہؑ

ہر اک پہاڑ دھوپ مین ازبسکہ گرم ہی
پتھر ہر ایک موم کے مانند نرم ہے

تا کید ابن سعد ہی فوج لعین کو
ہان جلد مار لو شہ دین کو

افراط آب ہی یہ گروہ لعین پر
چھڑکاؤ ہو رہا ہی دہان کی زمین پر

باگیں اٹھائے تازیوں کی اپنے دوش تک
کھینچے ہوئے کمانوں کے چلوں کو گوش تک

آتا تھا زخم سر سے لہو جو بہا ہوا
چہرے پہ ایک پردۂ خون تھا پڑا ہوا

پیاسے لب فرات سگ و خوک کر رہے
پر تشنہ لب تمام غزال حرم رہے

زخم اسقدر لگے تھے کہ سب جن ہو گیا
پیراہن اک حباب کے مانند ہو گیا

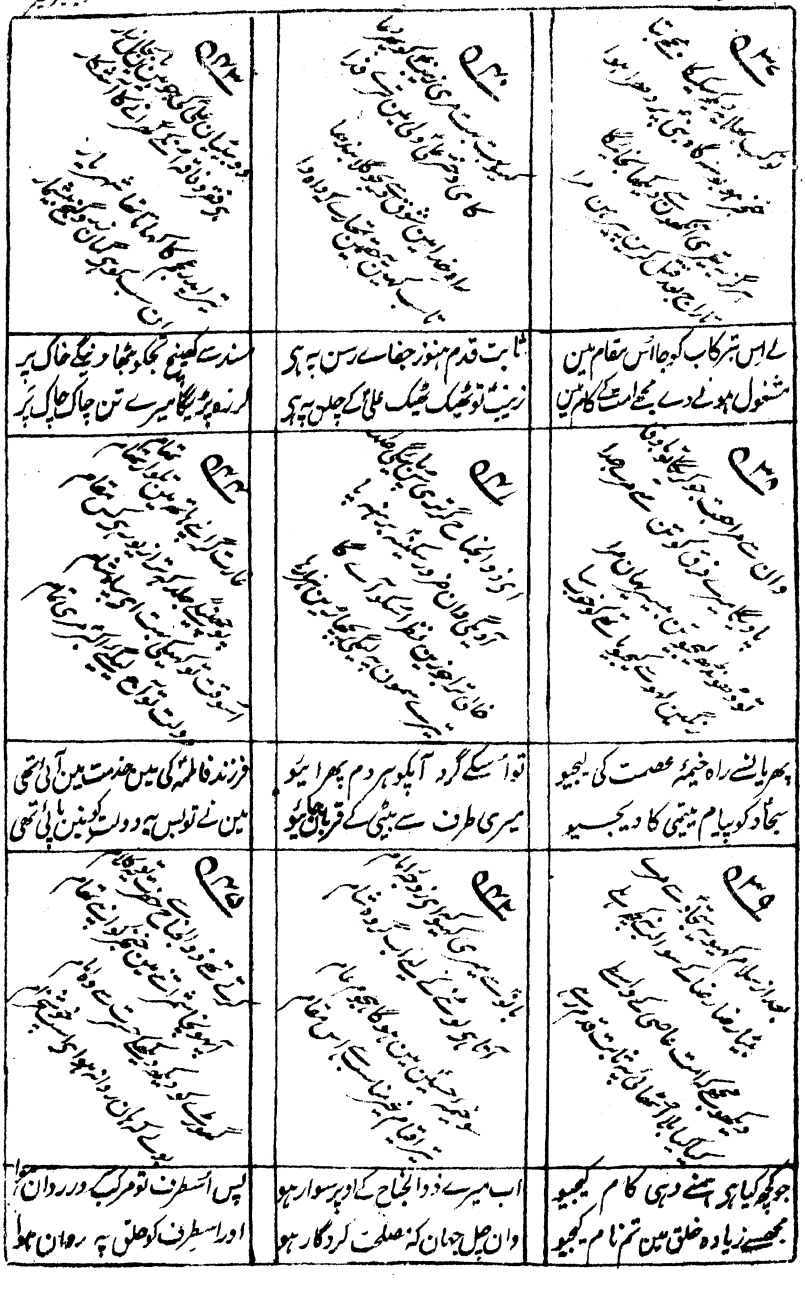
کیا رفت اسیلے تجھے اسوقت آئی ہی
آقا سے اور گھوڑے سے ہوتی جدائی ہی

یاں دشمنوں کے سوا نہیں جائے پناہ ہی
ہم کو تو خوں گرم ملی قتل گاہ ہی

جو پیتا تھا دوش شہ مرسلؐ پہ
تو نے گرا دیا اسے روئے زمین پر

کیا اسکا غم ہی جو تجھے پانی ملا نہیں
سوگند کھا لے کہ میں نے بھی قطرہ پیا نہیں

۲۸	۲۹	۳۰
بولا وہ بے زبان پہ ہے کیا بچا تجھ سے یہ کوئی بات رسولؐ خدا کے پوتے سے بلا وجہ کیا ہے خفا مجھ سے آگر ملک کیا بچھڑ کے آپ سے	۲۹ کانپے تھے سب بلا کے سوار آبدار تھے مرکب وہ سب بلا کے پیارے فرمایا اس نے مجھ کو کہ ہے تو سوار تو ہوگا حسین کون سے گردوں کا تو نجوم	۳۰ جب صبح ہوئی بیٹھ گیا ناز سے گھوڑا تب آپ نے یہ عائشہ صدیقہ سے فرمایا رونے لگے سوار جو بین دامنی کیا بیکس پہ تیرے بعد ہے مجبوب کربلا
موجود اُس جناب کے سب راہوار تھے اور آپ اُنکے کاندھے پہ سُندن سوار تھے	۳۱ فرمایا کیا بتاؤں میں سامان کربلا آنکھوں کے نیچے پھر گیا میدان کربلا	۳۲ زمنوں سوا انیس دم غم نہیں مرا خنجر بغیر اب کوئی ہمدم نہیں مرا
تمنے کیا اشارہ مجھ اندوہگین پر گھٹنوں کو ٹیک بیٹھ گیا میں زمین پر	۳۳ ہونگے جو زخم اسکے تن چاک چاک پر گھوڑا اسی طرح سے اُتاریگا خاک پر	۳۴ نیزے پہ سر چڑھیگا نشان بتول کا لٹجائیگا یہ اسلحہ سارا رسولؐ کا
طاری ہوا یہ غم شہ دنیا و دین پر رونے لگے بھی رو تے گرے احمد مبین پر	۳۵ گرنے نہ دیتا میں پسر بوتراب کو ہوتا جو میں تو تھامتا اسکی رکاب کو	۳۶ گر شمر روبرو ترے خنجر چلائے گا اس ذوالجناح تجھ کو وہ کھانے جائیگا



۳۶
ترک بھلا یہ بھی کیا ہے کہ جائے
قصر ہو جس کا وہی پر دھرا ہو
ہر گز نہ تیری آنکھوں سے کیا جائیگا
تا روز حشر تیرا کرتا رہا ہو

۳۷
کیوں تو بہت سست ہوا ہی ہے گھوڑے
کاہی دھن کھڑا ہے لالی میں ترک فدا
ہاتھ سے کھینچ تھام لے باگ کو ذوالجناح
لاد ضد اپنی شوخ سے تجھ کو گرا نہ دے

۳۸
ہمسند سے کھینچ تجھکو بٹھا دینگے خاک پر
گر زور پڑیگا میرے تن چاک چاک پر

۳۹
وان سے مدینہ جو کہ گیا گھوڑا دوڑتا
یا دیگا میرے تن کو تن سے جدا خبر
تو دھوڈھتی ہوئی جو گئی خیمہ گاہ میں
دیکھیں گی اوٹ کیجیو تا کوچ کر خبر

۴۰
فرزند فاطمہ کی میں خدمت میں آئی تھی
میں نے تو بس یہ دولت کونین پائی تھی

۴۱
اے ذوالجناح عرش کی تجھکو قسم ہے جلد
آویگی جان فرد سے کیونکر آسکے
خالی نہ جائیو تجھ سے یہ میری پکار ہے
تیرے سموں کے نیچے کی خاک اپنے سر پہ ڈالوں

۴۲
تو اُسکے گرد آپکو ہر دم پھرائیو
میری طرف سے بیٹی کے قربان جائیو

۴۳
پھر یاں سے راہ خیمۂ عصمت کی لیجیو
بھاؤ کو پیام یتیمی کا دیجیو

۴۴
بعد از سلام کہیو یہ بھائی سے بہن
بنیاد ظلم کی ہے سو اب اس کے واسطے
دیکھو تو بھائی کرامت خاصی کی کیا ہے شان
سر پر بلا ہے آن کھڑی ہے یہ وقت ہے

۴۵
جو کچھ کیا ہی ہمنے وہی کام کیجیو
مجھسے زیادہ خلق میں تم نام کیجیو

۴۶
اب میرے ذوالجناح کے اوپر سوار ہو
وان چل جہاں کہ صلح کردگار ہو

۴۷
پس اسطرف تو مرکب کو روان ہوا
اور اسطرف کو خلق پہ روان ہوا

آندھی عجیب طرح کی اٹھی تھی جہان میں
ظلمت محیط ہو گئی کون و مکان میں

شیران دشت کہتے تھے یہ آج کیا ہوا
شیر خدا کے گھر میں کوئی حادثہ ہوا

وہ دیکھتا تھا لاش ہر اک شک ماہ کی
پر بوے خون داغ میں آتی نہ تھا کی

جب جا ملان عرش کے دل تھرا گئے
قدسی تمام عالم حیرت میں آ گئے

عابد کا گر نہ تا قدم در میان میں
تو آ چکی تھی صاف قیامت جہان میں

یارب حسینؑ کی یہ شہادت قبول ہو
محشر میں عاصیوں کی شفاعت قبول ہو

سب جانور پرندہ ہوے آشیاں سے
جاری ہوا بہشت لگا آسمان سے

سارے ہی صفوں کو چیر عدو کی سپاہ میں
پہونچا بصد ہزار محن قتل گاہ میں

تا راجی خیام نہایت قریب ہے
جا جا منتظر تھی وہ بے نصیب ہے

۵۵

۵۶

۵۷

رونے لگا بتول کے دلبند کے لیے
روتی ہیں جیسے عورتیں فرزند کے لیے

حرمت تری خدا و پیمبر کے ہاتھ ہے
بابا ترا علی اولی تیرے ساتھ ہے

بابا تو قتل ہو گئے سب سے گذر کر
کیا آپ بھی چلیں مجھے بیمار چھوڑ کر

۵۸

۵۹

۶۰

چلائیں لو بتی کا ہوا گھر تمام ہے
بیمار ہو حسین علیہ السلام ہے

اکبار ہو چکی تھی وہاں دستگیر میں
گھر میں علی کے بھی ہوئی اگر اسیر میں

مشکل ہے ایکدم مجھے رہنا جہان کا
ہے سب پہ فوق غم ترے بابا جانکا

۶۱

۶۲

۶۳

جب گوش زد بہنوں کے یہ پیغام ہو گیا
خیمہ میں اہل بیت کے کہرام ہو گیا

پر اس زمین سے مرا جبتک سفر نہو
واری گئی سکینہ کو میری خبر نہو

رحم اس پہ کیجیو کہ وہ طفل صغیر ہے
بیٹی مری غریب و یتیم و اسیر ہے





قیدی ہوئی ایدر سے جو بھائی بچھڑ گئے
یہ سارے دکھ سکینہ کے اوپر گذر گئے

ہر لحظہ صحبت دل صد پارہ تھی اُسے
گردش فلک کی جنبش گہوارہ تھی اُسے

خون حسینؑ چہرے پہ جانے نقاب تھا
وہ گرمیوں کی پیاس تھی اور قحط آب تھا

تکلیف اپنی جان پہ ہر ایک لیتے ہیں
لیکن وہ اپنے بچوں کو آرام دیتے ہیں

جمر سے پانوں فرش پہ رکھ کر نہ دوڑتی تھی
طفلی میں قید پائی تھی وہ وہ شق کرتی تھی

نادان تھی سیاہی زندان سے ڈرتی تھی
بس مُنھ سے یا حسینؑ کہا اور مر گئی

چوتھے برس یہ رونگٹے بابا حسینؑ کو
غم آکے پرورش کرے اس نونہال کو

بھائی چچا کی لاش پہ وہ نوحہ گر ہوئی
بیکس ہوئی یتیم ہوئی بے پدر ہوئی

پائی جگہ نہ پہلوے قبر امام میں
تقدیر لے بٹھائی ہے قبر اسکی شام میں

حاجت نہ اس مزار کو تھی مہر چراغکی
تھی روشنی وہان دل زہرا کے باغ کی

بولا مقام خوف کا ہے اس مقام میں
شب باس ہو جو یونہ ولا شہر شام میں

تھے سب کے ہاتھ پر بلبق گل دھرے ہوئے
تھے سب کے ساتھ پانی کی مشکیں بھرے ہوئے

فوج ملک وہان پہ ہر اک آ رہتی تھی
اور یکسی لحد کی نگہبان رہتی تھی

زینب ہر ایک بستی میں ہی خنکے سر پھری
ان گلیوں میں بتول بھی یونہ در بدر پھری

رکھکر چراغ قبروں کے اوپر جلا دیے
ہر اک لحد پہ پھول وہ سارے چڑھا دیے

اپنے وطن سے اسکو کہین کا سفر ہوا
وارد میان شام عرض آن کر ہوا

آرام تھا نہان کو نہ دل کو چین تھا
اسکے حضور چشم مزار حسین تھا

اس قبر پر نہ شمع ہے کوئی نہ پھول ہے
پر رحمت خدا کا وہان پر نزول ہے

۲۱

یاں روشنی مزاروں کے اوپر پڑی ہوئی
یاں شمع و گل پہ ایک لحد ہی پڑی ہوئی

۲۲

اک بارگی مکان وہ پُرنور ہو گیا
ہر اک درخت بھی شجر طور ہو گیا

۲۳

بالوں پہ خاک اور گریبان پھٹا ہوا
ماتھے پہ تازہ خون کسی کا لگا ہوا

۲۴

یاں کچھ چراغ اور ہیں کچھ شمع و گل کے پھول
بکھرے ہیں ایک جا پہ بھی اور ایک جا پہ بھی

۲۵

صدمے ہر ایک حور پہ بھی بیحساب تھے
کاندھوں پہ اُنکے شیشہ کے غنچہ و گلاب تھے

۲۶

گودی میں لیکے قبر پہ بولی زبان سے
اُٹھو سکینہ جان ملو دادی جان سے

۲۷

اس شخص کی گرد و ہان حالت تباہ تھی
اُس قبر پر نگاہ تھی اور لب پہ آہ تھی

۲۸

صدمہ ہے فاطمہؑ کے دل بیقرار پر
اٹھا بتول آتی ہے اب اس مزار پر

۲۹

کیوں بیٹری بیکسی پہ نہ رووں مزار میں
شبیرؑ کربلا میں ہے تو اس دیار میں

۲۱

[illegible]

دل تو سمجھا قبر میں گھبرایا ہوگا
سونا پدر کے سینے کا یاد آیا ہوگا

۲۲

[illegible]

میرے لیے عدو میں تجھے شور کرتے ہیں
ای لاڈلی حسینؑ کی حاضر حسینؑ ہے

۲۳

[illegible]

ہے شرم اب تو اک آنکھ میں پانی ملانے کی
کیا قسم ہے کھائی مجھے منہ دکھانے کی

۲۴

[illegible]

وقت سے انکی دل کو مرے شور و شین ہے
فرمایئے کہاں مرا بابا حسینؑ ہے

۲۵

[illegible]

اب اپنی لاڈلی پہ میں قربان جاؤں گا
اسیدم سکینہؑ کو میں گلے سے لگاؤں گا

۲۶

[illegible]

کہیے نہ میں سکینہؑ کو صدقے بڑے بڑے
ہو جاؤ اسکے پاس ذرا تم کھڑے کھڑے

۲۷

[illegible]

پریشاں غرق خون میں جسم فگار کی
اور لاش قدموں پہ اک شہسوار کی

۲۸

[illegible]

نالے سے شہ کے عرش خدا تھرا گیا
غش فاطمہؑ کو قبر سکینہؑ پہ آ گیا

۲۹

[illegible]

ماتم کا نالہ عرش بریں جوش ہو گیا
یہ شخص دیکھ کر یکایک بیہوش ہو گیا

بس اے ضمیر خستہ کہ اب وقت ہو چکا
ناشیر خوار آہ گئی آسمان پہ
کہ رانڈ اس سے سوا ہے بخت دیکھ جو کہ
آتی تھیں غلام کی اپنے نہیں خبر
اس نائب نبی کی مشکل کو حل کرو
یارانِ علی کی مشکل کو حل کرو

۳۸

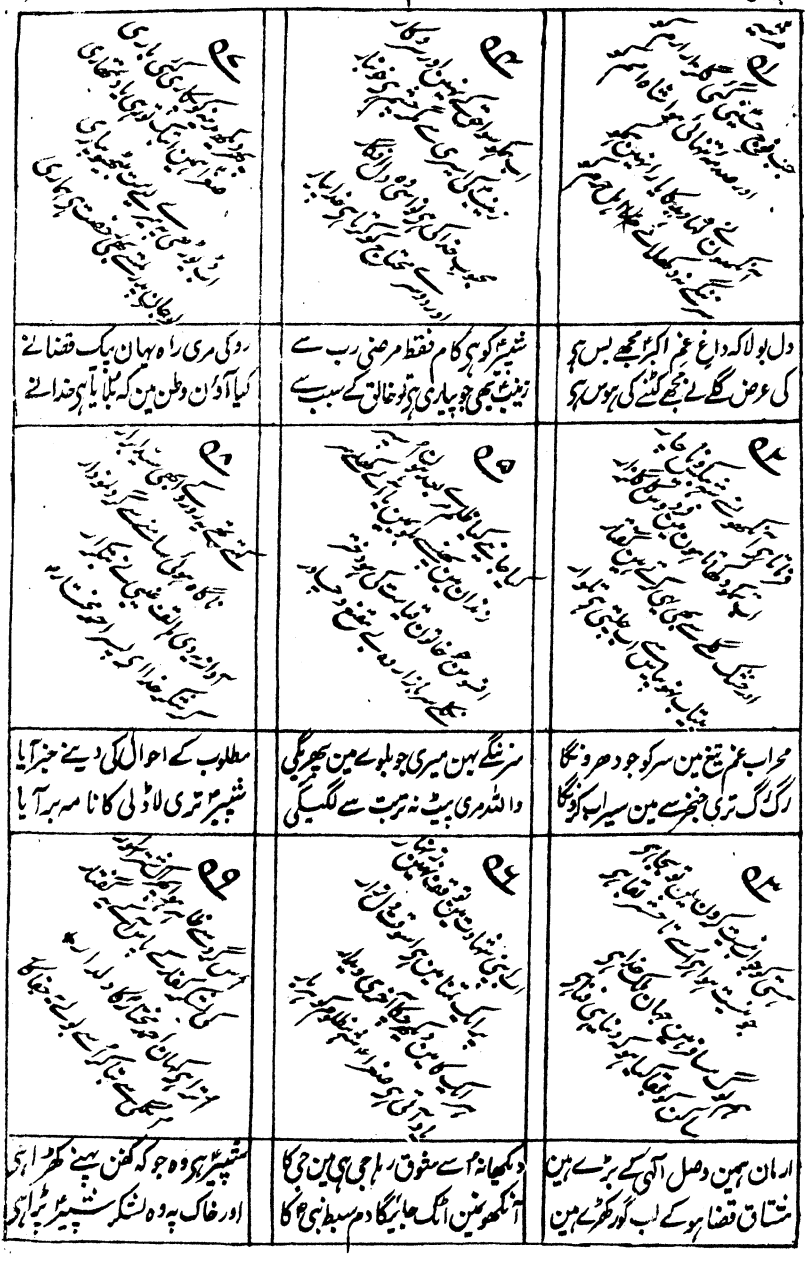
خوش سے افتادہ ہو بستی کا کوہ بیدا
اس شخص سے بہ بہت والا ہو کیا
روشن ہے مہر سے دلیر ہیں جاں کا باجرا
لیکن یہ وہم کیا ہے ذرا بھی تو نہیں
بارش ہلال ہے علمدار ان تعدد ہوئی
یہ جنگ ہے کہ بزم مقدس سے نہ ہوئی

۳۹

تب یاد آئی حضرت زہرا کی بیکسی
پھر تو نہ اس خیال میں اک جنبش ہلا
یہ بے کسی تھی تین دن کی جب یہ کیا تھا حال
پانی تو وقت نزع بھی اس کو نہیں ملا
تشنہ لبی کا غم ہے بیان اک شخص سے ہوا
یہ وہ مزار ہے کہ کبھی نہ نہ ہوئی

۴۰

تب یاد آئی حضرت زہرا کی بیکسی
ناشیر خوار آہ گئی آسمان پہ
کہ رانڈ اس سے سوا ہے بخت دیکھ جو کہ
آتی تھیں غلام کی اپنے نہیں خبر
اس نائب نبی کی مشکل کو حل کرو
یارانِ علی کی مشکل کو حل کرو



۱۴
جب تیغ حسینی کی گلے پر ہوئی کاری
اور صدمہ بہت ناقہ علی پر ہوئی کاری
آخر کو ہوئی ذبح وہ بے کس کی سواری
اس دن سے نہ کھلائے گل اہل حرم کی

دل بولا کہ داغ غم اکبر مجھے بس ہے
کی عرض گلے لے تجھے گننے کی ہوس ہے

۱۵
اس بات کو سنتے ہی ہوا غیظ کا طاری
زینب کی بھری گود سے کی شیر نے خیزاں
اور دوڑ کے خیمے کی طرف آیا ہے خونخوار
بچوں نے جو دیکھا تو ہوا شور و فغاں کا

شبیر کو ہے کام فقط مرضی رب سے
زینب بھی جو پیاری ہے تو خالق کے سبب سے

۱۶
روکی مری راہ یہاں بیک فغانے
کیا آؤں وطن میں کہ بلایا ہے خدا نے

۱۷
ارمان ہمیں وصل الٰہی کے بڑے ہیں
مشتاق قضا ہو کے لب گور کھڑے ہیں

۱۸
دیکھا نہ اسے شوق رہا جی ہی میں جی کا
آنکھوں میں اٹک جائیگا دم سبط نبی کا

۱۹
شبیر ہے وہ جو کہ کفن پہنے کھڑا ہے
اور خاک پہ وہ لشکر شبیر پڑا ہے

۲۰
مطلوب کے احوال کی دینے خبر آیا
شبیر تری لاڈلی کا نامہ بر آیا

۲۱
محراب غم تیغ میں سر کو جو دھرونگا
رگ رگ تری خنجر سے میں سیراب کرونگا

۲۲
سرشنگے بہن میری جو بلوے میں پھریگی
واللہ مری پیٹ نہ تربت سے لگیگی

۲۳
ارمان یہی تھا میں تجھے قبر میں رکھتا
اور ایک کفن اپنا بھی ساتھ لے کے میں جاتا
پر ایک میں کیا چیز ہوں اے خالق اکبر
ہر ایک کو ہے تجھ سے ترے ملنے کی حسرت

ارمان ہمیں وصل الٰہی کے بڑے ہیں
مشتاق قضا ہو کے لب گور کھڑے ہیں

۲۴
روکی مری راہ یہاں بیک فغانے
کیا آؤں وطن میں کہ بلایا ہے خدا نے

۲۵
شبیر کو ہے کام فقط مرضی رب سے
زینب بھی جو پیاری ہے تو خالق کے سبب سے

۲۶
سرشنگے بہن میری جو بلوے میں پھریگی
واللہ مری پیٹ نہ تربت سے لگیگی

۲۷
مطلوب کے احوال کی دینے خبر آیا
شبیر تری لاڈلی کا نامہ بر آیا

تبلا تو کہ احوال مری پیاری کا کیا ہے
یان تو چمن فاطمہ یا ل ہوا ہے

طاقت نہین گویائی کی شاہِ دو جہان مین
پیاسا ہون کئی روز کا کلمت ہے زبان مین

نصویر دکھا دیجیے ہم شکل نبی کی
کر لون مین زیارت تو رسول عربی کی

حال آپکا جبوقت یہ سُن پائینگی صغرا
مچھلی سی تڑپ کر دہن مرجائینگی صغرا

خونِ شہِ مظلوم مین خنجر کو بھریگا
اب شمر ستمگر ہمین بیجان کریگا

تم سوتے ہو سینے مین لگا برچھی کا پھل آج
یہ نیند جوانی ہے کہ یا خواب اجل ہے

قاصد سے کہا اب نہین ممکن کہ جیو مین
تو تھام کلیجہ مرا تو خط کو پڑھو مین

تو کہیو مین شبیر کے جب پاس گیا تھا
سر انکا قلم کرنے کو جلاد کھڑا تھا

آگاہ ہو حال پسر شاہ بحف سے
ہمشیر کو نامہ لکھوایا کی طرف سے

۱۹

صدمہ ہی مرے لال کی اب روح حزیں پر
یہ شرم کے باعث ہے تڑپتے ہیں زمیں پر

۲۰

والله نہ سننے کی مجھے تاب رہیگی
جب فاطمۂ لاشے پہ مرے بین کریگی

۲۱

والله کہ میں راہ میں بیچین رہونگا
حیران ہوں کیا فاطمہ صغرا سے کہونگا

۲۲

سب اہل حرم سینہ و سر پیٹ رہے تھے
اور بیچ میں نامہ لیے شبیر کھڑے تھے

۲۳

قاصد نے کہا اسکو ذرا ہوش نہیں ہے
کعبہ کی جدائی سے وہ مرنے کے قریں ہے

۲۴

بیٹوں کے بچھڑنے سے مجھے چین کہاں ہے
قالب ہے یہاں اور مری جان وہاں ہے

۲۵

زہرا علیہا پہ تمھارے بہت احسان ہوئے ہیں
لال آپکے شبیر پہ قربان ہوئے ہیں

۲۶

تم قبر کو کھودو میں سیوں اُنکے کفن کو
زہرا نے لحد چھوڑی ہے تم چھوڑو وطن کو

۲۷

میں قبر پہ بیٹھی ہوئی روؤنگی احمی کو
جنگل میں نہ چھوڑونگی حسین ابن علی کو

۲۸

اور اس طرف حسین مظلوم بہن کے پاس آئے

بہن بھائی کی آپس میں ملاقات ہوئی

رہنے کو مرے خوب یہ جنگل کا مکان ہے
بیٹے بھی یہیں ہیں مرا بھائی بھی یہاں ہے

۲۹

امام حسین کا بہن کو تسلی دینا

چلتی شہ مظلوم کی گردن پہ چھری ہے
زہرا بھی کئی روز سے یاں آئی ہوئی ہے

۳۰

امام حسین کا بہن کو رخصت کرنا

بشیر نہ ساوارث نہ کہیں پائیگی زینب
سر کھولے ہوئے شام تلک جائیگی زینب

۳۱

بہن کا بھائی کو رخصت کرنا

غیرت کا سبب ہے نہ کہیں جی سے گذر جائیں
ایسا نہ ہو آپ اپنا گلا کاٹ کے مر جائیں

۳۲

امام حسین کا بہن کو تسلی دینا

خط لاتے کا بشیر یہ احسان ہے تیرا
جا بھائی اب اللہ نگہبان ہے تیرا

۳۳

قاصد کا امام حسین کے پاس آنا

قاصد نے کہا ای پسر حیدر کرار
ہے ہے تری ہمشیر کا لٹ گیا گھر بار

۳۴

قاصد کا امام حسین کو خبر دینا

بہن کے گھر لٹنے کی خبر سن کر امام کا رونا

لے آیئے اصغر کو تو رو رو کے ذرا ہوں
شہ نے کہا اسکو میں ابھی گاڑ چکا ہوں

۳۵

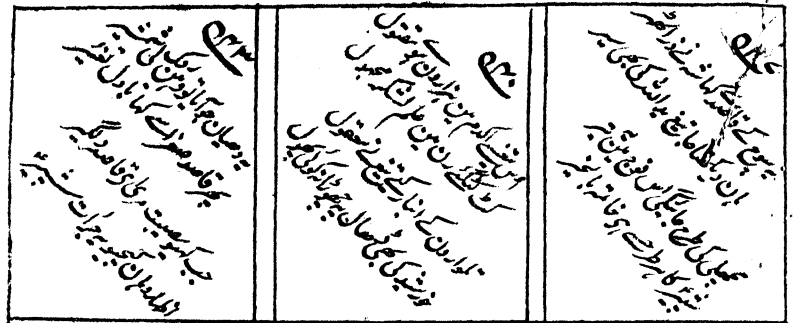
امام حسین کا اصغر کو پانی پلانے کے لئے لے جانا

رونا اسے پانی جو پیا کیجیو صغرا
اور دودھ پہ نذر اسکی دلا دیجیو صغرا

۳۶

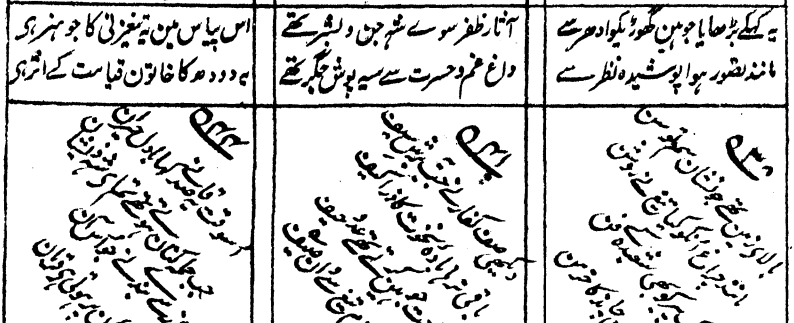
امام حسین کا اصغر کو گود میں لیکر میدان کی طرف جانا

اخلاق محمد ہے ترا کم سخنی میں
ہے عزت شبیر علی صف شکنی میں



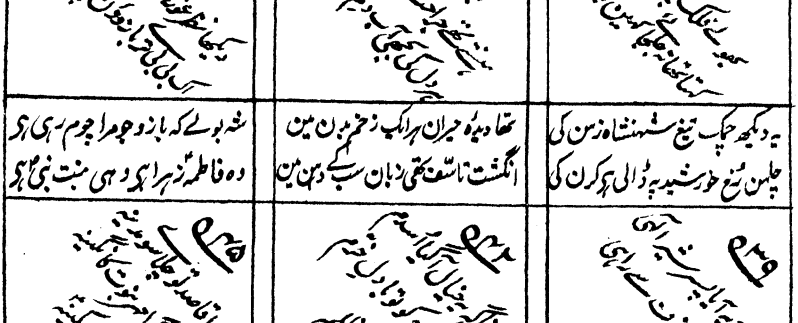
یہ کہکے بڑھایا جو ہین گھوڑیکو ادھر سے
مانند تصور ہوا پوشیدہ نظر سے

اس پیاس مین یہ تیغزنی کا جو ہنر ہی
یہ دودھ کا خاتون قیامت کے اثر ہی



یہ دیکھ چمک تیغ شہنشاہ زمن کی
چلمن مہ خورشید پہ ڈالی ہی کرن کی

شہ بولے کہ بازو جو مرا چوم رہی ہی
وہ فاطمہؑ زہرا ہی وہی بنت نبی ہی



جان تن مین چھپی اور بدن چھپ گئی صف مین
جون آب گہر مین ہو گہر لعل صدف مین

ایذا شہ مظلوم کے زخمون کو بڑی تھی
اور فاطمہؑ زہرا وہان بیہوش پڑی تھی

صدمے گئی تنہائی کا صدمہ نہ سہو تم
مین بھائی کہون اور مجھے ہمشیر کہو تم

ہم تو نہ گلا کاٹینگے اُس شاہ جری کا
یہ شخص تو اسا ہی رسول عربی کا

کہنے لگی حلقوم کو کٹوا تی ہو بیٹا
خالق سے گنہگار دنکو بخشاتے ہو بیٹا

ہوتا ہی بہت رنج حسین ابن علی کو
آواز بھی تم اپنی سناؤ نہ کسیکو

اشک آنکھ مین تھا بہے ہوے اور ہاتھ سر مین
حورین بھی ہین ہمراہ یہ کھولے ہوے سر مین

جب سینے پہ سر کاٹنے کو سمر چڑھا ہی
تب آنکے حضرت نے مجھے پیار کیا ہی

نہ ہراہ کو نہ پٹواؤ ستاؤ نہ علی کو
یہ کہکے غش آجاتا تھا پھر سبط نبی کو

سینے سے اُتر تو کہ عجب رنج مین ہو نگے
اس بیکس و مظلوم کی تعظیم کرو ن مین

ہم قتل ہون اور شکر کی گفتار کرو تم
یہ ذبح کرے اور ہمین پیار کرو تم

زہرا نے کہا آج مین فریادی ہونگی
بیٹا مین ترے خون کو بھی پہ ملونگی

آیا نہ اُسے خوف جناب احدی کا
سر کاٹ لیا سبط رسول عربی کا

جلاد نے مذبوح کیا تیرے اخی کو
دکھلا کے مجھے قتل کیا سبط نبی کو

شبیرؑ کی تو شوق سے تصویر بنا دے
پر ایک نظر اکبر سکینہؑ کو دکھا دے

مین عرش ہلاؤنگی ترا کھول کے سر کو
گودی مین مری ذبح کیا تیرے پسر کو

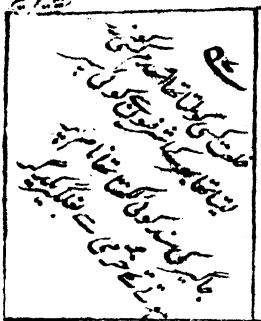
اب تجکو یتیمی کی ہون دینے خبر آیا
لے مین ترے بابا کو ابھی ذبح کر آیا

۵۶۱

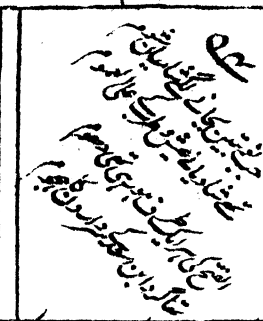
خاموش ضمیر اب کہ مطالب ہوے تحصیل
ہر بندہ پہ تحسین ہی کہتا تجھے جبریلؑ

حاسد کا نہ کر شکوہ ہمیشہ رہو تذلیل
یہ حق سے دعا مانگ تو غم سے نہو تحلیل

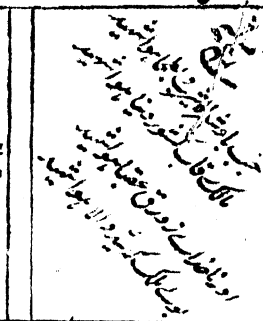
تو صاحب تسلیم و رضا کر مجھے یارب
جام مے عرفان عطا کر مجھے یارب



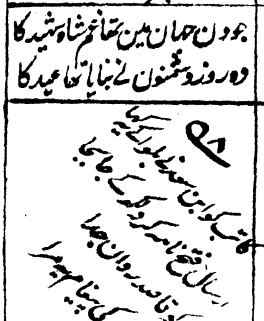
مارا ہے آج فاتحہ خوان بتول کو
بیسر کیا مجاور قبر رسول کو



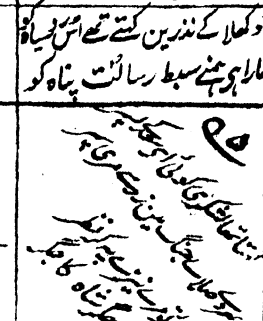
دکھلا کے نذرین کہتے تھے اس پیاسے کو
مارا ہے ہمنے سبط رسالت پناہ کو



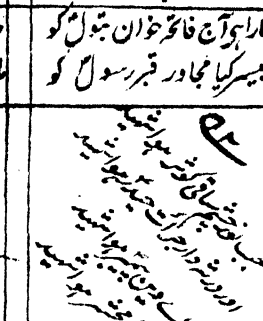
جو دن جہان میں تھا غم شاہ شہید کا
وہ روز دشمنوں نے بنایا تھا عید کا



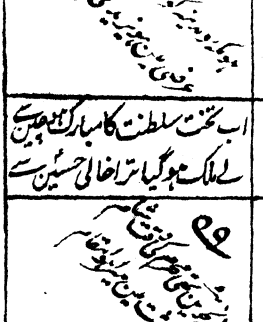
مطلق کیا خیال نہ زہرا کی آہ کا
گل کر دیا چراغ رسالت پناہ کا



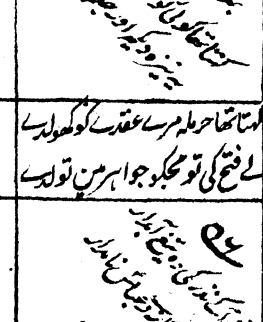
کہتا تھا حرملہ مرے عقدے کو کھولدے
لے فتح کی تو مجکو جواہر مین تولدے



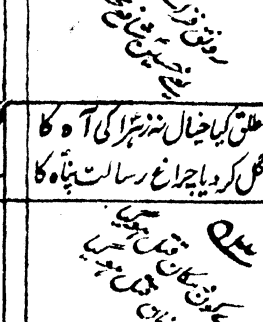
اب تخت سلطنت کا مبارک ہے جی سے
لے ملک ہو گیا ترا خالی حسین سے



چلایا ابن سعد کہ ای شمر کیا ہوا
اُسنے کہا کہ لے سر و زر حد ا ہوا

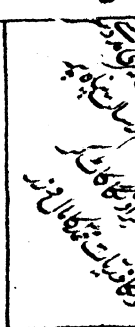


یہ کہکے ایک اور نے نیزہ علم کیا
سر شہ کے بھانجون کا اسی نے قلم کیا



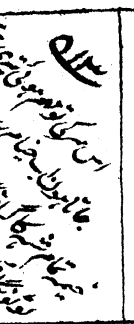
لشکر یون کو مستعد جنگ سب ہوا
عباس لے کہ رات کا مہلت طلب ہوا

۱۱۰



گھوڑے سے پھر جدا شہ تشنہ دہن ہوا
ہنگام عصر خاتمۂ پنجتن ہوا

۱۱۱



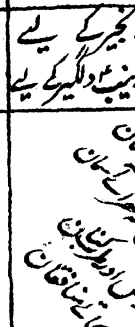
بیمار کربلا تو ہو زنجیر کے لیے
بے چادری ہو زینبِ دلگیر کے لیے

۱۱۲



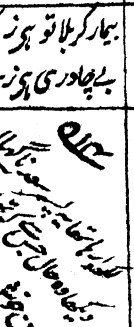
شاہ عراق و میر حجازی ہوا ہو قتل
در عین سجدہ حق کا نمازی ہوا ہو قتل

۱۱۳



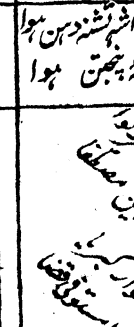
سلطان چار بالش قصر بتول تھا
آئینہ دار شاہد سرع رسول تھا

۱۱۴



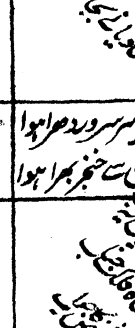
اک دست پر تو ہو سر سر ور دھرا ہوا
اور دوسرے میں خون سے خنجر بھرا ہوا

۱۱۵



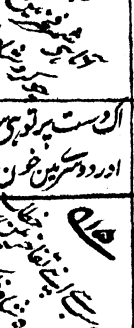
خود جسکا گاہوارہ ہلاتا تھا جبرئیل
بے اذن جسکے گھر میں نہ آتا تھا جبرئیل

۱۱۶



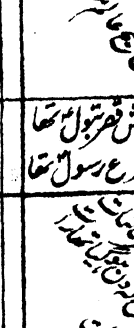
افتادہ خاک و خون میں ہی پیکر حسین
ہوتا ہی سبط شاہ مردانہ سر حسین

۱۱۷

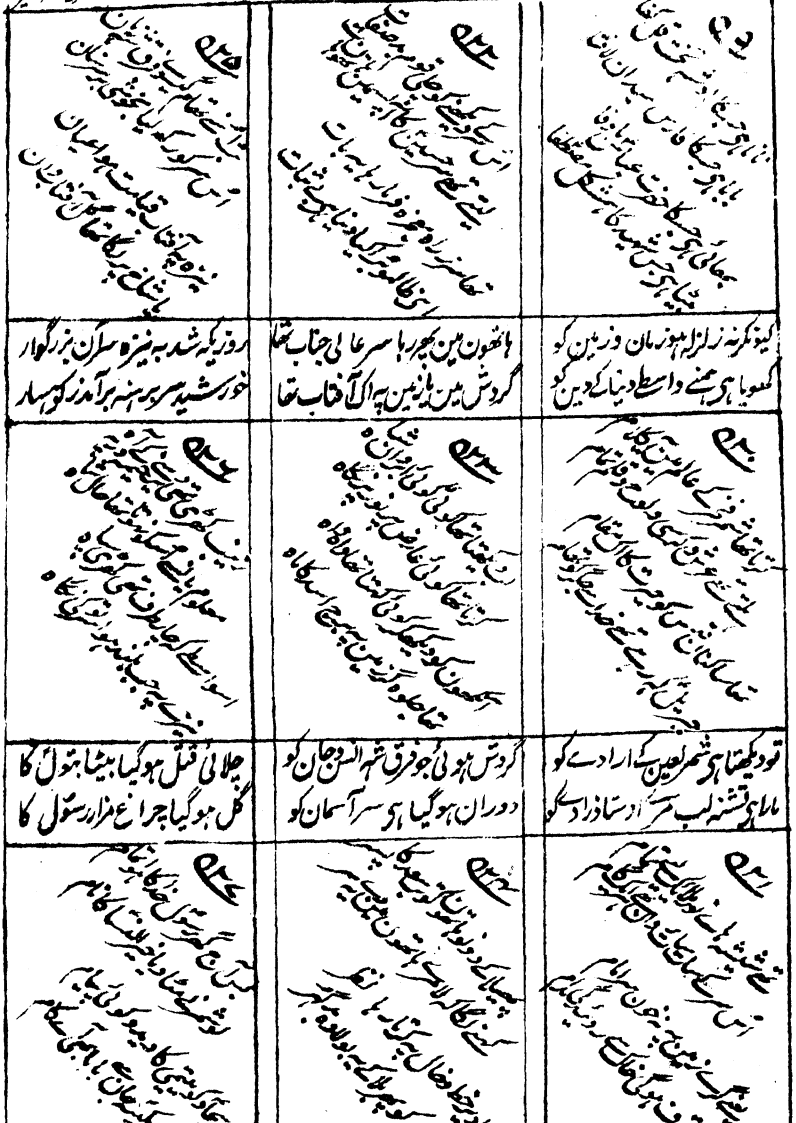


جو صابروں کا حشر ملک بادشاہ ہی
رتبہ میں گوشوارۂ عرش آلہ ہی

۱۱۸



احمد کی نور عین کا یہ نور عین ہے
مکی و ہاشمی و قریشی حسین ہے



کینہ مکر نہ زلزلہ ہو زمان و زمین کو
کھویا ہی جنے واسطے دنیا کے دین کو

ہاتھون مین پھر رہا سر عالی جناب تھا
گردش مین آسمان پہ اک آفتاب تھا

روز یکہ شد بہ نیزہ سران بزرگوار
خورشید سر برہنہ برآمد ز کوہسار

تو دیکھتا ہی شمر لعین کے ارادے کو
مارا ہی تشنہ لب مرے اولاد کے دادے کو

گردش ہوئی جو فرق شہ انس و جان کو
دوران ہو گیا ہی سر آسمان کو

چلائی قتل ہو گیا بیٹا بتول کا
گل ہو گیا چراغ مزار رسول کا

طائر پکارتے تھے بیدان کربلا
مارا گیا ہے آج سلیمان کربلا

رہنے دے خاک و خون مین پڑا سر حسین کو
نوک سنان پہ جلد چڑھا دے سر حسین کو

کلثوم سے کہو کہ برادر چہ شد شہید
بانو کو دو خبر ترا شوہر چہ شد شہید

کیوں بیتی ہے حضرت زہرا کا نام لے
جا کر سکینہ خیاں کو اسوقت تمام لے

ہو دیکھا اضطراب جو لگنے سے آگ کے
جانے نہ دیجیو کسی بچے کو بھاگ کے

تیرا خلیل جد ہو رسول جلیل کا
اعجاز ہمکو آج دکھا دے خلیل کا

امت کی ناؤ کو تو کنارے لگا گئے
لیکن جہاز آل نبی کا ڈوبا گئے

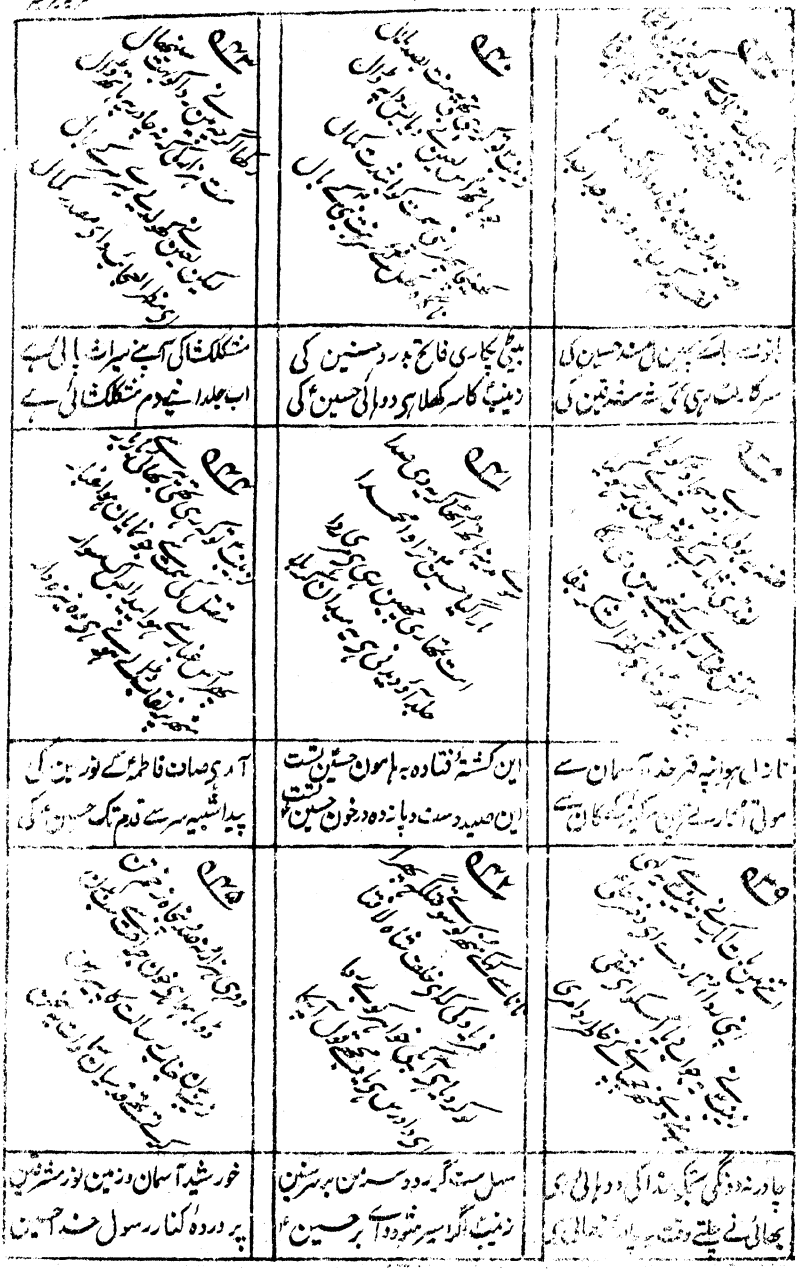
بعد از رسول حضرت زہرا کا گھر جلا
جب مر گئے حسین تو زینب کا گھر جلا

شعلے اُدھر کو آگ کے ہیں جا بجا بلند
ہوتی ہے العطش کی اِدھر کو صدا بلند

نامحرموں کو سب سے رہو زیور اُتار دو
چادر تلک بھی مانگیں تو چادر اُتار دو

اس نار میں ضیا ہمیں حاصل ہے نور کی
ہے شامیو یہ ہمکو تجلی ہے طور کی

بچے تمام ہامتوں سے منہ زخانب صحابت
زینب سے آ لپٹ گئے سب کانپ کانپ کے



بانوئے باعصمت بی بی سندھسین کی
سرکا رسالت مہی کی نواسہ سوئم حسین کی

بیٹی پکاری فاتح بدر و حنین کی
زینبؑ کا سر کھلا ہی دوہائی حسینؑ کی

مشکلکشا کی آپنے میراث پا لی ہے
اب جلد انیوم مشکلکشائی ہے

تازا ہوا نبی فرخندہ آسمان سے
مولی آ مبارکے قرین مکہ کان سے

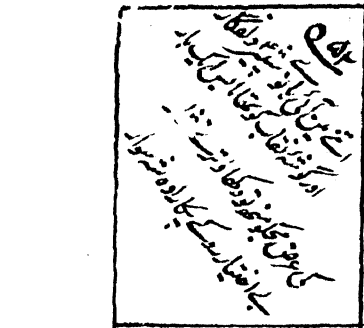
این کشتہ فتادہ بہ ہامون حسین تست
این صید دست و پا زدہ در خون حسین تست

آدی صفات فاطمہؑ کے نور عین کی
پیدا شبیہ سر سے قدم تک حسینؑ کی

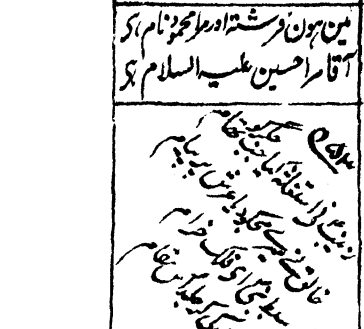
چادر زندگی جگر سندا کی دوہائی ہی
بھائی نے پلتے وقت سر پر خدا کی دوہائی ہی

سہل ست گر بدوسہ من بر سر سنین
زینبؑ اگر اسیر شود وائے بر حسینؑ

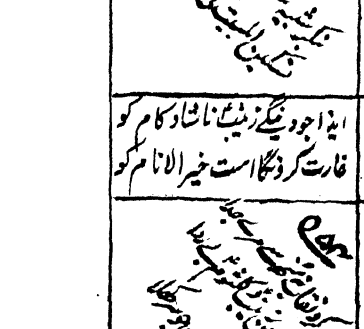
خورشید آسمان و زمین نور مشرقین
پروردہ کنار رسول خدا حسینؑ



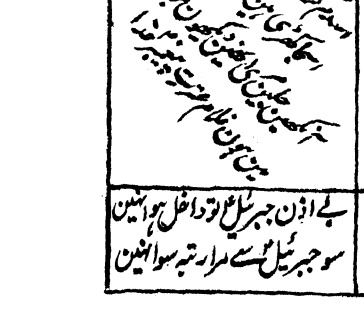
زینب پڑے دعا جو اٹھائیگی رات کو
دیدیگا ابھی اللہ حق کائنات کو

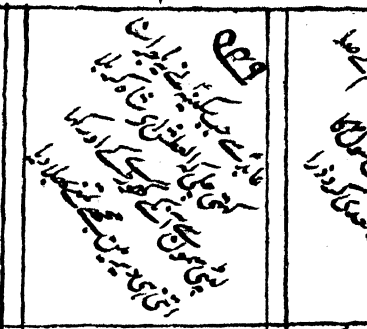


حقا کہ ختم آپ پہ شکلکشائی ہے
تمکو بہشت سے مری فریاد لائی ہے

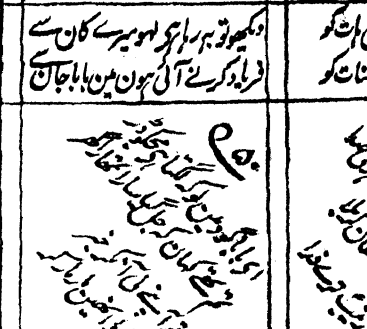


شکلکشا کے لعل ہو شکلکشا ہو تم
معجز نما کے بیٹے ہو معجز نما ہو تم

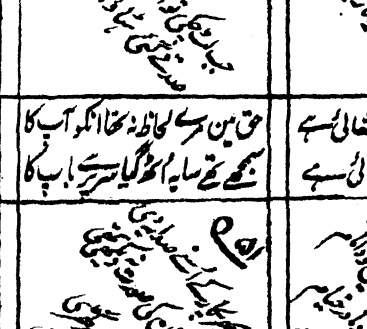




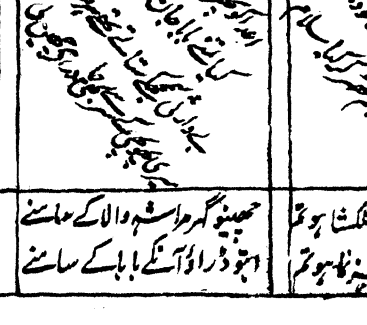
دیکھو تو بہر رہا ہے لہو میرے کان سے
فریاد کرنے آئی ہوں میں بابا جان سے

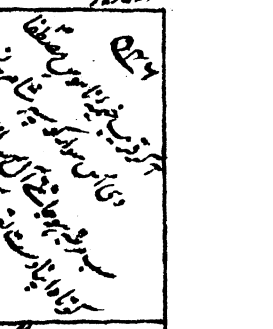


حق میں مرے لحاظ نہ تھا انکو آپ کا
سمجھے تھے سایہ اٹھ گیا سر سے باپ کا

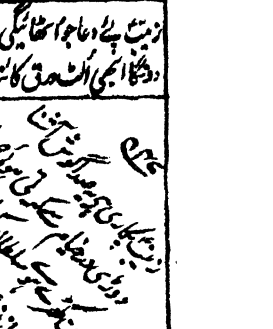


چھینو گھر اسکا والا کے سامنے
اسکو ڈراؤ آنکے بابا کے سامنے

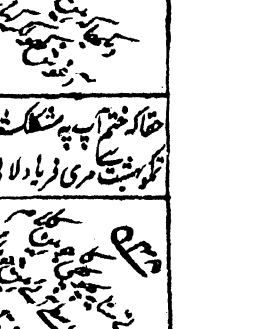




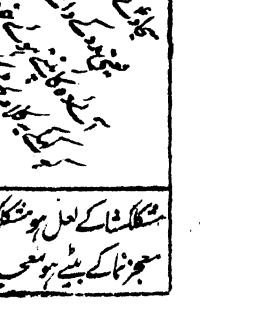
میں ہوں فرشتہ اور مرا محمود نام ہے
آقا مرا حسین علیہ السلام ہے



ایذا جو دینگے زینب ناشاد کام کو
غارت کرونگا است خیر الانام کو



بے اذن جبرئیل تو داخل ہوا نہیں
سو جبرئیل سے مرا رتبہ سوا نہیں



۵۴

ساون خدا امین ہو جو ان سے ہیں بدگمان
فتح اور شکست آپ کے ہاتھ میں ہے آج کل

دیکھیں ان کو حسین کی طاقت کہاں ہے اب
جلتا ہے جن کے آگے شہ خیبر کا بال بال

زہرا کی جائیاں ہیں پیمبر کی بیٹیاں
یہ ہیں کنندۂ در خیبر کی بیٹیاں

۵۵

کس نے کیا ہے اس کو نشانہ ستم کا یہ
بھالا ہے یہ حسین کا یا کاٹ ہے قلم کا

کس بے حسب حسین نے ڈالا ہے دھرم پر
پانسے کے کاڑ دیا ہے یہ سینہ حرم کا

اکبر کا داغ سہہ کے صدمہ ہے جہان سے
ہر حرف یہ دعا نہ نکالے زبان سے

۵۶

ہیں ہوں طلوع اختر آلِ عبا کی جا ب
پروردگار نصرت حق کا ہے یہ خطاب

بنت بتول جاتی ہے فوج یزید پر
لشکر میں ہے یہ شور کہ آئی علی کی آب

دنیا کا حکم ہو تو ابھی ایک آن میں
اس فوج کا لے نہ پتا بھی جہان میں

۵۷

رفعت کے وقت ہوتے ہیں نیچے نگاہ کی
بھالا ہے یہ حسین کا یا اسم اللہ کی

نصرت کے آئے کیوں نہ ملائک جہان پناہ
بھالے کے حکم پر ہے ظفر کی نگاہ کی

خلقت کہیگی بنت نبی کا چلن نہیں
شبیر کی حقیقی بہن یہ بہن نہیں

۵۸

ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں

ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں

ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں

۵۹

جلال تو پہ ہے بھالے کی کاٹ کا کیا کہنا
ادھر کیا وہ ستمگر کیا جا لعینوں کے کلام

زینب نے دیکھا جو بھالے کو ہو کر فی الحال
اب تو ہوئی ہے بی بی کو ہر طرح آرام

بابا مرا علی ہے مری مادر بتول ہے
امت کی مغفرت کے لیے سب قبول ہے

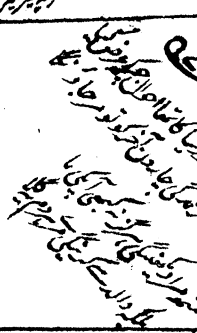
۶۰

یہ بھالا وہ ہے کہ جس کا ہے آسمان
اب اس کی تیغ کی طاقت کا کیا بیان

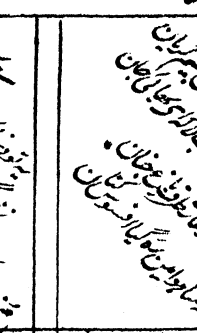
ہے ذوالفقار حیدر کرار کا نشان
ثابت ہے جس کے حق میں کہ ہے وہ جہان

انبیا سے کہہ رہے ہیں یہ ہر ایک زبان
فرما گئے ہیں حق نے جو سادات کے نبی

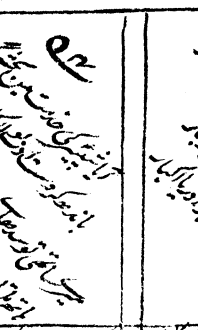
الصالحون للہ والعالحون لی



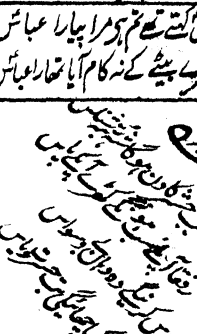
وہ مقام اسمیں عجب درد کا اور یاس کا تھا
جسمیں اجل ان لکھا حضرت عباس کا تھا



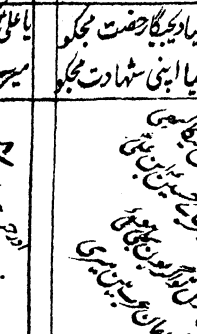
کہیے تو اب بھی نہ کیا دیکھیگا حضرت مجکو
آگے دکھلانی ہی کیا اپنی شہادت مجکو



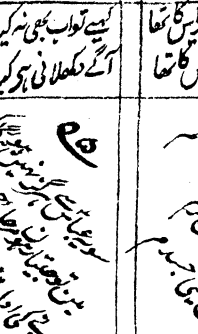
یا علی کہتے تھے تم ہی مرا پیارا عباس
میرے بیٹے کے نہ کام آیا تمہارا عباس



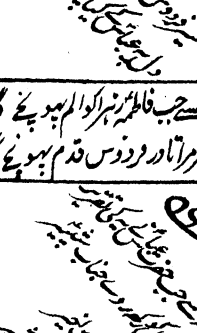
پہلے ہر ایک سے عباس علی آتے تھے
پر نہ میدان شہادت کی رضا پاتے تھے



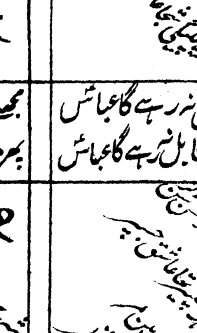
لائق مجلس و محفل نہ رہے گا عباس
منھ دکھانے کے بھی قابل نہ رہے گا عباس



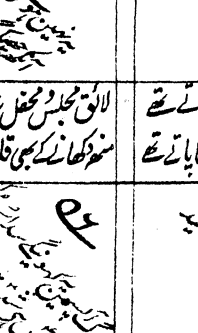
مجھسے جب فاطمہ زہرا کو الم پہونچے گا
پھر مرا اور فردوس قدم پہونچے گا



تب تو عباس کے ہاتوں سے عنان چھوٹ گئی
شاہ کے قوت بازو کی کمر ٹوٹ گئی



مفت بدنام کیا آپکو مہمات اسنے
ایسے بھائی کا عبث چھوڑ دیا ساتھ آپنے



توڑی اکبر نے کمر بازو تم اب توڑ چلے
واہ عباس اکیلا ہمیں تم چھوڑ چلے



بھائی جو چھوٹا ہو تو ہے بیٹے کا سا درجہ
جسم انصاف سے دیکھو تو برابر ہے مرا
کیسے کیسے مصحف پہ کروں وصف بیاں
اتنا معصوم ہو کردار وہ بھی اطہر کا

مجکو مرجانے دو پھر شوق سے مرلینا تم
ہوگا جو کچھ کہ مناسب تمھیں کرلینا تم

تم رہے جانتے اگر اسے بھی پیارا مجکو
کبھی نکو پھر آپکا مرنا ہوگوارا مجکو

سب یہی کہوینگے ہرچند کہ عم تھا عباس
علی اکبر سے پہ جانبازی میں کم تھا عباس

اپنی الفت کا تو یہ دھیان ہی عباس تجھے
بھائی کچھ میری محبت کا نہیں پاس تجھے

اور کیسے گا کسے جانیے گا گل کسکو
آج حضرت نے کیا کسکے مقابل کسکو

ترتبے معلوم ہیں یا شاہ تمہارے اسکو
آپ پیارے ہیں اُسے ہم نہیں پیارا اسکو

کب کی نر دوس سدھاری ہی رسکو والی
بھائی جیتی ہے ابھی تو تری رونے والی

ہم تم اس فرقہ نار سے وہ تلوار کریں
علم فوج شقاوت کو نکو نسار کریں

پیش قدمی تری عباس غضب لے دیگی
خوف جن بات کا ہی پھر وہی پیش آویگی

۲۱

۲۲

۲۳

چھوڑ کر آئے قدموں کو اگر جاؤنگا
جنگ ہونے بھی نہ پاوے گی گر مر جاؤنگا

شاہ کے سر پہ پھر سہرا جو وہ لہراتا تھا
جلوہ گو پا پر جبرئیل کا کھلاتا تھا

قصد شبیر کا دشمن کو ہی گر کرتا تھا
اُس گھڑی سینے کو عباس سپر کرتا تھا

۲۴

۲۵

۲۶

پاس ہونگا تو سری لاش سنبھالونگا
دور اگر ہونگا تو نرغے میں کہاں پاؤنگا

ایسی تلوار کی اُس فوج کے سردار دن سے
خون اُڑنے لگا اُن دونوں کی تلوار دنسے

تیغ عباس پہ جو جو کہ علم کرتے تھے
شاہ اُن ہاتھوں کو یکدست قلم کرتے تھے

۲۷

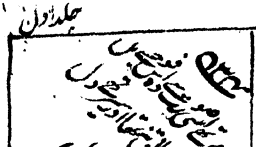
۲۸

۲۹

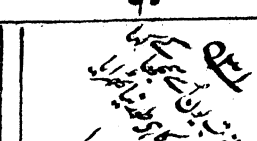
ساتھ عباس کے لے حضرت شبیر چلے
اُنکی تلوار کھنچی اُنکے اُدھر تیر چلے

سطح جنگ میں مشغول خود و شمشیر ہوئے
کشتوں کے پشتے ہوئے خنیوں کے دھیر ہوئے

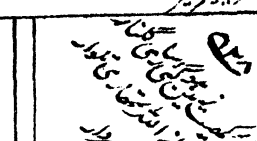
پائے اسطرح سے تیغ جو علم شیروں کے
ہاتھ سے چھوٹ گئے قبضہ بھی تھا شیروں کے



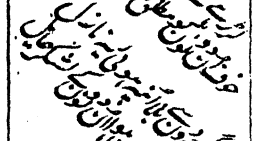
فتح کے ہونے میں کسطرح سے پھر دیر لگے
بیٹیوں کی حیدر صفدر کے جو شمشیر چلے



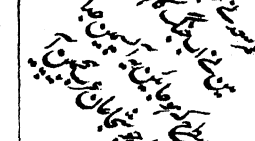
نفرقہ عاشق و معشوق میں پڑ جاویگا
انکے لڑنے کا ابھی طور بگڑ جاویگا



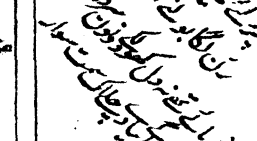
کچھ نظر آیا نہ جب انکو بجز یاس کہیں
ہو گئے شاہ کہیں حضرت عباس کہیں



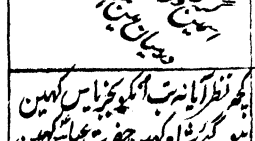
وہ یہ بولے نہیں ہونا ہے طفر یاب ہمیں
اِن جوانوں سے تو لڑنے کی نہیں تاب ہمیں



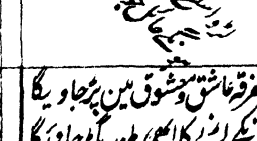
اُنکی تلوار چمکتی تھی جو میدان کے بیچ
تھا لکھ پڑتا تھا اک قوم نبی جانکے بیچ



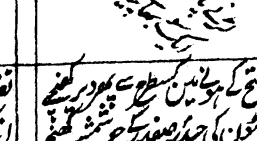
مرنے جینے کی خبر تم مری لیتے رہنا
بھائی آواز تو ہر دم مجھے دیتے رہنا



اب اُدھر کو تو قدم بھی نہیں پیچھے رکھتا
آج دو حیدر کرار کھڑے لڑتے ہیں



شاہ کے گرد جو پھرتے اُسے پاتے تھے علی
صدقے اِس بات پہ عباس کے جاتے تھے علی



شہ کی آواز نہ آتی تھی تو گھبراتے تھے
پھر جو سنتے تھے تو عباس سنبھل جاتے تھے

جب سب سے دور سے کہ گیا
کان میں شہ کے عباس کی آواز سی گئی

بولے عباس کہ بھائی نہ کہو پھر ایسی
ہے یہ عباس کہ جس کی نہ شجاعت ہے یہاں

جنگ یہ ہو کہ وہ ہو اب نہیں ڈر ہے ہمیں
خاکروبِ جاں کی کیا چیز ہے گردن کی بساط

بعد سردار کے اب جنگ کرنا بہتر
پھینکدو ہاتھ سے ہتھیار کہ مرنا بہتر

یہ یقین دل پہ جو گذرا تو قلق ہونے لگا
رنگ فق ہو گیا اور سینہ بھی شق ہونے لگا

تن لگا کانپنے ہاتھوں سے علم چھوٹ گیا
شاہ کے چھٹنے سے عباس کا دم ٹوٹ گیا

ہوا سردار کی فرقت میں علمدار شہید
اور علمدار کے غم سے ہوا سردار شہید

دل سے عباس کے کہنے لگا یہ فرض ادا
خوف جس امر کا تھا بھائی سے وہی پیش آیا

بولے عباس کہ بھائی نہیں ڈر ہے ہمیں
خاکروبِ جاں کی کیا چیز ہے گردن کی بساط

فتح عباس سے جب جنگ کا نعرہ بولا
کانپیں خود فوج کے سالار کے بھی جی ڈولا

اس طرح قتل جو عباس علمدار ہوئے
اس طرح کی لشکر کفار میں یک شور ہوا

اے ضمیر اب ہیں کہیں خاتمہ پر یہ بیت
اور اٹھا دیں گے ہم اس مجلس ماتم سے یہ بیت

جب تلک اس فلک سیر کی بنیاد ہے
جس نے سیر شبہ کہوایا وہ آباد رہے



جفا اُٹھائی جو حاکم کے پاس جانے کی
ملی نوید اسیروں کو قید خانے کی

جفا سے ایک رسن کی ہمیں رہا کر دو
جہان کے عقدہ کشاؤں کے ہاتھ وا کر دو

دھرا ازل سے تمہارے لیے یہ گہنا ہے
گلے میں دادنے حلقہ رسن کا پہنا ہے

صدائیں بیڑیوں کی ہر گلی میں آتی تھیں
رسولؐ ادیان سب پا پیادہ جاتی تھے

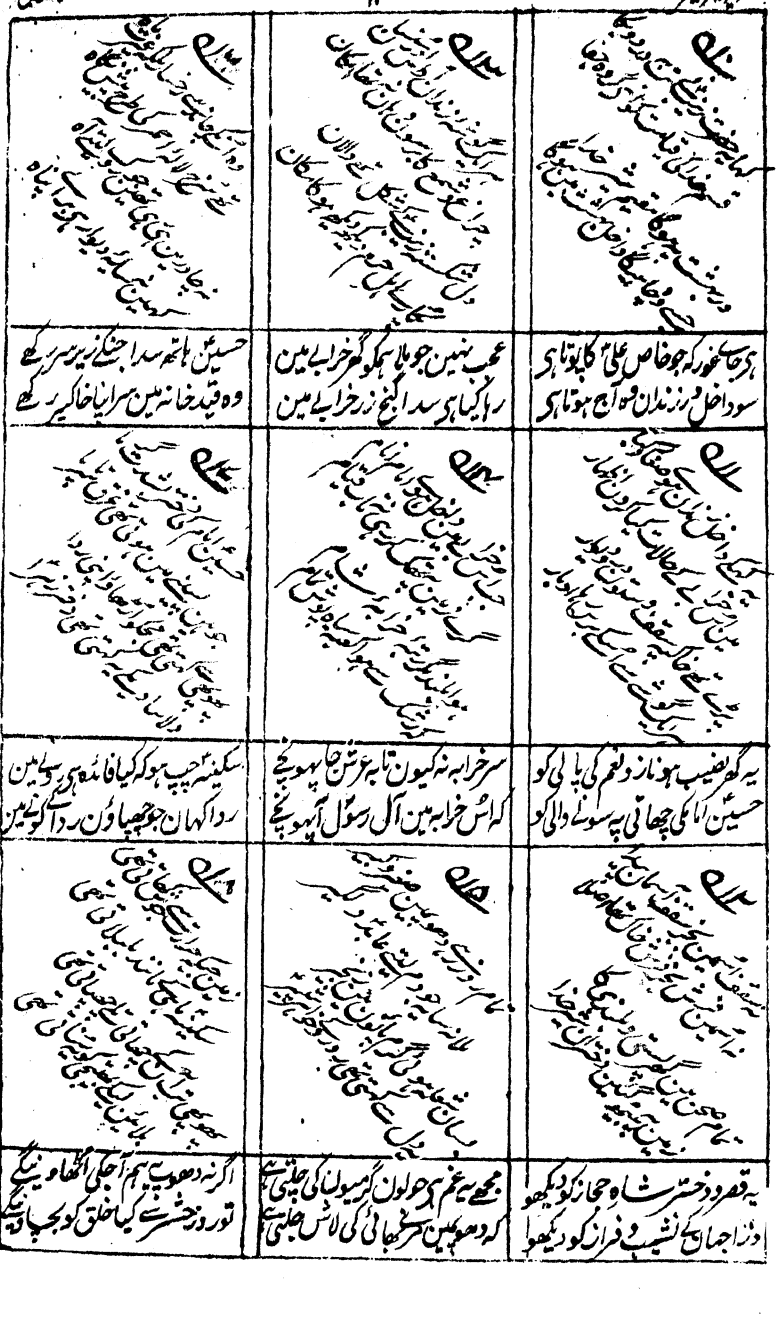
رہائی گو کہ جفائے رسن سے پاویں گے
شکستہ پا ہیں کہاں بھاگ کر یہ جاویں گے

کہاں اب اور ٹھکانا فلک کے ماروں کو
مگر ایسے ملتے ہیں نی نی گناہگاروں کو

رسن تھی ایک ہی شبیرؑ کے گانوں میں
ہوا ایک رشتہ تسبیح جیسے دانوں میں

کب ایسے ظلم سے واقف علیؑ کی پوتی تھی
سکینہؑ دیکھ نشان رسن کو روتی تھی

تھا خوف سر انھیں از بسکہ طاق میں
جھکائے سر سو داخل وہ قید خانے میں





وہ اُسکی ننھی سی چھاتی پہ مُکّہ مارتی تھی
پھوپھی کی گود مین سر اُس نبی کا کاٹتی تھی

ہم ذات نے مارا ہمین دو ہاتھ ہی سے
دکھا دو شکل کہ آنکھون مین جان آئی ہے

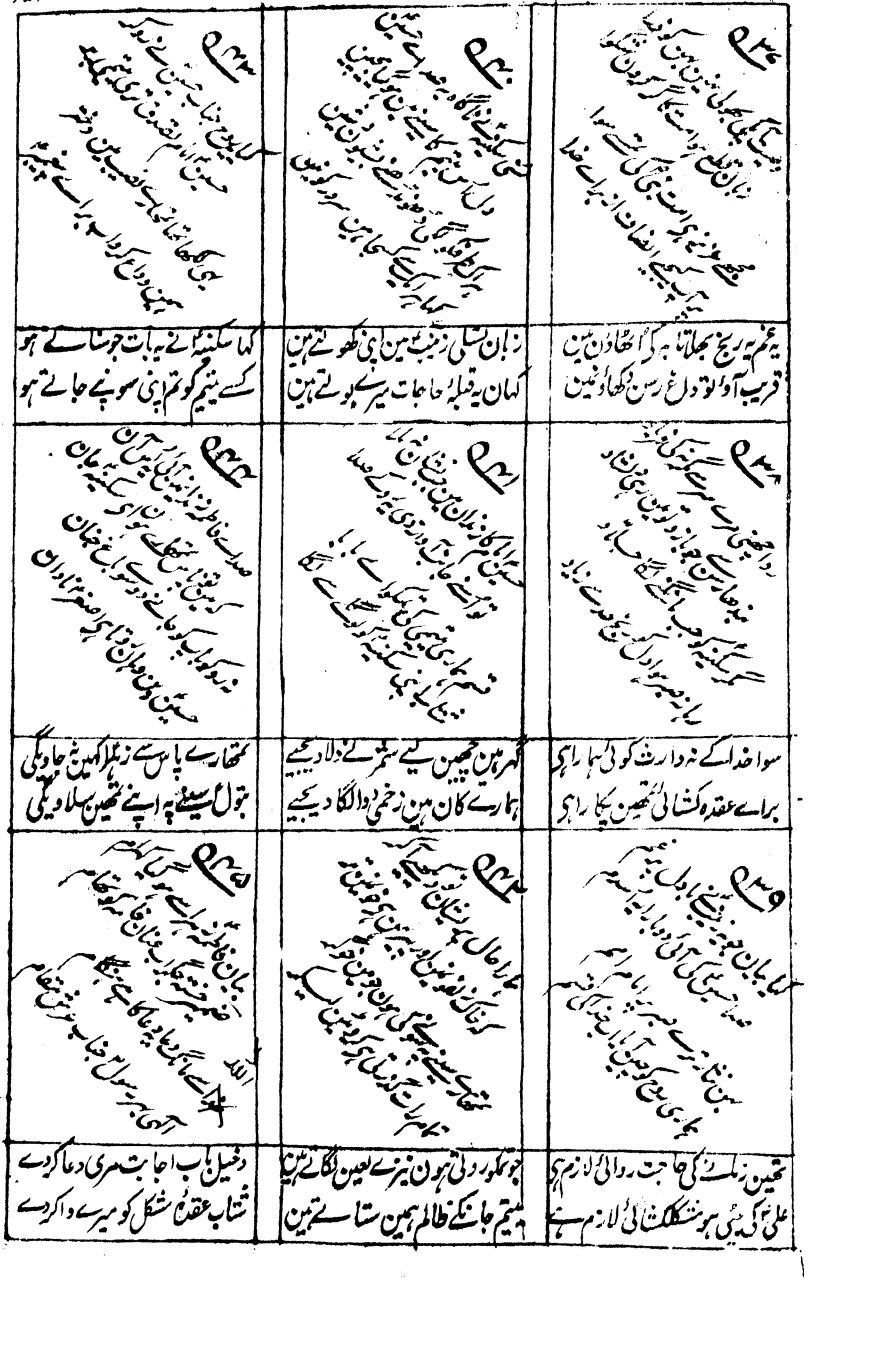
کچھ اب تلک نہین بولی پر آج بولتی ہون
خدا کے روبرو مین سر کے بال کھولتی ہون

ہکارتی سبکو دو عالم کا شاہ آ پہونچا
سکینۂ جان وہ شبیر آہ آ پہونچا

اگر چہ خاک پہ بیٹھی یہ بھوکی پیاسی ہی
ارے یہ صاحب معراج کی نواسی ہی

اگر بلا پہ بلا ہو ضرار رضا کیجیو
مری بہن ہی تو زینب نہ بد دعا کیجیو

یہ کیا زبان سے اودہ گہر نکالتا ہی
تو فاطمہ کے کلیجہ مین ہاتھ ڈالتا ہی



۳۶
یہ غم یہ رنج بھلا تا ہ کر اٹھاؤن مین
قریب آؤ تو دل غ رسن دکھاؤن مین

۳۷
زبان بستی زینب مین اپنی کھولتے ہین
کہان یہ قبلۂ حاجات میرے بولتے ہین

۳۸
کہا سکینہ نے یہ بات جو سنا سے ہو
کسے بتیر کو تم اپنی سونپے جاتے ہو

۳۹
سوا خدا کے نہ وارث کوئی تمہارا ہی
برائے عقدہ کشائی تمھین پکارا ہی

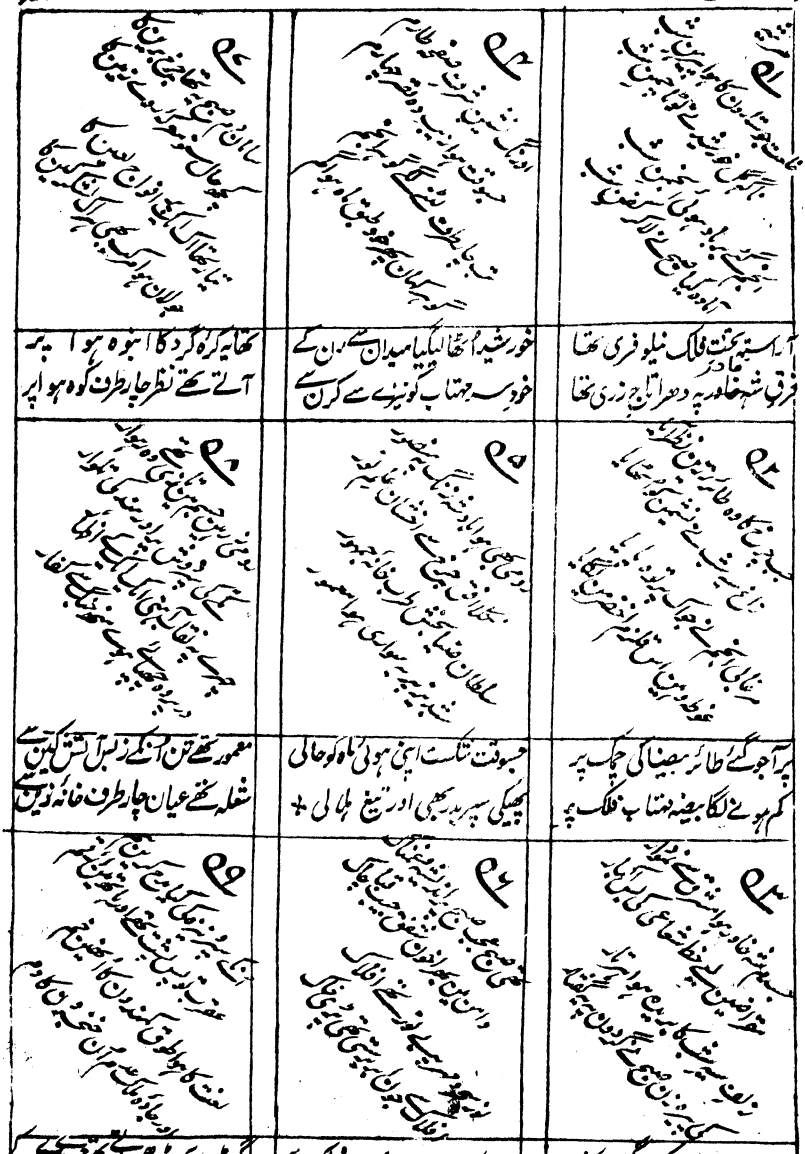
۴۰
گہر ہین چھین لیے سر تے دلا دیجیے
ہمارے کان مین زخمی دوا لگا دیجیے

۴۱
تمھارے پاس سے زہرا کہین جاوینگی
بتول سینے پہ اپنے تمھین سلاوینگی

۴۲
تمھین زمانے کی حاجت روائی لازم ہی
علی کی بیٹی ہو مشکلکشائی لازم ہے

۴۳
جو تم کو روتی ہون نیزے لعین لگاتے ہین
یتیم جانکے ظالم ہمین ستاتے ہین

۴۴
دخیل باب اجابت مری دعا کر دے
شتاب عقدۂ مشکل کو میرے وا کر دے



تشبیہ

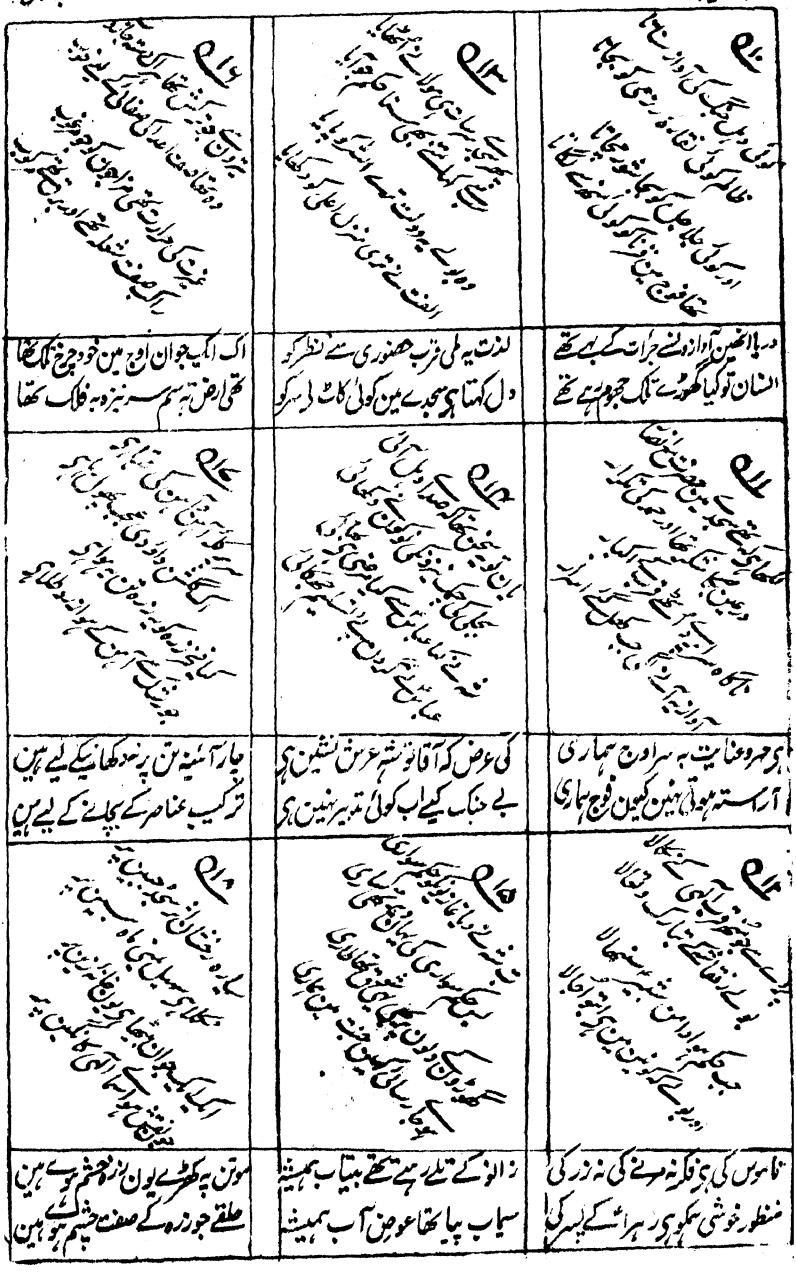
ظلمت جو شب کی روشنیِ صبح سے ہوئی
ہر گل میں فوقیت شہِ خاور کی سے ہوئی
آراستہ بخت فلک نیلوفری تھا
آراستہ بخت فلک نیلوفری تھا
فرقِ شہِ خاور پہ دھرا تاجِ زری تھا
خورشید اُٹھا لیکیا میدان سے رن کے
خود مہتاب کونپڑے سے کرن کے
کھایہ کرہ گرد کا انبوہ ہوا پر
آئے تھے نظر چار طرف کوہ ہوا پر

تشبیہ

ہر آجو گئے طائرِ بیضا کی چمک پر
کم ہونے لگا بیضہ مہتاب فلک پر
جسوقت تلک اپنی ہوئی ماہ کو حالی
پھیکی سپر مہ بھی اور تیغ ہلالی +
معمور تھے جن آنکے زبس آتش کین سے
شعلہ تھے عیاں چار طرف خانہ زین سے

تشبیہ

ہاں عالمیاں قطع نہ کیوں لیسو کشب ہو
عریاں جو سر عترت سادات عرب ہو
ہوتی تھی یہ فریاد عیاں جن و ملک سے
دوپہر ڈھلی خون بھی برسیگا فلک سے
گھوڑے بھی بڑھے جاتے تھے پھوڑے ہو کے
لیجانے میں آندھی تھے جہنم کیے فرکو



۱۱۶
کوئی دل میں تھک کے آواز نہ تھا
ظالم کوئی نقارہ زن سے کم نہ تھا
اور کوئی چلا چل کو جاتا تھا شور مچاتا
تھا فوج میں ذکر کوئی کسی سے لگاتا

وہ یا الحسین آواز دنسے جرات کے بہ تھے
انسان تو کیا گھوڑے تک جوش پہ تھے

۱۱۷
لذت یہ ملی قرب حضوری سے نظر کو
دل کہتا ہی سجدے میں کوئی کاٹ لے سر کو

۱۱۸
اک ایک جوان اوج میں خورشید تھا
تھی ارض تہ سم سبز وہ فلک تھا

۱۱۹
ہی مہر و عنایت بہ سر اوج ہماری
آراستہ ہوا ہین کیون فوج ہماری

۱۲۰
کی عرض کہ آقا تو نشہ عرش نشین ہی
بے جنگ کیے اب کوئی تدبیر نہین ہی

۱۲۱
چار آئینہ تن پر خود کھانیکے لیے ہین
ترکیب عناصر کے بچانے کے لیے ہین

۱۲۲
قاموس کی ہی فکر نہ مونے کی نہ زر کی
منظور خوشی سمکو ہی رہائے کے پسر کی

۱۲۳
زالو کے تلے رہتے تھے بیتاب ہمیشہ
سیماب پا تھا عوض آب ہمیشہ

۱۲۴
سوتن پہ کھڑے یون زنہ محشم ہوے ہین
حلقے جو زرہ کے صفت چشم ہوے ہین

۱۹

کس سے سنے نہ پیش ہوا ان کا باب
جنکی ہیبت سے اژدہے دشمن کے عقاب
غازی ہی ہی ہوئی ہے جاہد ہی جاہد ہی
آج تاتی ہیں فوج فوج شہدا ہی شہدا

سرور فرزند اولاد عزیزان نبی تھے
مکی عربی ہاشمی و مطلبی تھے

۲۰

آنکھوں کا نور حضرت عباس ہیں نعیمہ
سب بابا سے حاصل کمالات ہیں نعیمہ
بابا کے ساتھ ساتھ رہے جو جوان ہیں
جنکی ہوا کے لوگ بھی خائف یہاں نہیں

جنت میں لگے سے عبد امجد کے لے تھے
واں جاتے ہی پر انکو زبرجد کے لے تھے

۲۱

اے کاش کہ زندہ رضوان جنت میں ہوتیں
کوثر بھی لیئے ہیں پیتے خاتون جنت
یہ زندہ واپس ہیں پیارے مرحبا
ہی سر دکھلا ان کا ہی مرحبا

رخسار دن سے پرتو سے منور جو ہوا ہی
ہر موج ہوا موجۂ زر نعیمہ طلا ہی

۲۲

یوں کہتی زندہ حضرت داؤد بدن میں
جوں حضرت یونس گئے ماہی کے دہن میں

بس بحر اجل واں میں آسانو نہیں ہی
مانند نسیم ایک دم بازہ پسین ہی

۲۳

تاسر کے گلے میں ہیں کٹے تک شہیدان
کوئی تو جواں ہی ہوئی موسی بیان
گھوڑے ہیں ان کے بھی کٹے خاتمان
مرنے کی بھی خاتون جنت جان

یہ سنکر کہ گیا باغ سہ دہن ہے
وہ پھر میں پامال یہ زہرا کا چمن ہے

۲۴

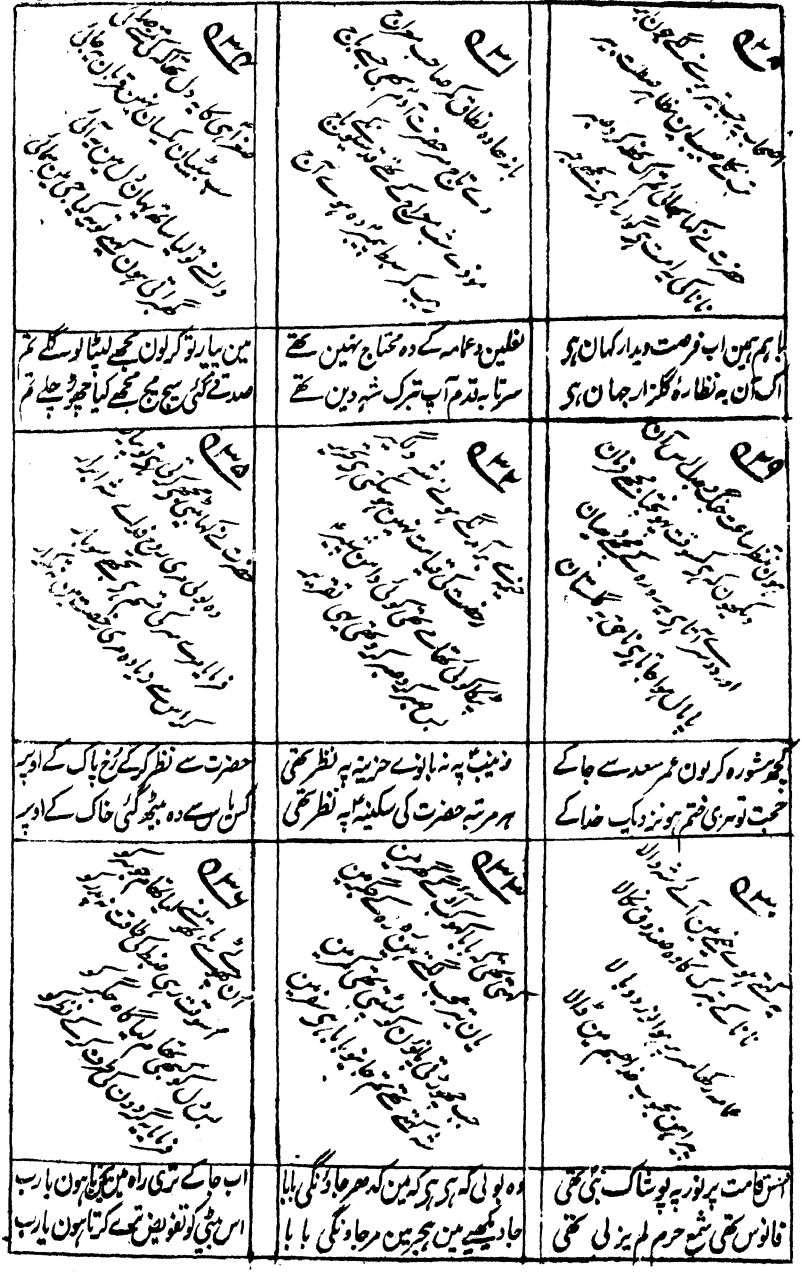
کس سے سنے کوئی ایسے نہ ہیں کہیں
جرأت کی کٹھے ہیں ہی ہی ہی
بیٹھے ہیں جو ہوئے ہیں ہی ہی ہی
ہیں ہی ہی ہی ہی ہی ہی ہی

پیچھے کبھی سرعت میں نہ طائر سے رہے تھے
اسپان پری رو کے گرد پہ نہ کے تھے

۲۵

قاسم کی جگہ میں ہوئے ہیں ہی ہی
کیا آپ جوان عاقبت ہی ہی
اور سر و نوخاں خط سبز خطان ہی
اصغر کی بھی خاتون جنت جان ہی

ڈوبی ہوئی لوہے میں ہیں صف پر جوان ہی
اک سد سکندر ہی کہ ٹالوں سے رواں ہے



۲۹

باہم ہمین اب فرصت دیدار کہان ہی
اک آن مین نظارۂ گلزار جہان ہی

۳۰

اُس قامت پرنور پہ پوشاک بنی تھی
فانوس تھی شمع حرم لم یزلی تھی

۳۱

وہ بولی کہ ہی ہی کہ مین گھر جاؤنگی بابا
جاؤنگی کیسے مین بجز مین مرجاؤنگی بابا

۳۲

زینبؑ پہ نہ بانوے حزینہ پہ نظر تھی
ہر مرتبہ حضرت کی سکینہؑ پہ نظر تھی

۳۳

اب جاکے تری راہ مین مرجاؤن یارب
اس بیٹی کو تفویض تجھے کرتا ہون یارب

۲۸

نغلین و عمامہ کے وہ محتاج نہین تھے
سرتا بقدم آپ تبرک شہ دین تھے

۲۹

اور دور سے آتا ہی بہ صورہ سے جو جان
ہاہا ہوا جاتا ہی نوائی بہ گلستان

۳۰

نانا کے نبی کا وہ ضعیف اور نکالا
عالم کا ہی محبوب خدا جس مین ڈلا

۳۱

جب چھوڑی بانون کو کہ گھبرا کے گھر سے
بانو نے کہا ہاتھ اٹھا کے اپنے پسر سے

۳۲

ہر مرتبہ حضرت کی سکینہؑ پہ نظر تھی
زینبؑ پہ نہ بانوے حزینہ پہ نظر تھی

۳۳

اس بیٹی کو تفویض تجھے کرتا ہون یارب
اب جاکے تری راہ مین مرجاؤن یارب

۲۷

مین پیار تو کرلون مجھے لپٹا لو گلے تم
صدقے گئی سچ مجھے کیا چھوڑ چلے تم

۲۸

حضرت سے نظر کرکے رخ پاک کے اوپر
گر ہی وہ مٹھی خاک کے اوپر

۲۹

اب بھی ہی وہ مٹھی مری آنکھون مین پھری
ہی ہی مری قسمت کی لکیر ہاتھ مین ابھری

۳۰

اس قامت پرنور پہ پوشاک بنی تھی
فانوس تھی شمع حرم لم یزلی تھی

۳۱

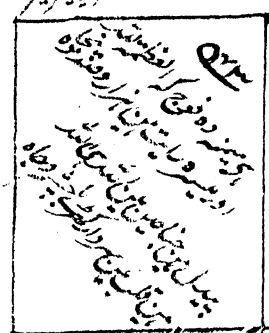
وہ بولی کہ ہی ہی کہ مین گھر جاؤنگی بابا
جاؤنگی کیسے مین بجز مین مرجاؤنگی بابا

۳۲

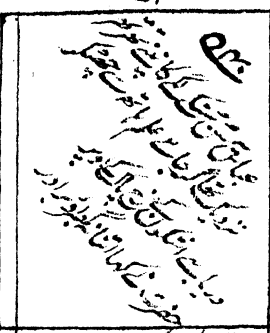
زینبؑ پہ نہ بانوے حزینہ پہ نظر تھی
ہر مرتبہ حضرت کی سکینہؑ پہ نظر تھی

۳۳

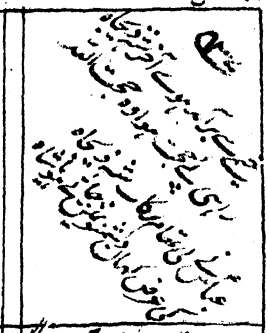
اب جاکے تری راہ مین مرجاؤن یارب
اس بیٹی کو تفویض تجھے کرتا ہون یارب



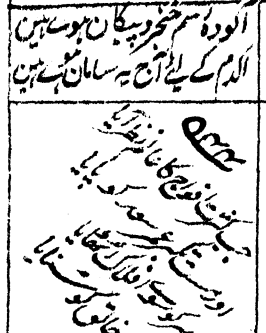
بیٹھا ہوں تو تلوار کی آنچ آنے نہ دونگا
آگے سے تنہا میں بھی جانے نہ دونگا



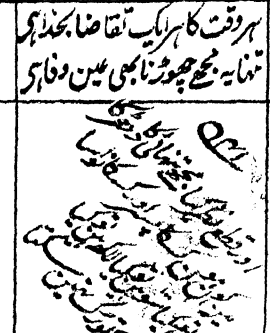
ہر وقت کا ہر ایک تقاضا بجا ہی
تنہا یہ مجھے چھوڑنا بھی عین وفا ہی



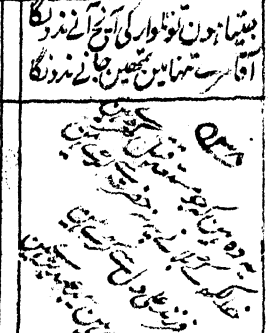
آلودۂ سم خنجر و پیکاں ہوئے ہیں
اکبر کے لیے آج یہ ساماں ہوئے ہیں



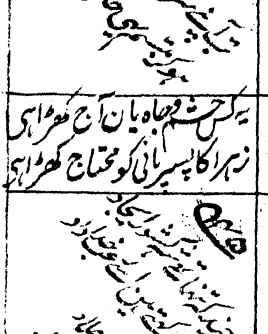
چلتا ہوں تمہیں کھولے ہوئے دامان علم کو
عباس نے چھوڑا کبھی حضرت کے قدم کو



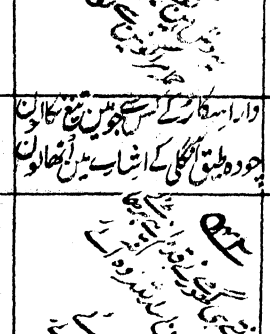
یہ کس حشم و جاہ سے آج کھڑا ہی
زہرا کا پسر پانی کو محتاج کھڑا ہی



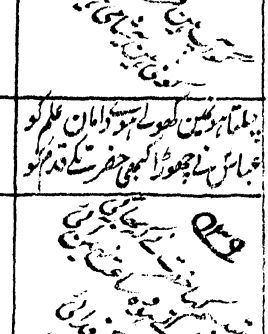
دیکھو تو ذرا اس شہ ذیجاہ کی آمد
آمد کو پہنچتی ہی کسی شاہ کی آمد



تنہائی میں بھائی کی کمر توڑ دے عباس
میں ننگ ہونگا دامن مجھے چھوڑ دے عباس



ہیں ساٹھ علم سایہ فگن بدگھروں کے
نامردی سے سائے میں نہاں ہیں پسروں کے





کیا قدر حقیقت میں جہان گذرانی کی
ہی محکو قسم ذات خداوند جہان کی

اس مرثیں تشویش کسی طور نہیں ہے
احمد کا نواسا تو کوئی اور نہیں ہے

گر قتل کرو گے مجھے کچھ پاؤ گے یارو
مجھسا کوئی ڈھونڈے سے نہیں پاؤ گے یارو

باندھا ہی کمر میں جسے یہ کسکی رضا ہی
کیا فاطمہ زہرا نے نہیں اسکو سیا ہی

یا امر کیا ہی کوئی آئین سے باہر
تقدیر دو گر ہو گیا ہون دین سے باہر

النسب ہی اگر کوم کی تدبیر کرے تو
بہتر ہی اگر میاں میں سمیشر کرے تو

بن پانی مرے گھوڑے یہ ہو جا قیامت
تکو نہیں اندیشہ فردائے قیامت

پھر تجکو نہ سپیشر کا سر ہاتھ لگے گا
جاگیر ملیگی نہ یہ زر ہاتھ لگے گا

۵۵

ہو دیگا وہی باجرا اس تشنہ دہن سے
جسطرح سُنا ہوگا ہولی اصلح حسن سے

۵۶

سب ہو چکا اب سر کے کٹانے کی ہے باری
کونین میں خالق کی گواہی مجھے بس ہے

۵۷

ملا مین صلاتین بجز یاس نہین تھا
لے صبح سے تا ظہر کوئی پاس نہین تھا

۵۸

اس سوچ مین سر آپکا سینے پہ جھکا ہے
دو پہر اُدھر کیا تھا ابھی اور یہ کیا ہے

۵۹

اب جنگ کا ماحی تمھین سب کہتے گمان ہے
اس بھوکے پیاسے مین بھلا دم کہان ہے

۶۰

اب بھی وہی اقرار جو فرماؤ تو بہتر
کچھ سوچ کے کہو پھر آؤ تو بہتر

۶۱

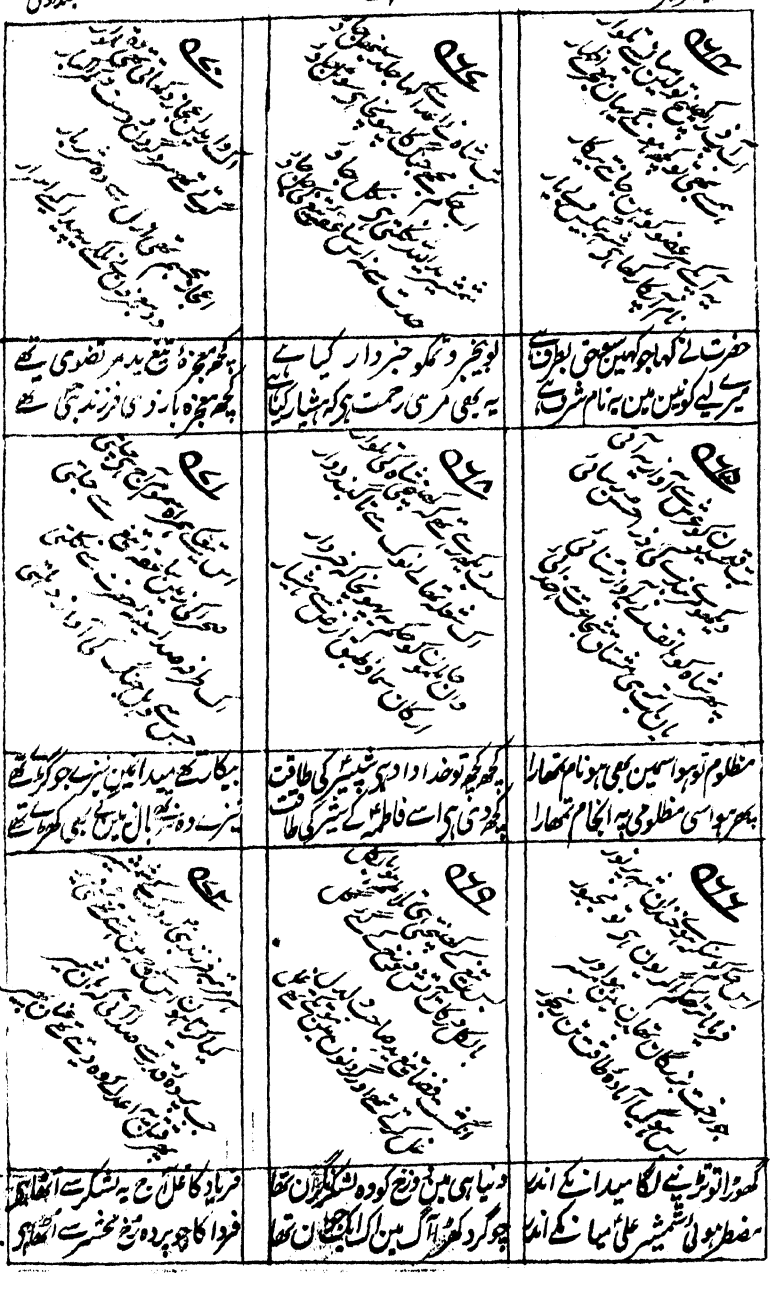
جب حد نہ رہی قتل کی اور تیزی کی
ملعون نے قریب آ کے تب دل شکنی کی

۶۲

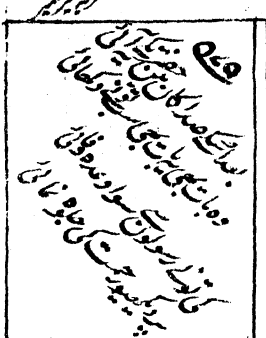
ان لوگون کی بابت تو یہی پہونچا ہے شک
اب نا کامی امت کا بھلا پاس کہان تک

۶۳

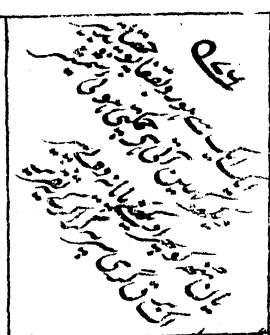
اک اسمین عباس کہ نضار ابھی تُو ہے مین
لیکن کبھی ایسے نہین ہم خونین جگر تھے



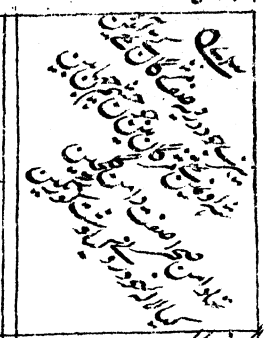
حضرت نے کہا جو کہیں سچ بطرف
لو خبر دو تمکو خبردار کیا ہے
مظلوم تو ہوا سمیں بھی ہو نام تمھارا
کچھ کچھ تو خدا دی ہے شبیر کی طاقت
گھوڑا تو تڑپنے لگا میدان کے اندر
دنیا ہی میں دوزخ کو وہ لشکر گران تھا
فریاد کا غل حج یہ لشکر سے اٹھا ہے



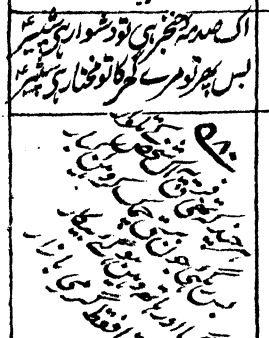
گل زخم کے کھلتے ہیں تو پامالی جاں ہے
یاں تیغ کے قبضے ہیں بہار اور خزاں ہے



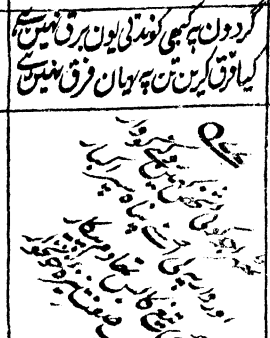
گردوں پہ کبھی کوندتی یوں برق نہیں ہے
کیا فرق کریں تن پہ یہاں فرق نہیں ہے



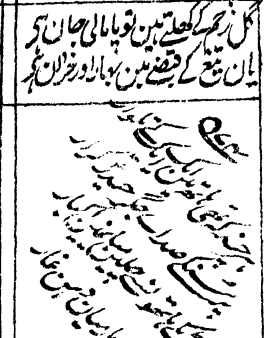
اک صدمہ ہے خنجر ہی تو شمشیر ہی شیر
بس پھر تو مرے گھر کا تو مختار ہی شیر



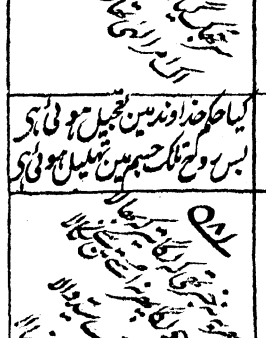
طبع شہ دیں دیکھ زدوکشت کے اوپر
جا جا کے چھپی تھی تکیں سپر پشت کے اوپر



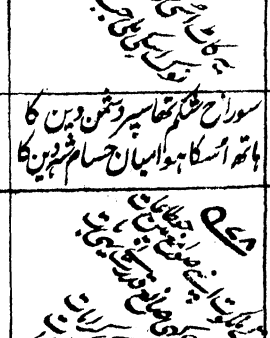
سورج شکم تھا سپر دشمن دیں کا
ہاتھ اسکا ہوا میان حسام شہ دیں کا



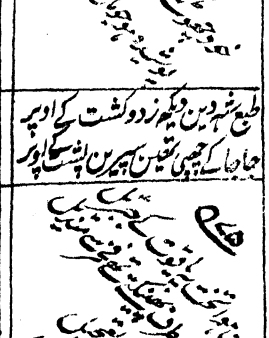
کیا حکم خداوند میں تعجیل ہوئی ہے
بس روح تلک جسم میں تحلیل ہوئی ہے



راکہ بنے گر اس تیغ کو آتے ہوئے دیکھا
پتر تنگ کے نیچے بھی نہ جاتے ہوئے دیکھا



اب دیکھیے تم حوصلہ صبر کہ کیا ہے
جو کچھ کہو بندہ ہمہ راضی برضا ہے



ظاہر میں تو شمشیر گرے خاک کے اوپر
باطن میں گرا عرش خود افلاک کے اوپر

۸۴

بیان جبر کا خاک شاہ شہدا کا
جو تھا وہ فرق کہ فرق فلک تھا جس کا
تن کس کا ہے یہ سر کس کا ہے یہ خاک کہاں

وہ فرق تو تھا دیکھنے میں خود کے اندر
خالق نے دیا فاطمہ کی گود کے اندر

۸۵

سید کو اٹھا خاک سے لیتا نہیں کوئی
پانی کی طلب کرتا ہے دیتا نہیں کوئی

۸۶

مین حلق کو زیر آب سے کرتا ہوں نمودار
حجت کے لیے آپ سے طالب ہوں میں یارو

۸۷

بیکس کا نہ بچوں کی طرف دھیان ہے جس دم
خنجر کی رگ حلق پہ آسان ہے جس دم

۸۸

انتظار میں قطرے وہ لیے آب بقا کے
ٹپکانے لگے حلق میں شاہ شہدا کے

۸۹

اے جانور فرصت تقریر کہان ہے
اب طائر جان بھی مرا پرواز کنان ہے

۹۰

اسوقت بڑے سب سے حسین ابن علی تھے
مستغرق دریاے جمال احدی تھے

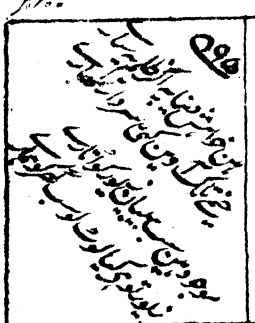
۹۱

فرمایا اشر کچھ نہوا بد گہر دن کو
رحم آیا مری پیاس پہ ان جانور دن کو

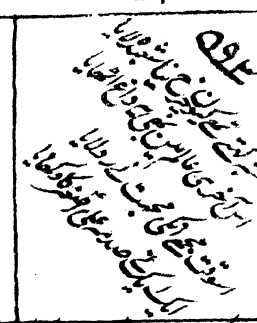
۹۲

ہوتے تھے وہ قربان حسین ابن علی کے
پروانے تھے شمع حرم لم یزلی کے

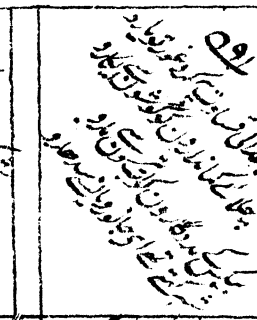
احمد علی



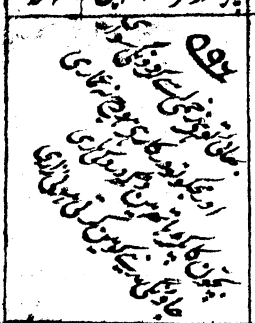
وہ بولے تھکا نا کہاں اس جاں ہمارا
ہوتا ہی یہاں ذرہ سلیماں ہمارا



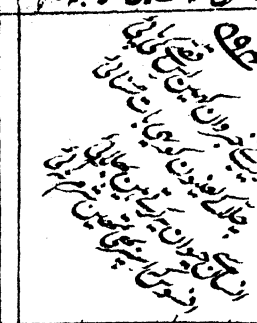
گو تھا کسی جانب مری گودی ہین گرا
یہ مرغ حقیقت ہین مگر قبلہ نما ہے



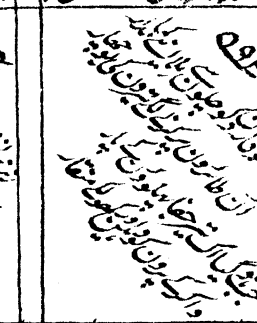
ای ظالمو چھوڑو نہین سلطانہ جی کا
بگڑا دو مرے ہاتھ ہین تم تاجدار کا



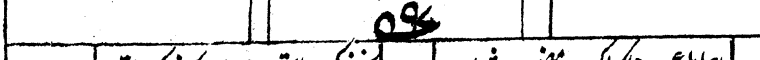
تھی شہ کی محبت جو سمائی ہوئی جی مین
گرتے تھے وہ آغوش حسینؑ ابن علی مین



کیون آج جدا کرتے ہو بھائی کو بہن سے
بچھاؤ گے مین نہ کو اٹھالاؤ گی رن سے



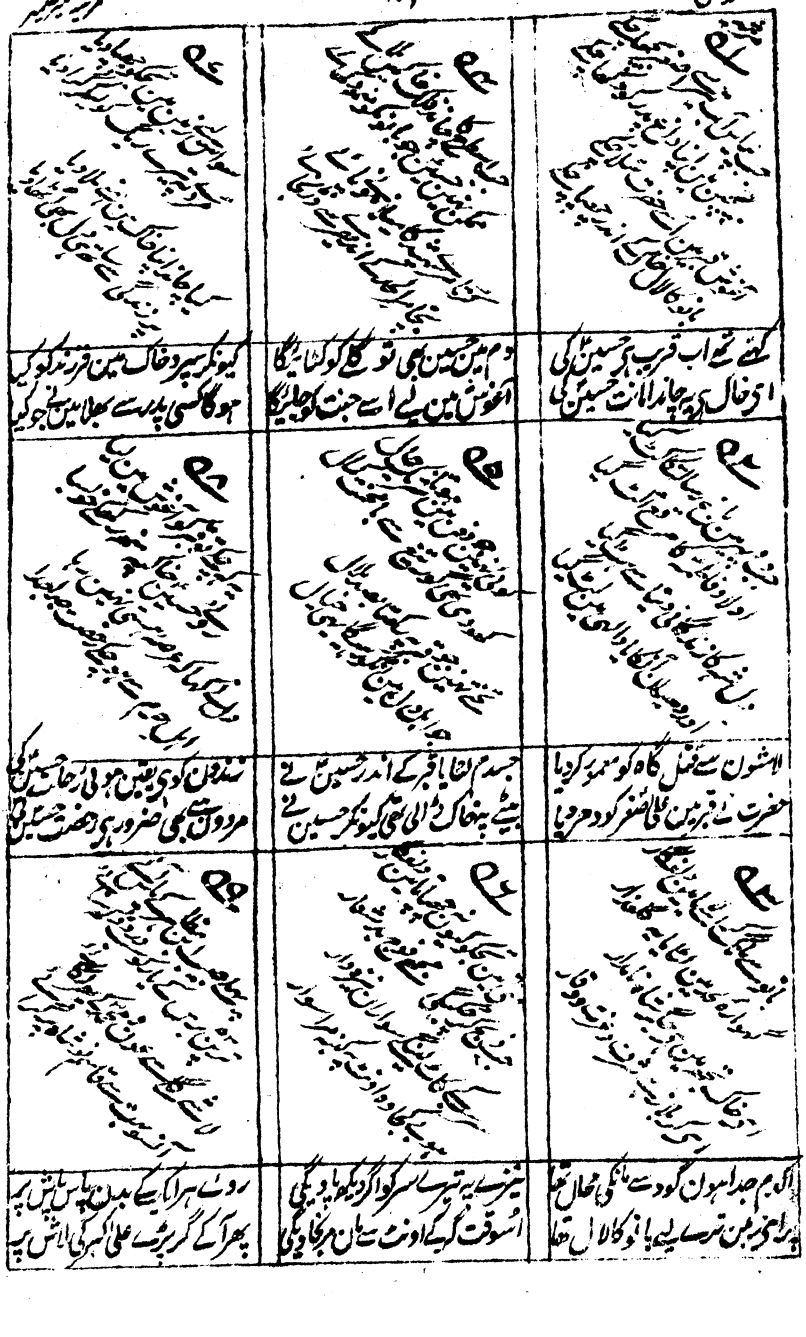
بھائی کو بچالائی ہون نانا سے کہونگی
تربت کی مجاور رہو وہان بیٹھ رہونگی

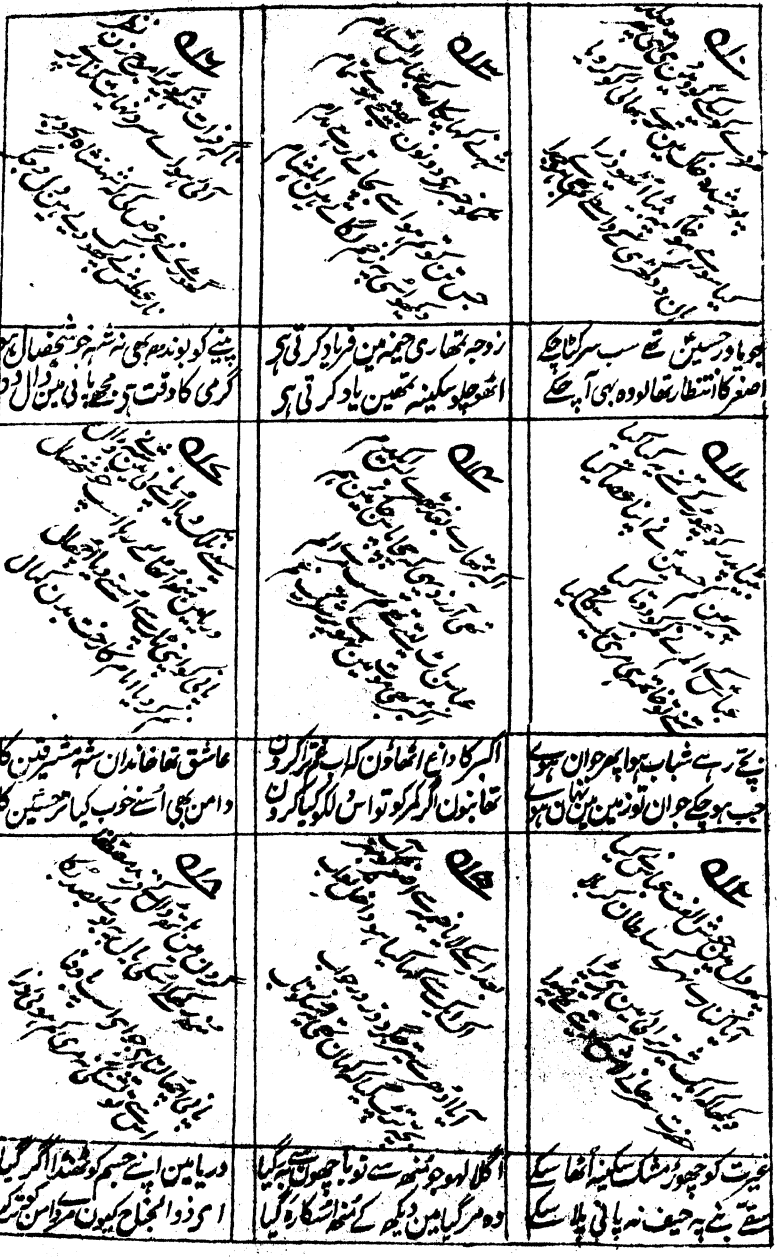


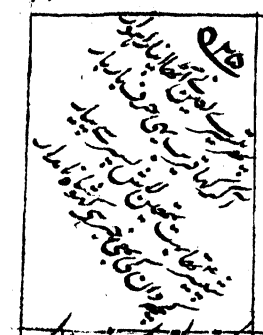
ای اہل عزا کیا کہون مضمون شہادت
سننے کی ہی طاقت نہ بیان کرنے کی طاقت

کہتا ہی ضمیر اب یہ بصد زاری و منت
ہی قبضۂ شمشیر مین کونین کی دولت

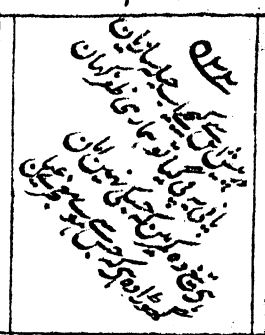
بجھیر یہ عنایات شہنشاہ زمان ہو
تعمیر جو اک تعزیہ داری کا مکان ہو



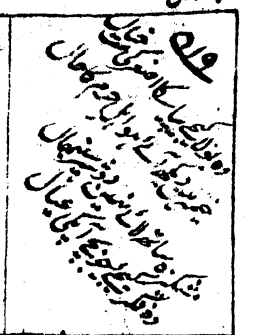




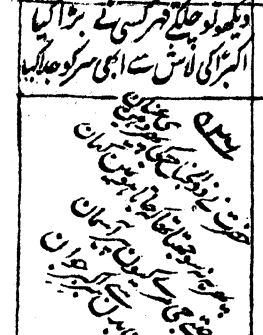
پانی ہیں اپنے لب کو نہ ہیں جب تلک ڈبو دیا
دامن کو اہل بیت کی خاطر بھگو دیا



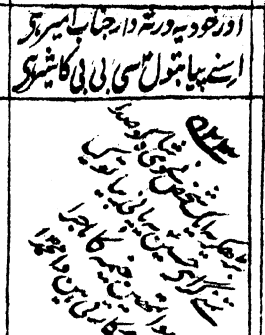
اور خود یہ ورثہ دار جناب امیر ہے
اسنے پیا بتول کی بی بی کا شیر ہے



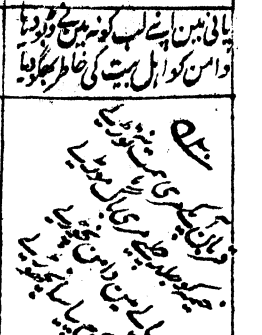
دیکھو تو چلکے قہر کسی نے بڑا کیا
اکبرؑ کی لاش سے ابھی سر کو جدا کیا



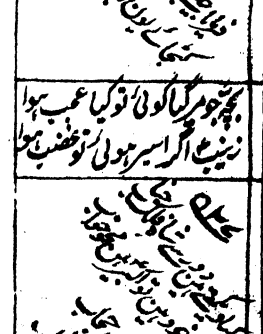
پانی ملا تو جی نہیں عابد کا جائیگا
اک گھونٹ تو سکینہ کے حصہ میں آئیگا



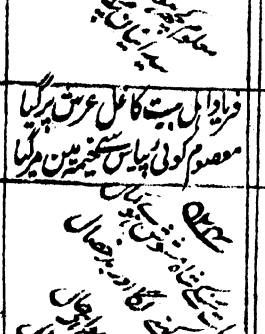
فریاد اہل بیت کا عرش پر گیا
معصوم کوئی پیاس سے سکینہ میں مر گیا



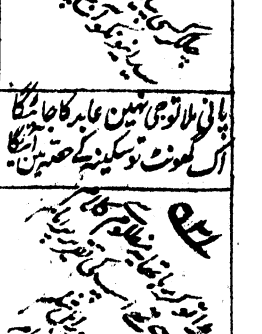
بچہ جو مر گیا کوئی تو کیا عجب ہوا
زینبؑ اگر اسیر ہوئی تو غضب ہوا



چھاتے نے تین روز کے گر حلق تر کیا
لشکر کو ایک آن میں زیر و زبر کیا



بانو اسیر فوج ستمگار ہو گئی
زینبؑ کو بھی سناکہ گرفتار ہو گئی



پانی پیے حسینؑ یہ کب اشتیاق ہے
دریا پہ ٹھہرنا بھی مرا تم کو شتاق ہے





پٹی ہوئی کمر میں ردا سے تو باندھ کر
سر پر بندھا عمامہ حضرت رسول کا

اس خط سے روح کچھ مری اُلفت اُٹھاتی ہے
تجھ سے تو بوے اہل وطن مجکو آتی ہے

تو کربلا میں لیکے جو اس خط کو جائیگا
محشر میں فاطمہ سے صلا اسکا پائیگا

دیکھا عمون سے دار دادہ حسین کو
گویا کہ آفتاب سر کوہ ہے حسین

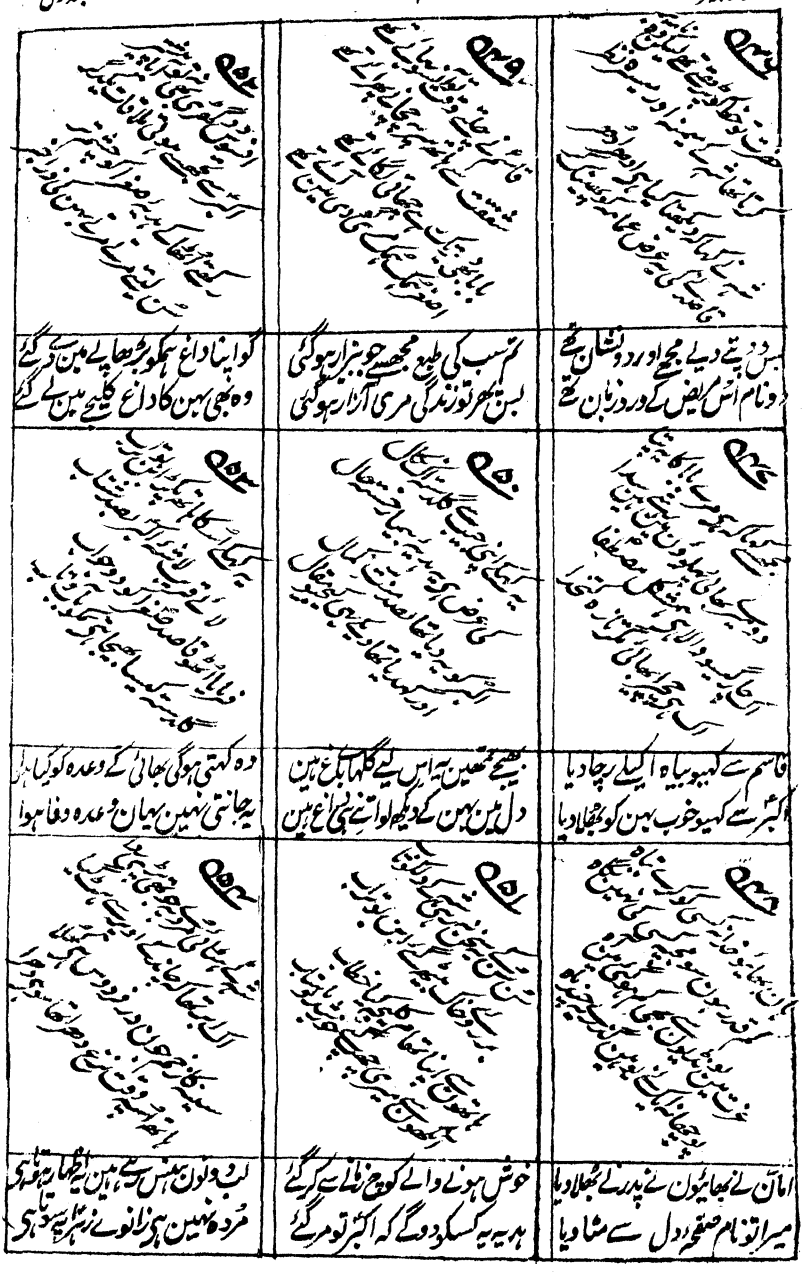
پر دے سے یون لگی ہوئی کرنی کلام ہے
بھائی خدا کی راہ کا ورپیش کام ہے

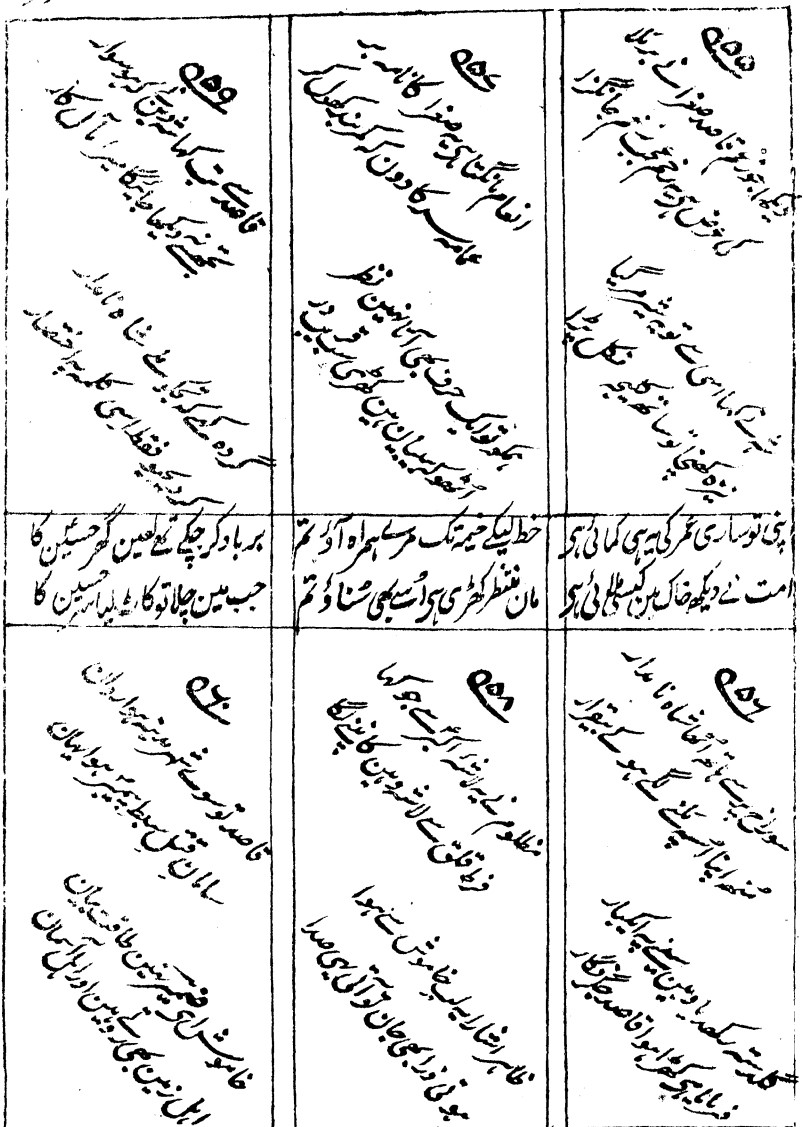
بابا سے کہیو مکو تو غم اک مرا ہوا
مجھسے تو سارا کنبہ کا کنبہ جدا ہوا

زخمی تمام ناف سے تا بہ فرق ہیں
گھوڑے سمیت خوں کے دریا میں غرق ہیں

اور یہ محلہ ہاشمیون کا تمام ہے
دادی تبول جد مرا خیر الانام ہے

چندے مفارقت میں یونہی گذرگئی
سُنیو اکیلے گھر میں وہ نکرا کے مرگئی





۵۵

دیکھا جو تو نے قاصد غمناک سے ہمیں
کیا کیا نہ ہم پہ ظلم ہوئے تھے جہاں میں
کہنا ہمارا سن کے تو ہو شیر مرگیا
بیٹے کا بھائی سن کے تو ہو شیر مرگیا
بیٹی تو ساری عمر کی یہ ہی کمائی ہے
امت نے دیکھ خاک میں کیسا ملائی ہے

۵۶

انعام ہے کلی ہے یہ صفدر کا نامہ بر
عامہ سر کا دون کر کمر کو بھی کھول کر
ہمکو تو ایک حرف بھی آتا نہیں نظر
کچھ ہم سے ہو سکے تو لکھیں دل کی سب خبر
خط لیکے خیمہ تک مرے ہمراہ آؤ تم
ماں منتظر کھڑی ہے اُسے بھی سناؤ تم

۵۷

قاصد جب کہا شہ دیں کو یہ جا کر
تجھکو نہ دیکھا جائیگا میرے حسین کا
گر وہ سنے کہ بیٹا بھی شاہ زمان کا
بر باد کر چکے تھے لعین گھر حسین کا
سر کو دھنے کہ ہائے یہ کیا ہو گیا غضب
جب میں چلا تو کاٹ رہا تھا گلا حسین کا

۵۸

سورج نے جب سے ماتم شاہ زمان کا
شعلہ اٹھا ہے خیمہ سے لگے ہے دھواں کا
گلدستہ کٹ کے بھائی کا بہنوں نے پایا ہے
دنیا میں کچھ اسی کا ہوا قاصد خبر نگار
نظارہ اشک ریز ہے ماتم سے ہے صدا
ہونی نہ ہو کبھی جان تو آتا ہے ہی مزا

۵۹

قاصد تو سوئے شہر مدینہ چلا روان
سامان قتل بیٹے کا بیٹی کا ہے عیان
خاموش اے ضمیر نہیں طاقت بیان
اہل زمین بھی ہے یہ دہائی اور اہل آسمان
مطلب نہ مدح سے نہ غرض واہ واہ سے
گذرے یہ مرثیہ شہ دیں کی نگاہ سے

۶۰

دیکھا جو تو نے قاصد غمناک سے ہمیں
کیا کیا نہ ہم پہ ظلم ہوئے تھے جہاں میں
کہنا ہمارا سن کے تو ہو شیر مرگیا
بیٹے کا بھائی سن کے تو ہو شیر مرگیا
بیٹی تو ساری عمر کی یہ ہی کمائی ہے
امت نے دیکھ خاک میں کیسا ملائی ہے

۶۱

انعام ہے کلی ہے یہ صفدر کا نامہ بر
عامہ سر کا دون کر کمر کو بھی کھول کر
ہمکو تو ایک حرف بھی آتا نہیں نظر
کچھ ہم سے ہو سکے تو لکھیں دل کی سب خبر
خط لیکے خیمہ تک مرے ہمراہ آؤ تم
ماں منتظر کھڑی ہے اُسے بھی سناؤ تم

۶۲

قاصد جب کہا شہ دیں کو یہ جا کر
تجھکو نہ دیکھا جائیگا میرے حسین کا
گر وہ سنے کہ بیٹا بھی شاہ زمان کا
بر باد کر چکے تھے لعین گھر حسین کا
سر کو دھنے کہ ہائے یہ کیا ہو گیا غضب
جب میں چلا تو کاٹ رہا تھا گلا حسین کا

۶۳

سورج نے جب سے ماتم شاہ زمان کا
شعلہ اٹھا ہے خیمہ سے لگے ہے دھواں کا
گلدستہ کٹ کے بھائی کا بہنوں نے پایا ہے
دنیا میں کچھ اسی کا ہوا قاصد خبر نگار
نظارہ اشک ریز ہے ماتم سے ہے صدا
ہونی نہ ہو کبھی جان تو آتا ہے ہی مزا

۶۴

قاصد تو سوئے شہر مدینہ چلا روان
سامان قتل بیٹے کا بیٹی کا ہے عیان
خاموش اے ضمیر نہیں طاقت بیان
اہل زمین بھی ہے یہ دہائی اور اہل آسمان
مطلب نہ مدح سے نہ غرض واہ واہ سے
گذرے یہ مرثیہ شہ دیں کی نگاہ سے

مرثیہ

۱
کہو تو نوحہ عباس کی شہادت پر فدا ہو
کہو تو ماتم اصغر کی جراحت پر فدا ہو
کہو تو اشک علی اکبر کی قیمت پر فدا ہو
ان اسیدالشہدا کی عزا پر فدا ہو

عباس تو نے عہد کو پورے کیے ادا ہے
قربان ہو تم حضرت عباس علی پر

۲
اے خیمہ گاہ حسین ابن علی کے
دیدار کو تیرے ہیں سب مشتاق
آئے ہیں جو تیرے بھائی کے ماتم میں
ہر ایک ہے ان میں اندوہ سے نمناک

وہ شیفتہ الفت بابائے سکینہ
کیا فخر سمجھ کر ہوا سقائے سکینہ

۳
اے خیمہ گاہ حسین ابن علی کے
ہے تجھ پہ ہر اک آنکھ اشکبار
ہر سمت سے آتی ہے صدا نالہ و شیون
ہر ایک ہے تیرا غم میں گرفتار

گرتے ہی نظر روضۂ سلطان زمن پر
دہشت سے کھڑے رہ گئے ہوتے ہیں بدن پر

۴
اے خیمہ گاہ حسین ابن علی کے
ہر روز ہے ماتم ترے گھر میں برپا
ہر وقت ہے گریہ و فغاں تیرے در پر
ہر آن ہے نالہ و بکا تیرے در پر

ہر سمت یہی شور ہے خدام ادب کا
دربار ہے شاہنشہ اقلیم عرب کا

۵
اے خیمہ گاہ حسین ابن علی کے
ہے تجھ پہ عجب شورش ماتم برپا
ہر سمت سے آتی ہے صدا نالہ و شیون
ہر ایک ہے تیرا غم میں گرفتار

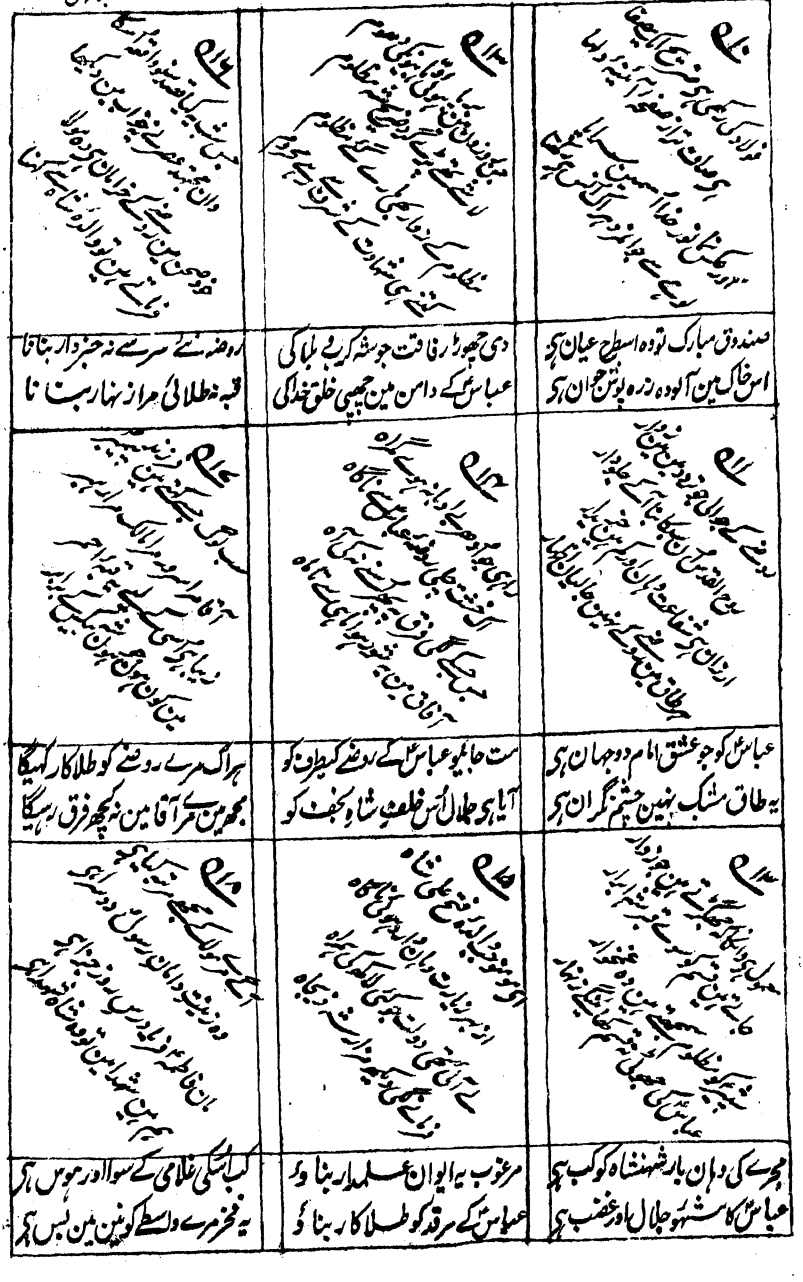
یاں ذکر علمداری و سقائی کا کیا ہے
واللہ غلامی کا یہ نخلہ بڑا ہے

۶
اے خیمہ گاہ حسین ابن علی کے
ہے تجھ پہ عجب شورش ماتم برپا
ہر سمت سے آتی ہے صدا نالہ و شیون
ہر ایک ہے تیرا غم میں گرفتار

ہر وقت در روضۂ عباس جو وا ہے
زوار سے ملنے کو وہ آغوش کشا ہے

۷
دیکھو تو یہ کیا رتبہ و اقبال و حشم ہے
موجود ہر اک تعزیہ خانہ میں علم ہے

یہ ہے پسر احمد مختار کا روضہ
وہ ہے خلف حیدر کرار کا روضہ



صندوق مبارک تو وہ اسطرح عیان ہی
اس خاک مین آلودہ رزہ پوتن جوان ہی

دی چھوڑ رفاقت جو شہ کربلا کی
عباسؑ کے دامن مین چھپی خلق خدا کی

روضہ تیرے سرسے نہ خبردار بنا تا
قبہ نہ طلائی مرا زنہار بنا نا

عباسؑ کو جو عشق امام دوجہان ہی
یہ طاق مشبک نہین چشم نگران ہی

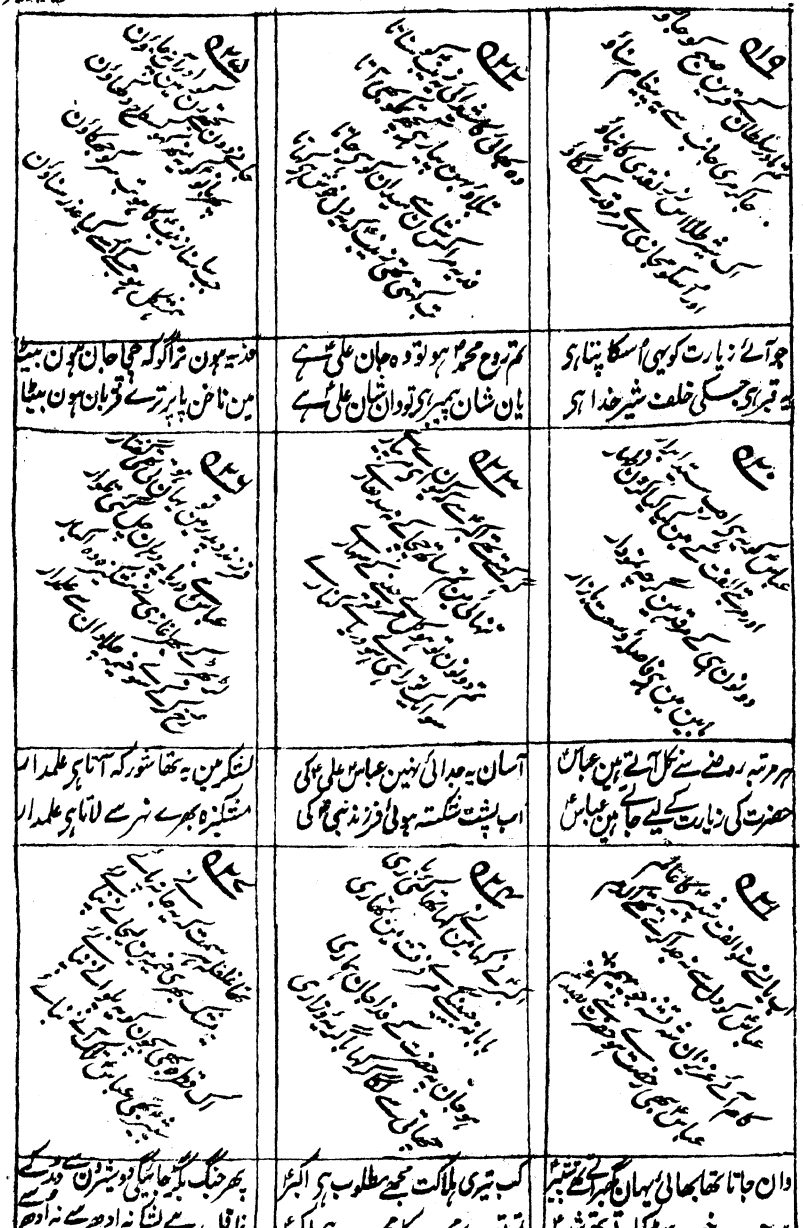
ست جایو عباسؑ کے روضے کیطرف کو
آیا ہی جلال اُس خلف شاہ نجف کو

ہر اگ مرے روضے کو طلا کار کہیگا
مجھ مین مرے آقا مین نہ کچھ فرق رہیگا

مجرے کی دہان بار شہنشاہ کو کب ہی
عباسؑ کا شہرہ جلال اور غضب ہی

مرغوب یہ ایوان علمدار بناؤ
عباسؑ کے مرقد کو طلا کار بناؤ

کب اُسکی غلامی کے سوا اور ہوس ہی
یہ فخر مرے واسطے کونین مین بس ہی



۱۹
[illegible]

۲۰
[illegible]

۲۱
[illegible]

۲۲
[illegible]

۲۳
[illegible]

۲۴
[illegible]

۲۵
[illegible]

۲۶
[illegible]

۲۷
[illegible]

جو آئے زیارت کو یہی اُسکا پتا ہے
یہ قبر ہے جسکی خلف شیر خدا ہے

تم روح محمدؐ ہو تو وہ جان علیؑ ہے
یاں شان ہمیر ہے تو واں شان علیؑ ہے

عذیہ ہوں ترا گو کہ ہے جاں ہوں بیٹا
مین ناخلف پاپر ترے قربان ہوں بیٹا

ہر مرتبہ روضے سے نکل آتے ہین عباسؑ
حضرت کی زیارت کے لیے جاتے ہین عباسؑ

آسان یہ جدائی نہین عباسؑ علی کی
اب پشت شکستہ ہوئی فرزند نبیؐ کی

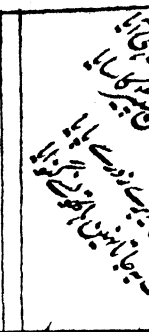
لشکر مین یہ تھا شور کہ آتا ہے علمدار
مستانہ بھرے نہر سے لاتا ہے علمدار

واں جاتا تھا بھائی یہان گھبرائے تھے شبیرؑ
سر چوب در خیمہ سے ٹکراتے تھے شبیرؑ

کب تیری ہلاکت مجھے مطلوب ہے اکبرؑ
تو تو مرے محبوب کا محبوب ہے اکبرؑ

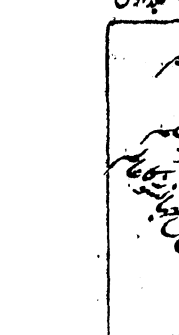
پھر جنگ بگڑ جائیگی دو بیٹون سے ودکے
غافل رہے لشکر نہ ادھر سے نہ اودھر سے

۲۹



گر تیر لگانے ہین لگاؤ مرے سر پہ
صدقے ہو مین اطفال شہ جن و بشر پہ

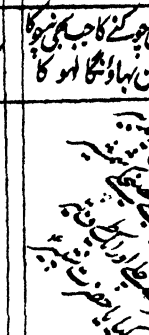
۳۰



پانی جو طلب کرتے ہو کیا تمنے دیا ہے
عباسؑ نے تلوار کی قوت سے لیا ہے

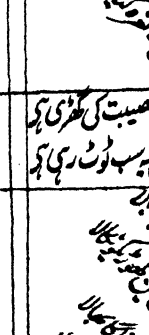
۳۱

۳۲

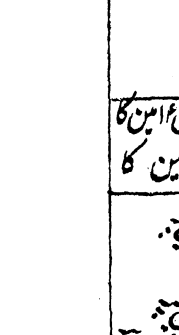


اب بھی مین نہین چوکنے کا جب بھی چوکا
اس پانی پہ دریا مین نہاؤنگا لہو کا

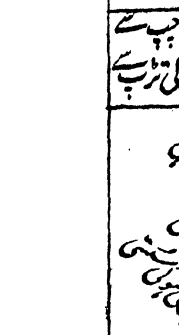
۳۳



۳۴

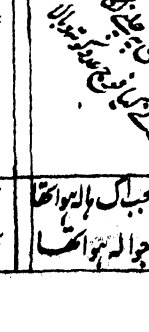


۳۵

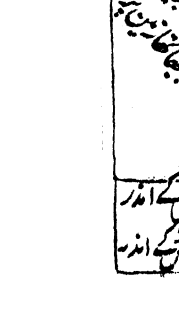


کوشش نہ چلیگی کسی عنوان تمھاری
اس پانی پہ جاویگی عبث جان تمھاری

۳۶

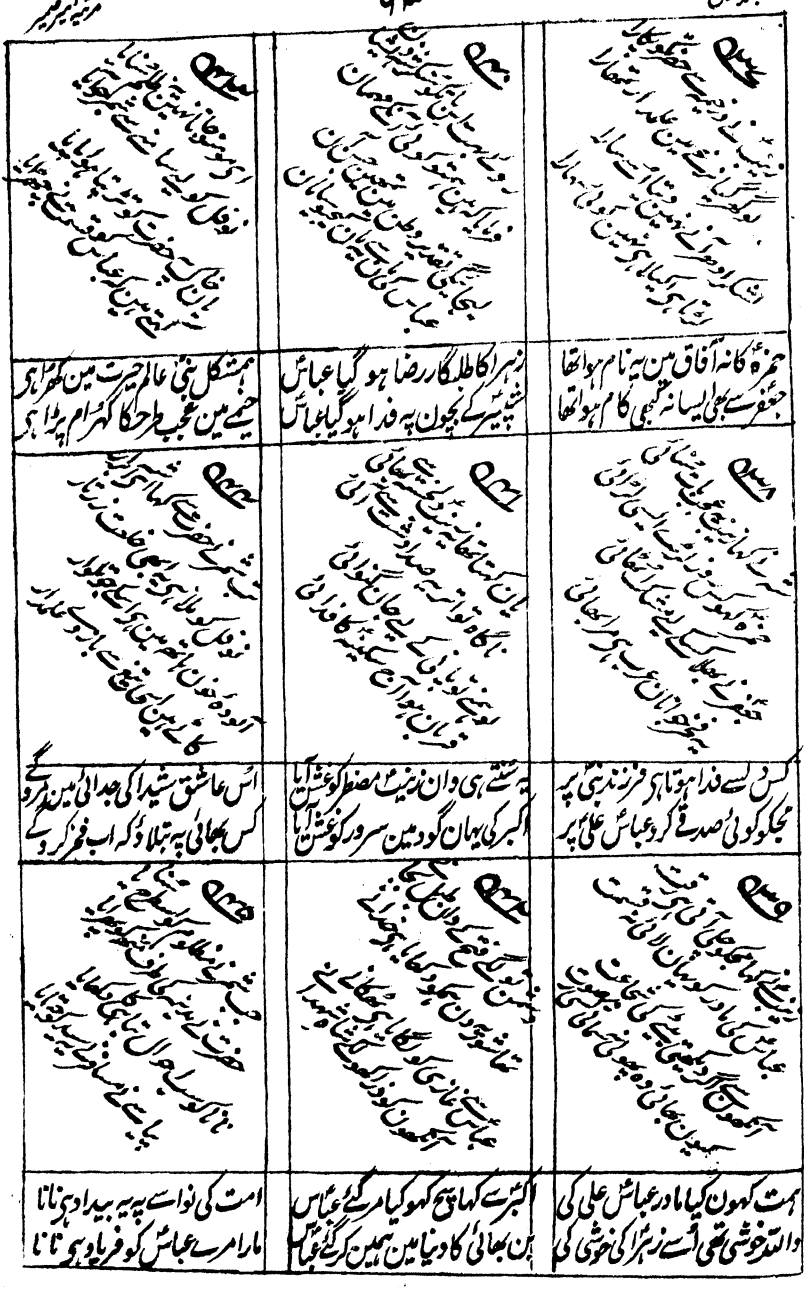


۳۷



۳۸

۳۹



حمزہ کا نہ آفاق مین یہ نام ہوا تھا
جعفر سے بھی ایسا نہ کبھی کام ہوا تھا

زہرا کا طلبگار رضا ہو گیا عباس
شبیر کے بچون پہ فدا ہو گیا عباس

ہمشکل نبی عالم حیرت مین کھڑا ہی
کیے مین عجب طرحکا کھرام پڑا ہی

کس دل سے فدا ہوتا ہی فرزند نبی پر
مجکو کوئی صدقے کرے عباس علی پر

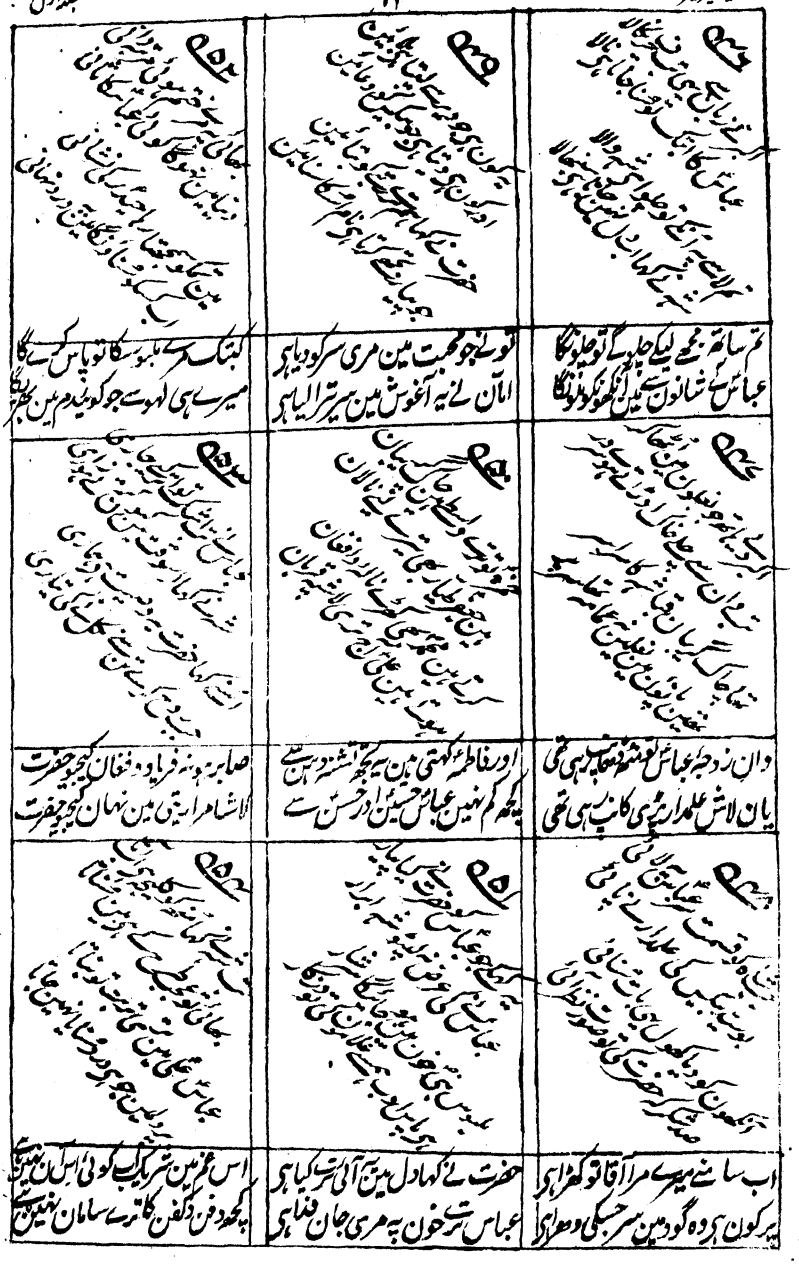
یہ سنتے ہی وان زینب مضطر کو غش آیا
اکبر کی یہان گود مین سرور کو غش آیا

اس عاشق شیدا کی جدائی مین مروگے
کس بھائی پہ تبلاؤ کہ اب فخر کروگے

ہمت کہون کیا مادر عباس علی کی
واللہ خوشی تھی اُسے زہرا کی خوشی کی

اکبر سے کہا سچ کہو کیا مر گئے عباس
ہن بھائی کا دنیا مین ہمین کر گئے عباس

امت کی نواسے پہ یہ بیداد ہی نانا
مارا مرے عباس کو فریاد ہی نانا



۵۵

عباس سنی کی عرض کہ اے سبط پیمبر
مولا مرے صاحب فن و کفن کا نہیں دیور
مشکل ہیں سب کیونکر کہ جو ہے آپ کا مقصود
آوے گی مری لاش پہ وہ بادل بخیر

پانی جو نہ چھوئیگا یا تو شرمائے گا عباس | اسوقت ندامت سے الٹ جائیگا عباس

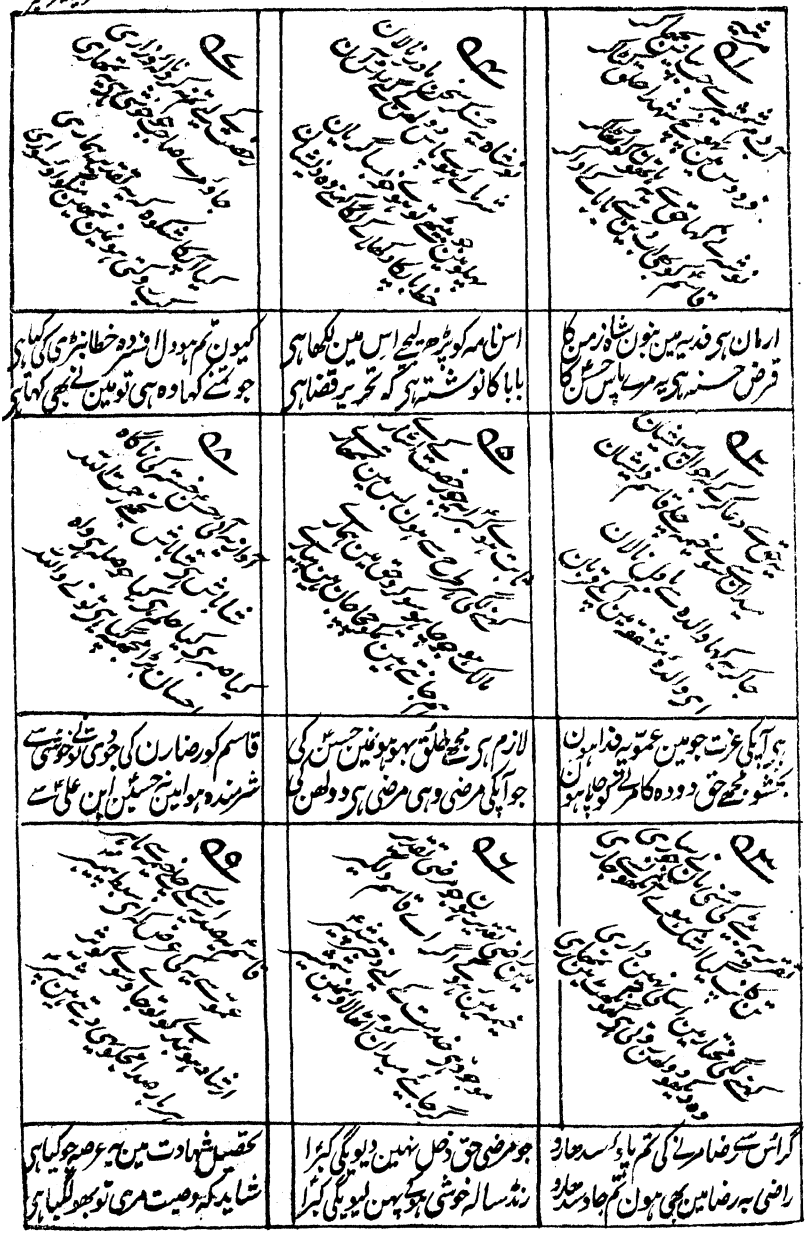
۵۶

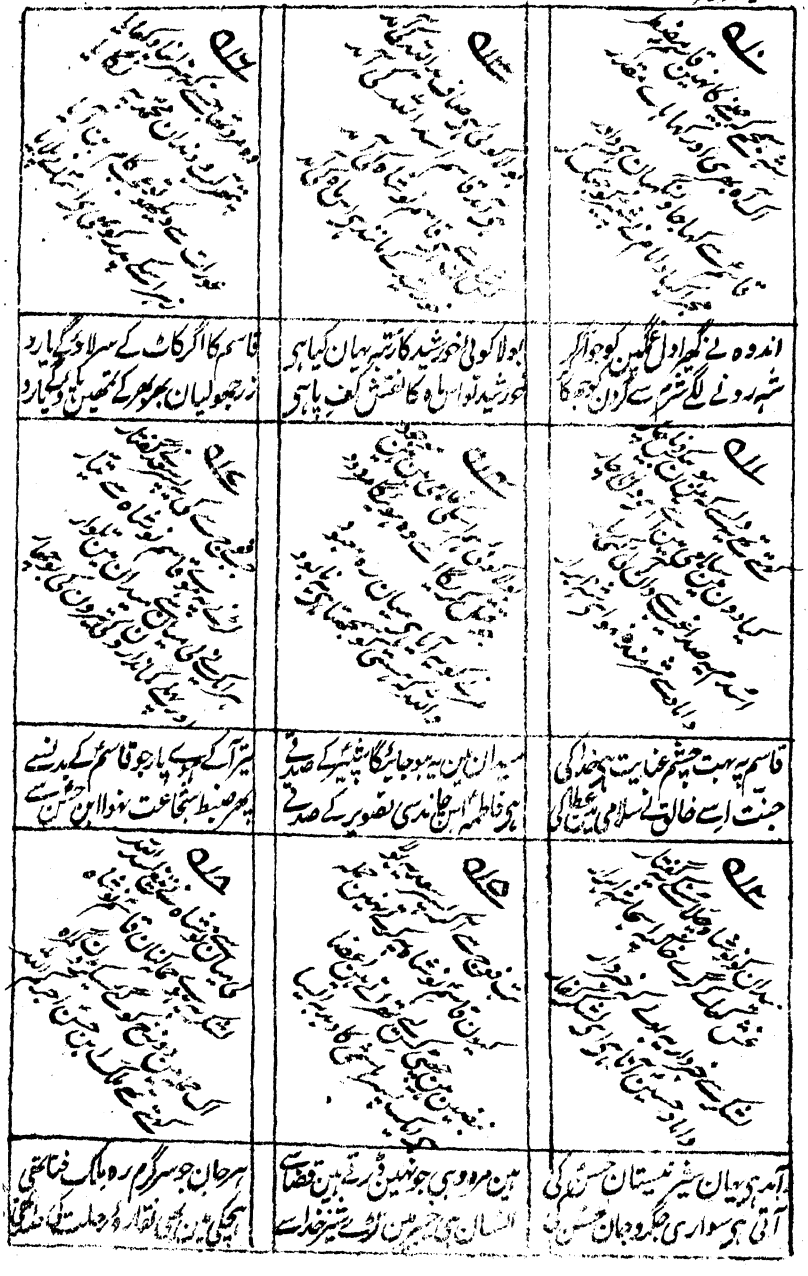
یہ کہتے ہی عباس سنی راز جہاں کی
خاموش ضمیر اب نہیں طاقت ہے زباں کی
یہ عرض ہے حضرت میں شہنشاہ زماں کی
ہے تیری غلامی مجھے دولت دو جہاں کی

دل کعبہ صفت مسکن معبود ہو میرا | عصیاں سے نہ دامن کبھی آلودہ ہو میرا

نضمین

جب نہ حضرت شاہ کو کافور جنت کا ملا
عرض کی شبیر نے رو رو کے اکبر اور اصغر
کیا نہ کافور و کفن مجھکو یہ میرے بھائی کا
جب بجا سنے رو کے فرمایا شہید کربلا
جان من غمگین مشو روز شہادت دور نیست
کشتہ راہ خدا حاجت کافور نیست





خنجر جو گلے پہ چلا دولہ کے غم سے
خون آنے لگا اشک کی جا دیدہ نم سے

تعمیر کرا پنا شہ اقبال زیادہ
ہووے نہ کہیں درد سر لال زیادہ

اب لاش سے ملنے کے لیے جاتے ہیں عابد
ہمراہی بنے قاسم بھی چلاتے ہیں عابد

واں لشکر اعدا میں بجے طبل خوشی کے
یاں درد کلیجے میں اٹھا سبط نبی کے

تب سے تو یہاں جمعہ میں ہو شور سپاہی
واں بھائی ترا دشت میں پامال ہوا ہی

بیوہ کیا تقدیر نے اک شب کی دلہن کو
تم لیک چلو لاشہ قاسم پہ بہن کو

کس سمت وہ داماد تہ لشکر دہاں ہی
تیار ڈنشانی مرے عمو کی کہاں ہی

میدان میں اجل کر اٹھانے کو چلے ہیں
ہم لاشہ نوشاہ اٹھانے کو چلے ہیں

نوشاہ سو اب بھی اسکا نہ کھسکا
کسطرح رنڈاما مری بوتی کا کدھر گا

۲۸

نوشاہ کے قدموں پہ میں آنکھوں کو ملونگی
اور زخم بدن سوزن مژگاں سے سیونگی

۲۹

اسدم دل مجروح ہی کیا رنج و محن مین
اک لاش تو خیمہ مین ہی اور ایک ہی رن مین

۳۰

میدان مین ہوا قتل جو فرزند حسنؑ کا
مردے پہ چلی پیٹنے رونے کو دولہن کا

۳۱

قاسم کو دکھاؤنگا مین دیدار دولہن کا
لے آتا ہون لاشا یہین فرزند حسنؑ کا

۳۲

قاسم کو جو دیکھا تو عجب حال ہوا ہی
وہ پھول سا تن گھوڑون سے پامال ہوا ہی

۳۳

مرنے سے ترے شور ہی اک کون و مکان مین
بے شمع ہوئی گور حسنؑ آج جہان مین

۳۴

جا کر در خیمہ پہ کہا رو کے بہن سے
نوشاہ کی لاش آتی ہی کہدو دولہن سے

۳۵

رو کر یہی کہتی تھی کہ فریاد خدا ہی
کفار نے دولہ کو مرے قتل کیا ہی

۳۶

ابنوہ غم و درد ہی مجھ کشتۂ غم پر
تم بولو تو بولونہین کرتی ہون قلم پر

۳۸

یہ بین دفن کرنی تھی اور یہ پاک خاندان
اس خون جگری سے نکل کار کی تھی نظارا
لاشا بھی سوے خاطر گرانبار خدا
یہ عاذرہ جو عزت سے پرورش دیکھا
کہنے لگا فاطمہ مصیبت یہ بڑی ہے
یا نوشہ کیا آپ کی وصف کی گھڑی ہے

۳۹

یہ سنکے رہوار فاسکو نہ بار بار
لاشے کے قصد سے ہوئی خاکدار
کہنے لگی ماں گیا ہے جو مرا یسیر را
تا شام دیدار ان سوے خود ہو
یہ سنکے کیا دار جو ظالم نے کیا یہ
یہ چھوڑ رسم ستمگاران بیدرد کے پیرو

۴۰

آواز جس کی بیت سے خیمے کے آئی
اکبار دامن فاطمہ نے دوڑ کی وہاں
والشکر کفار ستمگر نے کی یہ شان
صد نیزہ کی نیزے پہ سر کی کمان
حربین سر نوشاہ کی لیتی ہیں بلائیں
اور فاطمہ سر بھائی کے دیتی ہیں دعائیں

۴۱

خاموش ظفر لیکن دل مغموم و حزیں
یہ سنکے حسن کے اٹھا ہے غضب ناک
اور آہ جو لی کانپ گئی تا سر افلاک
شاہا شہ مجھے کہتی ہے یہ روح شہ لولاک
اس طرح سے کہنے کا سلیقہ مجھے کب ہے
والشکر اس ستار کی شوخی کا سبب ہے

گو دھوپ میں تم آئے ہو مجلس میں چلی ہو
بیٹھے ہوئے یاں دامنِ صحرا کے تلے ہو

فرماتے ہیں اعمال بقیمہ سے ڈرو تم
نزدیک قیامت ہیں محجوب کرو تم

پاکیزہ کیا حق نے تمھیں اپنے کرم سے
گویا ابھی پیدا ہوئے مادر کے شکم سے

ہر وقت ملک نامۂ اعمال بکف ہے
اک داہنی جانب ہے تو اک بائیں طرف ہے

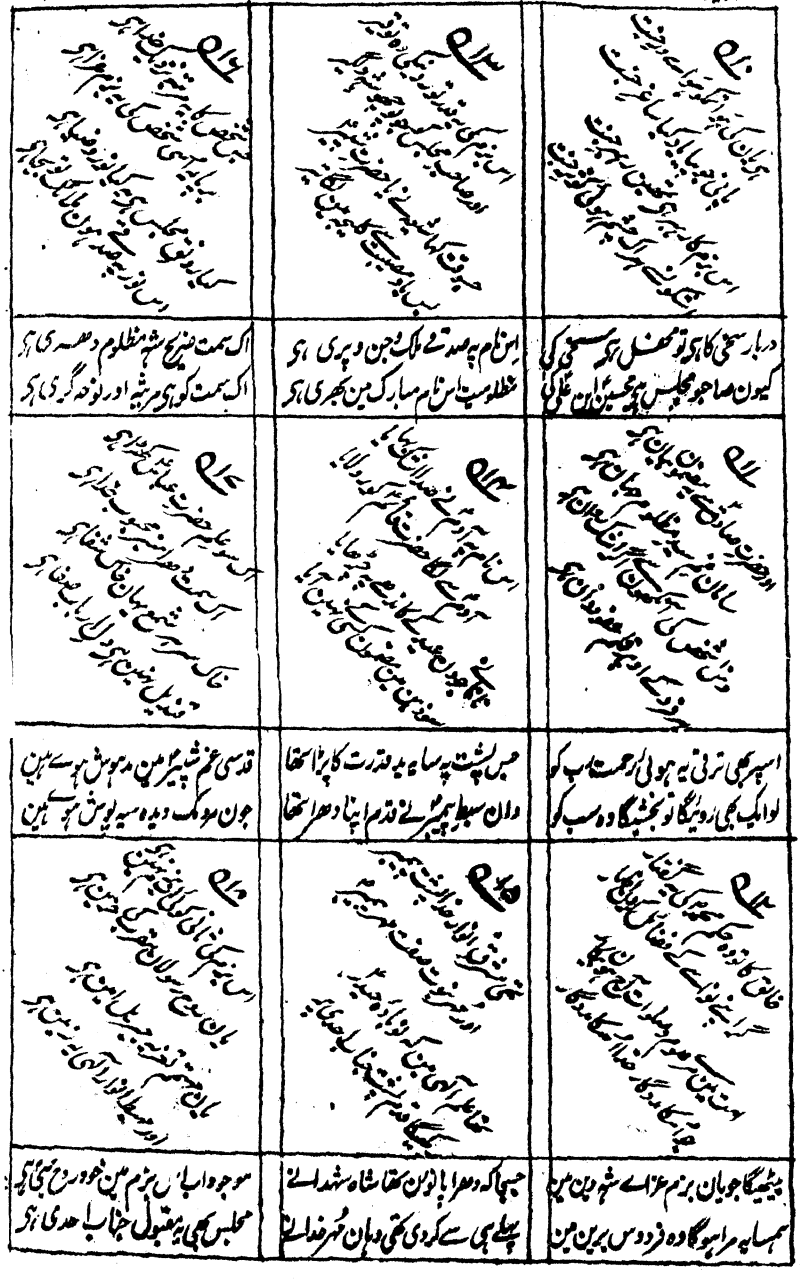
دشمن کی تمھارے لیے جب طعنہ زنی ہو
تب آلِ محمدؐ کی نہ کیوں دل شکنی ہو

مرہون فقط میں نہیں اس آن تمھارا
یہ تا بہ محمدؐ ہوا احسان تمھارا

کاغذ وہ بھرا تیر سے ہوتا ہے کہ خطرے
دو وقت گذرتا ہے وہ حضرت کی نظر سے

سن سنکے مصیبت نہ رہا ہوش کسی کو
دل کھول کے روئے ہیں حسینؑ ابن علیؑ کو

گر ہے سبب عفو جرائم تو یہی ہے
کہ باد و مستوجب دامانِ حسینؑ ابن علیؑ ہے



دربار سجی کا ہی تو محفل ہی مسجی کی
کیون صاحبو مجلس ہی عجب ان علی کی

اس نام پہ صدقے ملک جن و پری ہی
مظلومیت اس نام مبارک مین بھری ہی

اک سمت ضریح شہ مظلوم دھری ہی
اک سمت کو ہی مرثیہ اور نوحہ گری ہی

اور حضرت صادق کے بھی ہین نام یہان پر
ساتھ ان کے ہی کاظم و مظلوم جہان پر
دس شخص کی ہی ہمکو ضمان ان کے امان پر
ہر وقت ہی اس پنجتن پاک کا فرمان پر

اس نام پہ آیا ہی کہ حضرت نے دعا کی
حضرت نے کہا رہے گا جب تک یہ جہان ہی
جو نام مرا لیوے گا اس کی ہی بخشش آسان ہی
سنو بہن مین مغفرت کی اس کو امان ہی

اسپر بھی ترنی یہ ہوئی رحمت رب کو
لو ایک بھی روئیگا تو بخشیگا وہ سب کو

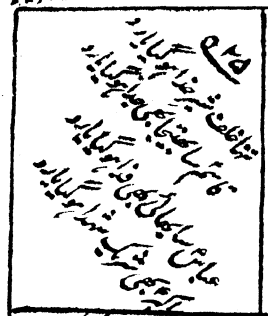
جس پشت پہ سایہ پدر قدرت کا پڑا تھا
واں سبط پیمبر نے قدم اپنا دھرا تھا

قدسی غم شبیر مین مدہوش ہوے ہین
جون مہ و مک دیدہ سیہ پوش ہوے ہین

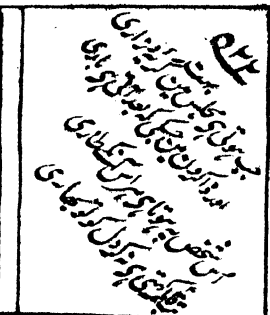
بیٹھیگا جہان بزم عزا ے شہ دین مین
ہمسایہ مرا ہوگا وہ فردوس برین مین

جسجا کہ دھرا پانون تھا شاہ شہدا نے
پہلے ہی سے کردی تھی وہان مہر خدا نے

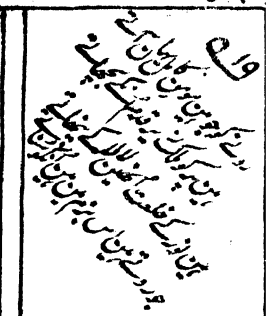
سو جو وہ اس بزم مین خود سر نہ گئی ہی
مجلس بھی یہ مقبول جناب احدی ہی



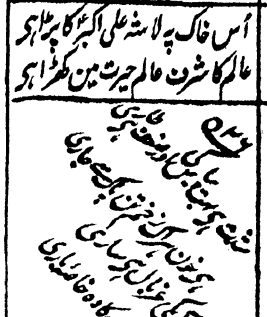
لے آیا ہی مجلس مین یہ اقبال تمھارا
شبیر کو روتے ہو خوشا حال تمھارا



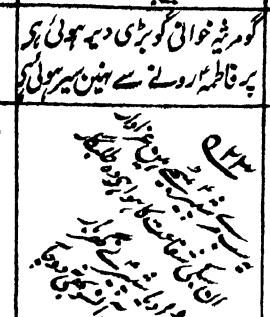
گو مرثیہ خوانی کو بڑی دیر ہوئی ہی
پر فاطمہ رونے سے نہین سیر ہوئی ہی



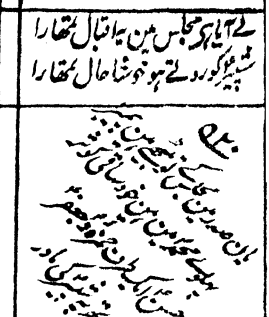
اُس خاک پہ لاشہ علی اکبر کا پڑا ہی
عالم کا شرف عالم حیرت مین کھڑا ہی



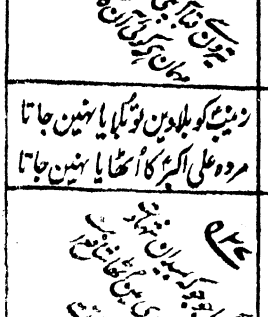
فرماتے ہین شرمندۂ احسان ہوئی ہین
شبیر کے عاشق ترے قربان ہوئی ہین



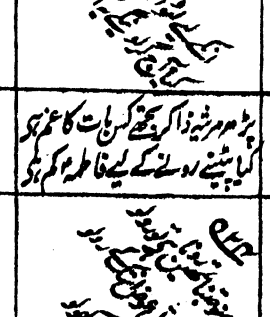
پڑھ مرثیہ ذاکر مجھے کس بات کا غم ہی
کیا پیٹنے رونے کے لیے فاطمہ کم ہی



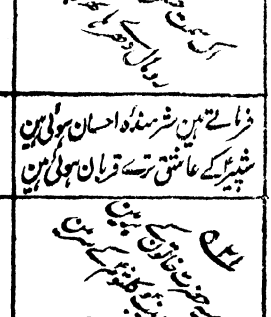
زینب کو بلا دین تو بتا یا نہین جاتا
مردہ علی اکبر کا اُٹھایا نہین جاتا



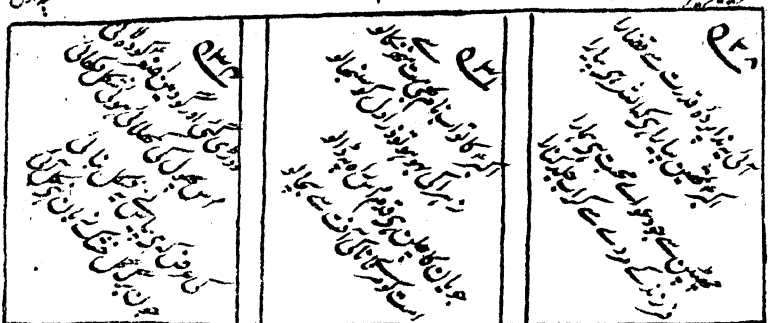
یان رہتا ہی جو الفت شاہ شہدا سے
اسنگ اُسکے علی آپ پوچھتے ہین اپنی روا سے



وان معرکۂ جنگ مین دوپہر ڈھلی ہی
یان بادخزان باغ رسالت پہ چلی ہی



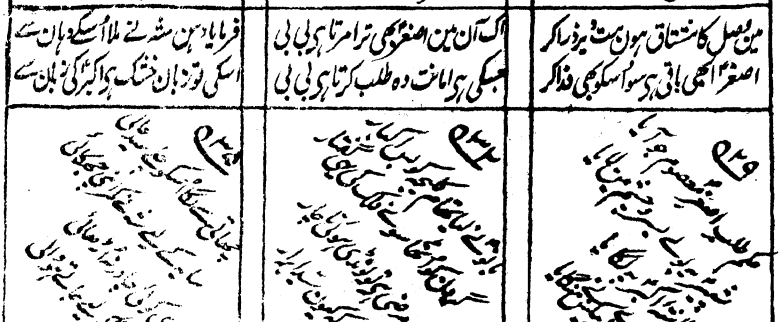
فرماتے ہین اکبر ابھی یہ جی سے سوا ہین
بس اتنے مین اعضا مرے بیکار ہوئے ہین



میں وصل کا مشتاق ہوں مت دیر ذرا کر
اصغر ابھی باقی ہے سو اسکو بھی فدا کر

اک آن میں اصغر کو بھی ترا مرتا ہے بی بی
جسکی ہے امانت وہ طلب کرتا ہے بی بی

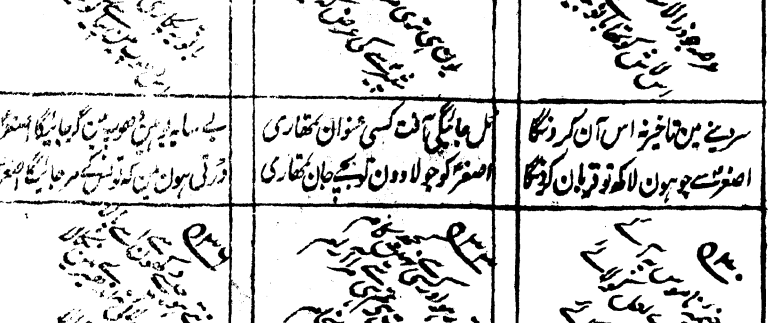
فرمایا دہن شہ نے ملا اسکے دہان سے
اسکی تو زبان خشک ہے اکبر کی زبان سے



سر دینے میں تاخیر نہ اس آن کرونگا
اصغر سے جو ہوں لاکھ تو قربان کرونگا

مل جائیگی آفت کسی عنوان سے تمھاری
اصغر کو جو لاؤں تو بچے جان تمھاری

بے سایہ پدر ہیں دو بھتیجے میں گر جائیگا اصغر
ڈرتی ہوں میں کہ تو نہ کسکے سر جائیگا اصغر



سینے کا جراحت انھیں آنے نہیں دیتا
اور ضعف ہمیں لاش اٹھانے نہیں دیتا

باقی ہے نشان بستے رسول عربی کا
روشن ہے دنیا میں چراغ آل نبی کا

پوشیدہ اسے خاک میں جب کیجیو حضرت
چادر میں اکبر کو اڑھا دیجیو حضرت

چھاتی سے ہٹا لو اسے اپنی نین پہ دھر کے
لیجاؤ مرے لعل کو سایہ مین پر کے

پالے بھی نہ گردن سے وہ پیکان نکلنے
جون ہاتھون پہ اصغرؑ کی لگی جان نکلنے

لب تک نہ ترے بوند ذرا سی گئی اصغرؑ
دنیا سے تری روح پیاسی گئی اصغرؑ

مہمان ہی بے جرم ہی اور تشنہ جگر ہی
منظور ہی معصوم ہی سید کا پسر ہی

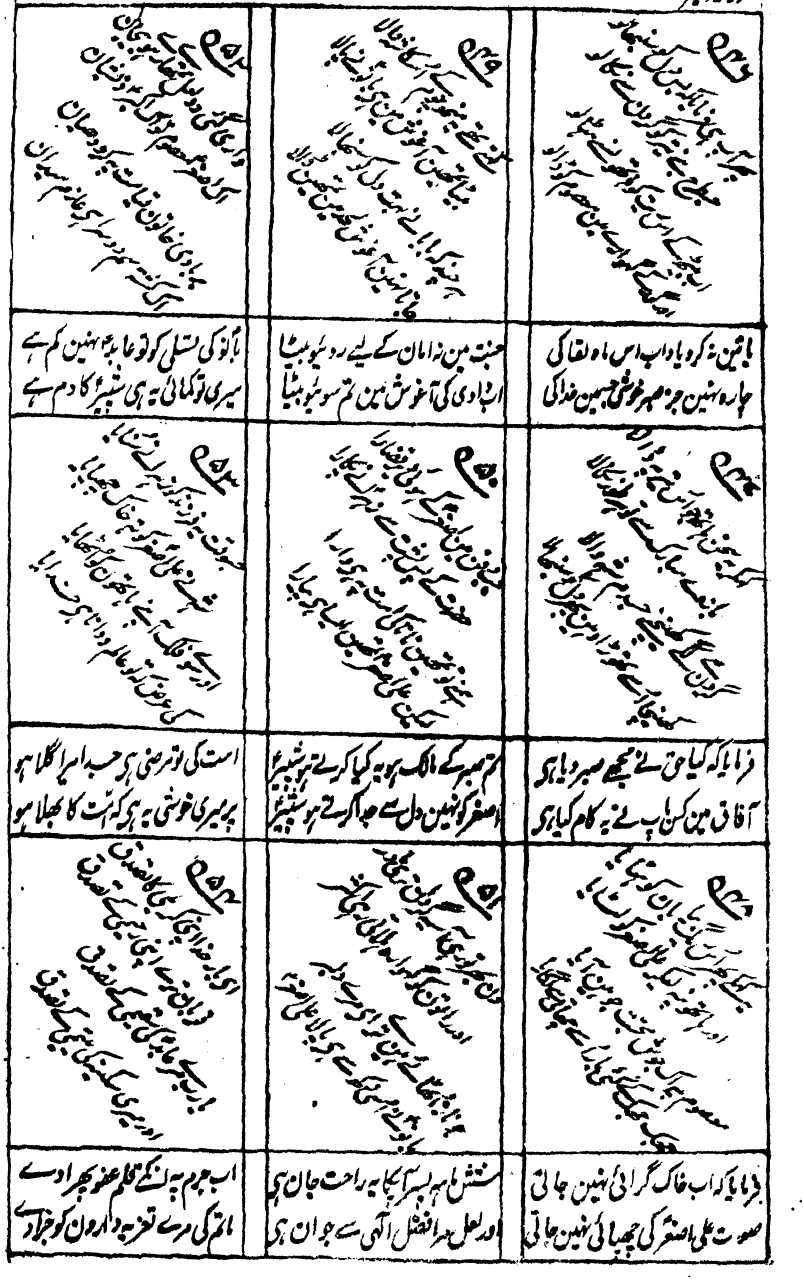
تم دردسنا دیتے جو لب کھولنا آتا
پر کیا کرو اصغر کہ نہین بولنا آتا

فرزند تھے صابر کے سو ہنستے گئے اصغرؑ
تم دودھ کو بھی بات سے ترستے گئے اصغرؑ

مشکیزہ نہ ابرق نہ ساغر مجھے لا دو
پانی کوئی چلو بھر اسے لا کے پلا دو

بابا سے ترا درد سنبھالا نہین جاتا
تو مر گیا اور نیزہ نکالا نہین جاتا

اپنے بھی تو اب کوچ کا ساماں ہی بٹیا
لیکن مجھے تو ان کا تری دھیان ہی بٹیا



باتیں نہ کرو یاد اب اس ماہ لقا کی
چارہ نہیں جز صبر خموشی ہے خدا کی

جنت میں زمان کے لیے رو دیو بیٹا
آزادی کی آغوش میں تم سو رہو بیٹا

باتو کی تسلی کو تو عابد نہیں کم ہے
میری تو کمائی یہ ہی شبیر کا دم ہے

فرمایا کہ کیا حق نے مجھے صبر دیا ہے
آفاق میں کس باپ نے یہ کام کیا ہے

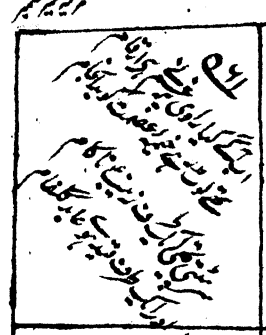
کم صبر کے مالک ہو یہ کیا کرتے ہو شبیر
اصغر کو نہیں دل سے جدا کرتے ہو شبیر

استاد کی تو مرضی ہے حسب امر الٰہی
پر میری خوشی یہ ہے کہ بیٹا کا بھلا ہو

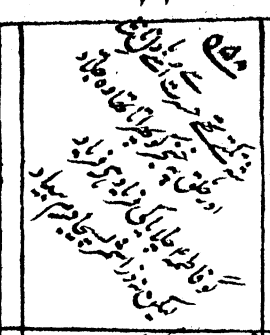
فرمایا کہ اب خاک گرانی نہیں جاتی
صورت علی اصغر کی چھپائی نہیں جاتی

نشتر ماہ پسر آپکا یہ راحت جان ہے
اور لعل مرا افضل اعلیٰ سے جوان ہے

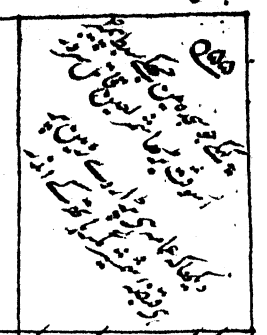
اب جرم یہ ہے کہ ظلم عنو پھر ادے
ماتم کی مرے تعزیہ داروں کو جزا دے



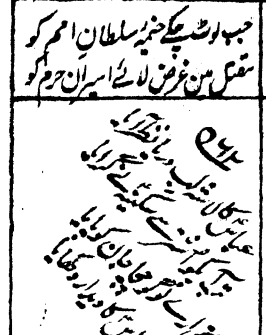
مین کیا کہون ظالم نے جو کچھ بے ادبی کی
چھاتی پہ چڑھا سبط رسول عربی کی



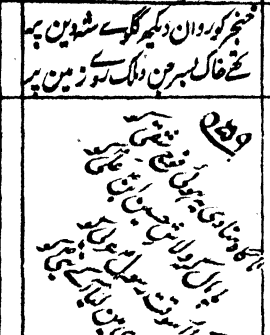
خنجر کو روان دیکھکر گلوے شہ دین پر
تھے خاک بسر جن دلک روے زمین پر



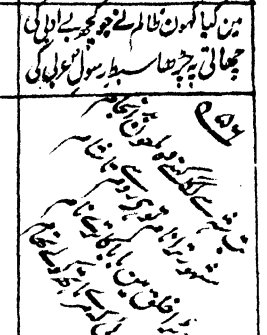
جب لوٹ چکے خیمۂ سلطان امم کو
مقتل مین غرض لائے اسیران حرم کو



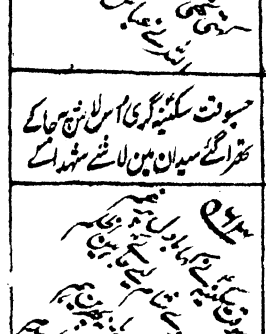
سینے سے ترے مجکو سہا جاتا نہین کوئی
اسوقت بچانے تجھے آتا نہین کوئی



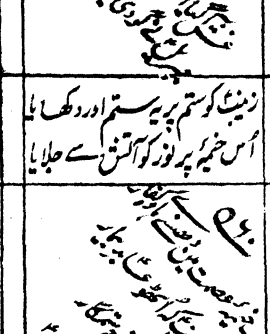
زینبؑ کو ستم پر ستم اور دکھایا
اُس خیمۂ پر نور کو آتش سے جلایا



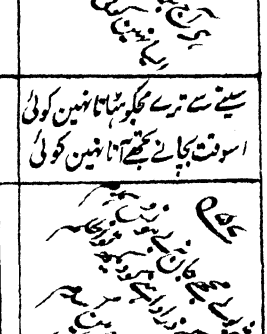
جسوقت سکینہ گری اس لاش پہ جاکے
ٹھہرا گئے میدان مین لاشے شہدا کے



فرماتے ہین اب چھوڑ نواسے کو ہمارے
تو ذبح نکر بھوکے پیاسے کو ہمارے



جلدی اٹھ کے کہین مجکو چھپاؤ مرے جانی
ماں بہنون کو آفت سے بچاؤ مرے جانی



ہم جانتے ہین اب اور کوئی بات نہین ہے
للسلتے نے صدا دی کہ مرا بات نہین ہے

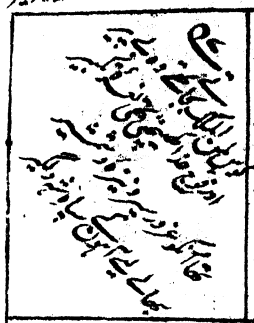
بند

پہنچے جو محب اہل حرم میں ہو اک سلام
بانگاہ واپسین لیجیو اطراف شام
ہوگا سب طول جنگ میں اس گلعذار کا
منظور ہے گر خیر تو واپس نہ کیجیو

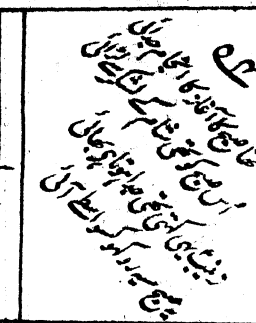
چرچا ہو ترے مرثیہ کا دوست کے گھر میں
اور خار کھٹکتا رہے دشمن کے جگر میں

۱ سلام
۲ فوج اعدا کے مقابل میں جو وہ ماہ گیا
۳ کربلا میں جو ہوئے فوج ستم سے نازل
۴ رات دن سوگ کے بجتی تھی بلا دیکھا
۵ دیکھ کر ان کو ہوا شور فغاں کا برپا
۶ ہوگیا قہر کے دریا میں وہ شادی سے غرق
۷ ناگہاں آل نبی کے جو ہوئے قتل سے غرق
۸ بھیجے لشکر جو کہ بیعت کو علی اکبر کی
۹ کہا زینب نے کہ اے بھائی کہاں ہے تو آج
۱۰ کیا اسیران حرم دیکھے تھے حسرت سے
۱۱ کہا زینب نے کہ اے بھائی کہاں ہے تو آج
۱۲ کیا اسیران حرم دیکھے تھے حسرت سے

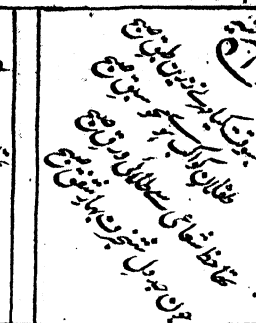
منقطع ہیں



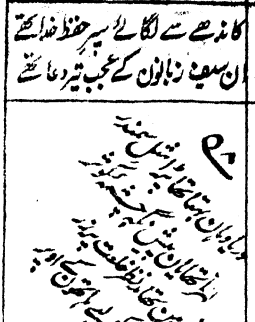
نورِ نظرِ عالمِ ارباب تھا خورشید
مہرِ خطِ معزولیِ مہتاب تھا خورشید



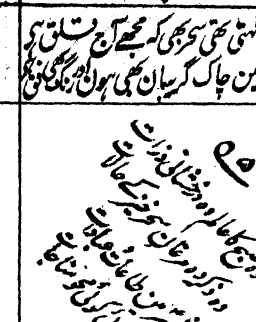
کہتی تھی سحر بھی کہ مجھے آج فتق ہے
میں چاک گریباں بھی ہوں اور رنگ بھی فق ہے



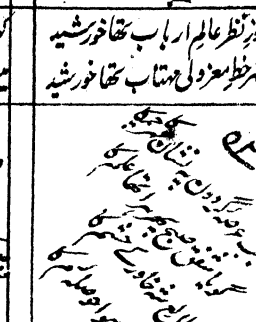
کاندھے سے لگائے لبِ سر حفظ خدا تھے
ان سیف زبانوں کے عجب تیر دعا تھے



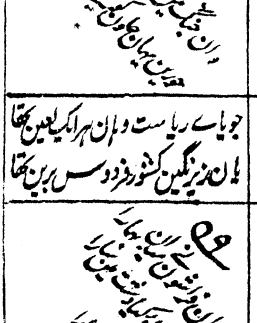
قرصِ مہ کامل نہ رہا آب کے اوپر
مہتاب لگی چھوٹنے مہتاب کے اوپر



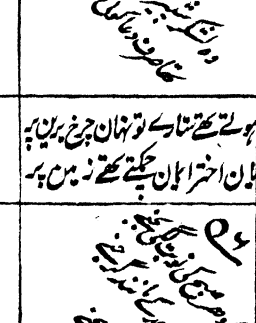
ہوتے تھے ستارے تو نہان چرخِ برین پر
یاں اخترِ ابیان چمکتے تھے زمیں پر



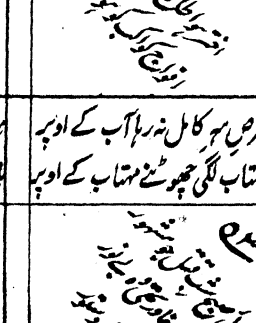
جو یاے ریاست وہاں ہر اک یعین تھا
یاں زیرِ نگیں کشورِ فردوسِ برین تھا



رنگ اڑتا تھا یوں زینبِ تفتیدہ جگر کا
جوں صبح کو مُنھ ہوتا ہے بے نور قمر کا



تن لسکرِ زرہ پوشوں کے جوشن میں نہاں تھے
آتش کی طرح تے آہن میں نہاں تھے



نکلے وہ جسے حوصلہ ہو صف شکنی کا
میدان میں ساماں کرو تیغزنی کا

۱۱۱

اک بولا مجھے تیغ علی کی گذر ہے
اک کہتا تھا میرے لیے حمزہ کی سپر ہے

۱۱۲

اک بولا جو ہو فتح تو غنائم کا مزا ہے
مطلوب مجھے سر ہے جو محبوب خدا ہے
اک بولا کہ یوں شیر کی روباہ سے کیا ہے
اک کہتا تھا مقصد مرا زینب کی رضا ہے

۱۱۳

اک بولا کہ سر اس شہ ذی قدر کا لونگا
اس جنگ میں بدلا احد و بدر کا لونگا

۱۱۴

جو سینۂ احمدؐ کا مکین فخر عرب ہے
اس شخص کے سینے پہ چڑھے شمر غضب کا

۱۱۵

آگے تو تھم کھولے علمدار جری تھا
اور اُنکے پسِ پشت حسینؑ ابن علی تھا

۱۱۶

آمیۂ شمشیر میں ہر روے سعادت
میدان میں لیجائینگے ہم گوے سعادت

۱۱۷

اک بولا کہ سر اس شہ ذی قدر کا لونگا
اس جنگ میں بدلا احد و بدر کا لونگا

۱۱۸

جو سینۂ احمدؐ کا مکین فخر عرب ہے
اس شخص کے سینے پہ چڑھے شمر غضب کا

۱۱۹

آگے تو تھم کھولے علمدار جری تھا
اور اُنکے پسِ پشت حسینؑ ابن علی تھا

۱۲۰

آمیۂ شمشیر میں ہر روے سعادت
میدان میں لیجائینگے ہم گوے سعادت

۱۹

خیمہ میں گیا اپنے اُسی نوحہ گری میں
مشغول ہوا آکے نمازِ سحری میں

۲۰

اک شور اُٹھا پردۂ قدرت کی طرف کو
لو حر تو چلا نار سے جنت کی طرف کو

۲۱

شمشیر و سپر اپنے قرینے سے لگی ہے
سردار ہے جو غرق صلاحِ حزلی ہے

۲۲

جب صبح ہوئی فوج نے دھاوا کیا یک بار
تھرائی زمیں نعرۂ ہر دار و گیر سے
دریا پہ جو وہ لشکرِ بدکار آ گیا
دھیان آیا کہ ہیں پیاس سے بیتاب شیر سے

۲۳

کہتا تھا منادی کہ ترا دھیان کدھر ہے
اِن دونوں میں اب کیا تجھے منظور نظر ہے

۲۴

بہتر کیا اللہ نے انجام ہمارا
اب صفحۂ ہستی پہ رہا نام ہمارا

۲۵

اِن ہاتھوں نے دللہ بڑی بے ادبی کی
اِن ہاتھوں کی روکی تھی عنان سبطِ نبی کی

۲۶

حضرت سے کہوں گا کہ یہی اِنکی سزا ہے
اِن ہاتھوں کو تلوار سے کاٹو تو بجا ہے

۲۷

چب تھا عمِ سعد شہِ جن و بشر بھی
تھی پیشِ نظر مرگ اِدھر اور اُدھر بھی

۲۸

دل کہتا تھا کہ ہے ہے یہی خیر کا پیکر
دو چار پہر میں ہے جو خلقت سے برابر

۲۹

خود ہی وہ شقی ساتھ جو دے فوجِ شقی کا
ہاں چھوڑ نہ دامان تو حسینؑ ابنِ علیؑ کا

۳۰

اک ضعف کا عالم ہے یہ اک نقاہتِ تن ہے
اس وقت جو ہے ہاتھ میں تلوار کفن ہے

۳۱

اور دفعِ فلک دونوں پہ نظرِ کرمِ تھی
سب کچھ تھا مگر ایک نظر کم تھی نظر کم تھی

۳۲

اور دونوں پہ ہے جو وہ نظر کم ہے نظر کم
سب کچھ ہے مگر ایک نظر کم ہے نظر کم

۳۳

اور دونوں میں ہے جو وہ نظر کم ہے نظر کم
سب کچھ ہے مگر ایک نظر کم ہے نظر کم

۳۴

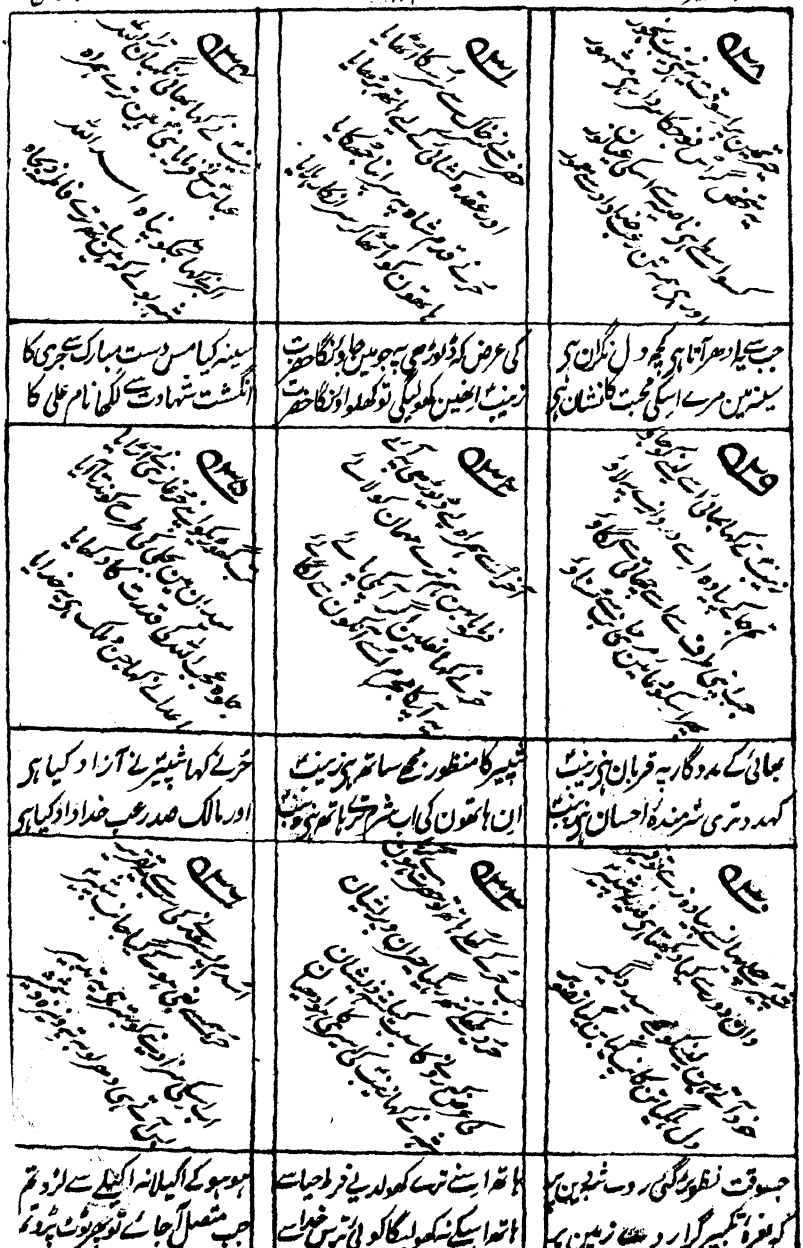
اِن ہاتھوں کی ہے جو وہ نظر کم ہے نظر کم
سب کچھ ہے مگر ایک نظر کم ہے نظر کم

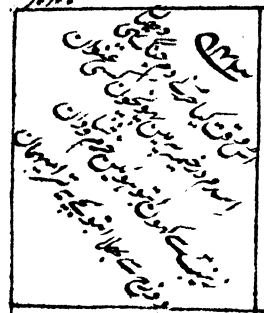
۳۵

اِن ہاتھوں کی ہے جو وہ نظر کم ہے نظر کم
سب کچھ ہے مگر ایک نظر کم ہے نظر کم

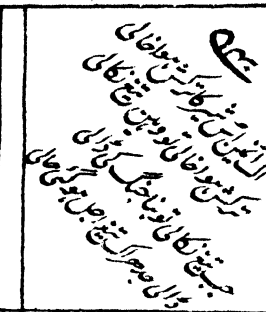
۳۶

اِن ہاتھوں کی ہے جو وہ نظر کم ہے نظر کم
سب کچھ ہے مگر ایک نظر کم ہے نظر کم

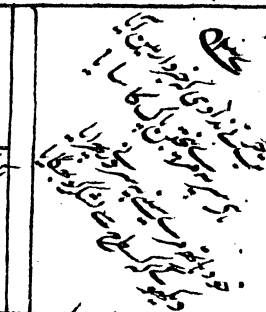




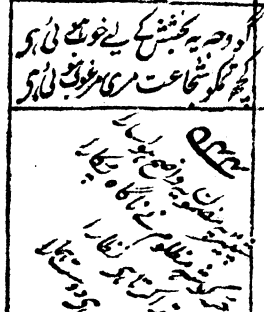
بابل نہوں کیونکر میں بہ دو گشت کے اوپر
ہیں حیدر کرار مری پشت کے اوپر



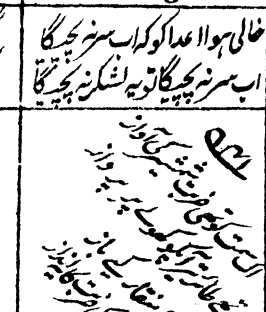
خالی ہوا اعدا کو کہ اب سر نہ بچیگا
اب سر نہ بچیگا تو یہ لشکر نہ بچیگا



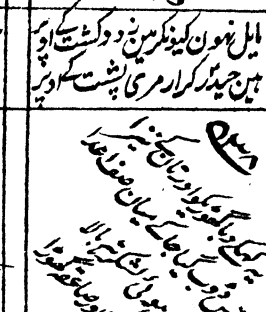
گو وجہ یہ بخشش کے لیے خوب نہیں ہے
کچھ تم کو شجاعت مری مرغوب نہیں ہے



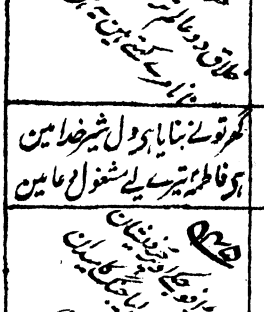
اک تیر ہوا پار وہ سو سو کے جگر سے
رشتے کا گذر ہوتا ہے جوں سلک گہر سے



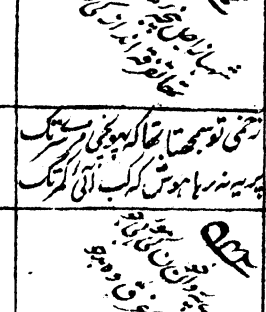
رحمی تو سمجھتا تھا کہ پہونچی مری سر تک
پر یہ نہ رہا ہوش کہ کب آئی کمر تک



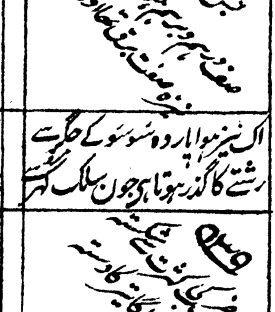
گھر تو نے بنایا ہے دل شیر خدا میں
ہے فاطمہ تیرے لیے مشغول دعا میں



انبار تھا لاشوں کا یہ گھمسان کیا تھا
اس تیر نے کیا تو وہ طوفان کیا تھا



جب آب دم تیغ گذرنے لگا سر سے
دریا میں گرے صاعقہ تیغ کے ڈر سے



غالب ہے عطش آگ نکلتی ہے جگر سے
فریاد کروں ساقی کوثر کے پسر سے

۵۴۱

ہو دست رس اپنا اگر اک جام کے اوپر
پھر ہو وے قسم فتح مرسا نام کے اوپر

۵۴۲

دو چار گھڑی کا یہ فقط جور و ستم ہے
دوران پھر ابد الدھر تجھے ناز و نعم ہے

۵۴۳

حر نے کہا یاں تو یہی ارمان تھا جی میں
سب سہل ہے اب عشق حسینؑ ابن علیؑ میں

۵۴۴

اے خر کہاں جاتا ہے ترا دھیان کہاں ہے
جلد آ ترا مشتاق خداوند جہاں ہے

۵۴۵

واکر دیا سینے کو رخ فوج شقی پر
کہتا تھا کہ قربان حسینؑ ابن علیؑ پر

۵۴۶

زینبؑ نے یہ آواز سنی خیمہ کے در پر
بس بیٹھ گئی ہاتھ کو رکھ اپنے جگر پر

۵۴۷

در وازۂ جنت پہ عجب دھوم پڑی ہے
لینے کو تجھے مادر شبیرؑ کھڑی ہے

۵۴۸

آؤ گے ادھر تم تو جناں پاؤ گے یارو
اور جنگ میں شبیرؑ کی بچا ؤ گے یارو

۵۴۹

تو بھائی ہے یہیں سر تراز انہ پہ دھر دے
میں تیرے لیے نوحہ و فریاد کروں گی



۶۴

داد اے مرے موحن گر و بانیِ شعر و سخن
جانا نہ تجھ سے آج تک سوقالبِ بے جان
بھائی مرا نخلِ سا ہو ہرا پھر نہ ہو خزاں
مجھ میں نہ رہتا ہو دمِ رشکِ ہمہ تابان
یا نی اسے بجھا دو کہ آنکھوں میں ہو دھواں
داد اے حسین بابا کی محبت کی قسم ہے

۶۵

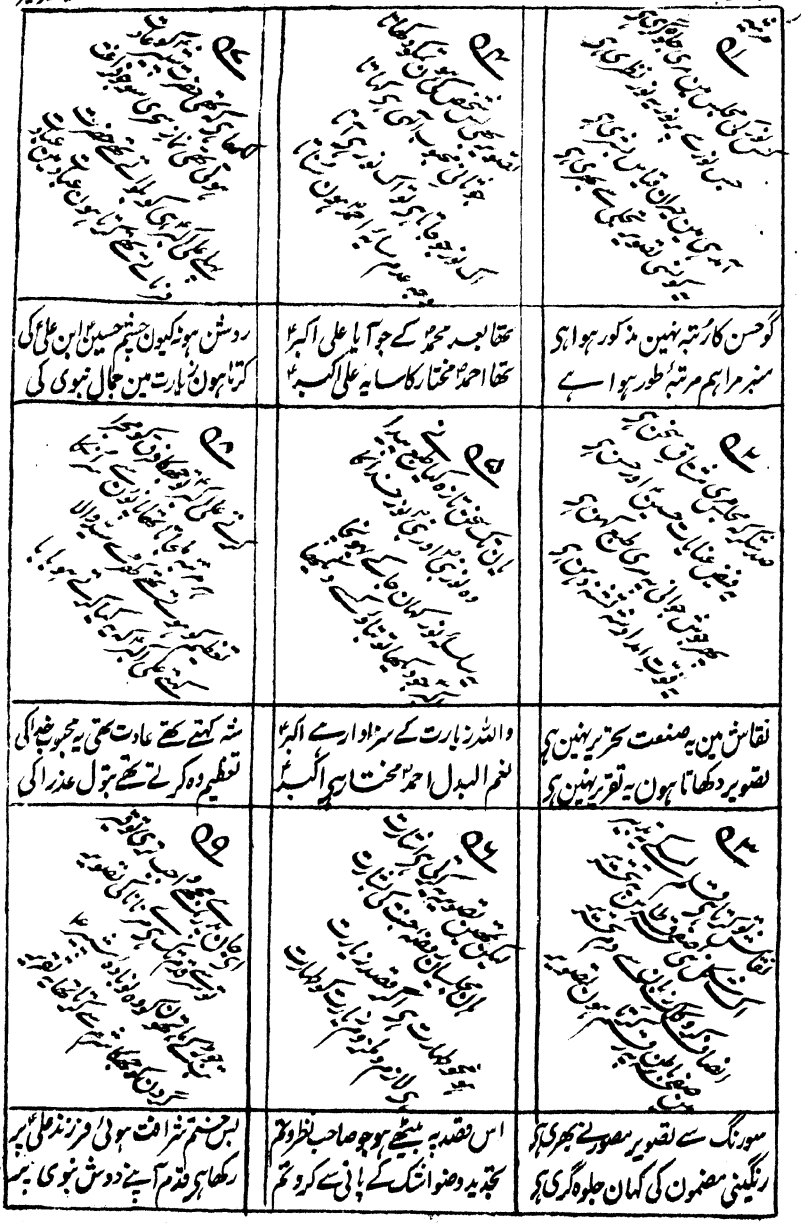
بیٹھی ہی حرفِ خط کو رہی ہو اُس آن
ناموس بیکسی میں ہو اوضع کا سامان
بولی کہ میں ہوں تیری وفادار اے مکرّمان
کہتی تھی کوئی میں ہوں تیرے صدقے میں قربان
آنکھوں میں جسم و رنگ نہ دم میں رہا زبیر
داد اے حسین بابا کی محبت کی قسم ہے

۶۶

زہرا سے نہ کہنا کہ وہاں کھانا نہ پایا
حیدر سے نہ کہنا مجھے پانی نہ پلایا
مہمان سے گھر میں نہ بہ کثرت میں آیا
لب تشنہ ہی خود حیدرِ کرار کا جایا
طاری یہاں ہر ایک پہ دن رات کی ہے شب
مشہور گھرانے کی ہے فاقہ کشی کی ہے

۶۷

بے لاشہ حر سبط پیمبر نے اٹھایا
بیٹھا اسے مقتل میں شہیدوں کے لٹایا
جب سے حروں نے ہے یہ بیکس کا کیا یا
داد اے خضر کیسے نے یہ مجبور ستایا
جاں اپنی خوشی سے شہ والا پہ فدا کی
رحمت ہو خدا کی اسے عزت ہو خدا کی



گو حسن کار رتبہ نہیں مذکور ہوا ہی
منبر مراہم مرتبہ طور ہوا ہے

تھا بعد محمدؐ کے جو آیا علی اکبرؑ
تھا احمدؐ مختار کا سایہ علی اکبرؑ

روشن ہو نہ کیوں چشم حسینؑ ابن علیؑ کی
کرتا ہوں زیارت میں جمال نبوی کی

نقاش میں یہ صنعت تحریر نہیں ہی
تصویر دکھاتا ہوں یہ تقریر نہیں ہی

واللہ زیارت کے سزاوار ہے اکبرؑ
نعم البدل احمدؐ مختار ہے اکبرؑ

شہ کہتے تھے عادت تھی یہ محبوبہ کی
تعظیم وہ کرتے تھے بتول عذرا کی

سو رنگ سے تصویر مصور نے بھری ہی
رنگینی مضمون کی کہاں جلوہ گری ہی

اس قصد پہ بیٹھے ہو جو صاحب نظر وتم
تجدید وضو اشک کے پانی سے کرو تم

اب جشن شرافت ہوئی فرزند علیؑ پر
رکھا ہی قدم آپنے دوش نبوی پر

دیکھا نہ کوئی باپ اکر ابن علی سا
بیٹا بھی سنا ہی کوئی ہمشکل نبی سا

اس بینی اقدس کا مجھے دھیان گر آیا
کعبہ مین دھرا نور کا منبر نظر آیا

قربانی ہو کعبہ مین یہ فرمان خدا ہی
یہ کعبہ تو امت ہی قربان ہوا ہی

معلوم ہوا صحف نہ آن علی اکبرؑ
تحقیق ہوا کعبۂ ایمان علی اکبرؑ

اس زلف مین پابند دل شاد امم ہی
زنجیر مین کعبہ کی یہ قندیل حرم ہی

پیشانی تو آئینۂ لبہ بر صفا ہی
ابرو ہی کہ خود قبلہ اور قبلہ نما ہی

وہ زلف وہ بینی الف لام رستہ ہی
پر میم دہن لکھے یہ اک شکل الم ہی

مجھ سے کیا کعبہ کا جب چشم ادھر ہی
سنے مجھ اکبر کے یہی ہین جو نظر ہی

دو زلفین ہین رخسار دل افروز کے نیچے ہین
یا شام کی دو ہین سحر روز کے پیچھے ہین

[illegible]

گیسو نہیں وہ سنبل فردوس نشان ہیں
یہ چشم نہیں نرگس شہلائے جہان ہیں

تیروں سے سوا ترکش مژگان کا اثر ہے
دشمن کے لیے ریزہ الماس جگر ہے

بند آنکھیں ہیں لب خشک ہیں اور عالم غش ہے
اور منہ میں زباں ہے پہ دریائے عطش ہے

ابرو جو ہر اک موے مبارک سے بھرا ہے
اعجاز سے شمشیر ہیں نیزوں کو دھرا ہے

چہرہ عرق آلودہ دم صف شکنی ہے
خورشید یہ ہر قطرہ سبزیل یمنی ہے

یہ قائدہ کلی ہے نہو مع نثر سے
کلی کوئی جب تک نہ کرے آب گہر سے

مطبوع ہر اک شکل سے پایا جو رقم کو
یزدان رکھے یا نقاش دو عالم نے قلم کو

ایک چشم زدن میں جو فلک اس سے پھر لیگا
اس چشم کے مانند یہ نیزوں سے گھر لیگا

ان ساعد و ساقین کے رتبہ کو ہو کیا ہیں
یہ چار مگرماہی دریائے صفا ہیں

۲۸۱

[illegible]

کیا فرق ہی موسی میں اور اس مادر لقا میں
دان ہاتھ میں اور یاں ید بیضا کف پا میں

۲۸۲

[illegible]

گھوڑا تو ہی خاکی پہ خمیر آب بقا ہی
گرمی میں جو آتش ہی تو سرعت میں ہوا ہی

۲۸۳

[illegible]

خود فید مصیبت سے آزاد ہوے ہیں
ماں باپ یہاں صفت میں یہ باد ہوے ہیں

۲۸۴

[illegible]

چار آئینہ میں جا بہ طرف عکس پڑے ہیں
یا بہر مدد پنجتن پاک کھڑے ہیں

۲۸۵

[illegible]

دھیلی جو ہوئی باگ تصور کی ادھر سے
جوں عمر رواں ہو گیا معدوم نظر سے

۲۸۶

[illegible]

حسرت کا مرادوں کا یہ ارمان کا دن تھا
اٹھارہ برس سال کے یہ موت کا سن تھا

۲۸۷

[illegible]

بیچارہ نہیں پھول جو نرگس پہ پڑے ہیں
بالائے سپر چار دن کے یہ دراغ جگر ہیں

۲۸۸

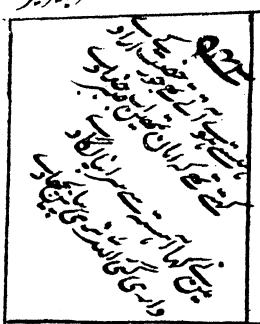
[illegible]

مرقوم شہا صفحۂ رکاغذ پہ جہاں ہو
ہر حرف دہین مور چے کی طرح رواں ہو

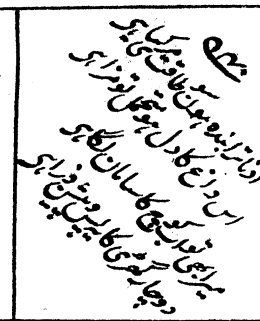
۲۸۹

[illegible]

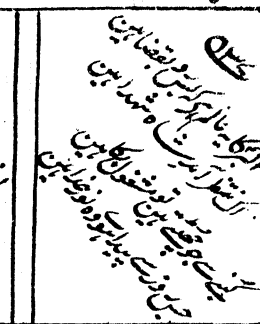
زینب بھی کہتی تھی کہ ایسا جبو کیا ہی
اٹھارہ برس والا بھی مرنے کو چلا ہی



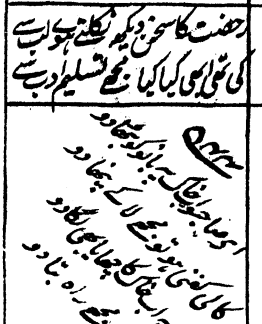
اُس روز سے جہان میں ہاہا کی چھاتی کے تلے ہیں
اور آج نکلتے ہیں تو مرنے کو چلے ہیں



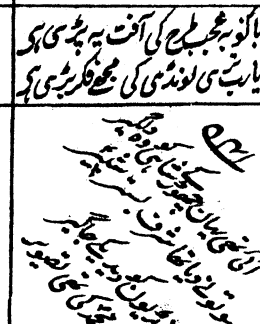
یا کونہ عجب طرح کی آفت یہ پڑی ہے
یا رب یہ سی لونڈی کی مجھے فکر پڑی ہے



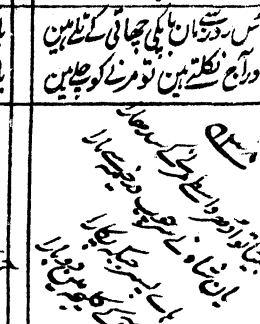
رخصت کا سخن دیکھ نکلتے ہو لب سے
کی تم نے ابھی کیا کیا مجھے تسلیم ادب سے



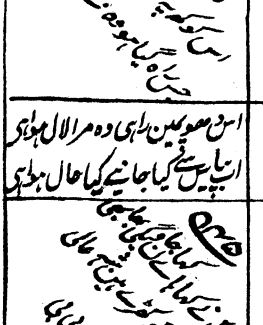
کہتے ہیں کہ ہیں سامنے جاتے علی اکبرؑ
لیکن نہیں ہمکو نظر آتے علی اکبرؑ



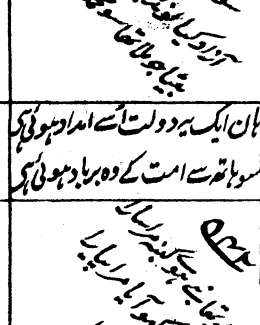
ہاں ایک یہ دولت اُسے امداد ہوئی ہے
سو ہاتھ سے امت کے وہ برباد ہوئی ہے



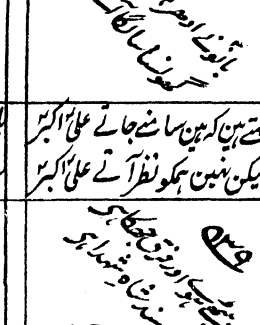
اس بھوپ میں راہی وہ مرا لال ہوا ہے
اب پاس سے کیا جانیے کیا حال ہوا ہے



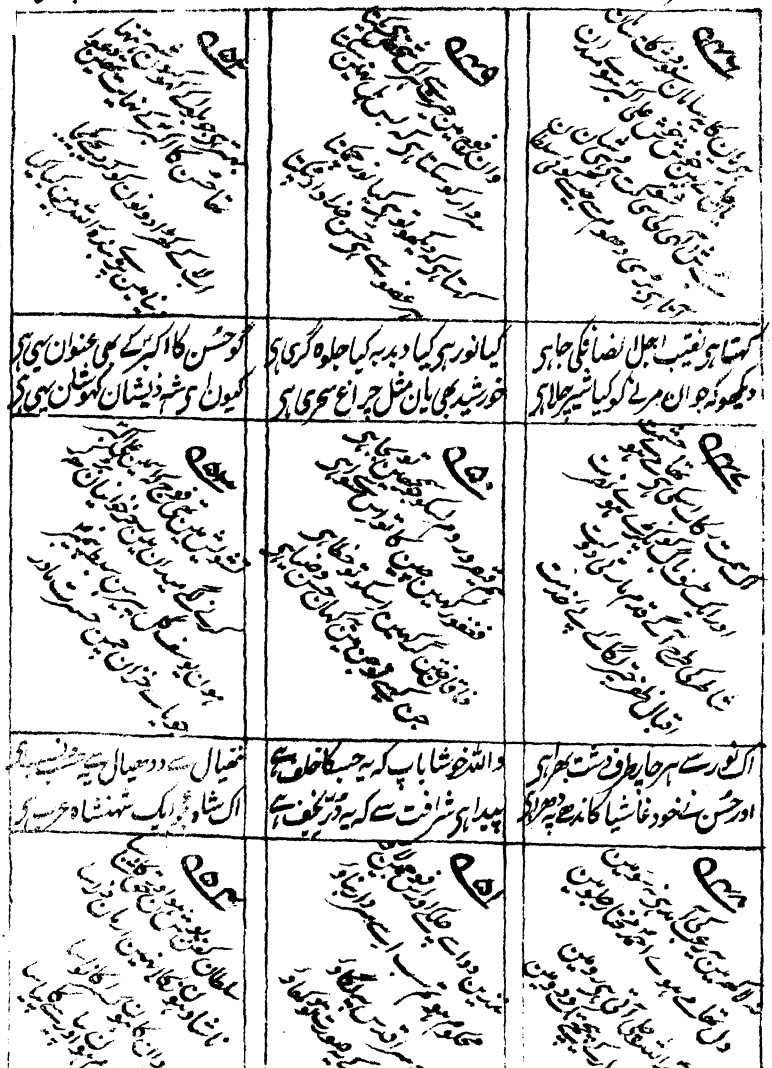
راضی ہو تو ہیں تو وداع پسر دیجیو مجکو
پر شرط یہ ہے صبر عطا کیجیو مجکو



اب موت کے پھندے میں مرا ماہ جبیں ہے
بے میرے تو اک آن اُسے چین نہیں ہے



اصغر سے تو امید نہیں چند نفس کی
لگتی ہے کہا ماں مری اٹھا رہ سکی



کہتے تھے اگر لاشے پہ لاشے ہی پڑینگے
اس جان جہاں سے نہ لڑینگے نہ لڑینگے

کیا ہو
باقی مجھے مل جائے تو لڑنے کا مزا ہو

واہ آئینہ یہ لوں تو کہے نیزہ ادھر جائے
جس طرح کہ عینک سے نگہ صاف گذر جائے

ہر دل میں جو ارمان بھرا صدق و شکیبا کا
لے نام علی قصد کرو تیغ زنی کا

ہستی کو جلاتا تھا فقط نور کا شعلہ
تھا جلوہ نما چار طرف طور کا شعلہ

آب دم خنجر پہ علمداروں کے دم تھے
جب تیغ علم کی تو علم صاف قلم تھے

وار اُسکا یہ سرعت سے چلا دا کے اوپر
پیکان تھا ایک آگ کے رہوار کے اوپر

جاتی تھی چلی جان عدو چھوڑ کے تن کو
اکبر نے سیا سوزن مژگاں سے کفن کو

تھا سر وہ نیزہ پہ ہو اداروں کو
وہ سر و گراتا تھا مگر سرو قدوں کو



وارث نہ تھا کوئی بجز پیغمبر اسکا
جب کہ سے تجھے قتل اے علیؑ والے علیؑ کا
ہر حق بہ طرف اب جو مرا حال دگر ہے
جسطرح سے چاہا کیا ٹکڑے بدن اسکا
تھا حجرہ ماعرش جناب احدی کا
دنیا میں کسی باپ کا اکبرؑ سا پسر آئے

پاتا نہ کہیں راہ نکلنے کو وہاں تھا
لعقوبؑ ہے یہ دشت ہے بیت الحزن اسکا
لو پاس کا انسان دکھائی نہیں دیتا
گھوڑا صفت تختہ تابوت رواں تھا
ہاں جلد ملا یوسف گل پیرہن اسکا
اب کچھ مجھے آنکھوں سے سوجھائی نہیں دیتا

زینبؑ کو صدا دی کہ بہن مر گئے اکبرؑ
ہے اسپہ معلق کیا اسواسطے غم کو
جس راہ سدھارا وہ مجھے راہ بتا دو
بھاوج سے خبردار سفر کر گئے اکبرؑ
یہ صبر حسینؑ ابن علیؑ بھاتا ہے ہم کو
بس دور سے لاشا علی اکبرؑ کا دکھا دو

سیدہ یہ کہ رحم مسلمان سمجھکر
کیا ترس بھی آتا نہین انسان سمجھکر

مشتاق پدر دیر سے ہر چند ہین آنکھین
کھلتی ہین کبھی اور کبھی بند ہین آنکھین

یہ آخری دیدار اسے دکھلاؤ تو بہتر
جیتے ہوے ماں تک جو پہنچ جاؤ تو بہتر

وہ سامنے میرے ملک الموت کھڑا ہی
جلد آیئے اب درد کلیجہ مین بڑا ہی

جینے کی نہ دنیا کی نہ تو کو ثر کی ہوس ہی
اسوقت مجھے زانوے مادر کی ہوس ہی

فرزند کا بازو کے بدن چور ہی گھوڑے
یہ مجکو دکھاتا اُسے منظور ہی گھوڑے

دیکھا کہ بیٹھا ہوا گھوڑا الٹا زمین پر
تن خاک پہ گردن ہی دھرے خانہ زین پر

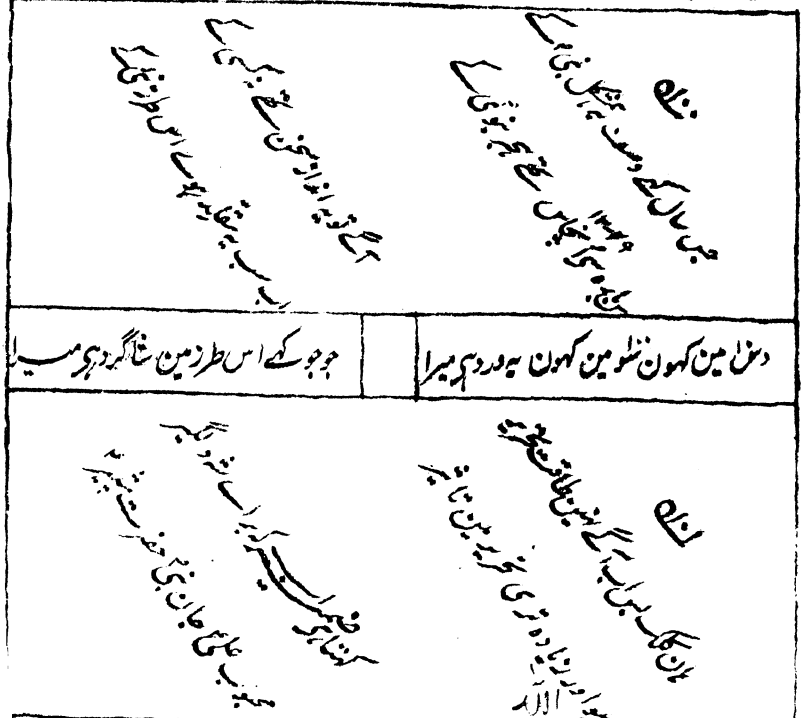
اس درد کی شدت مین جو بیجا دان تو بیکر
جیتا ہوا ماں تک تمھین پہونچاون تو بیکر

غیرت ہے اگر دیکھ تو اتنی ہی تکان مین
روح علی اکبر گئی گلزار جنان مین

وہ زور وہ طاقت وہ توانائی کہاں ہے
اس طرح کا مردہ کہیں پر نور سنا ہے
سب دیکھتے تھے فرط محبت کے چلن سے
لٹکائے ہوا ہاتھ مرا شیر جوان ہے
ہے سرخی پان جو ہونٹوں پہ جما ہے
تا دیر وہ لپٹا رہا مادر کے دہن سے

اس شیر کے مردہ پہ بھی اک رعب پڑا تھا
ہے مد نظر اب تو مرے صبر کے اوپر
لاشے پہ مرے آپنے وہ بین کیا ہے
بس خون میں ڈوبا ہوا اک چاند پڑا تھا
دکھیاری ہوں بیٹھی رہونگی قبر کے اوپر
اس روح پر ارمان کو بیچین کیا ہے

برباد یہاں بانو کی دولت گئی لوگو
مین نے کہا ہم جان کو وارین علی اکبرؑ
باقی علی اصغرؑ کے سوا کوئی نہین ہے
اٹھارہ برس کی مری محنت گئی لوگو
صدقے ہو مین یہ دودھ ہوئی وارین علی اکبرؑ
اب خنجر بیداد و گلوے شہ دین ہے


جب سال کے وصف میں غزل خواں بنی میرے
دعا میں کہوں نعت میں کہوں یہ درد ہے میرا
جو جو کہے اس طرز میں شاگرد ہی میرا
بیان کلک جب اب میرے نہیں طاقت سے باہر
اس مرثیہ کا بس یہ ہے مجھکو صلا دے
اکبرؑ کا تصدق مری اولاد جلا دے

وصلت سیان طالب مطلوب اصل ہے
عشاق کو وصال کا ہونا بھی وصل ہے

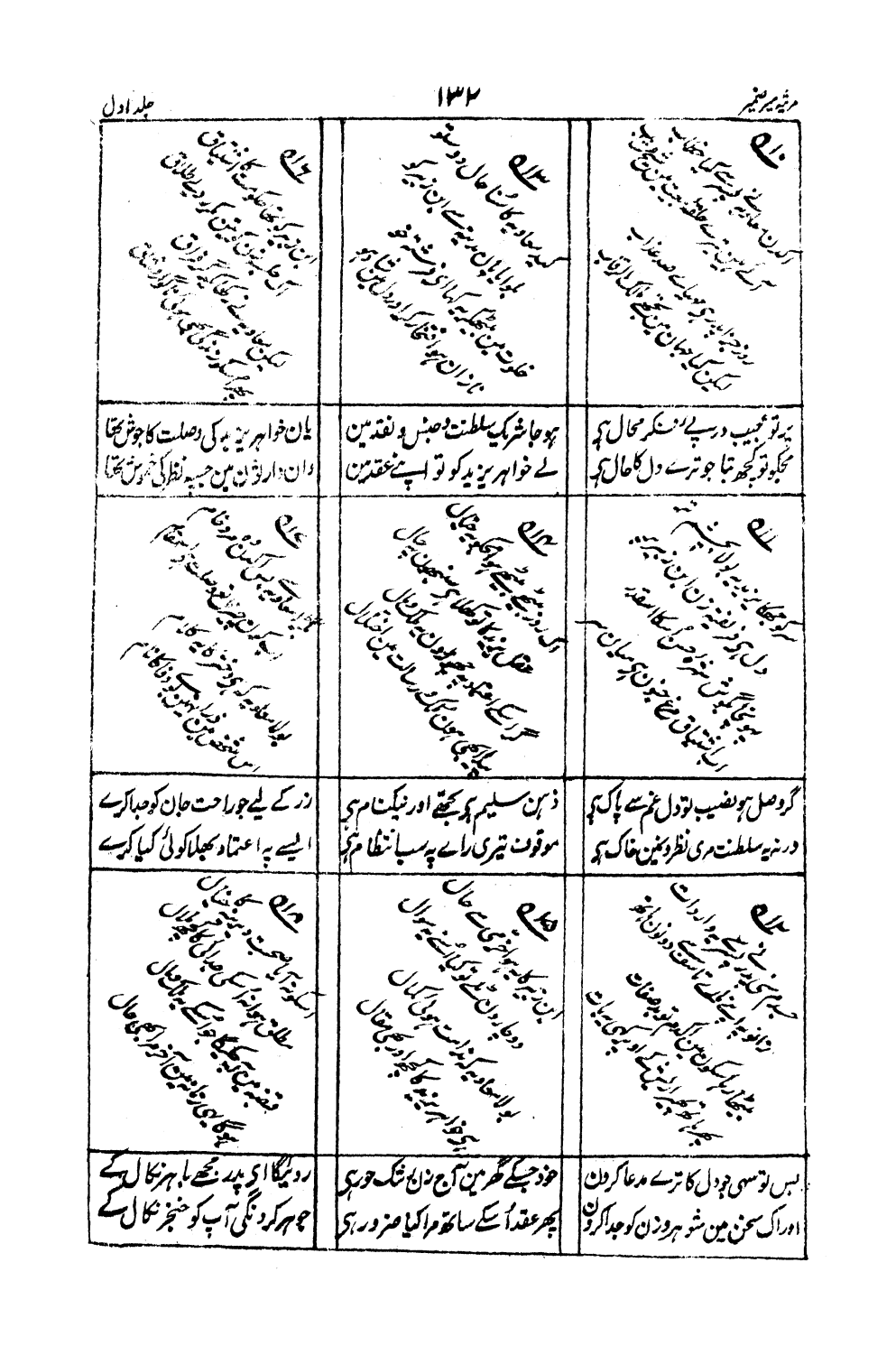
مدت ابھی تمام وہ ہونے نہ پائی تھی
در پیش جو مشیت حق سے جدائی تھی

پر عشق مجنوی مین تو عرفان حصول ہے
لیکن وہ عشق عشق خدا اور رسول ہے

وہ خام مغز طالب سودا ہے خام تھا
عیش اُس حرام زادے کے اوپر حرام تھا

دی جان اپنی سبطِ رسالت مآب پر
یہ عاشقی تمام ہوئی ہے رباب پر

طوطی و زاغ جمع نہون اک مقام مین
عنقائے مغربی نہین آتا ہے دام مین



نازان تھے ایک ایک تو اس بکر زور پر
تقدیر ہنس رہی تھی پر انکے شعور پر

زندہ روان وہ فاطمہ زہرا کا باغ ہی
ہو آگیا قریب معطر دماغ ہی

ابلاغ کر چکا جو سبطوں کے پیام کا
مطلب کہا حسین علیہ السلام کا

جب دیکھیو کہ آئی تنے اختیار میں
لانا بٹھا کے بود وج گوہر نگار میں

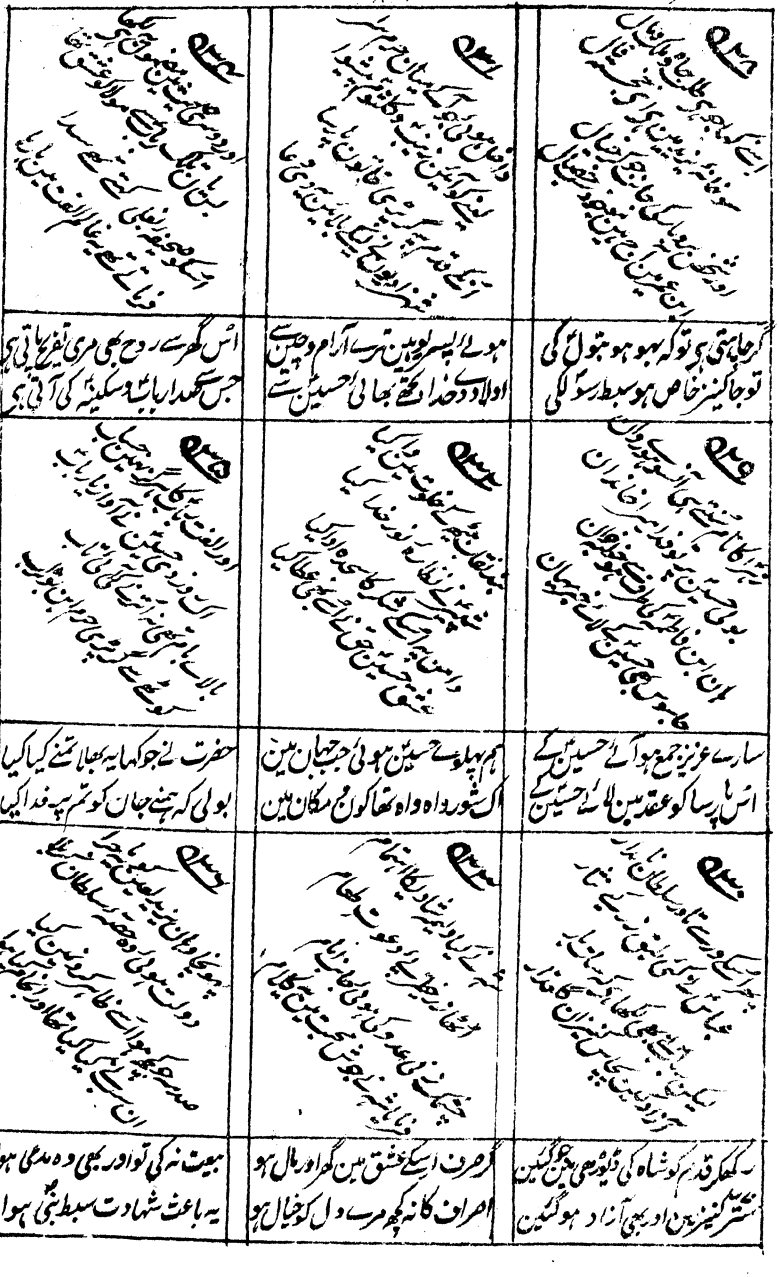
گرد حسینؑ ہاشمیوں کا ہجوم تھا
بدر الدجا کا ماہ میان نجوم تھا

شرم و حیا سے ضبط کیا اس اصول کا
لائی زبان پہ حرف نہ رد و قبول کا

شاید طلب یزید کی وان نا قبول ہو
دیکھو مرا پیام کہ مطلب حصول ہو

جب کر چکے سوال بعید و قریب کا
پھر دیکھیو پیام حسینؑ غریب کا

گویں وہی کروں گی جو انسب امور ہے
پر مشورہ بھی اہل خرد سے ضرور ہے



۳۵۳

آخر شب سال دو سے جب عقد کو ہوا
شب بار دو ہوا تو بجا ع مدعا
خالق نے اس کی گود میں بیٹی عطا کی
سوتی تھی جس حسین کی گود میں بچہ علی کا

اصغر بھی جب ہوئے تو عجب ماجرا ہوا
شش ماہے تھے جو فرقہ کربلا ہوا

بچہ کو گود میں لیے کہتی تھی کیا کروں
اصغر نہیں جوان ہیں کسکو فدا کروں

اس تیر کا حسین کو صدمہ غضب ہوا
گہنا کا ذوالجناح سے لب بے سبب ہوا

۳۵۴

اب کس لیے روانی خنجر کی دیر ہے
آئی صدا فقط علی اصغر کی دیر ہے

آتے تھے جب کہ تیر تو سینہ پر روکتے
آنکھوں کو بند کرتے تھے لذت اٹھانے کے

ایسا نہ ہو رباب کہیں دیکھ بھال سے
یہ تیر تو بدن سے ہمارے نکال دے

۳۵۵

اب کربلا کا فوج کریں بیان ہم
بچوں میں کیسے تھے وہ شہ ذیشان ہم
جب بوستان فاطمہ سوکھا تھا باغ کا
کرتی تھی کس حسین کی بچوں کی آہ و بکا

اکبر نظر کے سامنے سے دور ہو گئے
بیٹا ہوا کلیجے میں ناسور ہو گئے

کی عرض دو جہان کی سعادت حصول ہو
لونڈی کی نذر بھی مرے آقا قبول ہو

لونڈی یہ بے سبب نہیں سیدانی ہو گئی
ٹکلو سکینہ تھان کی ماں جان بلاتی ہے

۳۵۶

اعضا نحیف پیر کے بھی ہو گئے سبل
اکبر کو دیکھ دیکھ کے بھی کرتے تھے عمل

ابن حسن کے سامنے اک بچہ ذبح ہو
کھلتا ہے دل کسی کا کسی کے وصال سے

آئی صدا کہ تیر تو سینہ پر روکتے
آنکھوں کو بند کرتے تھے لذت اٹھانے کے

ایسا نہ ہو رباب کہیں دیکھ بھال سے
یہ تیر تو بدن سے ہمارے نکال دے

آغوش قبر میں جو دم دفن شہ گئے
خود اسکی پیٹ پر تجھے بٹھلائیگا حسینؑ
خاموش خاک میں یکینہ ملاتی تھی آپکو

فضہ نے روکے کی یہ بیان حال زار کا
ہاں اے بتول کہتی تھی کیا کیا مرے مظلوم باپکو

دل اسطرح کا لاکوں میں ٹکڑے وہ پھر نکال
عاشق ہیں تیرے فرق ہے قدر گہر کو لال

کیا فائدہ وہ جو بیٹھوگی اس خستہ حال سے
پھر کیوں نہ مجھے بلایا ہے دشت قتال سے

دل قدسیوں کا آج تلک لخت لخت ہے
اور عرش ہل رہا ہے کہ مضمون سخت ہے

ممکن پھر اسکے ہاتھ سے مجکو رہائی ہے
مشکلکشا ہو تم دم مشکلکشائی ہے

جن سے زمین ماریہ کو لال کردیا
سب فاطمہ کے باغ کو پامال کردیا

ظاہر ہے ہمکو عزت و حرمت حسینؑ کی
واری گئی چلی یہ امانت حسینؑ کی



بچہ تلک اسیر ہو بو تراب کا
لیکن کہین نشان نہ پایا رباب کا

فرمایا لو رباب کو تم رکھو چین سے
پھر آملیگی کھوئے دنون مین حسین سے

دیتی نبی کی باغ فدک مین دوہائی ہین
کچھ بیبیان لٹی ہوئین شب مین آئی ہین

اسکو سمجھ کے ہمدم و دمساز لیگئے
خود آئے اور ازرہ اعجاز لیگئے

سجاد سے رباب کو آکر ملا گئے
پر اک نظر بہن کو نہ صورت دکھا گئے

لکھا ہی دونون قافلے جسوقت ملگئے
اُسدم مدینے کے در و دیوار ہلگئے

آتا بس اک سوار یہ وضع شریف ہی
اوڑھے ہوئے ردا کوئی اُسکے ردیف ہی

منبر پہ تھا خطیب بڑے عز و جاہ سے
یہ قافلہ لٹا ہوا پہونچا جو راہ سے

فریاد اُٹھی مزار شہ مرسلین سے
ہل ملگئی تمام عمارت زمین سے

کہتی تھیں دل کی سب ہو سکین دور کر گئے
مسند پہ جو بٹھاتے تھے تخت کو وہ مر گئے

بستر کہان سے لاؤن مین والان پاک کا
اللہ اب کرے مجھے پیوند خاک کا

کہیو تو آپ کو نہ ہوا تھا کفن نصیب
لونڈی کو بھی ہوا نہ نیا پیرہن نصیب

حسن و جمال خاک مین اپنا ملا دیا
افسوس آپنے مجھے دل سے بھلا دیا

یون ہین بدن پہ موسم بارش گذر گیا
ان حادثون مین پوست بدن کا اُتر گیا

مہلت دی یان تلک مجھے تیغ جہان مین
باتین پھر اسطرح کی ہوئین درمیان مین

اس گھر سے کیا گئی تھی مین کیا ہو کے آئی ہون
کس کس طرح سے چاند مین اب کھو کے آئی ہون

رقت ہوئی تو ہاتھ کو رکھکر جبین پر
بس نقش پا حسینؑ لکھا کی زمین پر

پردہ دری نہ ہو مری افلاک کے تلے
صدقے گئی چھپا لو مجھے خاک کے تلے

۱۳۱

خبر سنا جو مخدرات نے کوچ کی سمت صاف کیا
ہمراہ حضرت حسین کی بانو نے سمت صاف کیا
بان کھینچے خیمے سے مرکب کی جانب صاف کیا
بس اب کسی کا نہ روکنا ہے خدا کے گھر کا صاف کیا
نوحہ کناں ہیں خلق میں سب بیقرار ہیں
کس کی بہو بہن جو ہو جو اماں کی

۱۳۲

یہ کہکے گھوڑے پر کیا زین پوش زین پوش کیا
دیکھا کہ بین کرتا ہے گھوڑا بن بن بار بار
فرمانے لگیں آہ کرکے بار بار
سوتے سے آنکھ کھل گئی دریا فطرت اب
بولی کہ کیا مبارک بیکسی میں ہو گئی
جاگے گر اب نہ فدیہ موت سو گئی

۱۳۳

سب بیبیوں کو جس کیا بھر لیا بھا
رخصت ہوئی سبھوں کو گلے سے لگا لگا
زینب نے بڑھکے بھائی کو گلے سے لگا لیا
بولی کہ کیا مبارک بیکسی میں ہو گئی
ہمراہیوں کا ساتھ ہے اب تم سوا
بھائی کا ساتھ جو نہ کرے کون ساتھ دے

۱۳۴

یہ کہکے جو قدم بھری وہ نیک سیر
سب کی نظر تھی اس کے عالم میں کی نظر
بڑھ چڑھ کے اعتقاد کی لوگوں کو دی خبر
اور سر اٹھا کے دیکھیا بیکسی کا ان پہ سر
بھائی کی کا وقت تھا دل سے بھلا دیا
بس غم سے یاد حسین کی کیا اور کر گئی

۱۳۵

تابوت جب اٹھا مدینہ میں شور تھا
ہر گلی وہ ماتمی آزردہ حال تھا
عالم تھا بیش بیش جنازہ کے بعد تھا
عریاں تھا اور برہنہ تھا گریبان پھٹا ہوا
الفقصہ اس حکیم نے تعظیم میں دھر دیا
پہلو سے فاطمہ کے حسین کے دفن کر دیا

موسم گرما ہر پیر و جوان آپہونچا
لشکر ماہ محرم کا نشان آپہونچا

بولے یہ نیک شگون ای دل ناکام نہیں
خوب واللہ سفر کا مرے انجام نہیں

آمد مسلم مظلوم جو معلوم ہوئی
کوبکو خانہ بخانہ عجب اک دھوم ہوئی

فلک پیر نے کیا خانہ برانداز کی
باب مبتون میں عجب تفرقہ پردازی کی

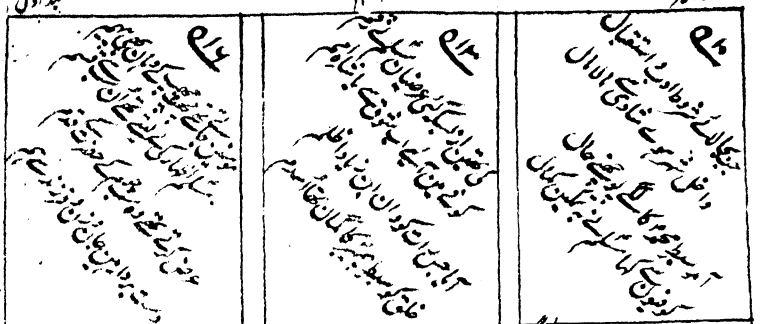
گو یہ منزل ہی کڑی اور سفر بھاری ہی
مجھے عباس کو جان اپنی نہیں پیاری ہی

خبر آمد مسلم جو ہین معلوم ہوئی
کوبکو خانہ بخانہ عجب اک دھوم ہوئی

شہ سے رخصت ہو جو ہین مسلم مغموم چلا
غل ہوا الملجی سید مظلوم چلا

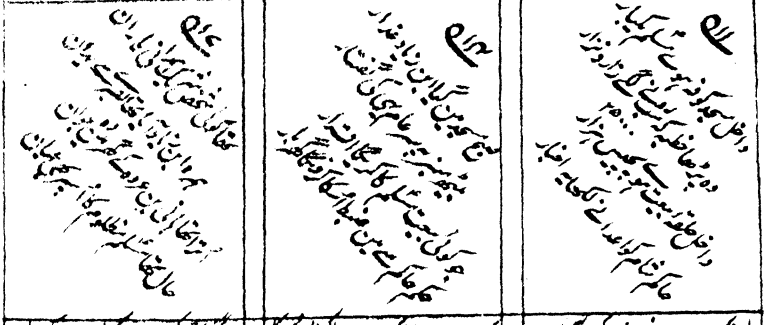
مرا مطلب تھا کہ حضرت کو دوبارہ دیکھون
آن کے آخری دیدار تھا را دیکھون

متصل کوفہ کے مسلم جو شتاب آپہونچے
پیشوا لینے کو سب خرد و کلان جا پہونچے



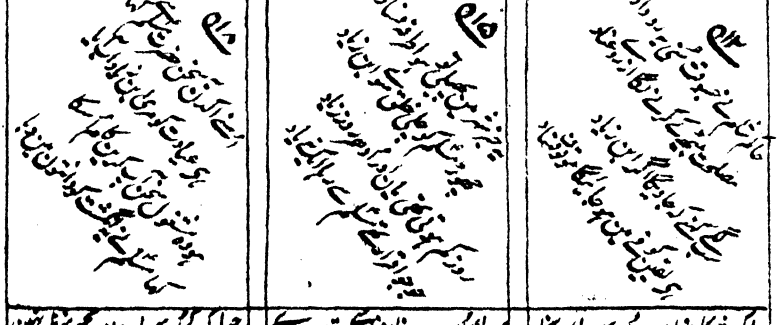
حال سے یان کے جو واقف نہ تھے ہیں ہنوز
آمد ابن زیاد انکو جو معلوم ہوئی
پہ نہ سنے پر نہ سنے ہمن اوس اوہین ہرگز کہیں

دیکھنا ماہ محرم مین یہین ہو بیٹھینگے
خاطر مسلم جان باختہ مغموم ہوئی
ہم غلامی سے نہ شبیر کی انکار کرین



لینے کو بیعت شبیر وکیل آیا ہے
کی ہو جس جس نے کہ بیعت سو لکھونگا نام اسکا
ہوگئی تھی کسل از بسکہ طبیعت کے لیے

لینے یان مسلم افزندعقیل آیا ہے
دیکھو دور و زمین کیا ہوتا ہے انجام اسکا
آتا تھا ابن زیاد اسکی عیادت کے لیے



حاکم شہر کا فرمان جو اسے جا پہونچا
مسلم ان دعدہ خلافون سے جو ترسیدہ ہوے
حیلہ کرکے اسے ماروں مجھے منظور نہین

شہر کوفہ مین غرغل ابن زیاد آ پہونچا
گھر مین جا ہانی بن عروہ کے پوشیدہ ہوے
آل ہاشم کے گھرانے کا یہ دستور نہین

مجھے سر زد کہو کسطرح سے کام ایسا ہو
جسکے آقا تو ہوں ایسے وہ غلام ایسا ہو

۲۲

کل مسلم کا بتا کر تمہیں بتلاویگا
شام سے خلعت و زر تیرے لیے آویگا

۲۳

جس گھڑی پرسش زداے قیامت ہوگی
واں محمدؐ سے تو مجکو نہ مخالفت ہوگی

۲۰

آپڑیگا جو کہیں معجز خونخوار کا کام
لیجیو تیغ زبان سے وہاں تلوار کا کام

۲۱

ہونگے شمشیر سیاست سے جدا بترے
قید ہو جائینگے ناحق زن و فرزند ترے

۲۲

کیا ہوا گر وہ نہیں آسکے احمی کے صدقے
گھر مرا نام حسینؑ ابن علی کے صدقے

۲۱

نظر آتا جو نہیں راہ گذر میں مسلمؑ
ہے یہ آئین کس انسلیم میں مہمانی کا
ہے یہ آئین کس انسلیم میں مہمانی کا
نام ہو جائیگا رسوا جہان ہانی کا

۲۲

کہیں مہمان کا بھی قتل جواز آیا ہے
بے بلائے تو تمہارے یہ نہیں آیا ہے

۲۹

دیکھا ہوا نہ کوچ سے کوچ سے کاروان کا
ہمراہ خیمہ خیمہ میں وہ ساکن خیام تھا
اور ہر طرف سے ان پہ جفا کا ورود تھا
جس خیمہ خیمہ کے سبب ہر یہ ہا بکا تھا

کچھ خبر تھی نہ سر و پا کی یہ غش طاری تھا
یا حسین ابن علی کہتے سے مگر جاری تھا

۳۰

ہر گلی کوچے سے فوج کی آئی تھی
تہلکہ تھا کہ زمین کونے کی تھرائی تھی

گو کہ تم حاکم کوفہ پر ظفر پاؤ گے
شام کی فوج جو آئے تو کدھر جاؤ گے

۳۱

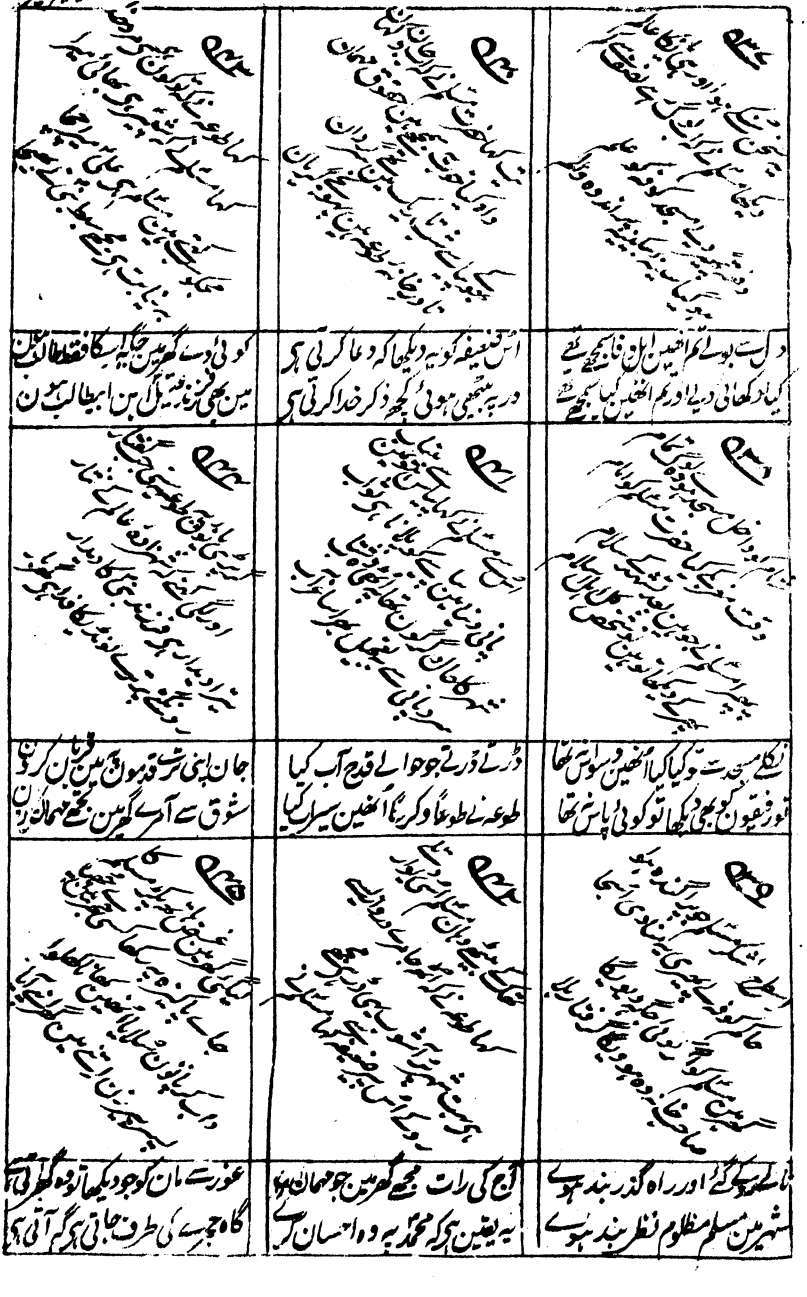
تھے نشان مختلف الالوان علمداروں کے
زیر ران تنگ بہت تنگ تھے رہواروں کے

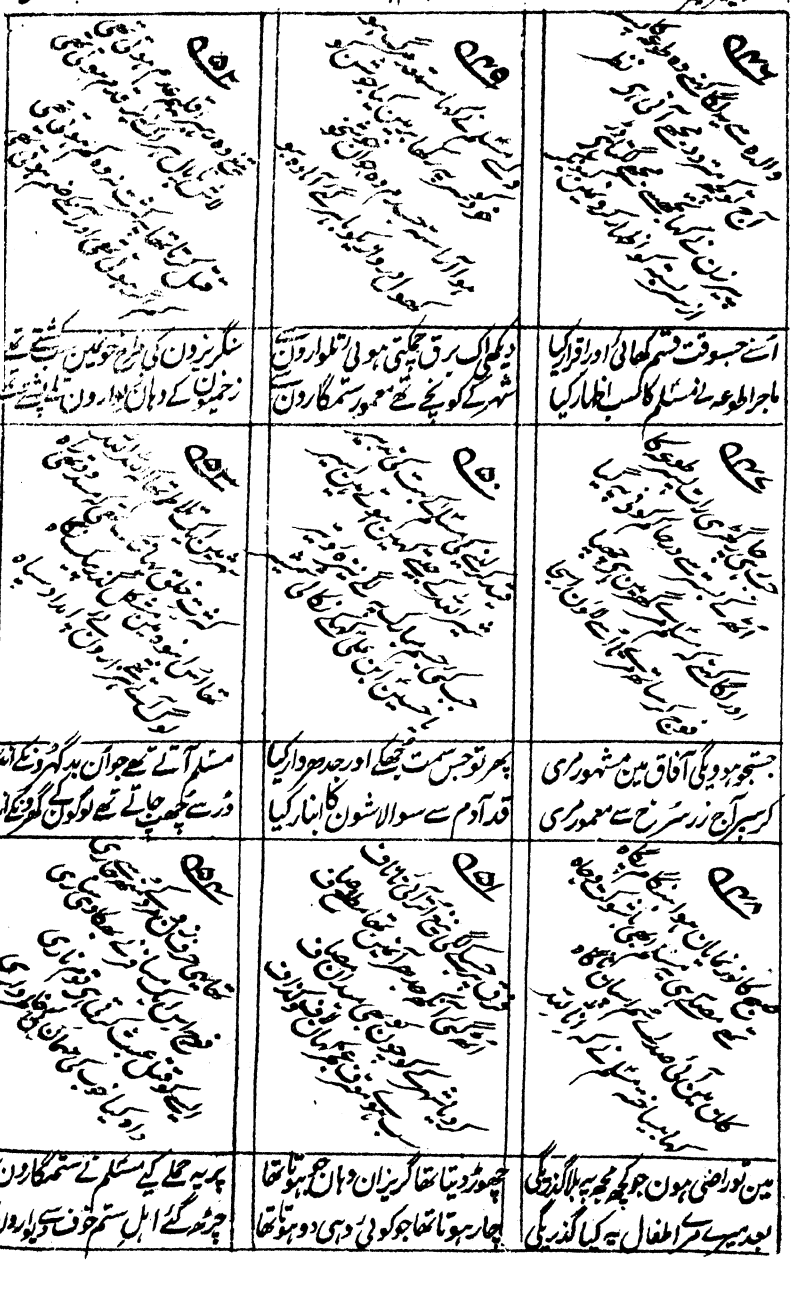
آج جو عذر کرو گے سو پذیرا ہو گا
گل تو پھر دیکھ ہی لو گے جو تماشا ہو گا

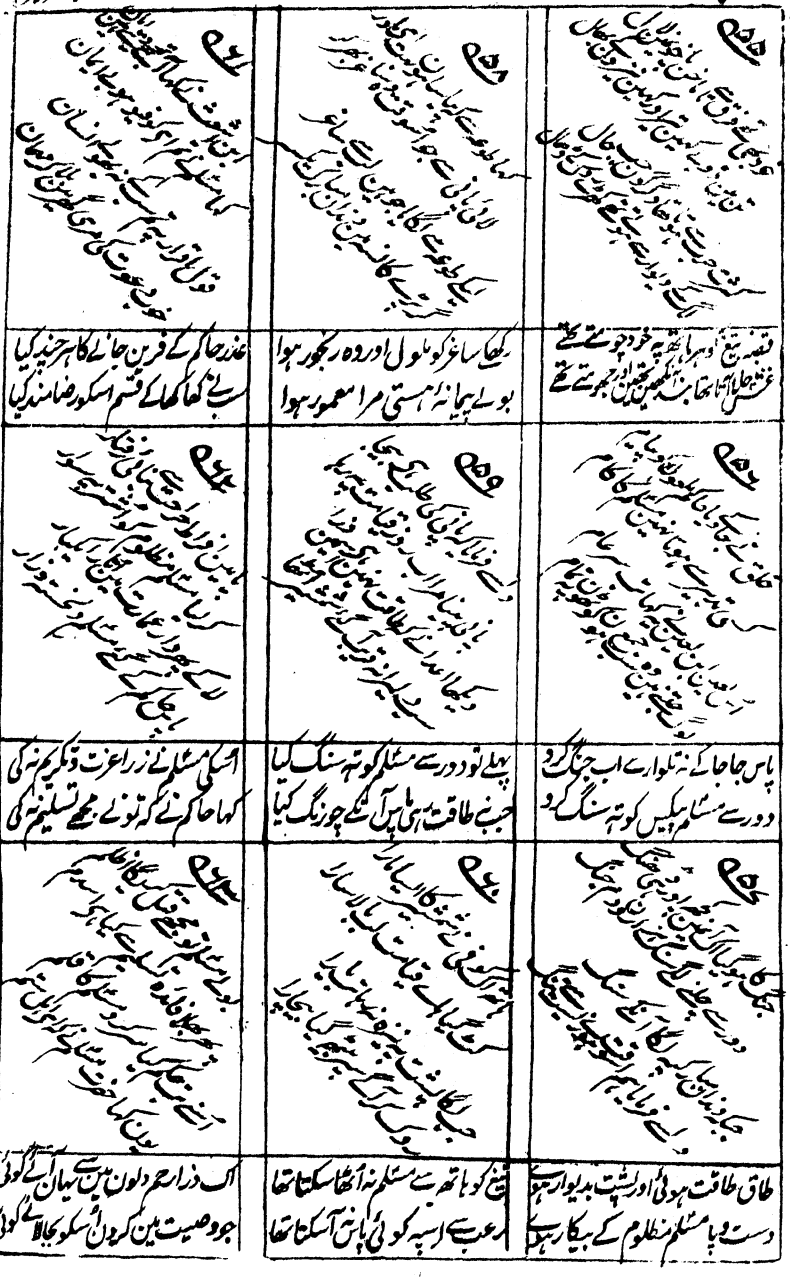
۳۲

رفقا حاکم ملعون کے چھپے جاتے تھے
یہ سر سنگ لان سنگ یہ برساتے تھے

حکم ہے قتل یہ اطفال کے لشکر تم کرو
عورات آپکی تم آپس ہی میں تقسیم کرو







بند

جب چلنے کو وہ بیت سے باہر آیا
کہا مسلم نے کر الاشا مرا فوجوں کا
دو سر سے پھینکے گئے بیت سے باہر اوندھا
پھینکے گئے بیت سے باہر اوندھا

بند

آ کر یہ پھر کہا مسلم نے کہ اے ابن زیاد
آب پینے کی طمع کا دو مجھے
زہر دے دل میں کسی طرح حسین ابن علی
زہر دے دل میں کسی طرح حسین ابن علی

بند

واد ریغا سر مسلم کو جدا کر ڈالا
زیر بام اسکا تن پاک تھا کر ڈالا

بند

تینے شہ کو پیام اب مرا لکھو انا تو
یا حسین ابن علی کوفے میں مت آنا تو

بند

یا تو کوفے میں مجھے اب ہمیں بلوائے ہیں
یا ترے بابکو بیٹی یہیں بلوائے ہیں

بند

ایک شخص ایسا مہیب اسکو نظر آنے لگا
اسکا ہر عضو بدن جوف سے تھرانے لگا

بند

رسم دیکھی عجب اس شہر میں مہمانی کی
آج داماد کی نوبن کو مری قربانی کی

بند

لاش مسلم پہ رسول عربی روتے تھے
دوسری لاش پہ ہانی کی علی روتے تھے

بند

پیار کیوں کا بہت سادہ مری پیاری ہے
آپ پر ختم یتیموں کی پرستاری ہے

بند

تو سر مسلم بیکس کو جدا کرتا ہے
دیکھ او ظالم بیرحم یہ کیا کرتا ہے

بند

اور غایت مرے قائم کو رسائی کیجے
ای مرے عقدہ کشا عقدہ کشائی کیجے

۷۴	۷۳	۷۲
فرزند جو ہین ہو گیا پوشیدہ نظر سے	چلاتے ہین ای اکبر ذیشان کہان ہو	مل جاؤ کہ دم سینے مین گھبراتا ہی میرا
بس ساتھ ہی دل بھی نکل جاتی ہی گھر سے	ای میرے پر ارمان مری جان کہان ہو	لوسمہ کو کلیجہ بھی چلا آتا ہی میرا
مطلع دوم	۷۵	۷۶
فرزند جہان ہو گیا پوشیدہ نظر سے	تھامے جو مرا ہاتھ کوئی پاس نہین ہے	ہی درد تو اس درد کو ہاتھون سے دبا دو
بس ساتھ ہی دل بھی نکل جاتی ہی گھر سے	اسوقت چچا بھی ترا عباس نہین ہے	اتنا نہین ہو سکتا کہ بابا کو صدا دو
۷۷	۷۸	۷۹
وہ گم ہو تو پھر اپ کا عالم کہو کیا ہی	الفت سے کوئی پاس بلاتا نہین مجکو	غافل ہو تمین اکبر ذیشان دوا سے نہ دعا سے
اسپر جو کرے ضبط تو یہ صبر و رضا ہی	گرتا ہون تو اسوقت اٹھاتا نہین مجکو	اور رضو کہو باندھون ترحمی دی کی ردا سے

گو چادر ظلمت مری آنکھوں پہ پڑی ہے
پر سامنے میرا تری تصویر کھڑی ہے

کیوں چپ ہوے آواز سنا و علی اکبر
آسکتے نہیں ہو تو بلاؤ علی اکبر

ہر طور سے صورت تمھیں دکھلا دو تو بہتر
ماں ہی کی محبت میں چلے آؤ تو بہتر

دریا پہ گئے کیا مرے دو روز کے پیاسے
کیا ملنے گئے ہو لب دریا پہ چچا سے

دشمن مجھے ہنستے ہیں سو لڑتے نہیں اکبر
اب ہاتھ مرا آکے پکڑتے نہیں اکبر

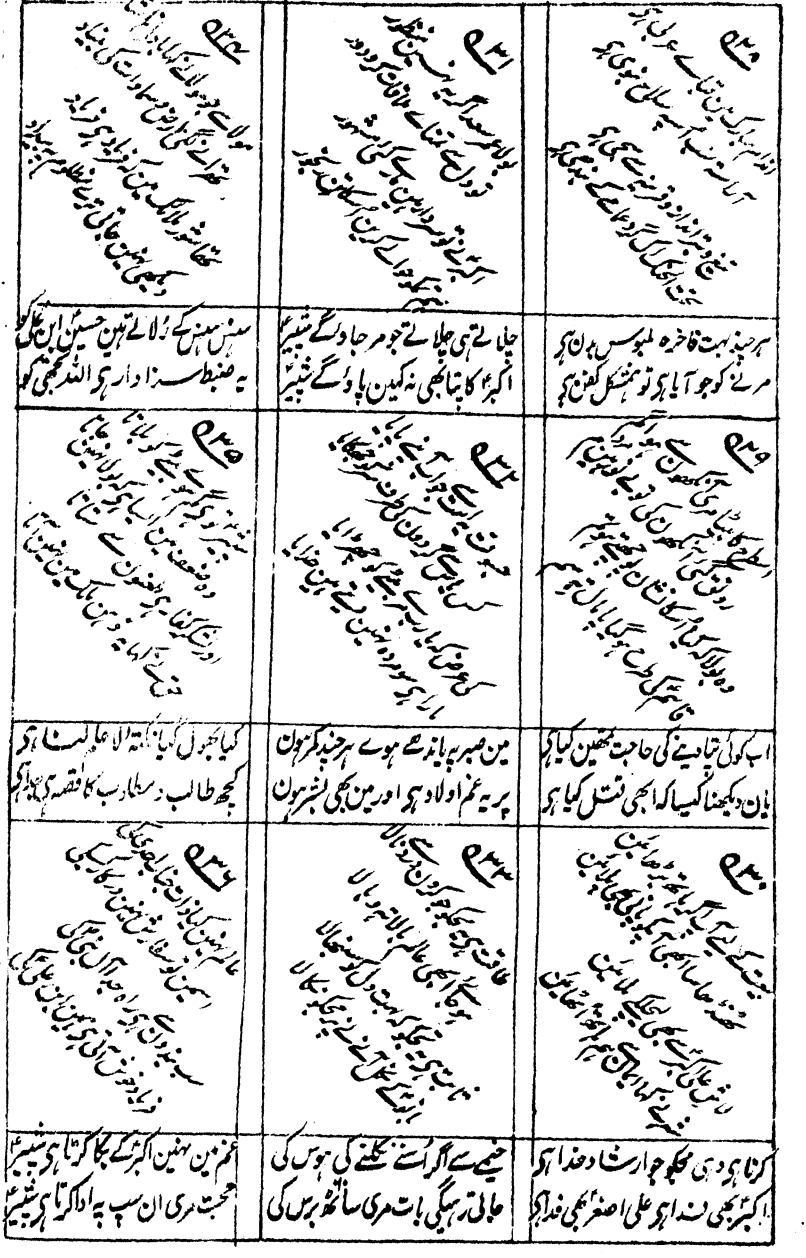
پھر کچھ نہ خوش آیا پسر شاہ نجف کو
سینے کو سپر کر دیا نیزوں کی طرف کو

پر بھولیو اصغر کی نہ خشکی دہن کو
روتا ہوا چھوڑ آئے ہو ننھی سی بہن کو

کیا زخم ہے جس سے ہوئی مفقود صدا ہے
وہ کونسا نیزہ ترے سینے میں لگا ہے

خواہش نہیں کچھ اور شہ حق پرست کو
لاش فقط مانگتا ہوں لاش پسر کو

۲۱	۲۲	۲۳
گر آج غرض ہی یہ مری اہل جفا سے	دنیا میں تو ایسا نہیں نسخہ زر کسی کا	خاموش لب رشک عتیق قمری ہی
کل سبکی غرض آئیگی شاد شہادت	ہر عضو ہی آئینہ خیال نبوی کا	سوا اپنے گھرانے کی طرح کم سخنی ہی
۲۴	۲۵	۲۶
بیٹے کو نہ دیکھونگا تو حسرت میں رہونگا	آنکھیں دو پیمانہ لبریز حیا سے کے	سینے کی تو کچھ مدح بھی بیکار ہوئی ہی
بیعت کے سوا جو کہو مجھکو سو کرونگا	گر بات بھی کی ہوگی تو آنکھوں کو جھکا کے	سینہ تو وہ ہی جس سے سنان پار ہوئی ہی
۲۷	۲۸	۲۹
سادات حسینی کہ جوان حسنی ہے	آراستہ ماں نے دم رخصت جو کیا ہی	سرتا بہ قدم روح ہی شاہ و شہدا کی
شہ نے کہا ہمشکل رسول مدنی ہے	سہرا بھی اُن نرگسی آنکھوں میں دیا ہی	ماں لیتی تھی ہر وقت بلائیں سر و پا کی



جو کچھ کیا اسنے کبھی ہوتا ہی دفعہ سے
دیکھو کہ ملاتے ہین ہمین اسکو پسر سے

وہ بولا گذرنہ کا جو اس آن ہو گھوڑے
کیسی مری شکل ابھی آسمان ہو گھوڑے

اکبر نے کہا کسکو حکومت ہی قضا پر
بابا کو بلا چھوڑ دے اب مجکو خدا پر

کھڑونگا تو کیا جایئے کیا حال کرینگے
مارا تو ہی اب لاش بھی پامال کرینگے

چلایا مین حسبدم کیا مجروح جگر کو
امان نے بھی کہ کہکے نہ بھولا یا پدر کو

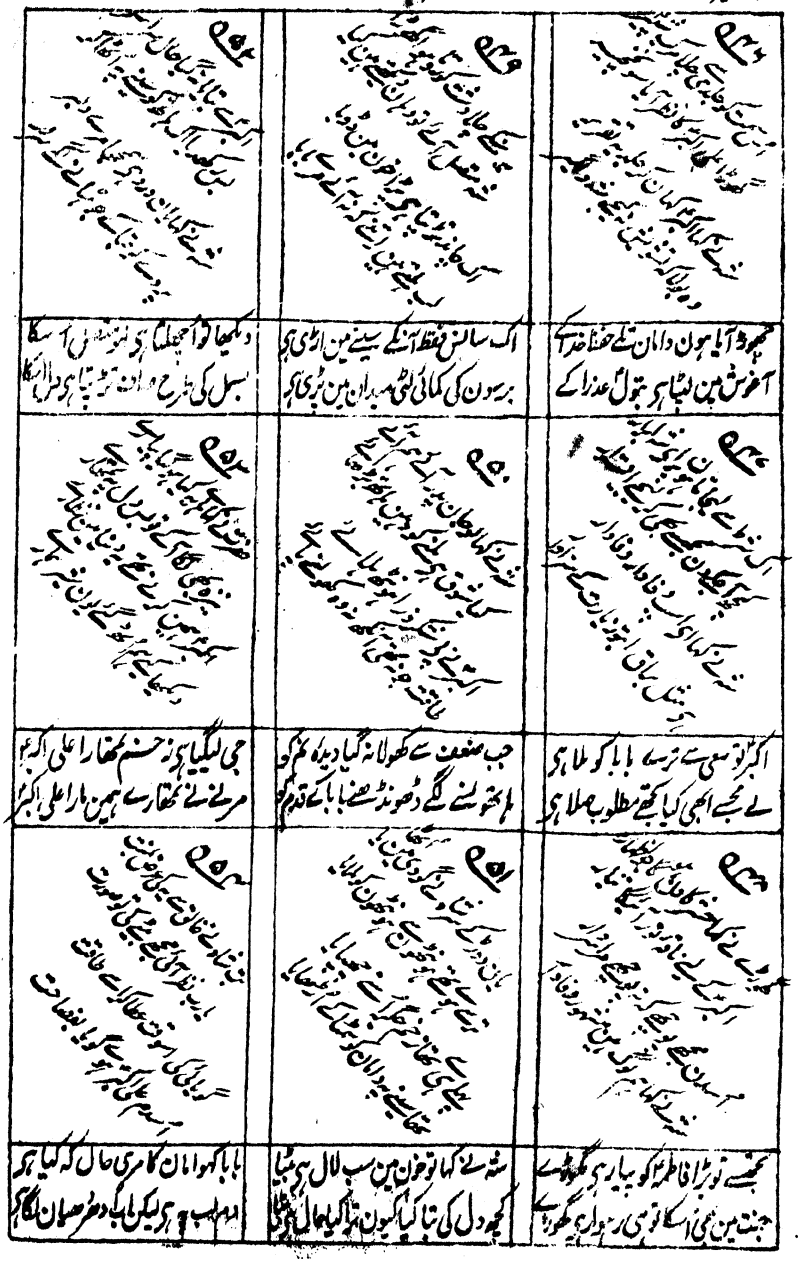
کہدیجیو مجل ہی جو پوچھینگے خبر کو
وہ در در سیدہ ہین کہان ہے پدر کو

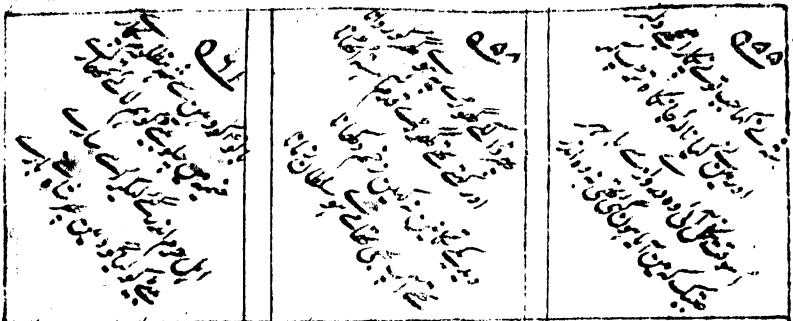
ہمراہ نہ جانے کا تو کیا عذر کرینگے
ہم شوق مین بابا کے پہ ارمان رہینگے

کیا جانیے وہ خاک کہان جھان رہینگے

فرمایا ذرا چین نہین خانہ انوری پر
عنقا مین آشنا ہی اب مجکو لگا رہے زمین پر

کیا آپنے سنو گھی نہین یہ بولے دغا کی
یہ اسپ عقاب علی اکبرؑ کی صدا ہی

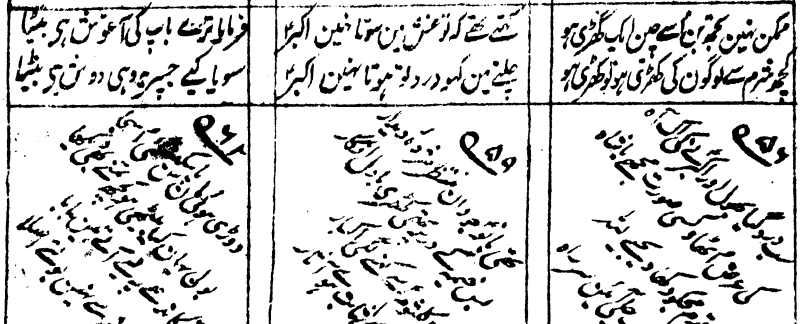




ممکن نہین بچہ تن سے چھن ایک گھڑی ہو
کچھ شرم سے لوگون کی کھڑی ہو تو کھڑی ہو

کہتے تھے کہ تو عش مین ہوتا نہین اکبرؑ
چلنے مین کمر درد تو ہوتا نہین اکبرؑ

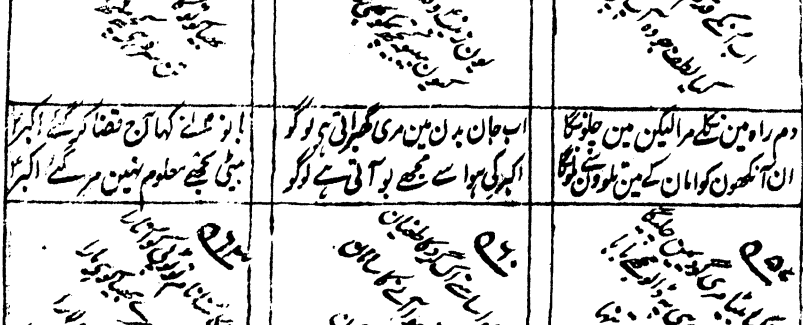
فرمایا ترے باپ کی آغوش ہی بیٹا
سویا کیے جسپر وہی دو ش ہی بیٹا



دم راہ مین نکلے مرا لیکن مین چلونگا
ان آنکھون کو امان کے مین ملونگا

اب جان بدن مین مری گھبراتی ہی لوگو
اکبر کی ہوا سے مجھے بو آتی ہے لوگو

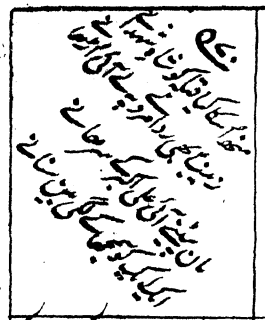
ابو نے کہا آج قضا کرگئے اکبرؑ
بیٹی تجھے معلوم نہین مرگئے اکبرؑ



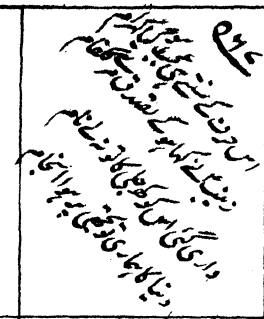
کیسی مرے دل کی ابھی امید بر آوے
یہ درد ترا سب مرے دل مین اثر آوے

آتا ہی یہ اکبرؑ ہی کوئی خبر نہین ہی
پر دل مرا کہتا ہی کہ کچھ خیر نہین ہی

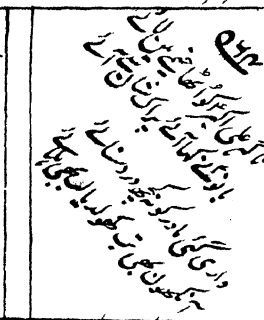
بابا سے کہو لاش یہان لاکے دھروتم
جسنے انھین مارا ہی اُسے قتل کروتم



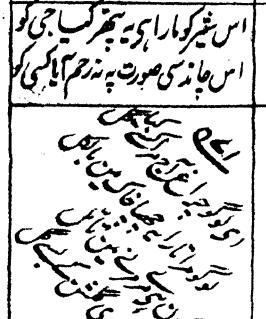
اکبرؑ نے کہا شوق کہوں ذکر کا کیا تک
معصوم کے جینے کی توقع ابھی کیا ہے
اس جاند سی صورت پہ نہ رحم آیا کسی کو



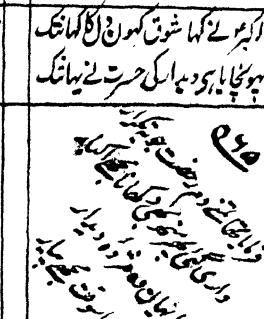
پہونچا یا ہے دم اسکی حسرت نے یہانتک
شبیرؑ راہی بچ جائے یہ زینبؑ کی دعا ہے
اس شیر کو مارا ہے یہ پتھر کیا جی کو

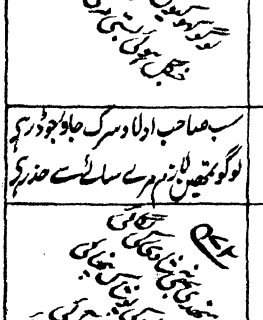


مطلب کو پہونچ لوں تو مری جان نکل جائے
دنیا میں کوئی مجھسی بھی ناشاد بھلا ہے
سب صاحب اولاد سرک جاؤ جو ڈر ہے

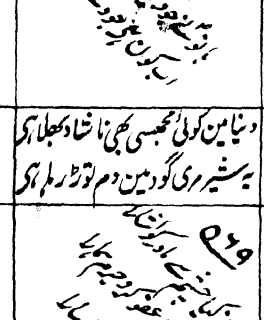


حضرت کا جدا حسرت و ارمان نکل جائے
یہ شیر مری گود میں دم توڑ رہا ہے
لوگو تمھیں لازم مرے سالے سے حذر ہے





کافی ہے تمھیں جینے کی عابدؑ کو دعا دو
لیں کروٹیں اور آن بنی رزم میں دم پر
گھر فاطمہؑ کے آنکے دولت یہ ملی تھی



اب گود میں انکے علی اصغرؑ کو لٹا دو
رخصت ہوئے سر رکھ کے مادر کے قدم پر
سو بیبیو یہ موت کے حصے میں لکھی تھی

۴۴

زبان خلق سے سنتا ہوں جو میر کی آنکھوں کا حال
پایا نہ مثل اس کے کسی کو سنا سنا
دشمن کے کیے جاتا ہے جو ظالم جم یہ سارا
غنچہ بھی جو مارا نہ کھلے ہی ہے مارا
میں جانتا ہوں جو اس کی شکایت کے کریں ہم مداوا
اس کی شکایت یہ ہے کہ کرتا ہے کچھ ادا

۴۵

اس کا خروش فلک زبان سے جو نالا
خاموش ہو رہی یہ پکارا شرر دلا
دل کر دیا شیشہ کا نوا نے تو یہ لا
محل کیا یہ لفظ زبان کو مرے بحال
ہر چند بیاض سے مرا بھی لگا ہے
پر حیف ہے کہ حال ابھی کچھ کھلا نہ ہو

۴۶

اس کا خیال چشم میں جب اب کا دل ہوا
اس کی شکایت ہی کا گریباں ہے گا رسا
اس عمر میں زدیک خدا تم ہو گرامی
بخشش کی درد دل کی ہے مردوں پہ نیک نامی
جنت میں قدم اپنا کیا ہی درود ہے
کیا ایڈیوں کی بھی یہ شفاعت نہ کرے گی

۴۷

کیا شوق اطاعت ہے کہ جو یہ نہ سنایا
بھر اوس نے نہ شیخ کا حال بھلایا
اس کا شکایت کیا ہوس میں نہ بھلایا
لاکھ حیف کہ ایسے کو خدا نے نہ بنایا
افسوس بے نظیر ہے یہ بے کی طاقت
ہے ہے کہ بے خبر ہوئی ہاں شیر کی طاقت

① رباعی

گوہر قطرات کو ابر نیسان کر دے
سرسبز ہر اک باغ کو باران کر دے
وہ صاف ہر اک نام مرتعیان کر دے
پیرایہ ہر شاخ جو برگ اک شاخ

② رباعی

رکھتا ہے یہ بخشش کا مستک کیے
سب کا ہے یہ بخشندہ کی لاحق کیے
اک اور وسیلہ ہو شفاعت کے لیے
فریاد رسی گر نہ ہو اس کے ہاتھ

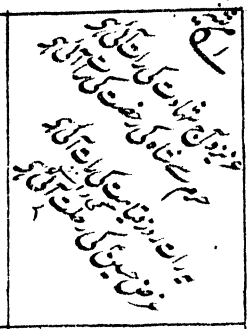
③ رباعی

روشن ہے سب کی بن میں جب ہو یہ
ہے شیر کو وسیلہ شفاعت ہو یہ
مجھ کو بھی اشک کو یار دے حصہ سے
فردوس کی روز حشر نسبت ہو یہ

④ رباعی

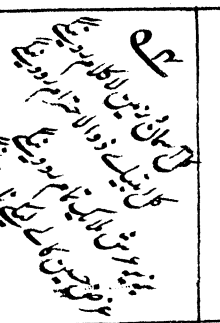
کوئی نہ کسی کا یہ مورد ہو گا
اعمال رفیق گور کا سگ ہو گا
گر دل میں ہو آرزا باغ پیرایہ
ہر شب کو لحد میں رو در روشن ہو گا

۱



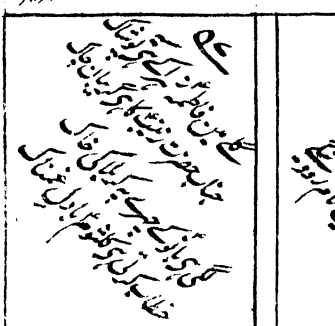
نہیں ہی یہ شب قتل حسینؑ سونے کو
بتول آئیگی ہر گھر مین آج رونے کو

۲



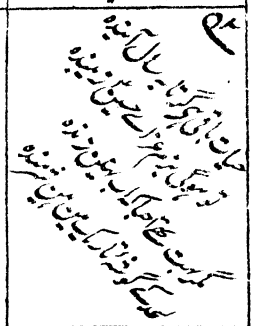
ہماری ختم ہوئی آج آہ و زاری ہی
سو کل جناب رسول خدا کی باری ہی

۳



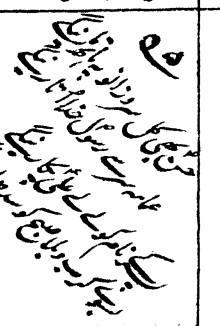
ہمارے بھائی کو از بس یہ لوگ روتے ہین
قسم خدا کی ہم احسان مند ہوتے ہین

۴



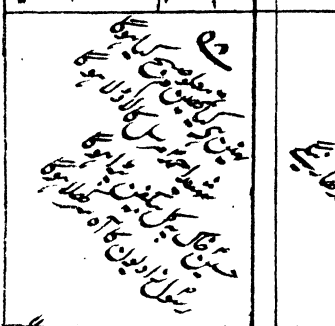
نواب ہاتھ سے نادان ہین جو کھوتے ہین
حسینؑ آج سبھون سے وداع ہوتے ہین

۵



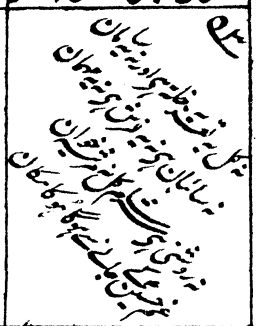
ہر اک نبی کو ز بس غم حسینؑ کا ہوگا
سحر کو قبر پہ ماتم حسینؑ کا ہوگا

۶



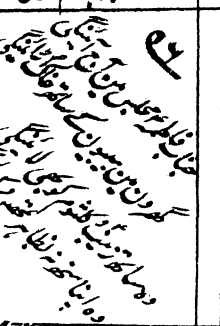
الم سے حالت زینبؑ سقیم ہوویگی
سحر کو بالی سکینہؑ یتیم ہوویگی

۷



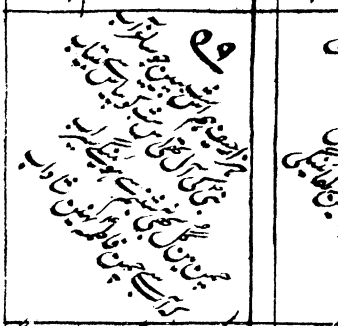
حسینؑ شام کو زہرا کے پاس ہوویگے
تمام تعزیہ خانہ اداس ہوویگے

۸

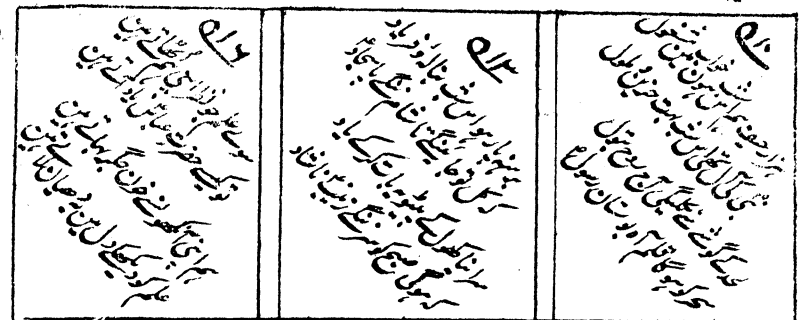


اگر انکا حال پریشان مخلصین نظر آوے
ہی احتمال کہ خلقت تمام مر جاوے

۹

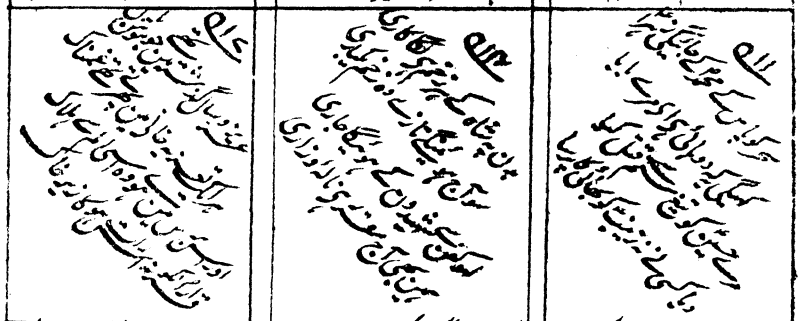


ہر ایک باغ مین گل موسم خزان ہوگا
خزان جناب رسالت کا بوستان ہوگا



پیاسے جائینگے کوثر پہ دلربا ہی حسینؑ
خوشا وہ لوگ جو جا گینگے اور رو ینگے
ہر ایک دست علمدار جب کٹا ہوگا

جہان مین دھوم یہی ہوگی آہا ہی حسینؑ
کہ پھر تو حشر تلک زیر خاک سو ینگے
اسی طرح لب دریا پہ وہ کھڑا ہوگا



سو ہم غریبون کی تسلین کیجیے بابا
کہ بے بہا گہر اشک چشم پر نم ہین
یہ غم نے دھوم ہر اک قبر پر مچائی ہی

مجھے حسینؑ کا پرسا تو دیجیے بابا
جراحت تن شبیرؑ کے یہ مرہم ہین
اٹھو اٹھو شب قتل حسینؑ آئی ہی



یہی سبب تھا کہ مین خود بخود جو روتا تھا
جو حق پرست ہین انکو یہ غم پرستی ہی
ملبند خاک سے انکے غبار ہو ینگے

مرے کلیجے مین پہلے سے درد ہوتا تھا
ابھی سے لعزیون پر بیکسی برستی ہی
مزار سبط نبیؐ پر نثار ہو ینگے

۱۹

وہ دیدہ کرکے گریبان ہم آج رووینگے
سحر کو چاک گریبان رسول ہووینگے

۲۰

کہ دیکھ صورت نوشاہ پھٹتی چھاتی ہے
حنا کی بوسے مجھے بوے خون آتی ہے

۲۱

وہ اُسکے ہاتھ مین مہندی قضا لگائیگی
کہ جسکی سرمگی کبھی ہاتھ سے جائیگی

۲۲

دوڑ شوق ملاقات کہ یا ہی مجھے
مین جسکا بندہ ہون اُسنے طلب کیا ہے مجھے

۲۳

قضا کے ہاتھ مین دعوت ہے میہمانونکی
ملینگی خاک مین تصویر نوجوانون کی

۲۴

سنان کی نوک سے سینہ ملا ہی دیوینگے
مرے جگر ہین یہ نیزہ جگر پہ لیوینگے

۲۵

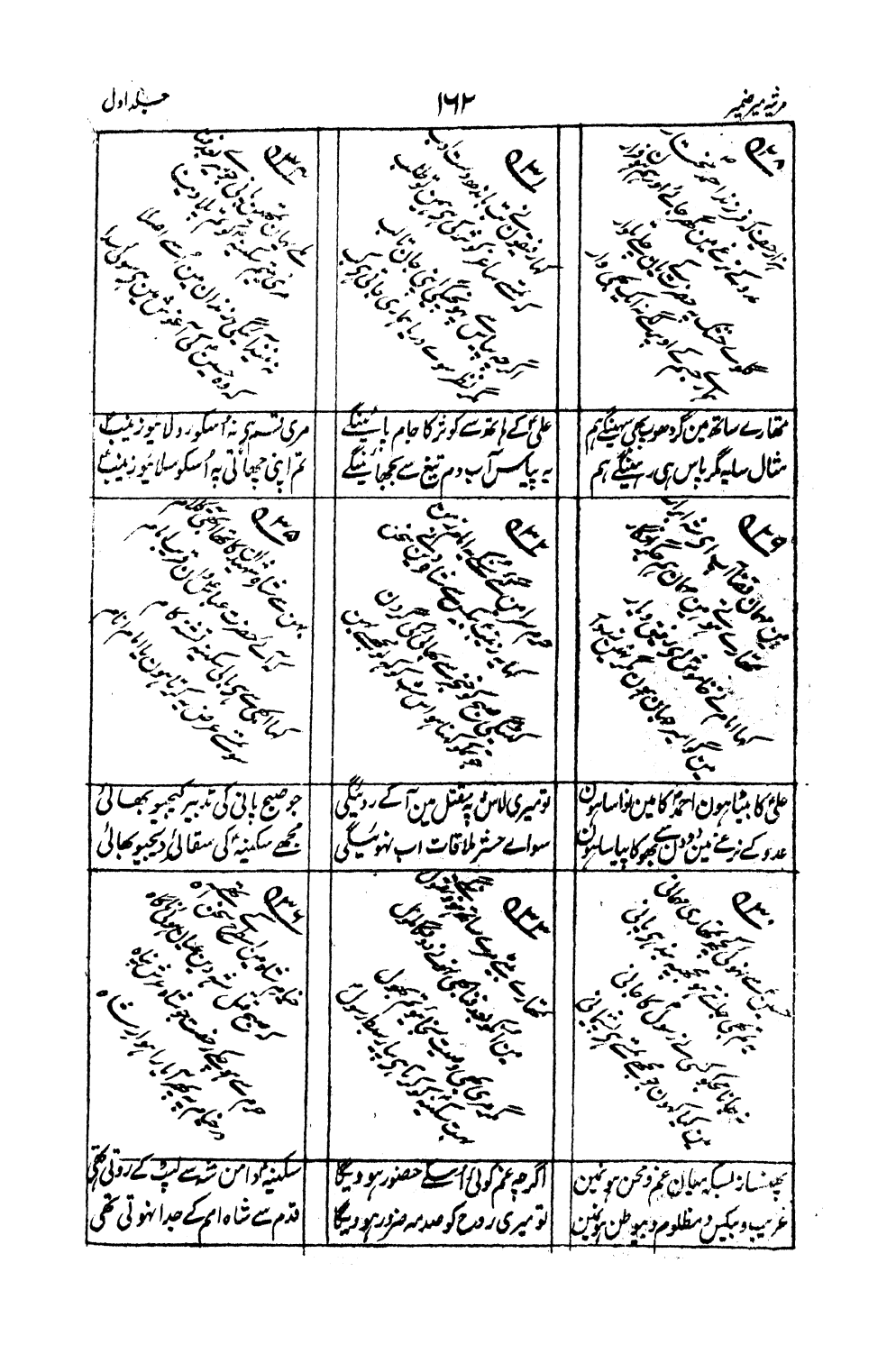
جو آب سرد کسوقت پھیو یارو
ہماری پیاس کو تم یاد کیجیو یارو

۲۶

یہ کلمہ گو یون نے حضرت کے قدردانی کی
کہ وقت ذبح نہ دی ایک بوند پانی کی

۲۷

کیا یہ فرض نہ سنھ اُنکو ہم دکھاوینگے
نبی سے چھپکے کہان روز حشر جاوینگے



۲۹
[illegible]
تمہارے ساتھ میں گرد ھوپ بھی سہینگے ہم
مثال سایہ مگر پاس ہی رہینگے ہم

۳۰
علیؑ کے ہاتھ سے کوثر کا جام پائینگے
یہ پیاس آب دم تیغ سے بجھائینگے

۳۱
[illegible]
مری تسلی ہے نہ اسکو دلاسا دیو زینب کو
تم اپنی چھاتی پہ اسکو سلا لیو زینب

۳۲
علیؑ کا بیٹا ہوں احمدؐ کا میں نواسا ہوں
عدو کے نرغے میں دو دن سے بھوکا پیاسا ہوں

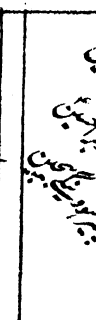
۳۳
تو میری لاش پہ مقتل میں آکے روئیگی
سوائے حشر ملاقات اب نہ ہوئیگی

۳۴
جو صبح پانی کی تدبیر کیجیو بھائی
مجھے سکینہؑ کی سقائی دیجیو بھائی

۳۵
[illegible]
سکینہؑ دامن شہ سے لپٹ کے روتی تھی
قدم سے شاہ امم کے جدا نہ ہوتی تھی

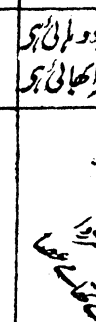
۳۶
[illegible]

۳۸



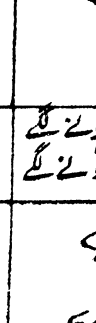
جگر بھی ٹکڑے ہے آنکھو سے خوں جاری ہے
کہ میرے آقا کی آج آخری سواری ہے

۳۹



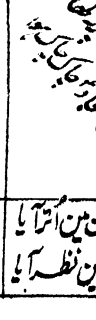
بیا سے جام شہادت کا نوش کرنے گے
رفیق شاہ کے میدان مین جا کے مرنے لگے

۴۰



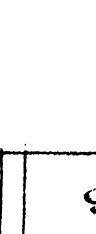
بہت جو مضطرب الحال غم سے ہوتے ہین
گلے لگا علی اکبرؑ کی لاش روتے ہین

۴۱



کہا فلک کی طرف دیکھکر دو ملہائی ہے
بزیر خنجر خونخوار میرا بھائی ہے

۴۲



برسنہ سر جو وہ انور سوار ہونے لگے
حرم یہ دیکھکے اسکو تمام رونے لگے

۴۳

بجاے اشک لہو آنکھون مین اترآیا
یہ حال اپنے پدر کا جو ہین نظر آیا

۴۴

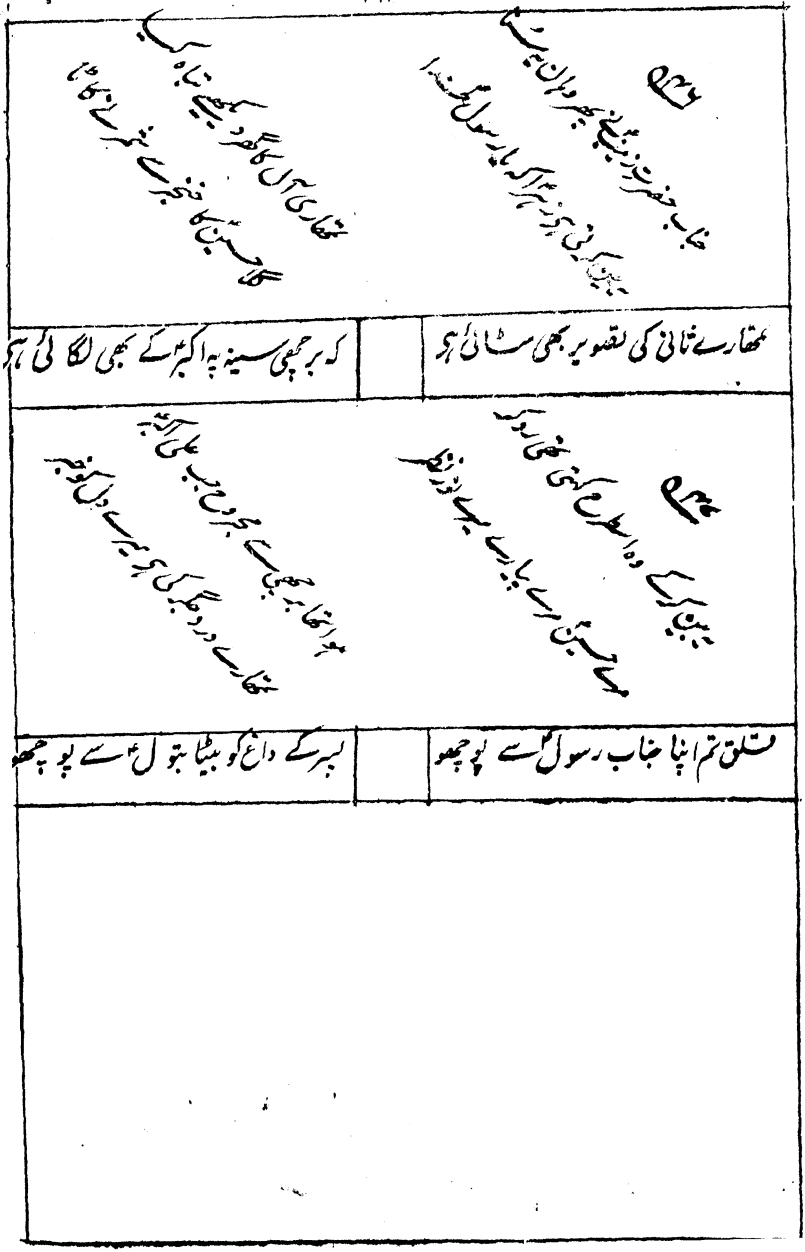
کہا کہ ہاے پسر آج ہے تو کل ہے نہ تھا
تمھارے قتل سے کیسے خوشی ہو دل ہے نہ تھا

۴۵

ردا اڑھائی تمھاری مین لاش بیکس پر
گر مصیبت عریان سری ہے خواہر پر

۴۶

پسر کی لاش پہ بنت رسولؐ آتی ہے
سنو سنو کہ جناب بتولؑ آتی ہے



۱
[illegible]
اسوقت نصیب اجل ان سب کو پکارا
شبیر کے کام آؤ خوشا حال تمھارا

۲
ہان ہو گا گذر روح رسول مدنی کا
دکھلائیو عالم اسے شمشیر زنی کا

۳
وہ صبح کا ہونا وہ لشانون کا چمکنا
ایک ایک کا جرات سے وہ میدان میں تکنا

۴
دنیا میں جو ڈھونڈھو گے تو کیا کیا نہ ملیگا
لیکن تمھین شبیر سا آقا نہ ملیگا

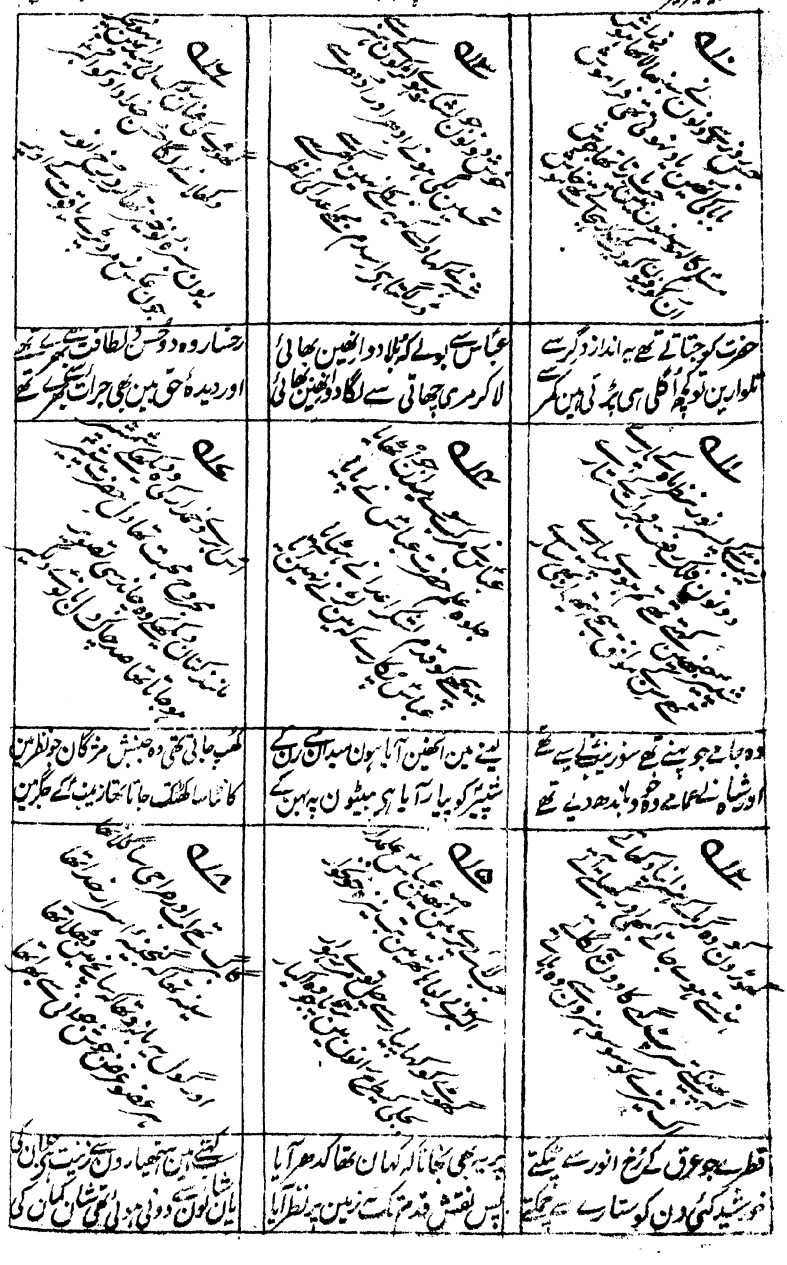
۵
وہ بولا کہ بھائی یہی ہنگام خوشی ہے
اب ہاتھ مین دامان حسین ابن علی ہے

۶
گیسو کسیہ چاند سے ٹکڑے پہ پڑے تھے
الفت سے وہ گھیرے ہوے حضرت کو کھڑے تھے

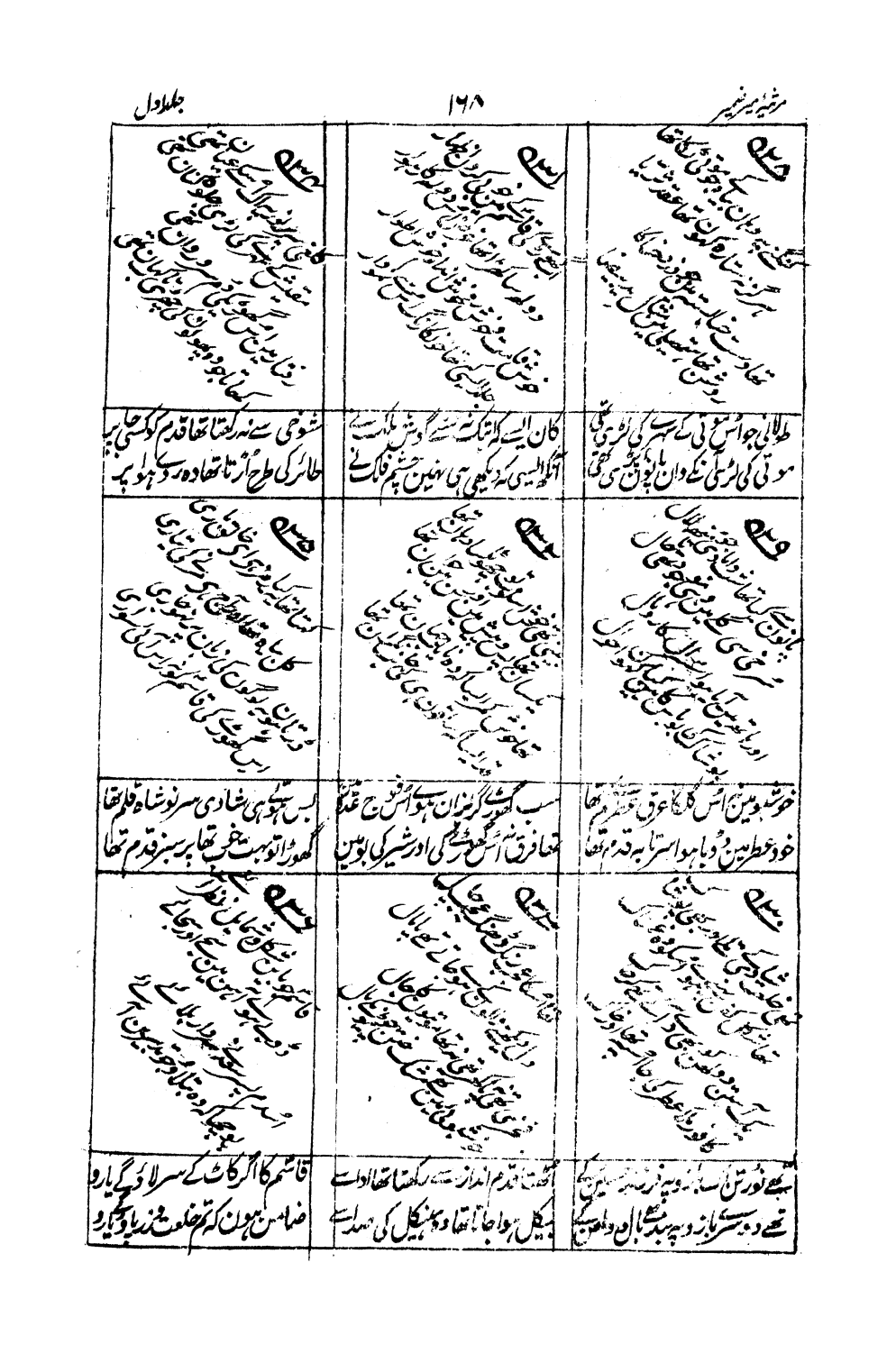
۷
اس فوج مین بلواؤ گے تو خلعت وزر ہی
شبیر کے فدوی ہو تو فردوس مین گھر ہی

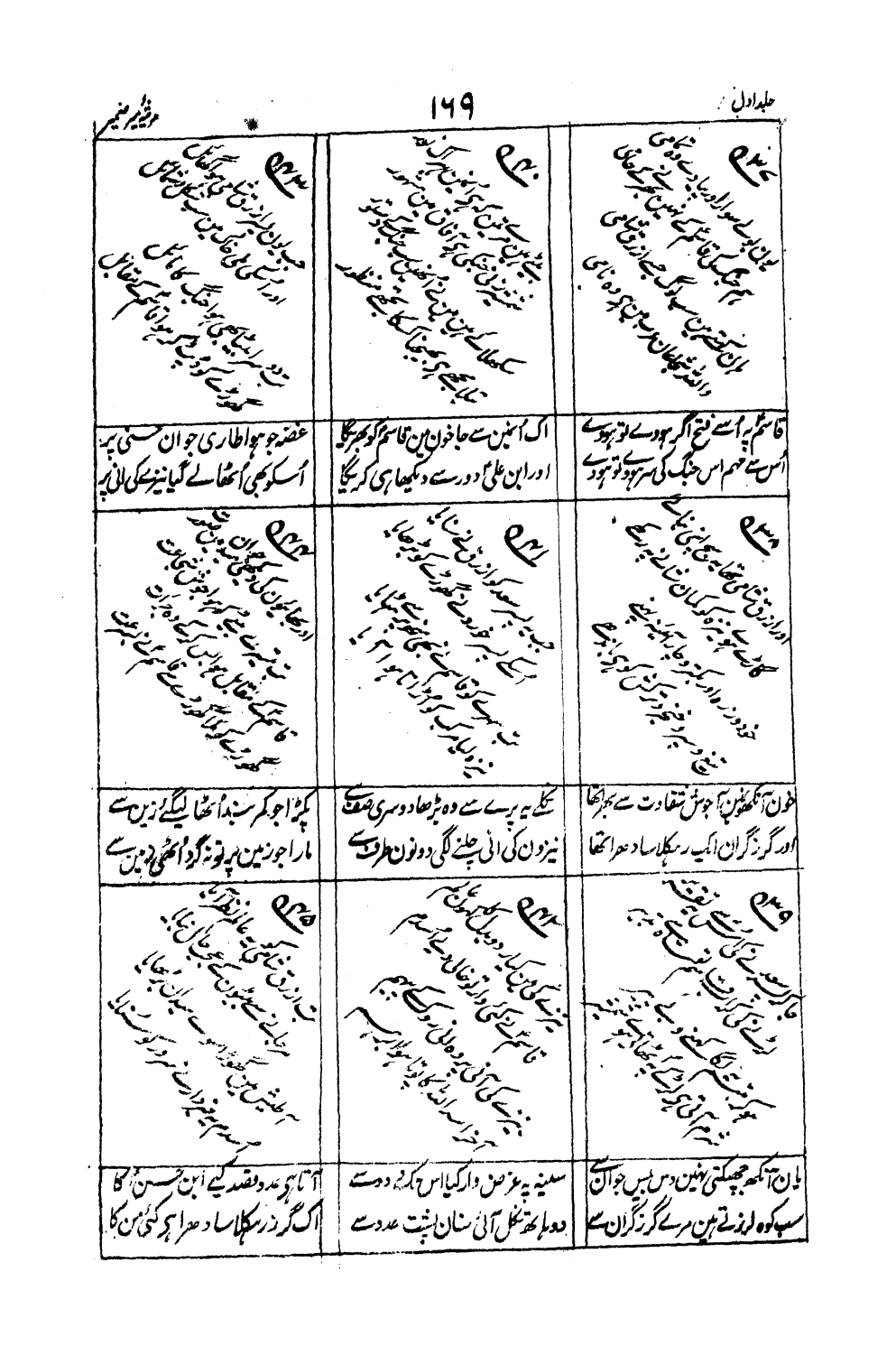
۸
یاد دیکھ رہے تھے خلف شاہ نجف کو
یا پھیر کے منھ لشکر اعدا کی طرف کو

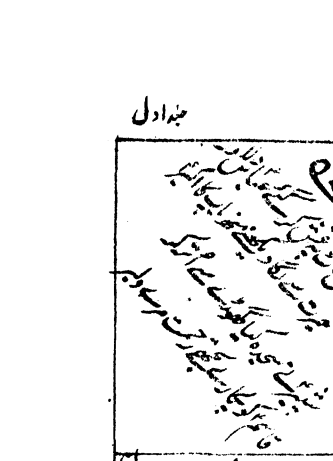
۹
دو حسن کے دریا تھے کہ چھیڑون پہ چڑھے تھے
آئینہ شمشیر مین منھ دیکھ رہے تھے



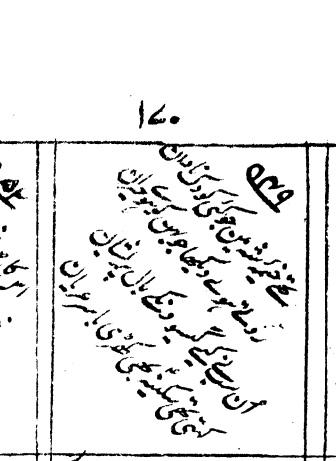




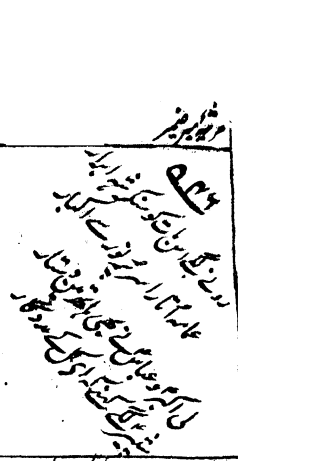




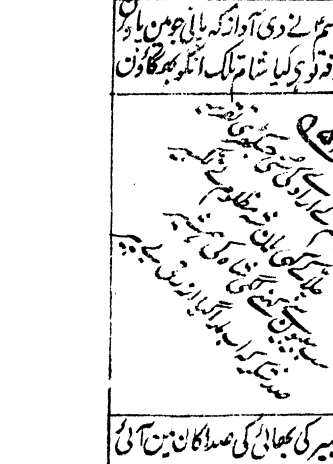
نزدیک اجابت سے دعا کو مری کر دے
قاسم کو مرے ارزق شامی پہ ظفر دے



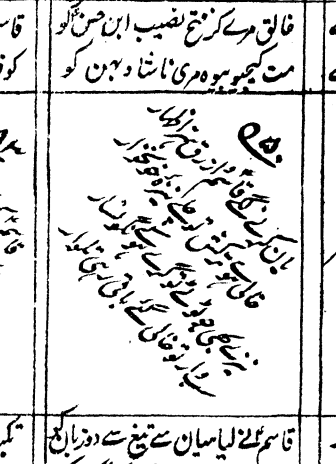
خالق مرے کر فتح نصیب ابن حسن کو
مت کیجیو بیوہ مری ناشاد بہن کو



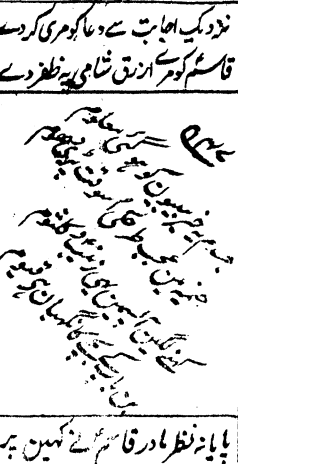
قاسم نے دی آواز کہ پانی جو ملے یاں
کوفہ تو ہی کیا شام تلک انکو بھگا دوں



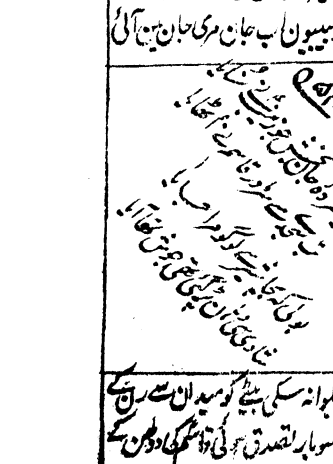
پایا نہ نظر مادر قاسم نے کہیں پر
سجدے کے لیے گر پڑی اکبار زمیں پر



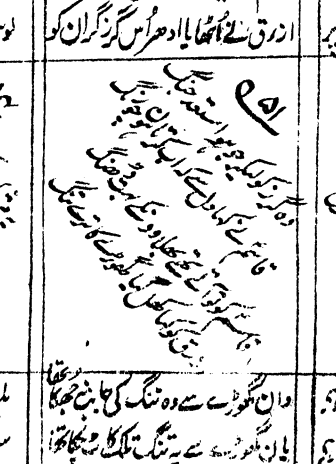
قاسم نے لیا میاں سے تیغ سے دو زباں کر
ازرق نے اٹھایا ادھر اس گرز گراں کو



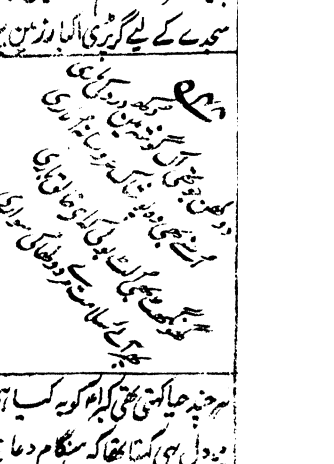
تکبیر کی بھائی کی صدا کان میں آئی
لو بیبیو اب جان مری جان میں آئی



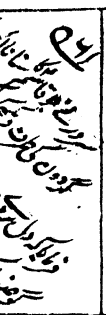
سر چند حیا کہتی تھی کر اسکو کو یہ کیا ہے
پر دل یہی کہتا تھا کہ ہنگام دعا ہے



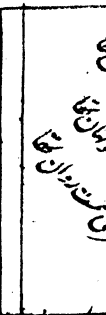
واں گھوڑے سے وہ تنگ کی جانب جھکا تھا
یاں گھوڑے سے یہ تنگ تلک کاٹ کے آیا تھا



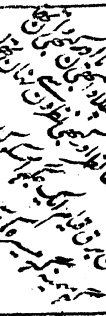
بلوا نہ سکی بیٹے کو میدان سے رن کے
سو بار تصدق ہوئی تو اسکی دلہن کے



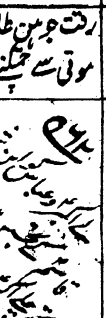
یہ خوشخبری سنتے ہی دین اسکو دعائیں
لیں دست الٰہی سے سکینہ کی بلائیں



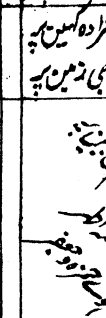
بے حکم تو قاسم کے نہ ٹھہرا وہ کہیں پہ
رفتار میں رہوار گیا سایہ بھی زمیں پہ



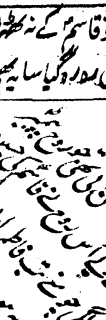
رقت جو ہمیں طاری ہوئی شاہ شہدا پر
موتی سے چمکنے لگے دامان قبا پر



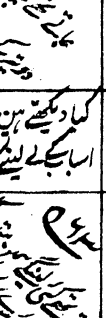
دونی ہوئی برش جو ہوا تیغ نے چاٹا
مژدہ دو زرہ دیکھ کے آئینہ کا ٹا



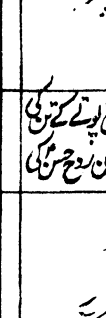
کرتے تھے حفاظت تو علی پوتے کے تن کی
اور گرد پڑی پھرتی تھی دان روح حسن کی



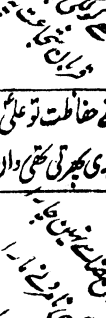
کہیں دیکھتے ہیں خاک پہ قاسم تو پڑے ہیں
اسباب کے لینے کو دشمن بھی کھڑے ہیں



جون تیر گریزاں ہوے کفار ہزاروں
گوشے میں چھپے جا کے کہا نار ہزاروں



نیزہ ہمیں مارا کسی کافر نے دغا سے
سینہ میں ہمارے نکل آیا ہے قفا سے



پر آئے نہ تھے متصل پیکر قاسم
گھوڑا وہ پڑا پھرتا تھا گرد سر قاسم

(۶۴)

سب ہو گئے فرزند علی جب نظر آیا
گھوڑے سے اُتر خاص سے لاشے کو اٹھایا
عباسؑ نے آن ہاتھوں کو آنکھوں سے لگایا
رو رو کے لگا اور تو خوشا بخت کہ مرنے پایا

کچھ اور نہ سوجھی خلف شاہ نجف کو
لاش اسکی اُٹھائے چلے خیمے کی طرف کو

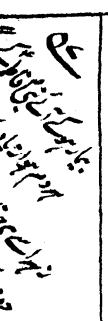
(۶۵)

خاموش صغیر اب ہو بہت شور مچایا
آیا ہے شہ و شہدا کا ہو سجدے سے جو اٹھا
سب اہل عزا بہر عزا میں ہوئے یکجا
خالق سے دعا کر کہ عطا مرگ ہو ہمیں

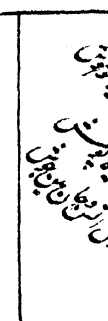
خوش مجھ سے اب ایسا شہ مظلوم و دو عالم ہو
مقبول حسینؑ ابن علیؑ میرا سخن ہو

(۶۶) رباعی

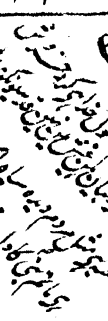
ہر سب بہ ہیں احسان الہٰی سے الٰہی
سو جان سے ہے شکر ہزاران الہٰی سے الٰہی
کرتے ہیں گنہ اور ہو ایسے سے نجات
ہو ماتھے میں داغ ان الہٰی سے الٰہی



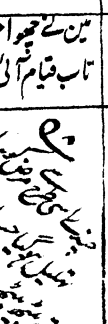
ہان کائنات درہم و برہم ہو آن مین
ہان ممکنات روز فنا ہو جہان مین



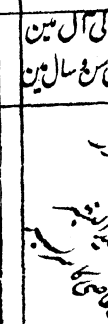
سامان اقتدیت ہی محمدؐ کی آل مین
زہرا یتیم ہوتی ہی اس سن و سال مین



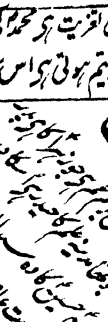
مین نے چھوا جو جسم ستہ کائنات کو
تاب قیام آئی نہ زہرا کے ہات کو



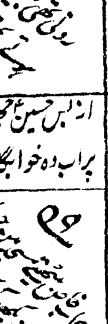
کیونکر نہ جیب چاک رہی اصل و فرع کا
ہی خانمان خراب ہوا دین و شرع کا



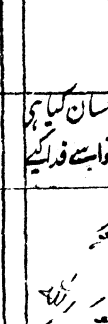
دیکھو تو اسنے خلق پہ احسان کیا ہی
امت پہ اپنے دونون نواسے فدا کیے



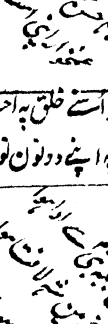
از بس حسینؑ چھاتی پہ نا نا کی سوتے ہین
پر اب وہ خوابگاہ نہ ملنے کو روتے ہین



ای از ازل بماتم تو در رہیب خاک
گیسوے شام بازو گریبان صبح چاک



تیر مین بکہ زہر دیا تھا طعام مین
اُسنے اثر کیا تن خیر الانام مین



گلدستے مسجدون مین پڑھا عاصفات کے
گویا بلند بہرِ دعا اُنکے ہات تھے

۱۱۰

[illegible]

محراب کے تلے نہ فروزاں چراغ تھے
قندیل کے بھی سینۂ و دل داغ داغ تھے

۱۱۱

[illegible]

اصحاب خاص جمع جو مسجد میں ہوتے ہیں
خالی مقام دیکھکے حضرت کا روتے ہیں

۱۱۲

[illegible]

کتنے تو دست بوس پیمبر کے ہوتے تھے
کتنے ہی سر کو پانوں پہ رکھ کے روتے تھے

۱۱۳

[illegible]

اور بالیقیں ضعف تھا سینہ پہ صاحبو
خالی آج وہ مقام خلق سے بھرا ہوا

۱۱۴

[illegible]

ہر سمت سے بلند تھی اصحاب کی صدا
رفعت تب اس جناب کو بھی اسقدر ہوئی
انگشت سے ریش پاک محمدؐ کی تر ہوئی

۱۱۵

[illegible]

امت نے تجھ رسولؐ پہ کیا کیا جفا نہ کی
تو وہ رحیم ہے کہ کبھی بد دعا نہ کی

۱۱۶

[illegible]

آؤ جمال احمد مختار دیکھ لو
اپنے نبیؐ کا آخری دیدار دیکھلو
تم پاس روح احمد مختار کیجیو
عالم میں قدر عترت اطہار کیجیو

۱۱۷

[illegible]

زہر دغا امام حسنؑ کو پلا دیا
اور گردن حسینؑ پہ خنجر چلا دیا

۱۱۸

[illegible]

مدت تلک رلاہے مجھے دودمانے کا
لونگا قصاص آج میں اس تازیانے کا

۱۹

سلمان فارسی سے یہ خطاب ہو گیا
فرمانے لگے حاؤ دو شب ہو گیا حضور
وہ سنتے ہی گھر میں گئے گھر میں سے پھر آئے
بیٹھے ہیں جو زہرا کے گھر میں وہ ادھر آئے

اسنے کیا ہے رحم رسالت مآب پر
چھوڑا نہ اس قصاص کو روز حساب پر

۲۰

دیکھا جو حضرت سلمان کو غیر نے
کہنے لگے کہ کیا ہوا تھا بھی کہو ذرا
کہنے لگے کہ آپ سے کہا ای کہ میں نے
سنکر یہ حسن حسین کو روکر لگا لیا

سنتے خبر قصاص کی گریا بینگے ابھی
سجد میں ماں کے پاس چلے آئینگے ابھی

۲۱

بیٹوں کو لیکے آئے جو سلمان فارسی
آنسو رخوں پہ دیکھ کے دونوں کی ماں روئی
بیٹوں نے ماں کو دیکھ کے دی ماں کو دلاسی
بولے سلام عرض کرو جا کے فاطمہ

نانا ہے دن کو رسول فلک بارگاہ کا
لے آؤ تازیانہ رسالت پناہ کا

۲۲

کہنے لگے کہ آئے ہے محبوب کبریا
دیکھا جو باپ فاطمہ آئی ہیں بیقرار
سلمان کی صدا جو سنی ہیں بیقرار
چھپکا کہ آج ہونگے رسول خدا سوار

بابا سوار ہوں یہ کہاں زور پایا ہے
پھر تازیانہ کس کے لیے یہ منگایا ہے

۲۳

سلمان نے عرض کی مری تقصیر معاف ہو
احمد نے جن کو نور سے پیدا کیا ہو
ہاں ہاں وہ تازیانہ لے آ جسکا ذکر تھا
لیکن وہ ایک شخص کے خانے پہ رکھ گیا

کہتے خبر قصاص کی گریا بینگے ابھی
سجد میں ماں کے پاس چلے آئینگے ابھی

۲۴

کوڑا طلب کیا ہے جواب اس مکان سے
ہوگا قصاص آج ترے بابا جان سے

۲۵

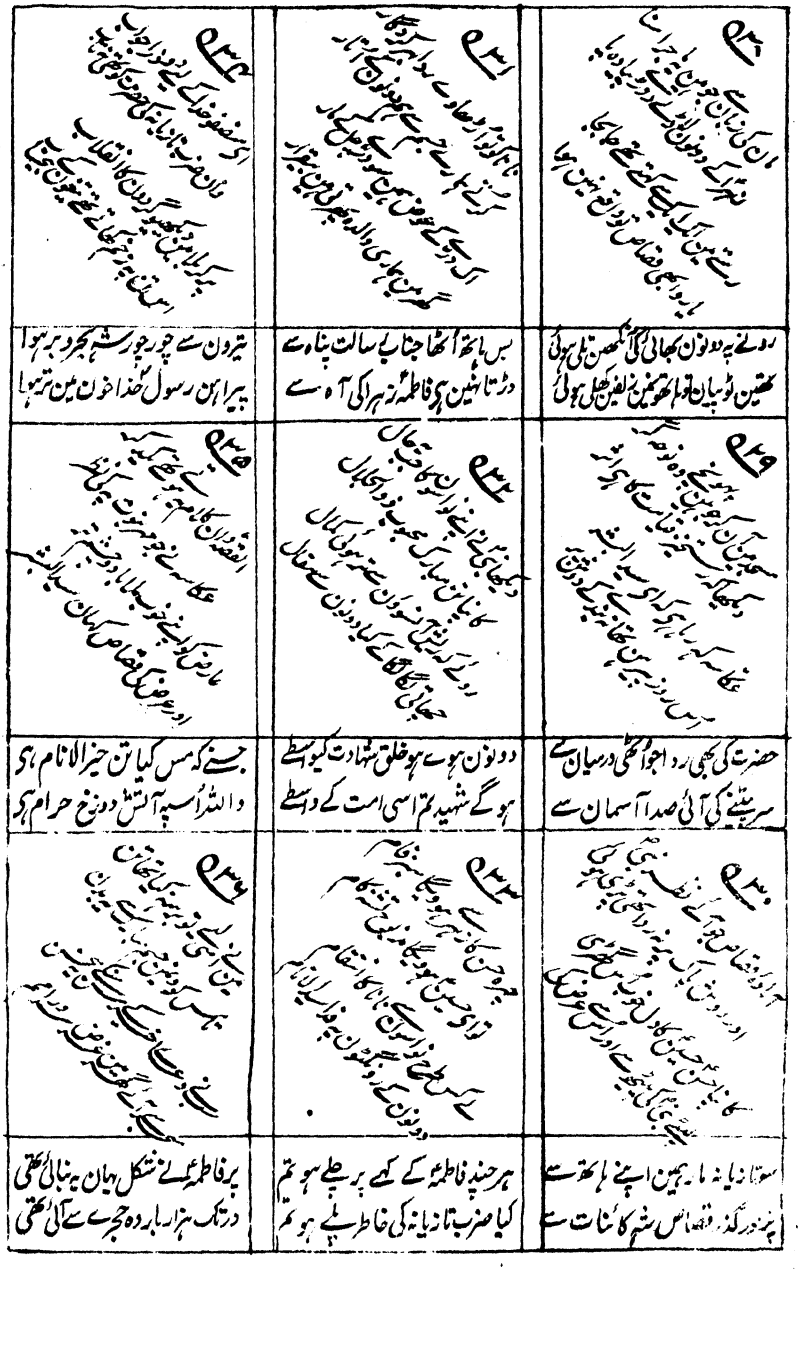
سلمان نے کہا کہ حسنؑ حسینؑ سے بیان کی
ای لاڈلو خوشی ہے تمھیں نانا جان کی

۲۶

سونا تازیانہ گر وہ لگائے تو کھاؤ تم
نانا کو اس قصاص سے حاکر بچاؤ تم

۲۷

کاندھے پہ جب سوار کیا نانا جان نے
پھر اسپہ افتخار کیا نانا جان نے



۳۰
ماں کی زبان سے
نکلا جو لفظ بیٹا
رستے میں ایک بیٹے کے دو بیٹے آ گئے
ہر دو بھی قصاص کو فوراً ہوئے کھڑے

۳۱
ناگاہ نور بڑھا
کرنے سے جس کے
اک دم کے عوض
گھر میں ہماری

۳۲
اے منصف فلک
ماں نے جب انقلاب
ہر گز نہ دیکھی
اس سے ہوا نہ

رونے پہ دونوں بھائی کی آنکھیں ملی ہوئی
تھیں لوٹ پیاں ماں کے گلے سے لپٹی ہوئی

بس ہاتھ اٹھا جناب رسالت پناہ سے
ڈرتا نہیں ہے فاطمۂ زہرا کی آہ سے

تیروں سے چور چور شہ بحر و بر ہوا
پیراہن رسول خدا خون میں تر ہوا

۲۹
حضرت کی بھی رد اجو اٹھی درمیان سے
سر پیٹنے کی آئی صدا آسمان سے

دونوں ہوئے ہو خلق شہادت کیو سطے
ہو گے شہید تم اسی امت کے وسطے

جسنے کہ مس کیا تن خیر الانام ہی
واللہ اُسپہ آتش دوزخ حرام ہی

۳۰
سوتا زیانہ مارا ہمیں اپنے ہاتھ سے
پر در گذر قصاص شہ کائنات سے

ہر چند فاطمہ کے کہے پر چلے ہو تم
کیا ضرب تازیانہ کی خاطر پہ ہو تم

پر فاطمہ نے شکل جہاں یہ بنائی تھی
در تک ہزار بارہ جرے سے آئی تھی



تم پر فدا میں اور مرے نور عین تھے
اس سے کیے نثار حسن اور حسین تھے

حصہ چہارمی حسن سبز فام کا
لیکن لیا نہ نام شہ تشنہ کام کا

تابوت چوب نیزے کا منظور ہی حسین
اور خاک کربلا ترا کافور ہی حسین

اک ضرب تازیانہ سے مجکو حذر نہ تھا
لیکن قصاص گاہ میں میرا گذر نہ تھا

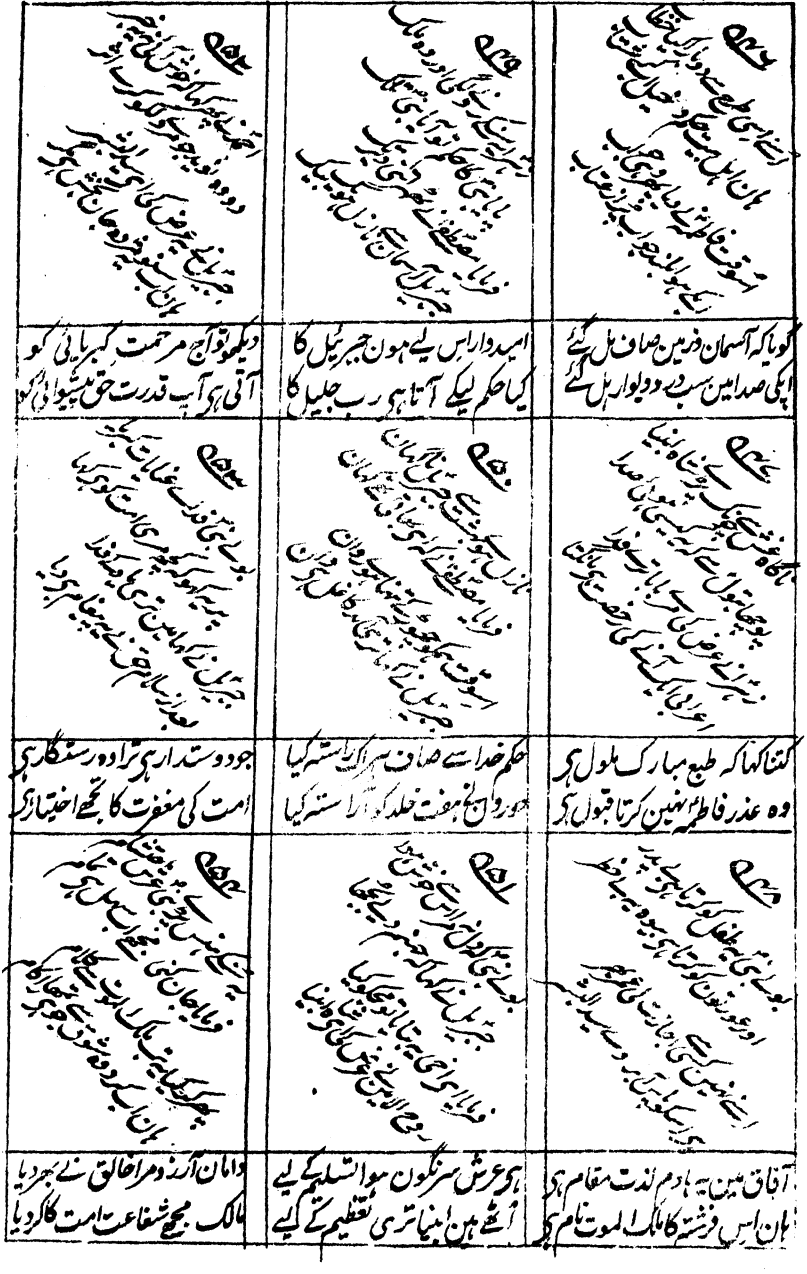
رونے سے تیرے کرد ابھی تیا جان کو
رُلوا دیا ملائکہ آسمان کو

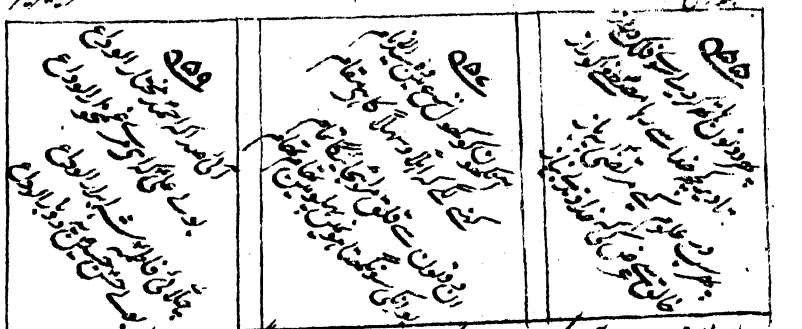
گر جان کام آئے تو کیا جان چیز ہی
واللہ مجکو آپکی امت عزیز ہی

موقع ہر ایک چیز کا ہی ہر مقام پر
یہ کام آئینگے مری امت کے کام پر

مُردہ مرا یہ بیکس و مجبور ہوویگا
جسکے لیے نہ غسل نہ کافور ہوویگا

نہ ہزانے دی صدا اسے ناچار ہی رسول
وقت ملازمت نہیں ہمیار ہی رسول

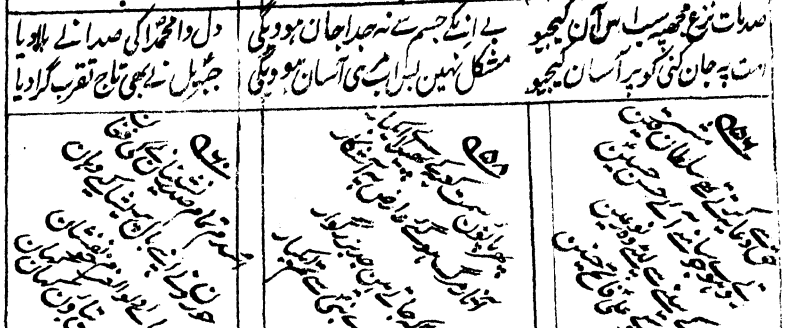




صدمات نزع مجھپہ سب اس آن کیجیو
است پہ جان کنی کو برآسان کیجیو

بے انکے جسم سے نہ جدا جان ہوویگی
مشکل نہین بس اب مری آسان ہوویگی

دل دادا محمدؐ کی صدا نے ہلا دیا
جبرئیل نے بھی تاج تقرب گرا دیا



ای لاڈلو لحاظ و ادب سے ذرا رہو
اسوقت تو رسولؐ خدا سے جدا رہو

بس اسطرف نبیؐ سے نواسے جدا ہوئے
اور اسطرف تمام رسولؐ خدا ہوئے

ہست از زمال گرچہ بر فتی بذات ذوالجلال
او در دل ست و ہیچ دل نیست بے ملال

۵۶

ہان ٹھہر اے قلم نہین تاب رقم ذرا
صدمرحبا ضمیر عجب مرثیہ کہا

دل مومنون کا جسم سے خون ہوگیا بہہ گیا
اس مرثیہ کو ہاتھہ پہ رکھکر یہ کر دعا

خود مجلس حضور مین جاکر سنائے تو
اسکا صلا جناب رسالت سے پائے تو

(۵) رباعی

دست خوش گلہائے رخ یار منگیر
نے صاف فروس سے سبک قدیر
قربان تجان حسین ابن علی
ہاتھ انکے ہیں کیسے دست شبیر

(۶) رباعی

رو سایہ غم بادشہ عالی ہے
اور ملک کیسے بھی امین ٹالی ہے
اس بزم کی کس کی جگہ خالی ہے
الشکر کہ ہے خوف رحمت ہوگو

(۷) رباعی

رونا سبب مغفرت عقبا ہے
رو دو جو محبت کا تمہیں دعوا ہے
یہ مجلس ماتم کی ہیں اور زہرا ہے
اب آج سے تا روز قیامت رونا

(۸) رباعی

دل میں رہے خیال یہ گل باغ ماتم
ہو سبز نہ خزاں میں یہ گل باغ ماتم
رو دو نہ کسی کا بھی جگر گر جائے
یہ داغ اسی کا ہے چراغ ماتم

[illegible]	[illegible]	[illegible]
کونین میں نبی کا وصی انتخاب ہے	اسلوب یک کلون ہے بیان اپنی بات کا	لکھتا تھا وہ عبادت رب ودود میں
کیا مرتضیٰ علی ولی کی جناب ہے	ہے ایک بس یہی تو دسیا نخا تکا	گذری تمام عمر رکوع اور سجود میں
[illegible]	[illegible]	[illegible]
لیتا ہوں جب میں نام شہ انس و جاں کو	ہیں جنکے پانوں جب علی کی بساط پر	کیا کفر سے علیحدہ اسلام کو کیا
سو سو طرح سے ملتی ہے لذت زبان کو	ثابت قدم رہینگے انھیں کے صراط پر	اک ذوالفقار سے حق و باطل کو کیا
[illegible]	[illegible]	[illegible]
حیدر سے لاکھ طرح کی حاجت روائی ہے	آگے تو مرتضیٰ کا تصرف تمام ہے	واللہ اس سے زور عیان للاتقی ہو
اس نام میں بھری ہوئی مشکلکشائی ہے	ادنی غلام کے لیے اعلیٰ مقام ہے	قبل اسکے ہاتھ سے عمر عبد ود ہوا

بھیو رگا کل اُسے جو مرا دوستدار تھا
کرتا رہی وہ شخص نہ مرد فرار تھا

آنکھ جھپکنے میں رمد کا خلل دور ہو گیا
پر نور اور دیدہ پر نور ہو گیا

عکس سپر بدن میں بدن کا سپر میں تھا
تھی وہ سپر کہ عکس نمایاں قمر میں تھا

لاؤ بنا کنندۂ ارکان دین کو
لاؤ علی کو لاؤ مرے جانشین کو

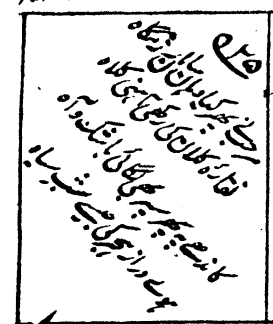
خیبر جو فتح ہو یہ کہاں مجھ میں حال ہے
یا مصطفےٰ فقط کرم ذو الجلال ہے

کہتے ہیں وقت رزم نکلتی تھی جب صدا
پیدا اثر اُس حسام کی تھی نصف سے سوا

روشن ہوا جو ہیں یہ امام مبین پر
رو کر سر نیاز جھکا یا زمین پر

کہتی تھی یوں رزم تن پاک امام میں
لیتے لیا ہے بہنے شجاعت کو دام میں

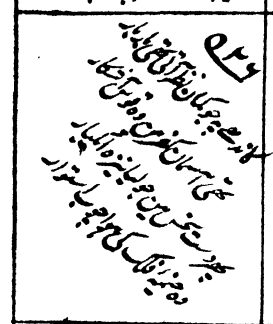
ہو فتح باب کیوں کہ نہ اُس کا نات سے
باندھے رسول جسکی کمر اپنے ہات سے



گھوڑے پہ جب سوار کیا اس جناب کو
محبوب ذوالجلال نے تھا انتخاب کو

یارب مرے سپر دا سے زندہ کیجیو
بیٹی کے منھ سے محکو نہ شرمندہ کیجیو

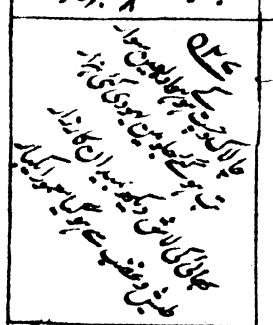
ملعون نے زرہ پہ زرہ جب درست کی
زنجیر آہنی سے کمر اپنی چست کی



گھوڑا تھا وہ کہ قدرت پروردگار تھا
اسپر سوار مہر نبوت سوار تھا

تھا زور اسقدر رشہ عالی شکوہ میں
پائے نشان ڈوب گیا بطن کوہ میں

لٹکا لی پھر کمر میں وہ تیغ اس شکوہ سے
در یا اُتر کے آتا ہے جسطرح کوہ سے

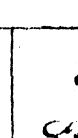


ذکر علی کو حفظ میں پروردگار کے
کرنے لگے دعائیں عمامہ اُتار کے

باہر نکل کے وہ جو ہیں آیا حصار سے
حیدرؑ نے دو کیا اُسے اک ذوالفقار سے

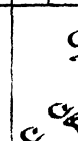
پہلے بیان جرات حسب و نسب کیا
پھر معرکہ میں بڑھ کے مبارز طلب کیا

۲۸



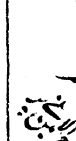
آواز دی کسی نے کہ بھاگو مکان کو
بھاری کیا ہلا کے زمین آسمان کو
اللہ رے سہم و بیم جلل کی طرح وہاں
ہر اک پہ چھا گیا غم صد ہا تباہ کا

۲۹



حضرت نے اس کی بات کی جب کچھ نہ کی خبر
کاہل سمجھ کے شاہ ولایت نے ہاتھ پر

۳۰



اس غیظ میں کہ کوہ و فلک جس سے ہل گیا
کی ذوالفقار شاہ ولایت نے جب بلند

۳۱

جب ذوالفقار حیدر صفدر بلند ہوئی
جبکہ وہ صاعقہ گرفت سے گرنے دہل

۳۲

کی اس نے ضرب جس پہ اسی دم زوال کی
عالم میں جس پہ گاڑ دی کاہل نے جا بجا

۳۳

ایسا نہ تھا کوئی کہ وہ اک جا پہ جم رہے
اک حاملان عرش تو ثابت قدم رہے

۳۴

جب تک کہ ذوالفقار نے کاٹے نہ تین پر
ہرگز نہ دم لیا پر روح الامین پر

۳۵

اب ہاتھ جان لو مرا حیدر کے ہات کو
کافی ہے ایک ضرب مری کائنات کو

۳۶

یہ سن کے عیسیٰ نے یہ کہا کہ اسے کیا گزند ہے
جو ہر ہے آفتاب تو افسردہ چند ہے

۳۷

اب ہاتھ جان لو مرا حیدر کے ہات کو
کافی ہے ایک ضرب مری کائنات کو

۳۸

اس غیظ میں کہ کوہ و فلک جس سے ہل گیا
کی ذوالفقار شاہ ولایت نے جب بلند

۳۹

جب ذوالفقار حیدر صفدر بلند ہوئی
جبکہ وہ صاعقہ گرفت سے گرنے دہل

۴۰

جب تک کہ ذوالفقار نے کاٹے نہ تین پر
ہرگز نہ دم لیا پر روح الامین پر

۴۱

اب ہاتھ جان لو مرا حیدر کے ہات کو
کافی ہے ایک ضرب مری کائنات کو

۴۲

یہ سن کے عیسیٰ نے یہ کہا کہ اسے کیا گزند ہے
جو ہر ہے آفتاب تو افسردہ چند ہے

۴۳

اب ہاتھ جان لو مرا حیدر کے ہات کو
کافی ہے ایک ضرب مری کائنات کو

۴۴

اس غیظ میں کہ کوہ و فلک جس سے ہل گیا
کی ذوالفقار شاہ ولایت نے جب بلند

۴۵

جب ذوالفقار حیدر صفدر بلند ہوئی
جبکہ وہ صاعقہ گرفت سے گرنے دہل

۴۶

جب تک کہ ذوالفقار نے کاٹے نہ تین پر
ہرگز نہ دم لیا پر روح الامین پر

۴۷

اب ہاتھ جان لو مرا حیدر کے ہات کو
کافی ہے ایک ضرب مری کائنات کو

۴۸

یہ سن کے عیسیٰ نے یہ کہا کہ اسے کیا گزند ہے
جو ہر ہے آفتاب تو افسردہ چند ہے

۴۹

اب ہاتھ جان لو مرا حیدر کے ہات کو
کافی ہے ایک ضرب مری کائنات کو

۵۰

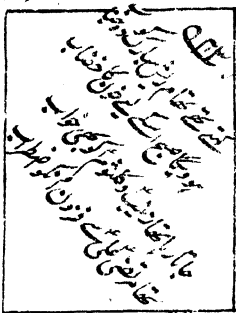
اس غیظ میں کہ کوہ و فلک جس سے ہل گیا
کی ذوالفقار شاہ ولایت نے جب بلند

۵۱

جب ذوالفقار حیدر صفدر بلند ہوئی
جبکہ وہ صاعقہ گرفت سے گرنے دہل

۵۲

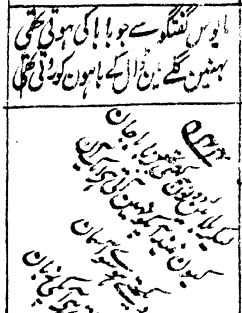
جب تک کہ ذوالفقار نے کاٹے نہ تین پر
ہرگز نہ دم لیا پر روح الامین پر



جسدم سیر گری لشکر ت مین شاہ سے
اک رو سیاہ لے گیا بچکر نگاہ سے

کیا چاہتی ہی تو کہ علی پر عتاب ہو
محشر مین پھر کے واسطے طول حساب ہو

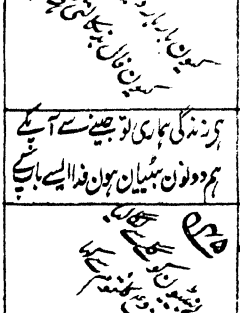
ماؤس گفتگو سے جو ہاکی ہوتی تھی
بہنین گلے لگ کے ہاہون کو روتی تھی



ہر گز بشر کا کام بحد مرتضا نہ تھا
گو وہ خدا نہ تھا پہ خدا سے جدا نہ تھا

بیٹی ہوئی بجد تو کہا یہ زبان سے
ہی آرزو سبک مین اٹھون اس جہان سے

ہی زندگی ہماری تو جینے سے آپکے
ہم دونون بیٹیان ہون فدا ایسے باپ پہ



مسجد مین کس طرح کی عبادت دکھائی ہی
سجدہ مین روبرو دار نے تلوار کھائی ہی

دل سوکے حق تھا چشم سوے آسمان تھی
تھی سامنے اجل کہ کشاکش امتحان تھی

وارث تمھارا اب حسن سا مہربان ہی
بس کل کے روز اور علی مہمان ہی

۴۴

القصہ جلی بھی وہ نہ شب قتل تھم سکی
جیتی رہی حسینؑ کے لشکر پہ جو ستم
دامن لپیٹا اس نے نہ ظالم نہ کی کمی
مارے گئے شہ اور علی اکبرؑ و علم
اس کربلا میں کام ہوا ظلم کا تمام

ای بیٹیو درشت نہ جانو زمین یہ
دامن سے مت چھڑاؤ مرے نورِ عین یہ
کہتے تھے دور آج سے رنج و محن ہوئے
بے چین ہے یتیم حسینؑ اور حسنؑ ہوئے

۴۵

فرصت اذاں سے جب ہوئی شاہِ حجاز کو
محراب میں ادا لگے کرنے نماز کو
کی میں نے آن کر کئی مولا جواز کو
فتنے سے دفن کر گئے بیٹوں کے راز کو
اس نے بگاڑا بیٹھ کے بیٹوں کے ناز کو

ای بھائی اس جواب نماز سے سر کو اٹھاؤ تم
بابا اکیلے جاتے ہیں ساتھ انکے جاؤ تم
پردہ کبھو خدا سے علیؑ کے نماز کو
ہرگز نہ روزہ دار نے توڑا نماز کو
شیر خدا نے فرق پہ تلوار کھائی ہے
استاد میر قتل ہوا ہے دوہائی ہے

۴۶

ارسطو ان کی بھی جبیں پہ
لگا کر سنان جب چھیدا
سر نیزے کا بوسہ دل میں جب چھوا
اللہ نے کیا کیا نہ فضل سے عالی

ای بھائی آب و دولت سر کو دیکھ کر
خلقت دوڑے ہے ان کی طرف ہر طرف سے
اس کا بھی کچھ خیال نہ ملتفت ہوا
جس کے لئے حسینؑ سے بھائی جدا ہوا

۴۷

ارسطو ان کی بھی جبیں پہ
لگا کر سنان جب چھیدا
سر نیزے کا بوسہ دل میں جب چھوا
اللہ نے کیا کیا نہ فضل سے عالی

ای بھائی آب و دولت سر کو دیکھ کر
خلقت دوڑے ہے ان کی طرف ہر طرف سے
اس کا بھی کچھ خیال نہ ملتفت ہوا
جس کے لئے حسینؑ سے بھائی جدا ہوا

۴۸

ارسطو ان کی بھی جبیں پہ
لگا کر سنان جب چھیدا
سر نیزے کا بوسہ دل میں جب چھوا
اللہ نے کیا کیا نہ فضل سے عالی

ای بھائی آب و دولت سر کو دیکھ کر
خلقت دوڑے ہے ان کی طرف ہر طرف سے
اس کا بھی کچھ خیال نہ ملتفت ہوا
جس کے لئے حسینؑ سے بھائی جدا ہوا

۴۹

ارسطو ان کی بھی جبیں پہ
لگا کر سنان جب چھیدا
سر نیزے کا بوسہ دل میں جب چھوا
اللہ نے کیا کیا نہ فضل سے عالی

ای بھائی آب و دولت سر کو دیکھ کر
خلقت دوڑے ہے ان کی طرف ہر طرف سے
اس کا بھی کچھ خیال نہ ملتفت ہوا
جس کے لئے حسینؑ سے بھائی جدا ہوا

۵۰

ارسطو ان کی بھی جبیں پہ
لگا کر سنان جب چھیدا
سر نیزے کا بوسہ دل میں جب چھوا
اللہ نے کیا کیا نہ فضل سے عالی

ای بھائی آب و دولت سر کو دیکھ کر
خلقت دوڑے ہے ان کی طرف ہر طرف سے
اس کا بھی کچھ خیال نہ ملتفت ہوا
جس کے لئے حسینؑ سے بھائی جدا ہوا

۵۱

ارسطو ان کی بھی جبیں پہ
لگا کر سنان جب چھیدا
سر نیزے کا بوسہ دل میں جب چھوا
اللہ نے کیا کیا نہ فضل سے عالی

ای بھائی آب و دولت سر کو دیکھ کر
خلقت دوڑے ہے ان کی طرف ہر طرف سے
اس کا بھی کچھ خیال نہ ملتفت ہوا
جس کے لئے حسینؑ سے بھائی جدا ہوا

۵۲

ارسطو ان کی بھی جبیں پہ
لگا کر سنان جب چھیدا
سر نیزے کا بوسہ دل میں جب چھوا
اللہ نے کیا کیا نہ فضل سے عالی

ای بھائی آب و دولت سر کو دیکھ کر
خلقت دوڑے ہے ان کی طرف ہر طرف سے
اس کا بھی کچھ خیال نہ ملتفت ہوا
جس کے لئے حسینؑ سے بھائی جدا ہوا

۵۳

ارسطو ان کی بھی جبیں پہ
لگا کر سنان جب چھیدا
سر نیزے کا بوسہ دل میں جب چھوا
اللہ نے کیا کیا نہ فضل سے عالی

ای بھائی آب و دولت سر کو دیکھ کر
خلقت دوڑے ہے ان کی طرف ہر طرف سے
اس کا بھی کچھ خیال نہ ملتفت ہوا
جس کے لئے حسینؑ سے بھائی جدا ہوا

۵۴

ارسطو ان کی بھی جبیں پہ
لگا کر سنان جب چھیدا
سر نیزے کا بوسہ دل میں جب چھوا
اللہ نے کیا کیا نہ فضل سے عالی

ای بھائی آب و دولت سر کو دیکھ کر
خلقت دوڑے ہے ان کی طرف ہر طرف سے
اس کا بھی کچھ خیال نہ ملتفت ہوا
جس کے لئے حسینؑ سے بھائی جدا ہوا

۵۵

ارسطو ان کی بھی جبیں پہ
لگا کر سنان جب چھیدا
سر نیزے کا بوسہ دل میں جب چھوا
اللہ نے کیا کیا نہ فضل سے عالی

ای بھائی آب و دولت سر کو دیکھ کر
خلقت دوڑے ہے ان کی طرف ہر طرف سے
اس کا بھی کچھ خیال نہ ملتفت ہوا
جس کے لئے حسینؑ سے بھائی جدا ہوا

۵۶

ارسطو ان کی بھی جبیں پہ
لگا کر سنان جب چھیدا
سر نیزے کا بوسہ دل میں جب چھوا
اللہ نے کیا کیا نہ فضل سے عالی

ای بھائی آب و دولت سر کو دیکھ کر
خلقت دوڑے ہے ان کی طرف ہر طرف سے
اس کا بھی کچھ خیال نہ ملتفت ہوا
جس کے لئے حسینؑ سے بھائی جدا ہوا

۵۷

ارسطو ان کی بھی جبیں پہ
لگا کر سنان جب چھیدا
سر نیزے کا بوسہ دل میں جب چھوا
اللہ نے کیا کیا نہ فضل سے عالی

ای بھائی آب و دولت سر کو دیکھ کر
خلقت دوڑے ہے ان کی طرف ہر طرف سے
اس کا بھی کچھ خیال نہ ملتفت ہوا
جس کے لئے حسینؑ سے بھائی جدا ہوا

۵۸

ارسطو ان کی بھی جبیں پہ
لگا کر سنان جب چھیدا
سر نیزے کا بوسہ دل میں جب چھوا
اللہ نے کیا کیا نہ فضل سے عالی

ای بھائی آب و دولت سر کو دیکھ کر
خلقت دوڑے ہے ان کی طرف ہر طرف سے
اس کا بھی کچھ خیال نہ ملتفت ہوا
جس کے لئے حسینؑ سے بھائی جدا ہوا

۵۹

ارسطو ان کی بھی جبیں پہ
لگا کر سنان جب چھیدا
سر نیزے کا بوسہ دل میں جب چھوا
اللہ نے کیا کیا نہ فضل سے عالی

ای بھائی آب و دولت سر کو دیکھ کر
خلقت دوڑے ہے ان کی طرف ہر طرف سے
اس کا بھی کچھ خیال نہ ملتفت ہوا
جس کے لئے حسینؑ سے بھائی جدا ہوا

۶۰

ارسطو ان کی بھی جبیں پہ
لگا کر سنان جب چھیدا
سر نیزے کا بوسہ دل میں جب چھوا
اللہ نے کیا کیا نہ فضل سے عالی

ای بھائی آب و دولت سر کو دیکھ کر
خلقت دوڑے ہے ان کی طرف ہر طرف سے
اس کا بھی کچھ خیال نہ ملتفت ہوا
جس کے لئے حسینؑ سے بھائی جدا ہوا

۵۸

دولت حسن کو حسین جہان سے یہ بہر
داخل ہوے جو سے جو کیا قوم مین گزر
بابا جناب والد ما جیکو خون مین تر
چلائی کے باپ بابا کیا تم سے وہ زمین پر

وہ دو لڑکی اشک چشم سے پیہم نکلتے تھے
چہرون پہ خون باپ کا لیکے لیتے تھے

۵۹

لاشے علی کو جب رود لات سر کے پاس
دونون جناب زینب و کلثوم بے حواس
اسرار کیا حسین نے بھائی کا ہاتھ
اچھا جو تم نہین ہو تو آئی ہے کس کا پاس

زہرا کی بیٹیان یہ قریب آئی ہین
سر کو علی کی بیٹیان ڈیوڑھی پر آئی ہین

۵۹

واسطہ حضرت مین کیا ہاتھ جو نہان
احسن خبر ہے ہو انکا اور اسقدر مکان
چادر علی کا زیر تھا اندر حرم کے آن
دن بھر کہان رہی نہ کہا جب سے ناتوان

تھا زخم مین جو درد شہ دین پناہ کے
کاٹی تمام رات علی نے کراہ کے

۵۸

مگر کو روانہ واسطے برخ دشمن ہوے
مبہوت بانو حسین سر ہانے نصف کے ہوے

بولا وہ سر سے پھینک عمامہ دوہائی ہے
ہے ہے یہ تیغ زہر کے اندر بجھائی ہے

۵۹

ہے ہے کہان ہے زینب و کلثوم بے ردا
بھائی کو لاش پر نہ کہا جب حسین نے
اصحاب جا کے لاشے کو جلدی سے گھر کیا
اندر حرم سرا مین جو زینب نے سر کیا

یارب دعا مری یہ اجابت قریب ہو
شاہ نجف کی جلد زیارت نصیب ہو

(۱۵) رباعی

جو چشم نہیں گرد سے دھلی ہوئی ہے
سب اس سے جدا رحمت حق ہوئی ہے
رونے کو تو کل بھی رو لیے لیکن پر آج
ہر سانس کے ساتھ جان نکلی ہوئی ہے

(۱۶) رباعی

رونا ہی سب اس چشم میں بینندہ ہے
جو چشم نہیں تیرہ دل و شرمندہ ہے
اک عمر جو گریاں سحری رہا دل
کیوں منظور اب آنکھ کا آکندہ ہے

(۱۷) رباعی

سب عشق میں یہاں صرف بجا ہوتے ہیں
بیداری میں یہ لطف کہاں سوتے ہیں
اک موسم گل ساتھ ہمارے نہ رہا
کچھ بیج تھے سو کیا ہی ہرے ہوتے ہیں

(۱۸) رباعی

جان جس غم میں سر و رمن فنا ہوتی ہے
خشت جو اس کی ہے اک قبلہ نما ہوتی ہے
کربلا میں جو کوئی دفن ہو سبحان اللہ
خاک اس شخص کی ہاں خاک شفا ہوتی ہے

علم عدو نے جو میدان میں آن کھویا
نشان مرتضوی نے نشان کھو دیا

رخ اس علم کا سوے فوج کین جو لڑتا تھا
تو اسکے عکس سے اک صاعقہ سا پڑتا تھا

رخون کی گرد جو محنت الحنک کا لاتھا
تو اشتیاق میں حوروں نے سر نکالا تھا

نشان فوج حسینی جو ہیں بلند ہوا
کہا فرشتوں نے اب کین دین بلند ہوا

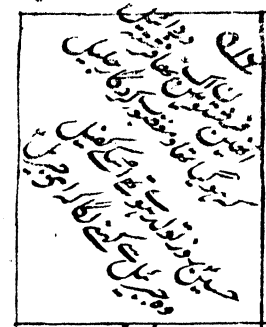
پس از شہادت عباس ہم اٹھا لینگے
امام مہدی دین پھر اسے نکالینگے

سحر کو ہو گیا کم نور منھ پہ تاروں کے
زمین پہ نیزے چمکنے لگے سواروں کے

علم کا سرخ پھریرا جو لہر کھاتا تھا
شفق میں پنجہ خورشید تھرتھراتا تھا

نشان سید ابرار ہو تو ایسا ہو
علم تو ہو پہ علمدار ہو تو ایسا ہو

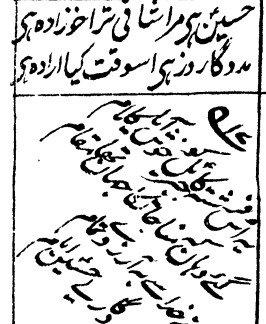
حسین امام کو کس کس مزے سے تکتے تھے
سبھوں کے شوق شہادت میں دل اٹکتے تھے



پر روح اہل حرم کے لیے تڑپتی ہی
کہ گرد خیمہ کے آتش پڑی بھڑکتی ہی

صلاح تن پہ جوانوں کے بھی درست نہیں
خدا کی رہ مین دوبارہ کمر کو چست کیا

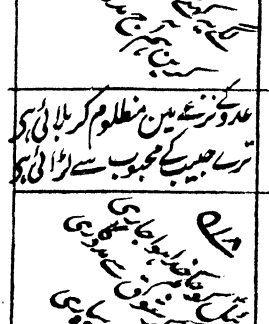
حسین ہی مرا شافی ترا خوزادہ ہی
مدد گار روز ہی اسوقت کیا ارادہ ہی



جب آفتاب کا وقت زوال ہووے گا
یہ کہیے کیا علی اصغر کا حال ہووے گا

جناب فاطمہ کے دل کو بیقرار ہی کی
حسین امام کی آج آخری سواری ہی

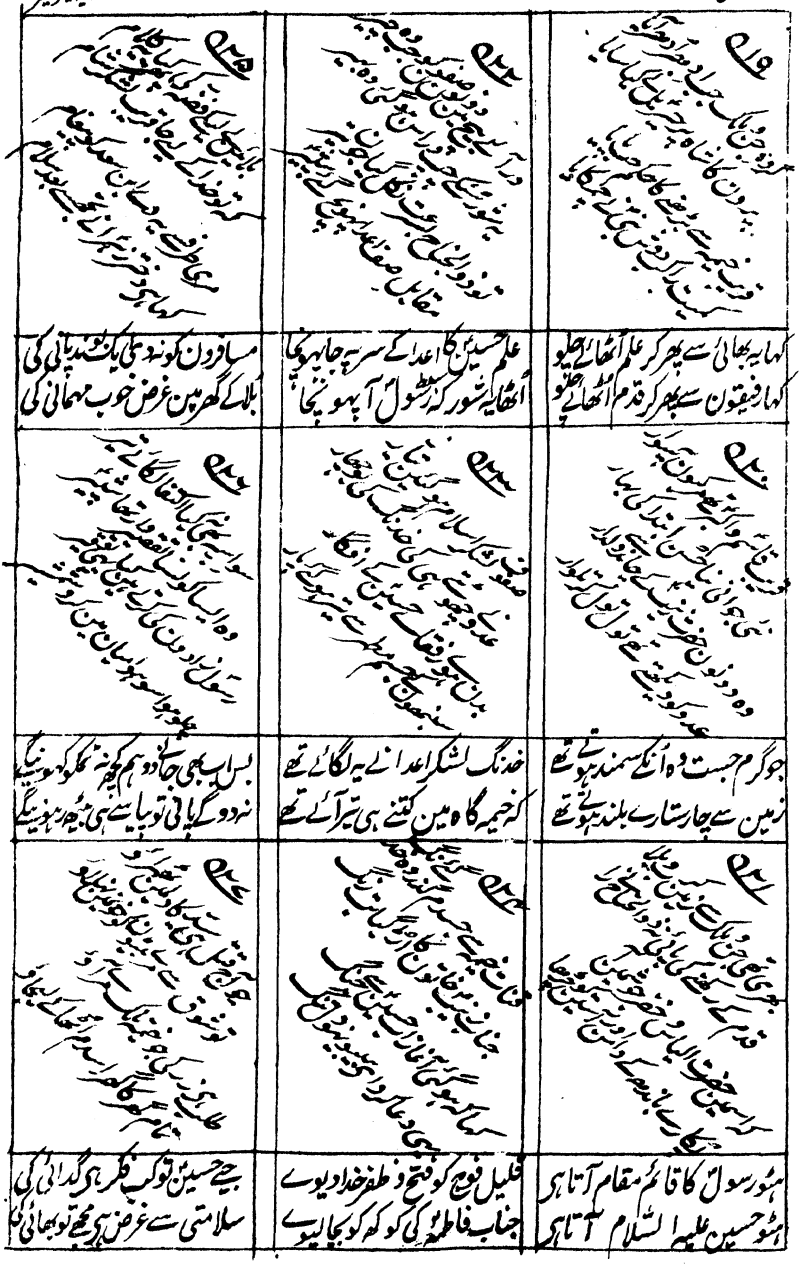
عدو کے نرغے مین مظلوم کربلائی ہی
ترے حبیب کے محبوب سے لڑائی ہی



ہی جسنے سرد کی آتش خلیل کے اوپر
نگاہ ہی اسی رب جلیل کے اوپر

لباس پہنے ہر اک حور اشتیاقی ہی
فقط حسین کے آنے کی دیر باقی ہی

ہر ایک شخص کو منظور پیش دستی تھی
بہادری مع شیئر پہ برستی تھی



کہا یہ بھائی سے پھر کر علم اٹھائے چلو
کہا رفیقوں سے پھر کر قدم اٹھائے چلو

علم حسینؑ کا اعدا کے سر پہ جا پہونچا
اٹھایا شور کہ رستم کا لال آ پہونچا

مسافروں کو ندی یا کنوئیں پانی کی
بلا کے گھر میں غرض خوب مہمانی کی

جو گرم جست وہ اُنکے سمند ہوتے تھے
زمین سے چار ستارے بلند ہوتے تھے

خدنگ لشکر اعدا نے یہ لگائے تھے
کہ خیمہ گاہ میں کتنے ہی تیر آئے تھے

بس اب بھی جاؤ ہم کچھ نہ تمکو کہینگے
نہ دو گے پانی تو پیاسے ہی پھر رہینگے

ہٹو رسولؐ کا قائم مقام آتا ہی
ہٹو حسین علیہ السّلام آتا ہی

خلیل فوج کو فتح و ظفر خدا دیوے
جناب فاطمہؑ کی کوکھ کو بچا لیوے

بچے حسینؑ تو کب فکر ہی گدائی کی
سلامتی سے غرض ہی مجھے تو بھائی کی

میں جو اس وقت تڑپا یا ہوں
تو پیاس سے علی اصغر کی نہ کھایا ہوں

مری طرف سے علمدار میرا جاویگا
سنو گی تم بھی وہ جو کچھ جواب لاویگا

چلا ادھر کو فضہ ادھر علمدار
ہوا جو حال کسی سے نہ مرتے اظہار

کہا اخیر کو یہ کون قدر دانی ہے
انھیں پہ کیا تمھیں تلوار آزمانی ہے

یہ گفتگو تری سنتا میں کچ ادائی کی
یہ کیا کروں نہیں مرضی حسین بھائی کی

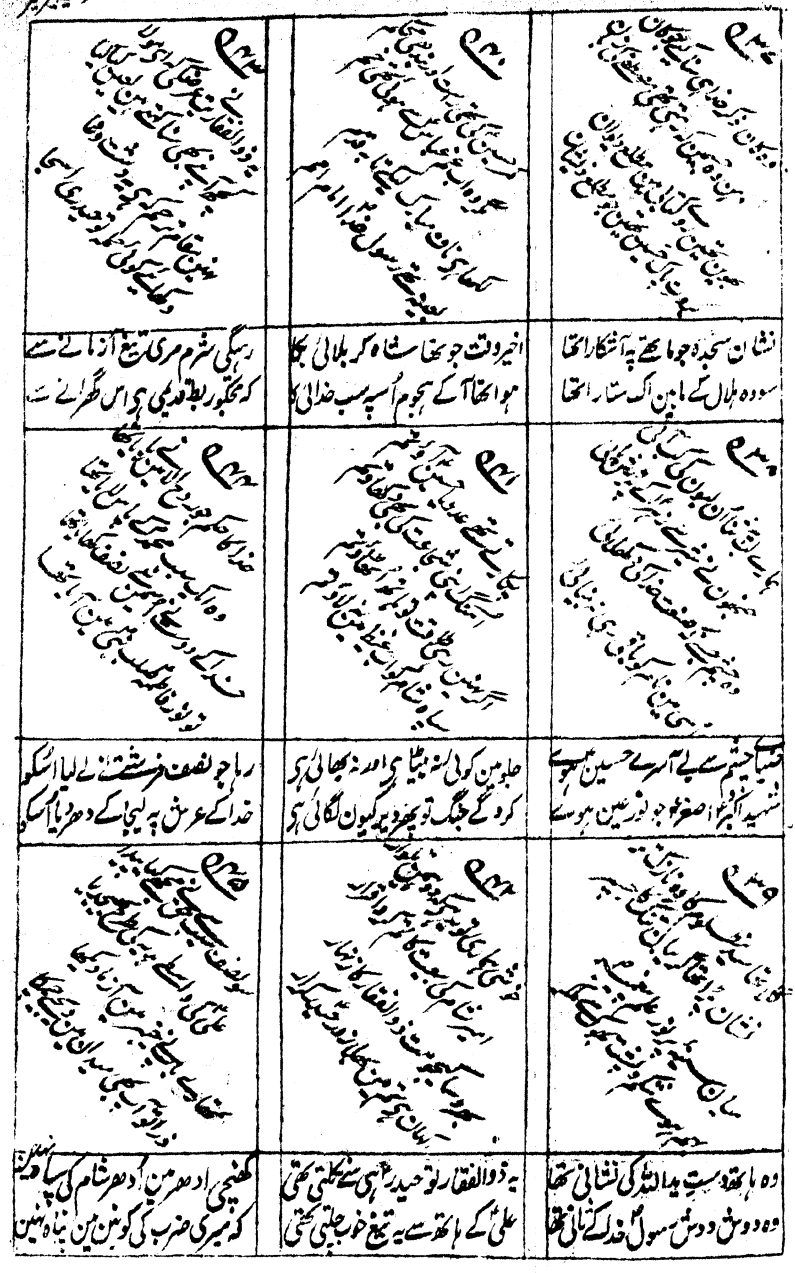
یہ بے سبب مری دشمن سپاہ شام ہوئی
گواہ رہیو کہ حجت مری تمام ہوئی

ادھر کی فوج تو نازاں ہے اور ہوا پر ہے
مگر حسین کی اسپ دم نظر خدا پر ہے

وہ اپنے قتل پہ کودے سبد م ہلکتے تھے
مگر بہشت کو وہ انسے نہ سکتے تھے

ہر ایک کے لیے اندوہگین امام ہوئے
نہ دن تمام ہوا تھا کہ سب تمام ہوئے

سیاہ ریش خضابی کا گرد ہالہ تھا
قمر نے تنعم شب معراج سے نکالا تھا



نشان سجدہ جو ماتھے پہ آشکارا تھا
وہ ماہ ہالہ کے مابین اک ستارا تھا

اخیر وقت جو تھا شاہ کربلا بیکس
ہوا تھا آکے ہجوم اس پہ سب خدا کا

رہیگی شرم مری تیغ آزمانے سے
کہ مجکو ربط قدیمی ہی اس گھرانے سے

صبا کے چشم سے بے آسرے حسین ہوئے
شہید اکبر اصغر جو نور عین ہوئے

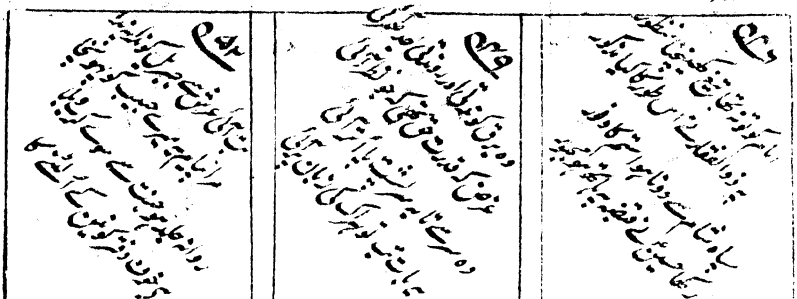
جلو میں کوئی نہ بیٹا ہی اور نہ بھائی ہی
کروگے جنگ تو پھر دیر کیوں لگائی ہی

رہا جو نصف فرشتے نے لیا اسکو
خدا کے عرش پہ لیجا کے دھر دیا اسکو

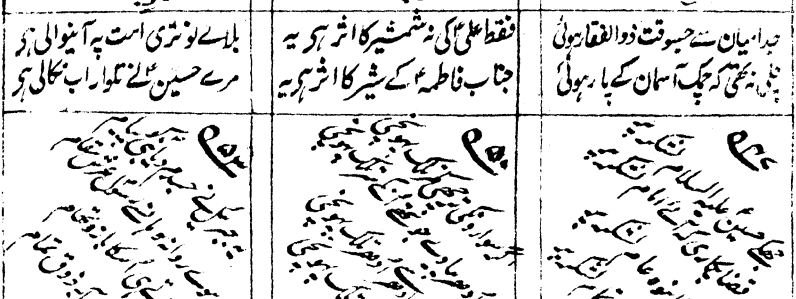
وہ ہاتھ دست ید اللہ کی نشانی تھا
وہ دوش دوش رسولؐ خدا کے ثانی تھا

یہ ذوالفقار تو حیدرؑ ہی سے نکلتی تھی
علیؑ کے ہاتھ سے یہ تیغ خوب چلتی تھی

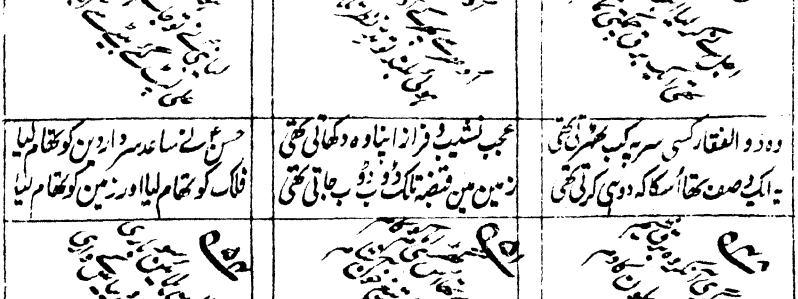
کھنچی ادھر میں ادھر شام کی سپاہ دیکھ
کہ میری ضرب کی کوئی میں پناہ نہیں



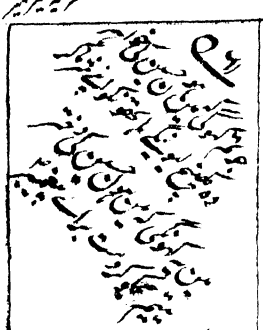
جدا میان سے جسوقت ذوالفقار ہوئی
فقط علیؑ کی نہ شمشیر کا اثر ہے یہ
بلائے لو نہ تری است پہ آنیوالی ہے
مرے حسینؑ نے تلوار اب نکالی ہے



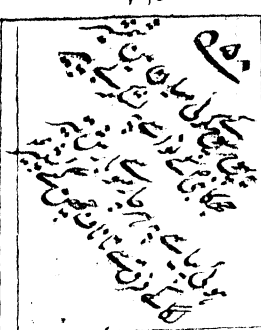
وہ ذوالفقار کسی سر پہ جب بھر آتی تھی
عجب نشیب و فراز اپنا وہ دکھاتی تھی
حسنؑ نے ساعد سرداروں کو تھام لیا
فلک کو تھام لیا اور زمین کو تھام لیا



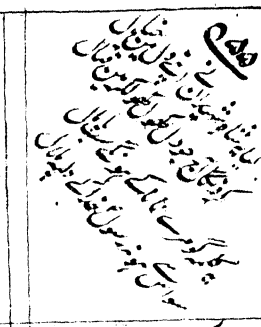
حسینؑ امام الجی تیغ دست لگا نائم
اسی اسی سے پانوں ذرا غت تو اسپہ جا تائم
بڑا ہو تول پہ احسان حق لغا لا ہے
کہ مجھسا لال ری کو کھو سے نکالا ہے



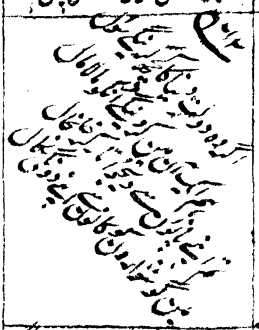
حصول کچھ نہیں یہ تیغ آزمانے سے
نجات است عاصی ہی سر کٹانے سے



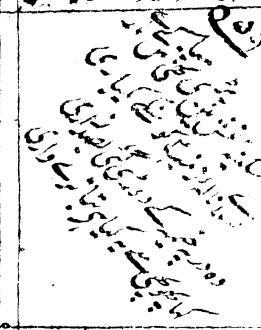
یہ ظلم بھائی پہ زینب جو دیکھ لیتی تھی
دوہائی حضرت خیر النسا کی دیتی تھی



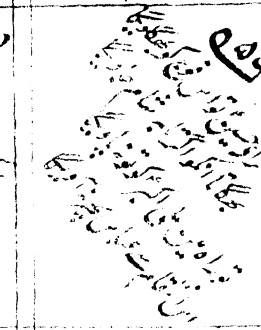
جو تم کہو گی میں بیٹی علی کی ہوتی ہوں
تو میں کہوں گی کہ میں فاطمہ کی پوتی ہوں



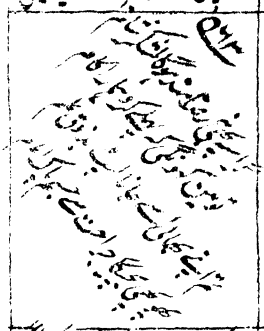
جب ایسا بھائی سا سب سے پسر جدا رہا
تو زندگانی کا واللہ کچھ مزا نہ رہا



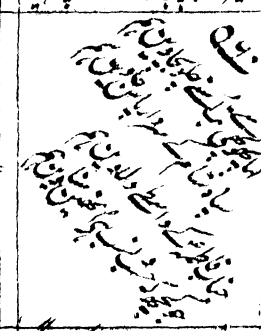
وہ بولی اسلیے ہم اپنا ہاتھ ملتے ہیں
کہ تیرے باپ پہ حربے عدو کے چلتے ہیں



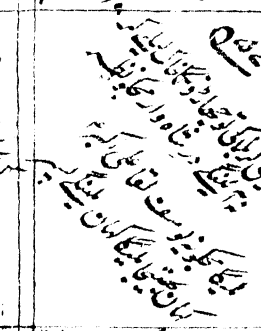
ہماری ماں انھیں زر بیشما دیویں
تھ اپنی فاطمہ کو انار دیویں



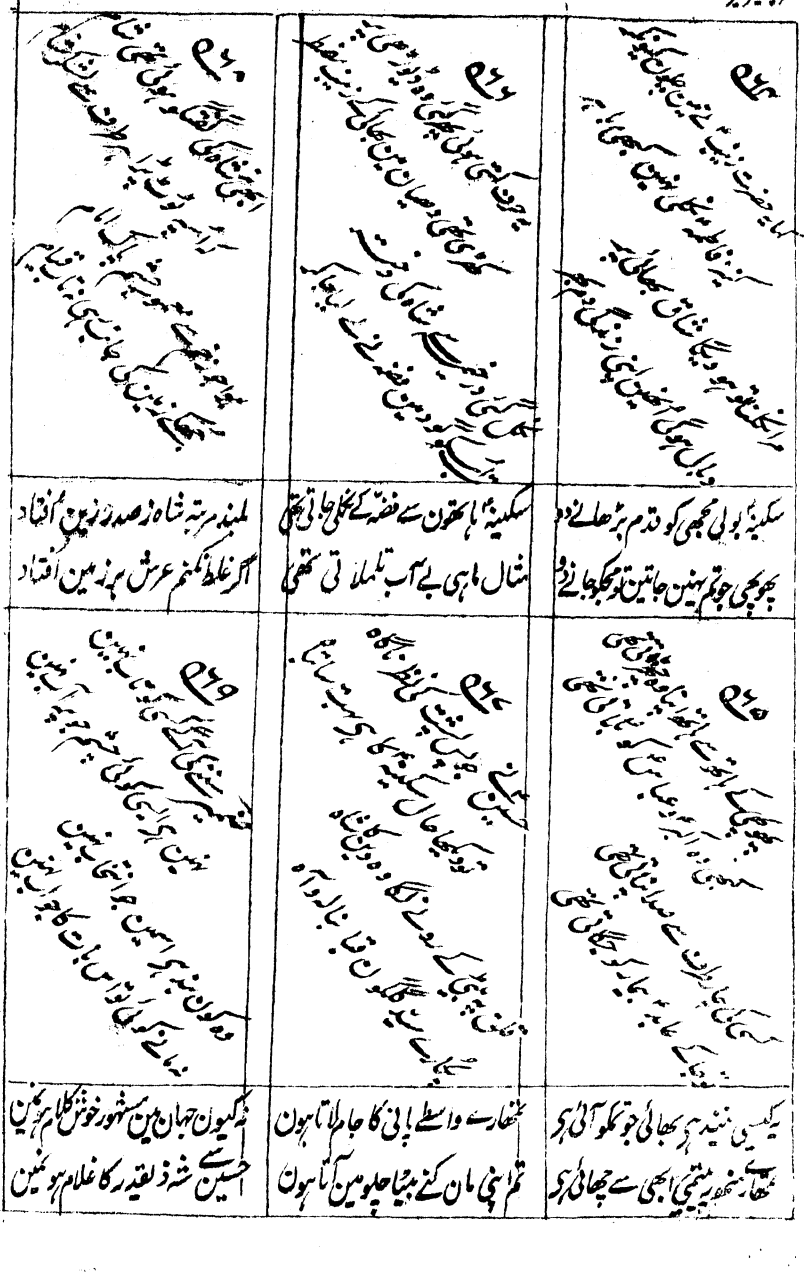
مرے بزرگوں نے کب یہ رتبہ پالے تھے
مجھے تو خوبی قسمت سے ہاتھ آلے تھے



ہماری منت و زاری جو دیکھ پاؤنگی
وہ سنگدل بھی جو ہونگے تو رحم کھاؤنگے



سپر کی طرح میں زخم اپنے تن پہ کھاؤنگی
جو حق بچانے کا ہی اس طرح بچاؤنگی

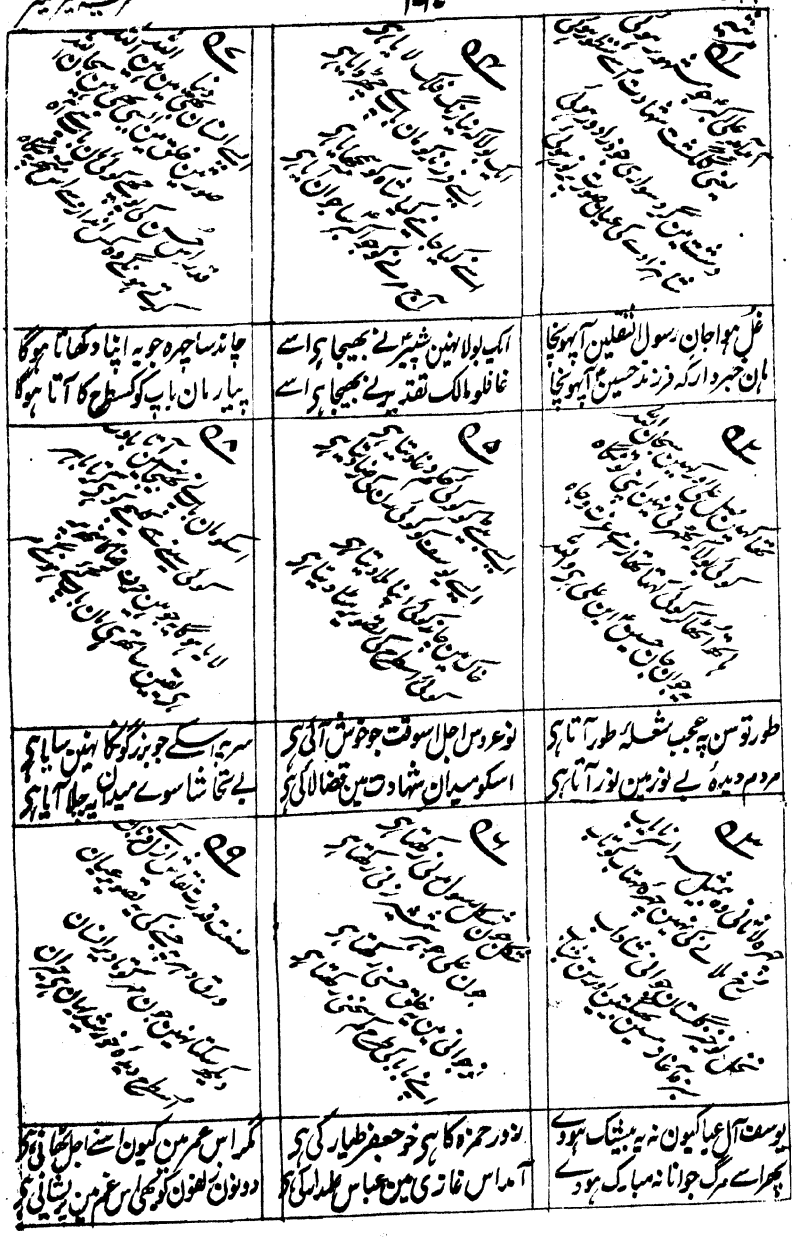


سکینہ بولی مجھی کو قدم بڑھانے دو
مگر کہ تھی وہ دختر شاہ زمن کی
بچھو بھی جو تم نہیں جاتیں تو مجھ جانے دو
مثال ماہی بے آب تلملاتی تھی

۶۵
کسی کی جاں پہ بنی ہے کسی کو ہے ہے ہے
یہ کیسی نیند ہے بھائی جو تم کو آئی ہے
تمھارے منھ پہ یہ بیتابی ابھی سے چھائی ہے

۶۶
سکینہ ہاتھوں سے غصہ کے نکلی جاتی تھی
تمھارے واسطے پانی کا جام لاتا ہوں
تم اپنی مان کنے بیٹا چلو میں آتا ہوں

۶۷
لمبند مرتبہ شاہ زصدر زمین افتاد
اگر غلط کنم عرش بر زمین افتاد
کیونکر جہان میں مشہور خوش کلام ہو نہیں
حسین سے شہ ذیقدر کا غلام ہو نہیں



غل ہوا جان رسول الثقلین آ پہونچا
ماں خبردار کہ فرزند حسین آ پہونچا

طور تو سن پہ عجب شعلۂ طور آتا ہے
مردم دیدۂ بے نور میں نور آتا ہے

یوسف آل عبا کیوں نہ یہ بیتاب ہووے
پھر اسے مرگ جوانا نہ مبارک ہووے

ایک بولا نہیں شبیر نے بھیجا ہے اسے
غالو مالک تقدیر نے بھیجا ہے اسے

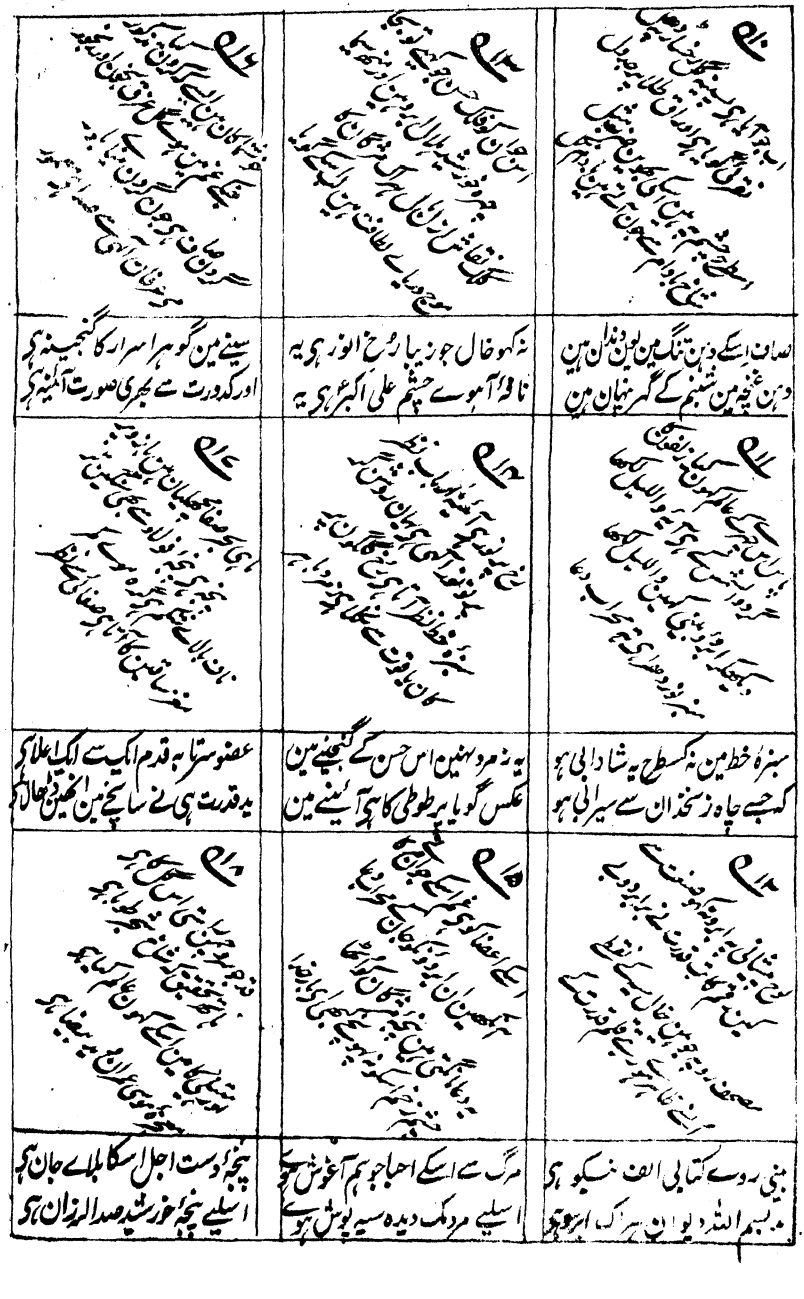
نوعروس اجل اسوقت جو خوش آئی ہے
اسکو میدان شہادت میں قضا لائی ہے

نور حمزہ کا ہے خوجعفر طیار کی ہے
آمد اس غازی میں عباس علمدار کی ہے

چاند سا چہرہ جو یہ اپنا دکھاتا ہوگا
پیار ماں باپ کو کس طرح کا آتا ہوگا

سر پہ اسکے جو بزرگوں کا نہیں سایا ہے
بے تحاشا سوے میدان یہ چلا آیا ہے

مگر اس عمر میں کیوں اسنے اجل اٹھائی ہے
دونوں لعنوں کو بھی اس غم میں پشیمانی ہے



۱۶
بینی روے کتابی الف نسکو ہی
۱۷
مرگ سے اسکے احبا جو ہم آغوش ہوے
اسلیے مرد لک دیدہ سیہ پوش ہوے
۱۸
پنجۂ دست اجل اسکا بلاے جان ہی
اسلیے پنجۂ خورشید صدا لرزان ہی

۱۹

کیون قد موس نہ ہو فلک صورت اسکی گو
آرزو ہی یہ ہو کہ رکاب اسکی ہو

۲۰

نور سے جو سر پر نور کے معمور ہوا
خود فولاد بھی اک قطعۂ نور ہوا

۲۱

مشکل داغ دل شیر نمایان ہی یہ
دود آہ حرم شاہ شہیدان ہی یہ

۲۲

لطف کیا چشم مصفا پہ یہ دکھلاتی ہی
صورت جوہر آئینہ نظر آتی ہی

۲۳

نیزہ وہ خوش ہین جسکے شکم گردون ہی
گوسدا کاسہ گردون کی طرح داغون ہی

۲۴

برق کو تیزی رفتار سے پکرتا نہ
گام مین عرصۂ کونین کو طی کرتا ہی

۲۵

ذکر ہی گرد کو ہمراہ تو کیا جانے کا
سایہ بھی اسکو جو ڈھونڈھے تو نہین پانے کا

۲۶

ایک بولا کہ یہ پانی تو نہین پینے کا
بعد اکبر کے یہ گھوڑا بھی نہین جینے کا

۲۷

قتل پر اسکے اٹھیگا کسی جلاد کا ہاتھ
اسپہ چلنے کا نہین صاحب اولاد کا ہاتھ

۲۸

زندہ والد اسے گر کوئی لیجاویگا
حاکم شام سے وہ خلعت و زر پاویگا

۲۹

شکل نوبادۂ شبیر کو دیکھا کیجیے
تا دم مرگ اسی تصویر کو دیکھا کیجیے

۳۰

داغ کیوں داغ رسیدہ کو دکھاتے ہو
کیوں جوان بیٹے کو ماں باپ سے بچھڑواتے ہو

۳۱

بعد اسکے کہو ماں اسکی کدھر جاویگی
ہائے فرزند ہی کہ کہکے وہ مر جاویگی

۳۲

یہ جوانی علی اکبرؑ کی جو یاد آویگی
اپنا دل وہ کہو کسطرح سے بہلاویگی

۳۳

خاک پر یا کہیں بیہوش پڑی ہوویگی
یا وہ سطوت در خیمہ پہ کھڑی ہوویگی

۳۴

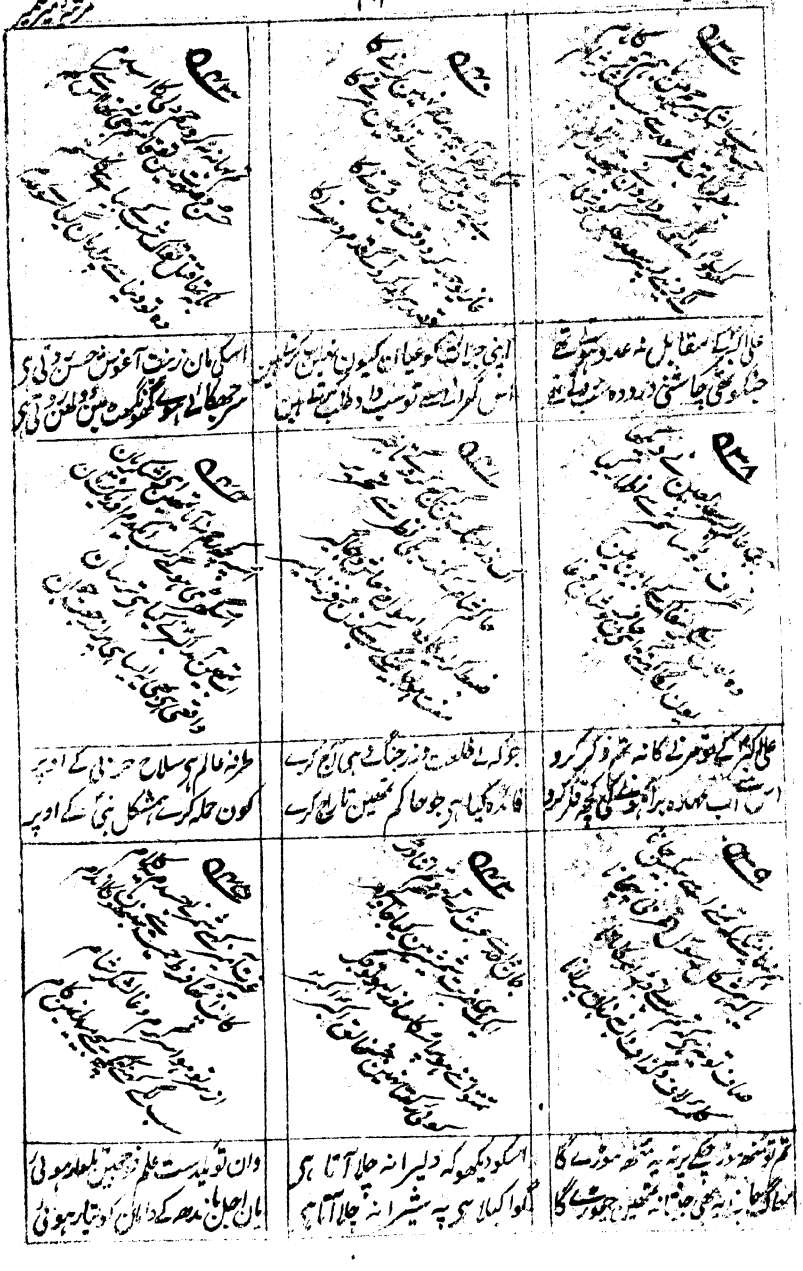
اُنکے سینوں سے کدورت جو ہو دھر جاویگی
صلح تک حضرت شبیرؑ سے ہو جاویگی

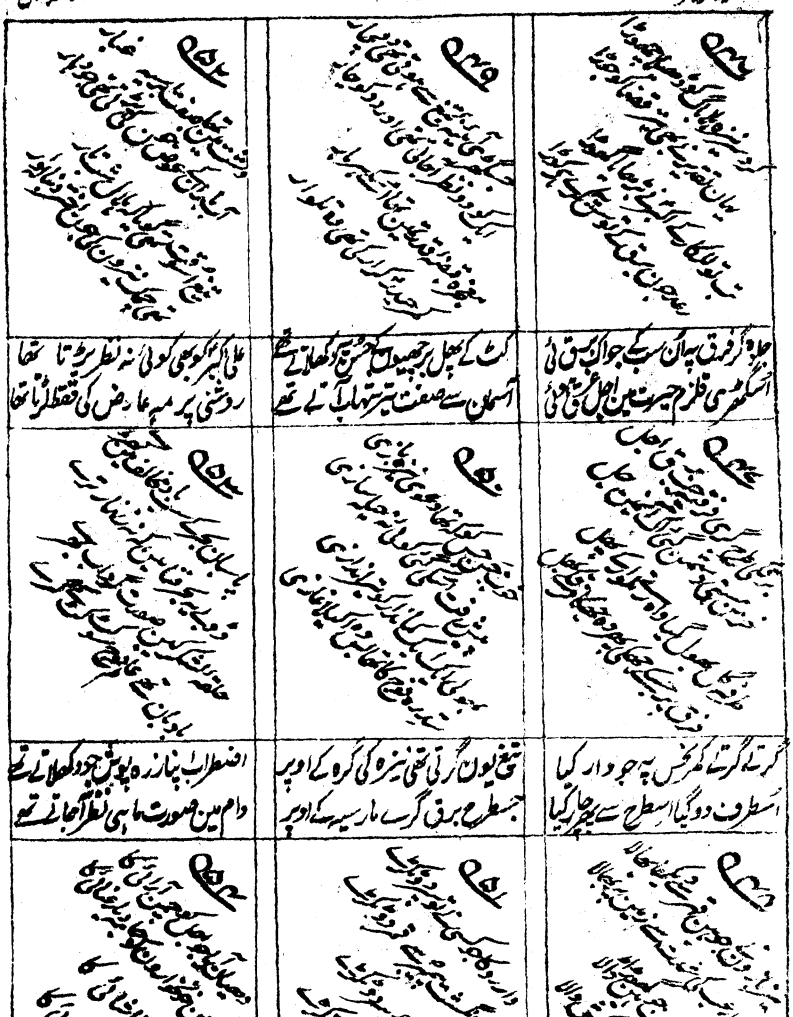
۳۵

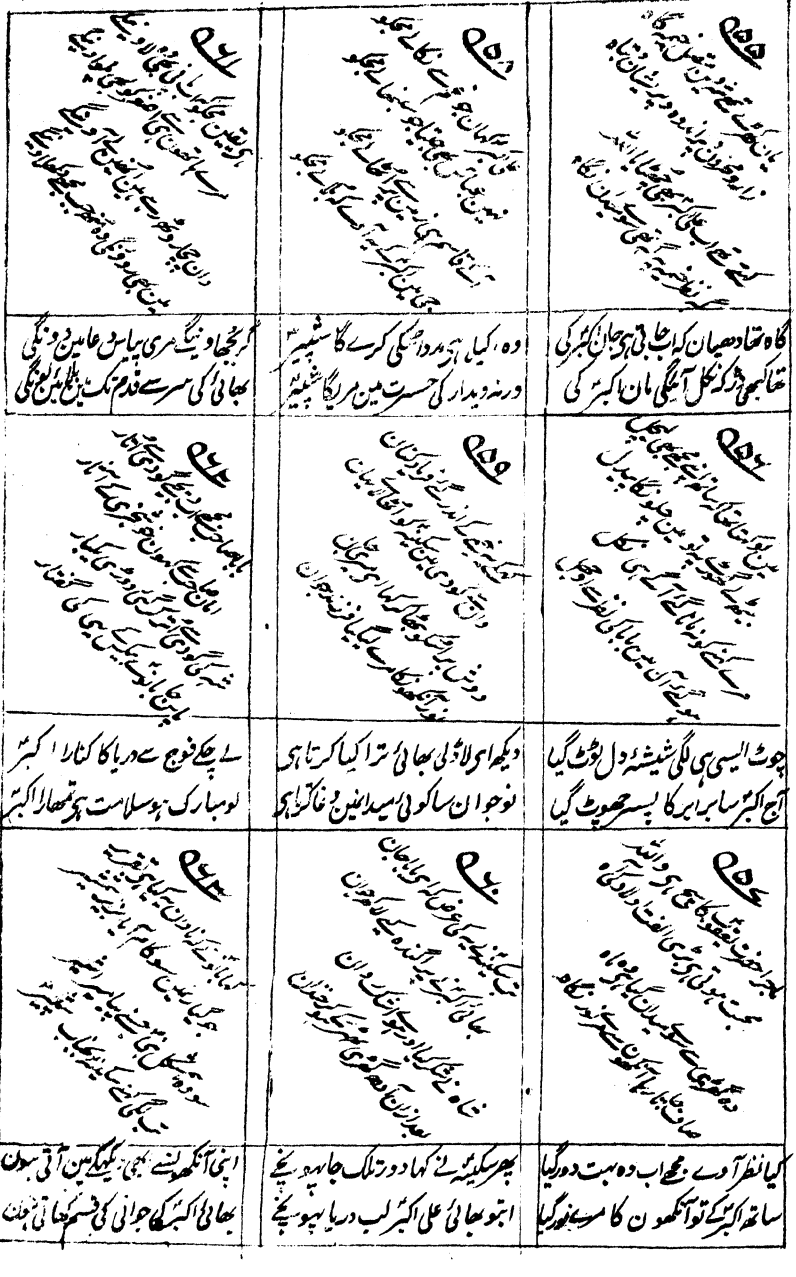
دل دکھانا کسی بیدل کا زبوں ہوتا ہے
ایک مہمان کی اولاد کا خوں ہوتا ہے

۳۶

رن میں مسدوم ہو شمشیر اسے یاد نہ ہو
دل کو تھامے ہوئے ماں باپ چلے آویں گے







گاہ تھا دھیان کہ اب جاتی ہے جان اکبر کی
تھا کبھی ذکر کہ نکل آئیگی مان اکبر کی

وہ، کیا، ہے مدد اسکی کرے گا شبیہ
ورنہ دیدار کی حسرت میں مریگا شبیہ

گر بچھا دینگے مری پیاس عامیں دونگی
بھائی کی سر سے قدم تک میں بلائیں لونگی

چوٹ ایسی ہی لگی شیشۂ دل ٹوٹ گیا
آج اکبر سا برابر کا پسر چھوٹ گیا

نوجوان ساکوئی امیدانمیں دفاکرتا ہی

لے چلے فوج سے دریا کا کنارا اکبر
لو مبارک ہو سلامت ہی تمہارا اکبر

کیا نظر آوے مجھے اب وہ بہت دور گیا
ساتھ اکبر کے تو آنکھوں کا مرے نور گیا

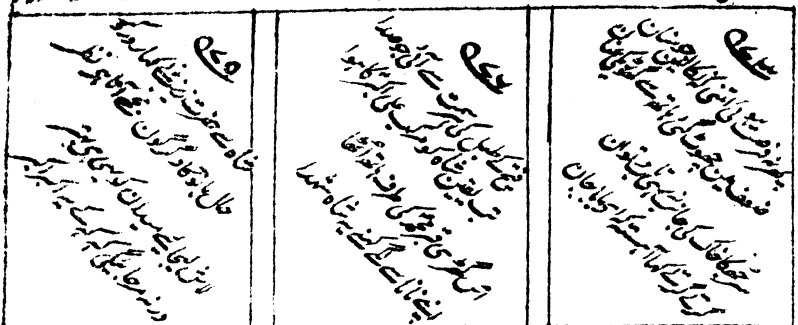
ابتو بھائی علی اکبر لب دریا پہونچے

اپنی آنکھوں سے بھی جو یکجگہ میں آتی ہوں
بھائی اکبر کی جوانی کی قسم کھاتی ہوں



فوجیں گھر کر گیا ہو مرا یار اکبر
گو نظر کچھ نہیں آتا پہ صدا آتی ہے
جیتے جی اپنے تو میداں میں نہ بلواؤ تمہیں

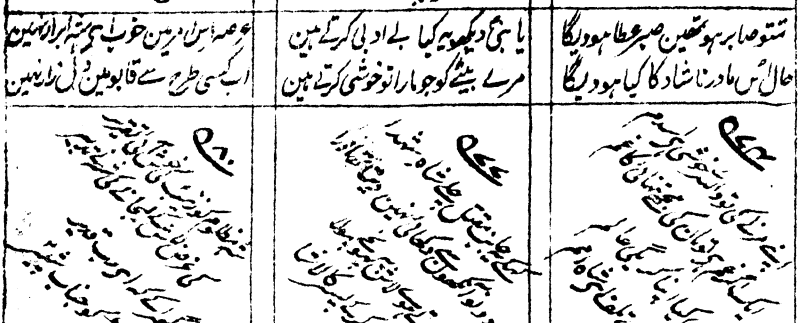
ڈر یہی ہے نہ گیا ہو کہیں مارا اکبر
الاماں فوج عدو پر سے چلائی ہے
بات غیرت کی ہے واری گئی جلواؤ تم



تسلّی صابر ہو تمھین صبر عطا ہوویگا
حال اُس مادر ناشاد کا کیا ہوویگا

یا ہی دیکھو یہ کیا بے ادبی کرتے ہین
مرے بیٹے کو جو مارا تو خوشی کرتے ہین

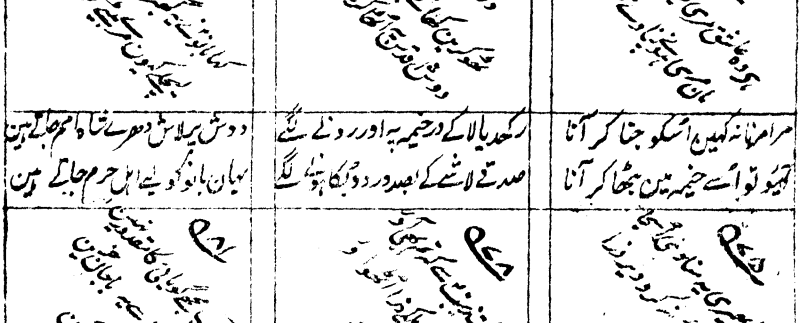
عرصہ اس زمین خوب ہے تہ و بر ابر اسمین
اب کسی طرح سے قابو مین دل زار نہین



مرا مرنا نہ کہیں اُسکو جنا کر آنا
تمھیو تو اُسے خیمہ مین بٹھا کر آنا

رکھدیا لاکے درخیمہ پہ اور رونے لگے
صدمے لاشے کے بصد درد و بکا ہونے لگے

دوش پر لاش دھرے شاہ مہم جاتے ہین
سیان بانو کو دیے اہل حرم جاتے ہین



علی اکبر سا جوان بھی نہ شہید ہوا
بخدا خاتمہ لشکر شہید ہوا

خلعت آخری اچھا سا پہناؤ اسکو
اسکی ماں سے کہہ دو لعلو نبا و اسکو

حسب خواہ ملک مین تعزیہ دار شہید
مجکو بدفن بھی ملے قرب جوار شہید

۱۴ رباعی

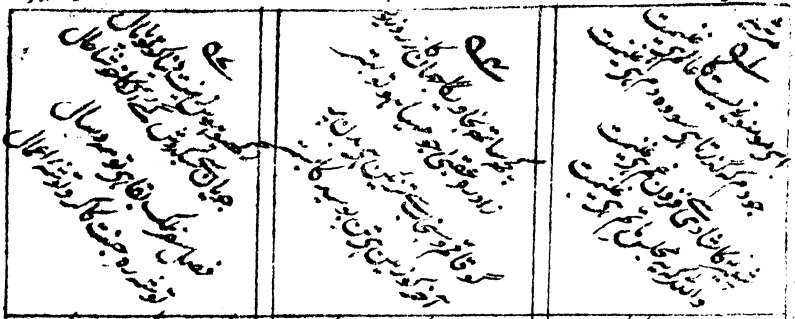
آرام سے کس کو دن تہ افلاک رہے
عالم میں اگر رہے تو کیا خاک رہے
عبرت کی جگہ ہے یہ مکان بیتگاں کا
دنیا میں نہ جب بیچن پاک رہے

۱۵ رباعی

اس غم میں جو اشک ہو نہ دامن کا نگین
آرام سے وہ دیدۂ پر خون کا نگین
زہر اس کی ہو بیشتر کی رد دشمن دار
محتاج نہ وہ کسی کے سکہ و نام کا نگین

۱۶ رباعی

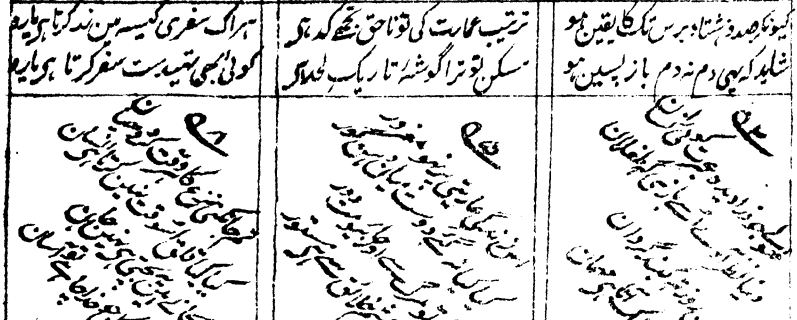
کس کی کہ کنندہ نگینہ پہ نام ہوتا ہے
کس کی کہ برنگ جام گردش جام ہوتا ہے
عجب برادر دنیا کہ جس میں نہ کوئی
کسی کا کوئی کسی کا مقام ہوتا ہے



کیونکر صد و شتاد برس تک کا یقین ہو
شاید کہ یہی دم نہ دم بازپسین ہو

ترتیب عمارت کی تو ناحق تجھے کد ہی
مسکن ترا گوشۂ تاریک لحد ہی

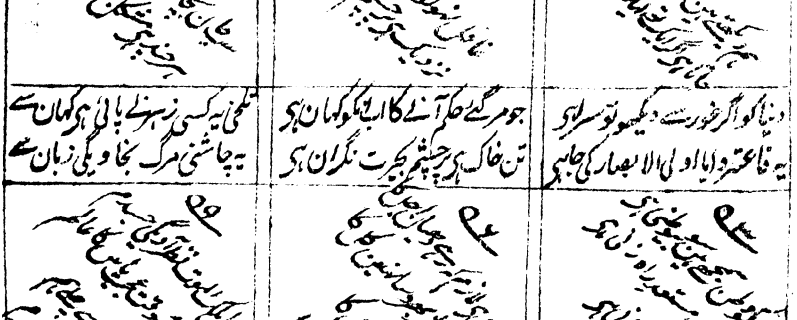
ہر اک سفری کیسہ میں ند کرتا ہی یہ زاد
کوئی بھی تہیدست سفر کرتا ہی یہ زاد



دنیا کو اگر غور سے دیکھو تو سرا ہی
یہ فاعتبروا یا اولی الابصار کی جا ہی

جو مر گئے حکم آنے کا اب انکو کہاں ہی
تن خاک ہی پر چشم بحیرت نگراں ہی

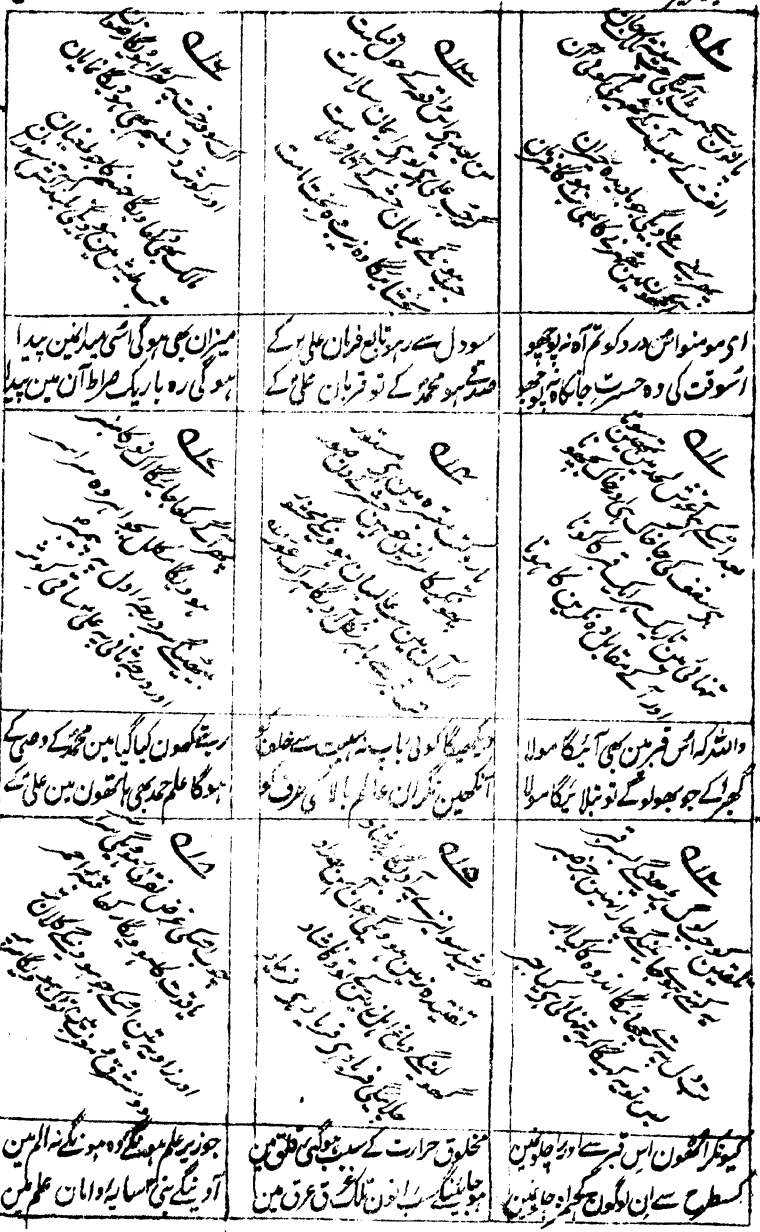
تلخی یہ کسی زہر نے پائی ہی کہاں سے
یہ چاشنی مرگ بخاموشی زباں سے



جو آیا ہی اس کو چہ میں سو رہ گذری ہی
یہ رخت کہن دوش پہ رخت سفری ہی

اب مغتنم اس عمر کی ایک ایک گھڑی ہی
جھپکے نہ پلک بھی کہ اجل سر پہ کھڑی ہی

جو تقویت شیعۂ اثنا عشری ہی
ہی حق وہ علی ہی وہ علی ہی وہ علی ہی



موجود ہر اک معرکہ حشر میں یاں ہے
پر فاطمہ اولاد کی مرنے سے کہاں ہے

اس درد کے صدمہ میں مری جان حزیں ہے
طاقت مجھے اٹھنے کی تو رہنا نہیں ہے

اظالموں کے ظلم سے خطرہ تمہیں کیا ہے
پائینگے سزا اپنی کہ یہ روز جزا ہے

مجکو قسم اپنی ہے کہ خورسند کرونگا
مین فاطمہ کو آج رضامند کرونگا

یا پھر ہے خنجر میرا پیارا ہوا شبیر
بتلاؤ کہ کیا قتل دوبارا ہوا شبیر

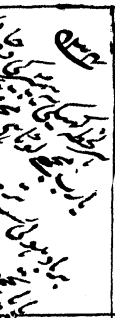
بر باد لعینون نے کیا ہے مرے گھر کو
چادر نہ ملی زینب و کلثوم کے سر کو

جبتک نہ خدا تجکو رضامند کریگا
واللہ نہ جنت مین قدم کوئی دھریگا

میتی تھی تو بابا کو مین رونے نہیں دی
تربت مین بھی آرام سے سونے نہیں دیتی

مین ماتمی ہون سوگ کے کپڑون کی ہے چاہ
فریادی کو دیدو شاک سیہ جسم مین بس آہ

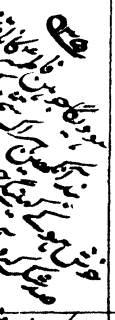
۲۸



معمور شکم اسکا تو رحمت سے خدا کی
دم مشک کی ہوا اسکی تو کردوں بھی طلا کی

یارب مجھے اس فوج کی بیداد کا دن ہے
سو آج خدایا مری فریاد کا دن ہے

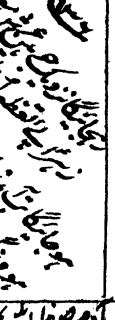
۲۹



جب وقت ہوا آمد زہرا کی بیٹی
خورشید قیامت بن حرارت نہ رہی

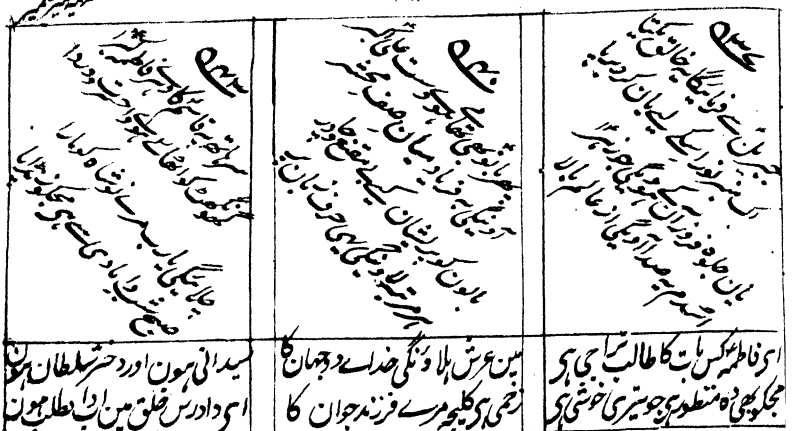
واللہ کہ یہ بنت شہنشاہ عرب ہے
ہم عاصیوں کی بس یہی بخشش کا سبب ہے

۳۰



ہو دوج پہ تو ہو گا سحر طور کا عالم
اور فاطمہ کے جسم پہ اک نور کا عالم

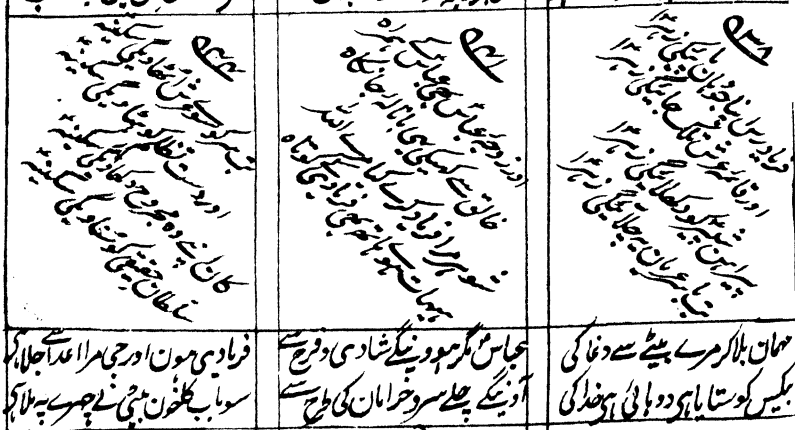
آدم صفی اللہ بھی تعظیم کریں گے
اور جتنے پیمبر ہیں سو تسلیم کریں گے



اے فاطمہ کس بات کا طالب ترا جی ہے
مجکو بھی وہ مقصود ہے جو تیری خوشی ہے

میں عرش ہلا دونگی خدائے دو جہان کا
رتبہ ہے کلیجہ مرے فرزند جوان کا

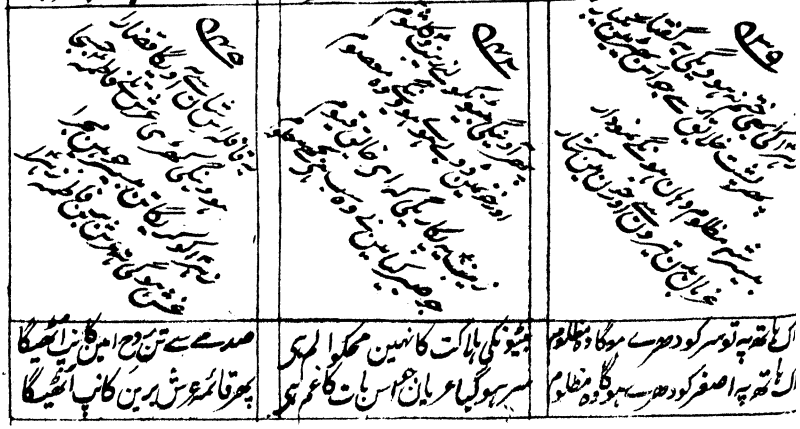
سیدانی ہوں اور دختر سلطان ہدیٰ ہوں
اے داد رس خلق میں اب اپنا طلب ہوں



مہمان بلا کر مرے بیٹے سے دغا کی
بیکس کو ستایا ہے دوہائی ہے خدا کی

بجاس مگر ہو دینگے شادی و فرح سے
آوینگے چلے سرو خرامان کی طرح سے

فریادی ہوں اور جی مرا اعدا سے جلا ہے
سو باب کلیجہ بیٹی نے چھرے پہ ملا ہے



ہاتھ پہ تو سر کو دھرے ہوگا وہ مظلوم
ہاتھ پہ اصغر کو دھرے ہوگا وہ مظلوم

بیٹوں کی ہلاکت کا نہیں مجکو الم ہے
سر ہوگیا عریاں جو اس بات کا غم ہے

صدمے سے تن روح امین کانپ اٹھیگا
پھر قائمۂ عرش بریں کانپ اٹھیگا

بند ۱۴

اشکوں کی لڑیاں مخمسان آنسوؤں سے بھل
رو رو کے گلگوں فرش کیا دامن کو بھی بھل
ہو ویگا جب مولا حشر میں بیکل
دوزخ بجھے گی نار ہوگا جل جل

بند ۱۵

زہرا کے بچے فرزند پیمبر کی قسم ہے
زہرا کے بچے فرزند حیدر کی قسم ہے
شبیر کے بچے بچوں شبیر کی قسم ہے

بند ۱۶

جو جو مرے دشمن ہیں ان سب کو بلا کر
ہلاک سے بچا سو سو جنم انہیں دیا

آویگا نظر حال جو شاہ شہدا کا
اک غلغلہ پڑ جائیگا فریاد و بکا کا

فریاد و بکا اپنی معصیت پہ نہ اب کر
اللہ سے امت کی شفاعت کو طلب کر

جن لوگوں کے دل میں مری اولاد کا غم ہے
نعمت کبھی جنت کی نہ انکے لیے کم ہے

بند ۱۷

دریائے غضب جوش میں آویگا اس دم
زہرا کے قریب آ بیٹھیگا سب سرور عالم
چلائیں گے لگا کر اسے فریاد کریں ہم
فریاد سنیں آج کر فریاد کریں ہم

بند ۱۸

زہرا کو دل صدپارہ جو تھا زخم پہ کاری
دیکھا کہ ہر اک زخم میں تھا خون کا جاری
عالم پر حزن اس کو سوا حیدر کرار
دیکھا کہ ہر اک زخم میں تھا خون کا جاری

بند ۱۹

زہرا کو وہ بیتابی شبیر کی ہر آن
فریاد کا اسوقت بھی کیا ہے عجب آن
فریاد رسا ہو گی یہ ہے خیل غلامان
حشر کو وہاں ہو گی یہ ہے خیل غلامان

غیض آیا ہے اسوقت خدا دے جہان کو
اب خوف ہلاکت کا ہے سب عالمیان کو

خالق سے کہیں گے ہمیں تو اسکا صلا دے
سب عاصیوں کو آتش دوزخ سے بچا دے

گستاخی ضمیر اب جناب احدی میں
محشور ہوں میں بھی غلامان علی میں

۱

۲

۳

غل ہے کہ یہ ریاض حسنؑ کا نہال ہے
ابن کشندۂ در خیبر کا لال ہے

سر کیوں نکل پڑے نہ دریچوں سے حور کا
ہے جلوہ اس جوان میں محمدؐ کے نور کا

سر سے کے تا رخ آہ مشابہ نقاب کے
شمع آفتاب ہے درہ خطوط آفتاب کے

۴

۵

۶

یہ لعل بے بہا حسنؑ سبز فام کا
داماد ہے حسین علیہ السلام کا

مطلب یہ ہے بتول کے اس نور عین کا
ہیں جامع شرف ہوں حسنؑ اور حسینؑ کا

صانع نے جبکہ لوح پہ جا بجا رقم کیا
مانگے کو لوح مصحف عارض رقم کیا

۷

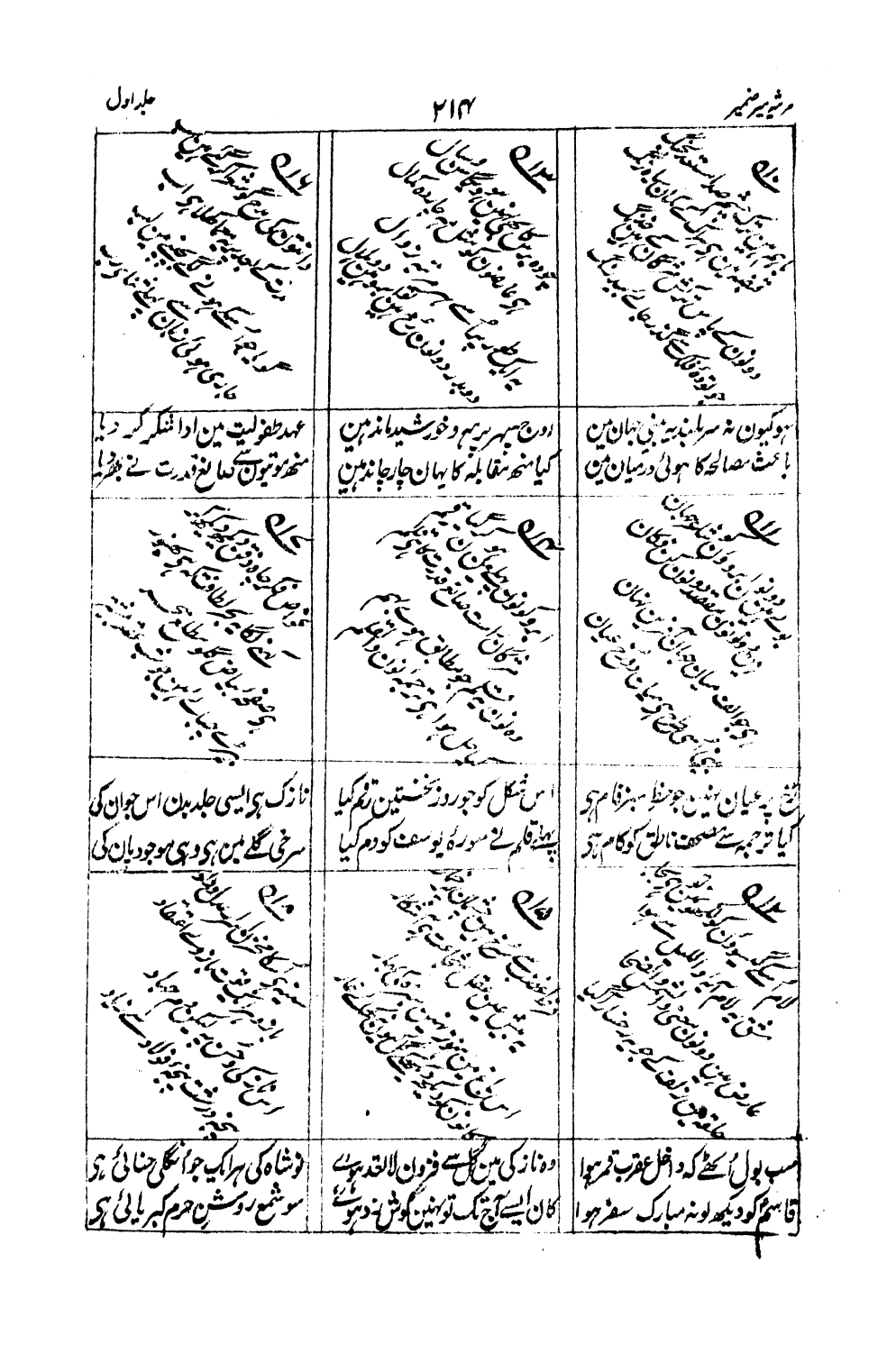
۸

۹

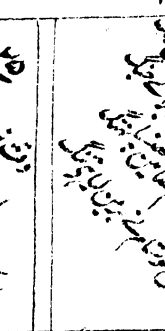
رنگ اسکی ہاشمی جو یہ معمور خشم ہے
دیکھو کہ سر بلند میان دو چشم ہے

کم گوئی ہے بھری حسنؑ تیغ کام کی
مظلومیت حسین علیہ السلام کی

نانا مرا گیا جو سوے آسمان تھا
اسمیں خدا مین فاصلہ دو کمان تھا

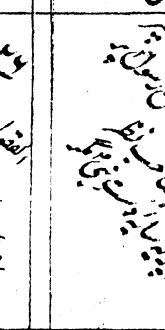


۱۹



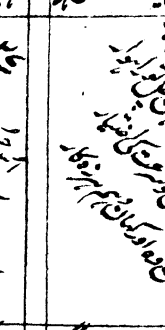
اعجاز موسوی بھی ہی اس خاندان میں
دکھلا رہا ہی یہ ید بیضا جہان میں

۲۰



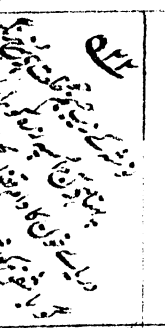
سرمہ ہی اسکی خاک قدم حور کے لیے
نقش اسکی تاج ہی سر فغفور کے لیے

۲۱



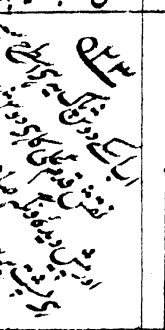
دیکھو کہ اسمیں مصلحت بیحساب ہی
عالم میں ورنہ دیکھنے کی کسکو تاب ہی

۲۲



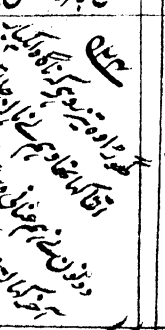
دیکھو بچشم عزر ذرا اس بہار کو
سنبل نے پھالیا چمن لالہ زار کو

۲۳



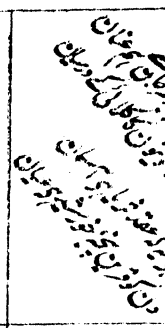
کب داغ سینہ و دل یعقوب ڈھال ہی
اسکی سپر تو عارض یوسف کا خال ہی

۲۴



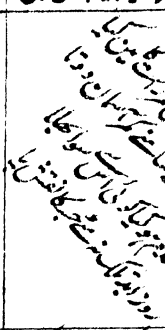
کچھ کچھ تو ساتھ ساتھ یہ مقدور بھر گیا
پھر یہ خبر نہیں کہ کہاں ساتھ کدھر گیا

۲۵



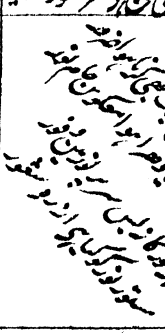
دست خیال گر کہیں پڑجا باگ پر
اُڑ جاے اسطرح سے کہ سیماب آگ پر

۲۶

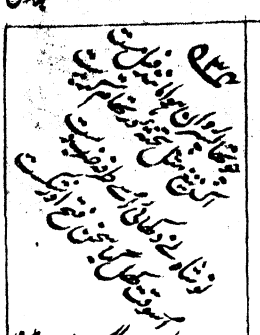


اب شیر بیشہ اسد اللہ قریب ہی
ہشیار ہو کہ قاسم نوشہ قریب ہی

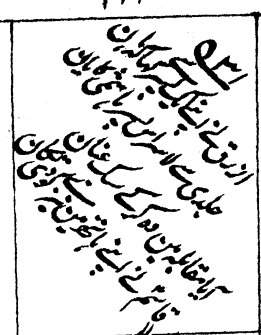
۲۷



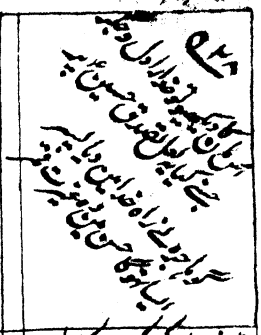
اسکے سبب نہیں کو ہی فخر آسمان پر
وہ ہاتھ قطع ہون جو اٹھین اس جوان پر



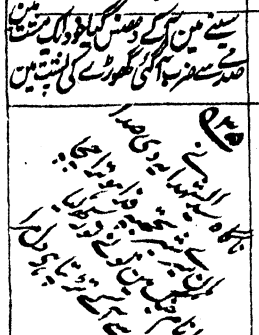
لڑنے مین اسکے ہمکو تردد کمال ہی
سنتے ہین ہم کہ یہ زن بیوہ کا لال ہی



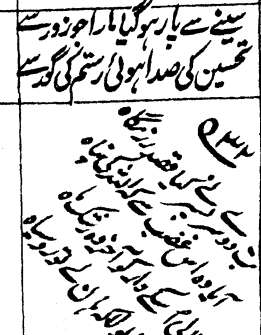
سینے سے پار ہو گیا مارا جو زور سے
تحسین کی صدا ہوئی رستم کی گرز سے



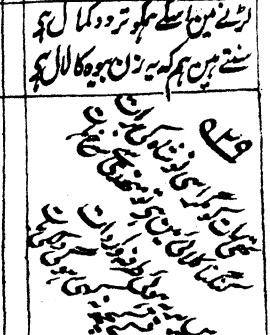
سینے مین آکے دھنس گیا خود اک مشت مین
صدمے سے غرق آگئی گھوڑے کی پشت مین



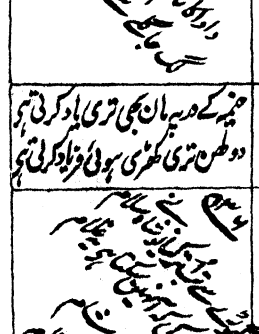
بولی یہ فاطمہ کی گر آسمان ہی
اک رات کی دلہن کے رنڈاپے کا دھیان ہی



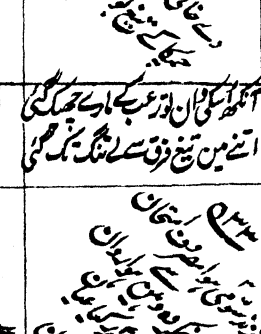
آنکھ اسکی ان نے رعب کے مارے جھپک گئی
اتنے مین تیغ فرق سے لے تنگ تک گئی



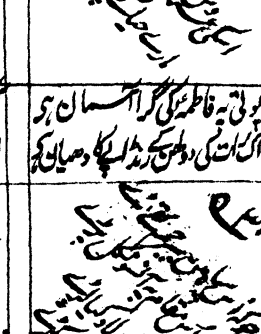
خیمے کے در پہ ماں بھی تری یاد کرتی ہی
دو طفل تری کھڑی ہوئی فریاد کرتی ہی



جا کر کہا یہ ازرق شامی کے کان مین
نام و نشان مٹا دے حسن کا جہان مین



جب ہو گیا بلند تو سر کو فرو کیا
گرنے لگا زمین کے اوپر تو دو کیا



کہدیجے کسی طرح اپنی زبان سے
میری سلامتی کی خبر اماں جہان سے

وہ ہچکیاں ہر تو نہیں لوگوں کے ہوتی ہے
جو شمع بجھنے پہ ہے وہ گھٹوں میں روتی ہے

اکبر نے اُس لعین کی جو آہ و نگاہ کی
قاسم کی کم سنی پہ نظر کر کے آہ کی

یہ سنتے ہی حسین نے اس طرح آہ کی
تھرا گئی جو گور رسالت پناہ کی

اک زخم بھی نہیں ہے تن نازنین پر
تب گر پڑی وہ سجدے کی خاطر زمین پر

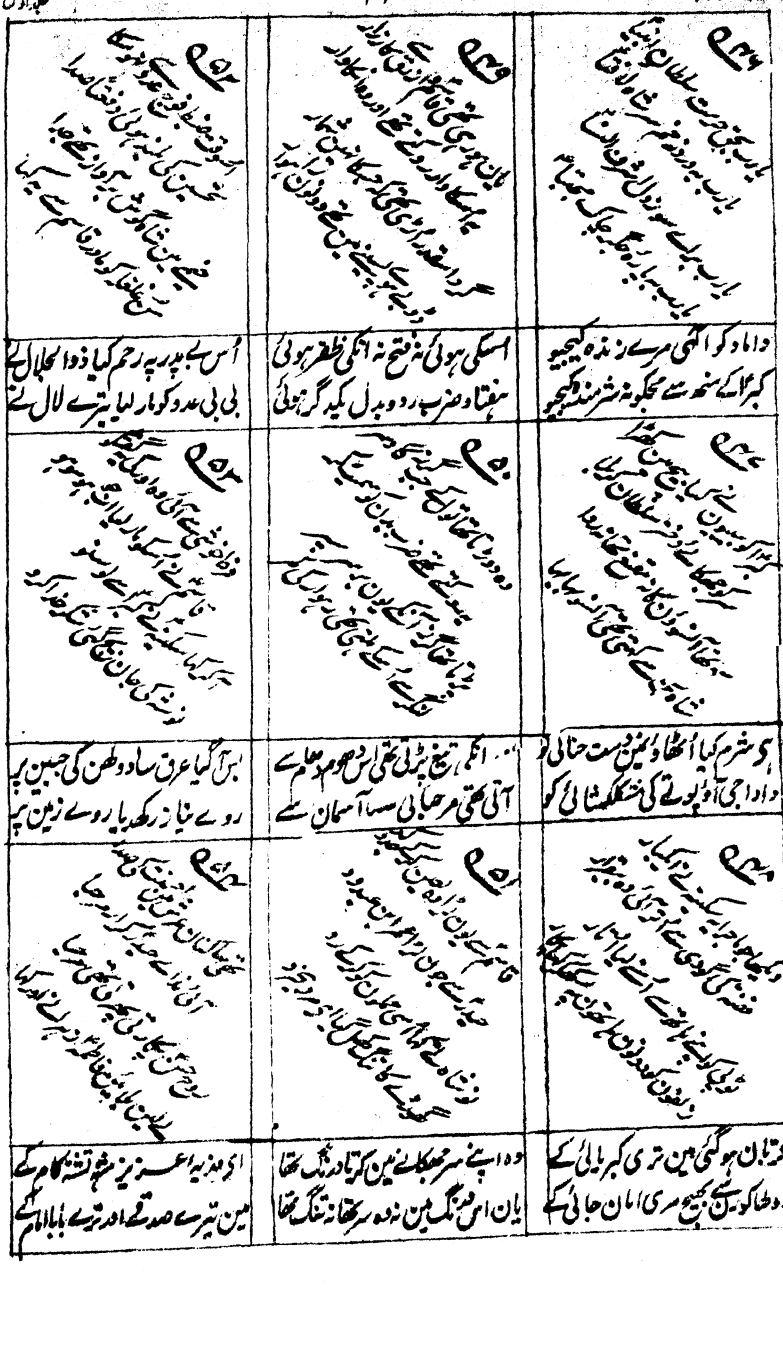
قاسم یہ ہے لعین اگر فتح پائیگا
پھر کیا حسن کو فلک بین تو منھ دکھائیگا

قاسم ہے نوجوان قوی تر حریف ہے
پیرِ زمان ہے وہ تو یہ موصنعیف ہے

ہارون پسر کی لاش تو پیش نگاہ ہے
آنکھوں سے سوجھتا نہیں عالم سیاہ ہے

خیمہ میں آن کر کہا ناموس شاہ سے
قاسم گئی اب سلامتی مانگو آہ سے

شہ کے بلند ہاتھ تھے سوئے آسمان
اُس وقت اس دعا سے وہ رطب اللسان تھے



۴۴۶
یارب بحق حضرت سلطان اولیا
یارب بحق دودمہ فخر انبیا
یارب بحق سوز دل شمع انجمن
یارب بحق یار رہ جلگ مجتبیٰ
داماد کو الٰہی مرے زندہ کیجیو
کبرا کے سنہ سے محکو نہ شرمندہ کیجیو

۴۴۷
جان ہوئی ہی تھی قاصد سے زنگ کا زلزلہ
جا بجا سطور اور کہ گئے تھے اور دیا اجلوا
گرد اسکے ہوئی نہ فتح نہ انکی ظفر ہوئی
ہفتاد ضرب رد و بدل یکسر گر ہوئی

۴۴۸
اے بوالحسن خسرو دیں شاہ ہدیٰ
اے بوتراب شیر خدا شاہ اولیا
حسنین کی ہے تجھ پہ عنایت بڑی سدا
تجھ سے ہے پدر پہ رحم کیا ذوالجلال نے
اُس بے پدر پہ رحم کیا ذوالجلال نے
بی بی عدد کو مار لیا تیرے لال نے

۴۴۹
کرتا کو سیمیں سے کیا بیچ میں کمر
اس پر کھلا ہے زلف سلطان کا زلف سر
ہے مصحف آسمان کا موضع خاص و عام
شاہ و گدا سے کہتی ہے آ لن ترانی یا
ہی شرم کیا اُٹھاؤ یمین و یسار کی
دادا جی آؤ بولتے کی خندہ شائی کو

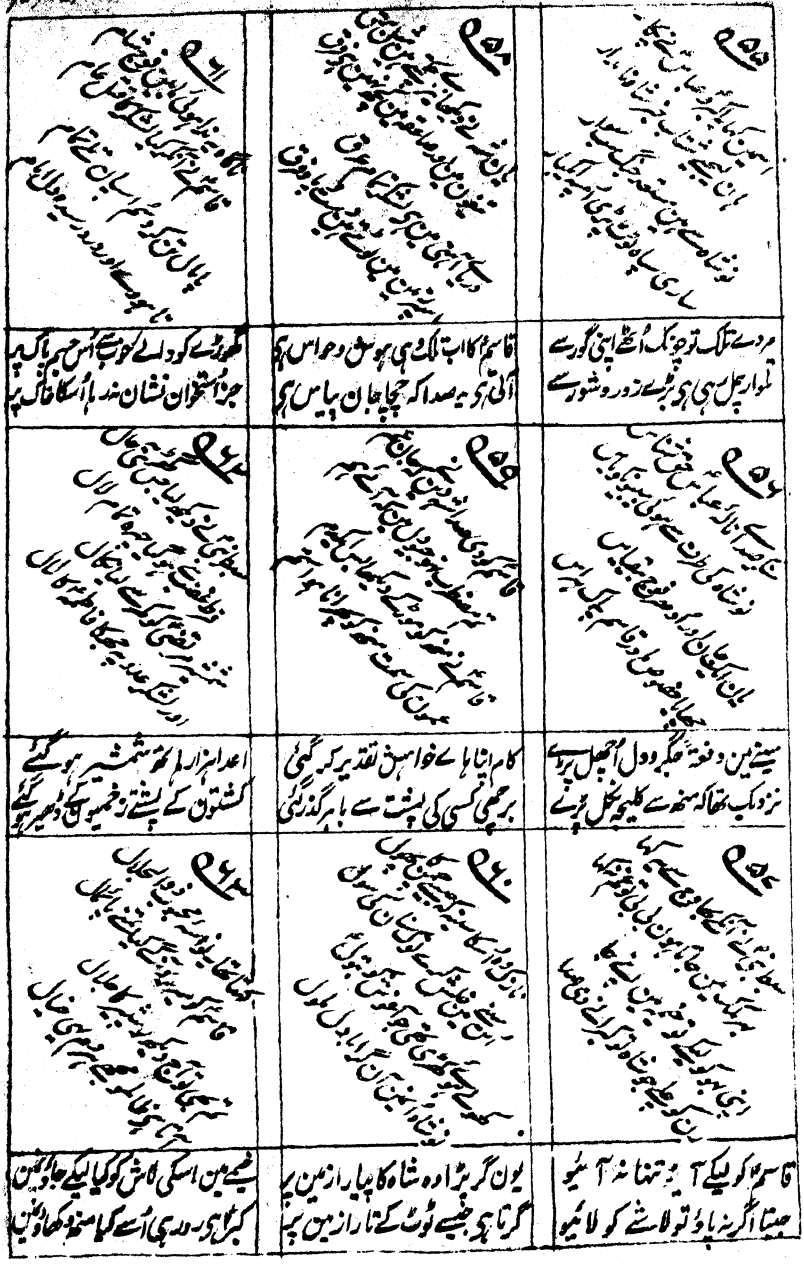
۴۵۰
دیوار و در کانپ گئے جب کہ گرجا
پیدا تھا ظفر سے بیان اور سے
نکلے تھے آگ کے بھی بدن سے پسینے
انکا تیغ پڑتی تھی اس دھوم دھام سے
آتی تھی مرحبا کی صدا آسمان سے

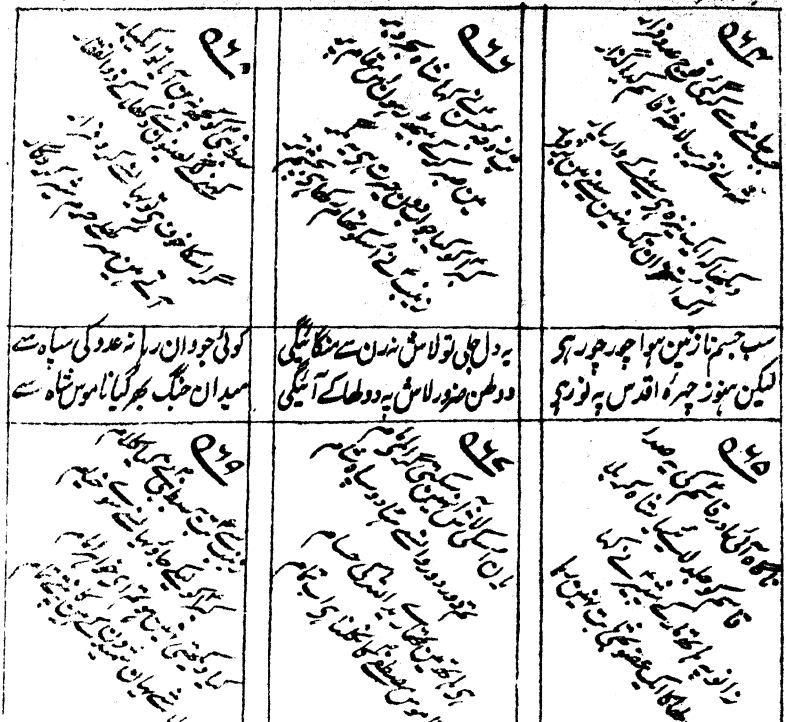
۴۵۱
اے مدینہ اعزیز شہ تشنہ کام کے
میں تیرے صدقے اور ترے بانام کے

۴۵۲
وہ اپنے سر جھکانے میں کرتا درنگ تھا
یاں اس فرنگ میں نہ وہ سر تھا نہ تنگ تھا

۴۵۳
بس آ گیا عرق سا دو طن کی جبین پر
روے نیاز رکھ دیا روے زمین پر

۴۵۴
قربان ہو گئی میں تری کبریائی کے
دو ٹھاکو سب نے بھیج دی امان جائی کے





سب جسم نازنین ہوا چور چور ہی
لیکن ہنوز چہرۂ اقدس پہ نور ہی

یہ دل جلی تو لاش ندان سے منگائیگی
دو طفل صرف لاش پہ دولھا کے آئینگی

کوئی جوان رہا نہ عدو کی سپاہ سے
میدان جنگ بھر گیا ناموس شاہ سے

مجھے یہ لاش اب نہیں ہم کھو الی جاتی ہی
کبر کے منھ سے ہائے مجھے شرم آتی ہی

دو طفل دو طفن کو آ ہنری لا کر لاتے ہین
ہم ساتھ ساتھ فاطمہ کبر کو لاتے ہین

صدمہ زمین کو ہی تو فانی آسمان کو
غش آگیا ہی سن مین ہمارا بابا جان کو

خاموش ای ضمیر کہ آگے نہین ہی تاب
یہ غم نہین ہی کم جو لکھون سیکڑون کتاب

پر اب یہی دعا ہی کہ یا ابن بو تراب
پاس اپنے کربلا مین بلا لیجیے شتاب

کچھ آرزو نہین ہی بس اب اس غلام کی
کونین کا ہی مخزنہ غلامی امام کی

۱۶

[illegible]

۱۷

[illegible]

۱۸

[illegible]

باغ زہرا کی بہار آج قضا لوٹ گئی
ران میں آتے ہیں چچا تیری کمر ٹوٹ گئی

ورنہ عباس کا کچھ بوجھ بٹا لیتے ہم
خشک مشکیزہ ہی کاندھے پہ اٹھا لیتے ہم

جگر و دل غم سرور سے پھٹے جاتے ہیں
ہائے عباس علمدار کہے وہ چلاتے ہیں

۱۹

حسین ابن علی جان جہان ہے
اسی کی جاں کے صدقے یہ جہان ہے
یہ جان اس کی ہے جس پر جان جاں ہے
اسی کا نام لے کر سب مسلماں ہے

۲۰

الفوض مسمومہ بازو نے شہ کے
جگر پر چھوڑے تیر اس بے گنہ کے
دل و جگر ہوئے چھلنی حسن کے
کہے جاتے تھے چچا اللہ اللہ

۲۱

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

شاہ مردہ ہوئے تقدیر یہ چلاتی ہے
رانیں عباس نہیں ہیں حسین آتی ہے

ہوش ہی یا کہ عش آیا نہ پہچانا کبھی
کسنے آغوش میں رکھا سر و لگایا کبھی

خاک کو اسنے عطا جلوۂ جاوید کیا
خاک کو شمع کیا ذرے کو خورشید کیا

۲۲

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

آج شمع نبوی رانیں بھی جاتی ہے
پھر اجاڑ آبکی اب قبر ہوئی جاتی ہے

۲۳

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

کیا کہوں میں نے کسے تیرے چچا کو سونپا
تیغ کو تیر کو خنجر کو قضا کو سونپا

۲۴

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

جسطرف سے یہ غیور ابن غیور آتا ہے
صدقے ہوتا ہوا اس خاک پہ نور آتا ہے

اسکا رتبہ نہیں قرآن سے کم ہی واللہ
پہلے مصحف میں بھی الحمد رقم ہی واللہ

روؤ تم فاطمہ سپریٹ کے چلاتی ہی
پدر سا لینے کے لیے روح بنی جاتی ہی

تیغ بھی ہاتھ سے دریا فوج سے سہم مور گئی
روح خود بھاگ گئی جسم گران چھوڑ گئی

متصل چشم کے انگلی نے جگہ پائی ہی
ہم مردم سے یہ ظاہر ہی کہ موت آئی ہی

دیکھکر تیغ علمدار شہ والا کو
چرخ کہتا تھا مبارک ہو اجل اعدا کو

دیکے بھائی کو قسم اپنے بلا لو شاہا
تمکو نانا کی قسم ہمکو بچا لو شاہا

سرخی خون اُس قلم میں زنہار آوے
یاں سے واں والے یہاں آنیمیں ہزار آوے

وہ پیادے کہ ہزاروں سے لڑے تھے تنہا
تجر سوختہ کی طرح پڑے تھے رنمیں

الفت شاہ مدینہ کی قسم ہی تمکو
روک لو ہاتھ سکینہ کی قسم ہی تمکو

۲۱

یہ نہ پہچانیں یہ میں تو انھیں پہچانتا ہوں
علی اکبرؑ علی اصغرؑ کی طرح جانتا ہوں

۲۲

آپکے حکم سے دزدی نہیں باہر اتنا
گر کہو کاٹ کے دیدوں میں انھیں سر

۲۳

ہاتھ کیا چیز ہیں واللہ مرا سر صدقے
اک سکینہؑ پہ ایک علم پہ صدقے

۲۴

مشک دیدہ کہ قلق ہوویگا بینک انکو
مشک بھی پانی بھی دریا بھی بہا رکھا انکو

۲۵

گرنہ کے لگتے ہی عباس کا منھ زرد ہوا
سر شبیر میں اسوقت بہت درد ہوا

۲۶

لو ہوا شہ پہ فدا میں بخوشی جھوٹا ہوں
میں تو بیٹا ترے ہاتھوں کو کٹا چاہتا ہوں

۲۷

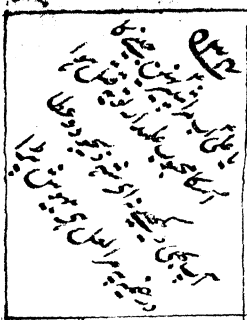
نعرہ جوان کلمہ گویوں کا سن پاتا ہی
علی اصغرؑ مرا جھولے میں تڑپ جاتا ہی

۲۸

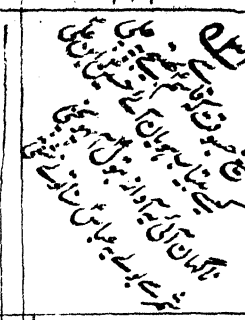
ہاتھ وہ ہاتھ سہراک ان تہ شمشیر ہوا
بولے جبریلؑ کہ بن ہاتھ کا شبیرؑ ہوا

۲۹

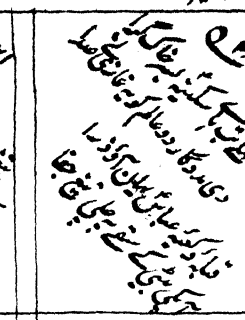
رایگاں محسن عباسؑ جو یوں ہونے لگی
مشک بھی دیدۂ روزن سے وہاں رونے لگی



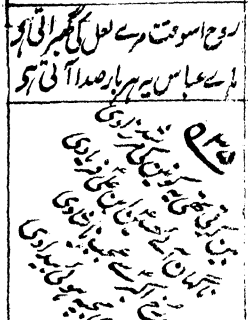
آپ تو قبلہ و کعبہ اٹھیں فرماتے ہیں
اور وہ مُردے سے بھی ملنے نہیں آتے ہیں



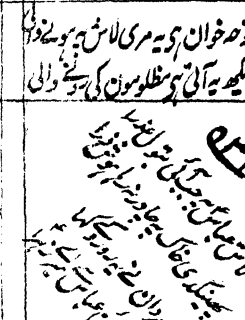
سر پہ واروں کہ بھائی لاش پہ اس کی کر دوں
کیسے اُس روح کو کس کس پہ میں قربان کر دوں



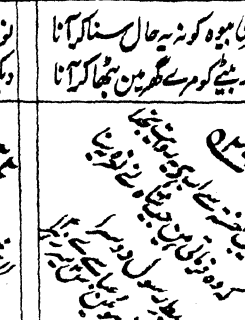
دیکھکر روئے وطن تمکو جو اب رخصت ہے
اپنی اماں کے کمر دیکھنے کی حسرت ہے



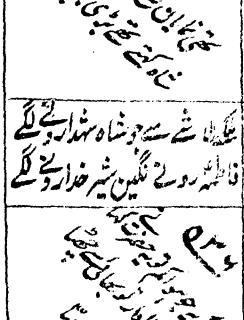
جان گھبرائی ہے تن میں پسینہ آتا ہے
جلد بتھا موکہ کمر ٹوٹ گئی بابا کی



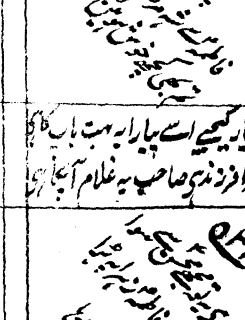
پیار کیجیے اسے پیارا یہ بہت باپ کا ہے
مرافرزند ہے صاحب یہ غلام آپ کا ہے



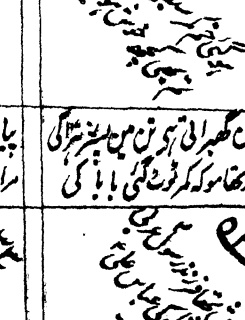
غش سے جو شاہ شہدا ہونے لگے
فاطمہ رونے نگین شیر خدا رونے لگے



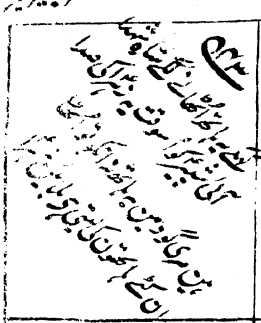
مری بیوہ کو نہ یہ حال سنا کر آنا
اور بیٹے کو مرے گھر میں بٹھا کر آنا



نوحہ خوان ہے یہ مری لاش پہ رونے والی
دیکھو یہ آتی ہے مظلوموں کی رونے والی



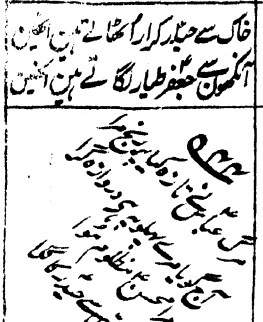
روح اسوقت مرے لعل کی گھبراتی ہے
مارے عباس یہ ہر بار صدا آتی ہے



فاطمہؑ روتی ہین بچین علیؑ ہوتے ہین
مرے ماں باپ تو ایسین پہ مری روتے ہین

خیر ہے بھائی تو اسطرح سے کیون روتا ہے
بولا وہ درد کلیجے مین مرے ہوتا ہے

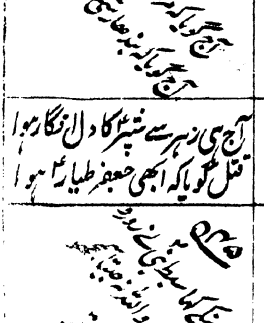
خاک سے جبکہ کرار اٹھاتے ہین اکبرؑ
آنکھون سے جعفر طیار لگاتے ہین اکبرؑ



خیمہ مین دست تاسف نہ ملینگے بابا
تمہتو عباسؑ کے لاشے پہ چلینگے بابا

دیکھنے کی جو سکینہؑ کے ہوس آتی ہے
اجان تب آنکھون مین آ آکے اٹک جاتی ہے

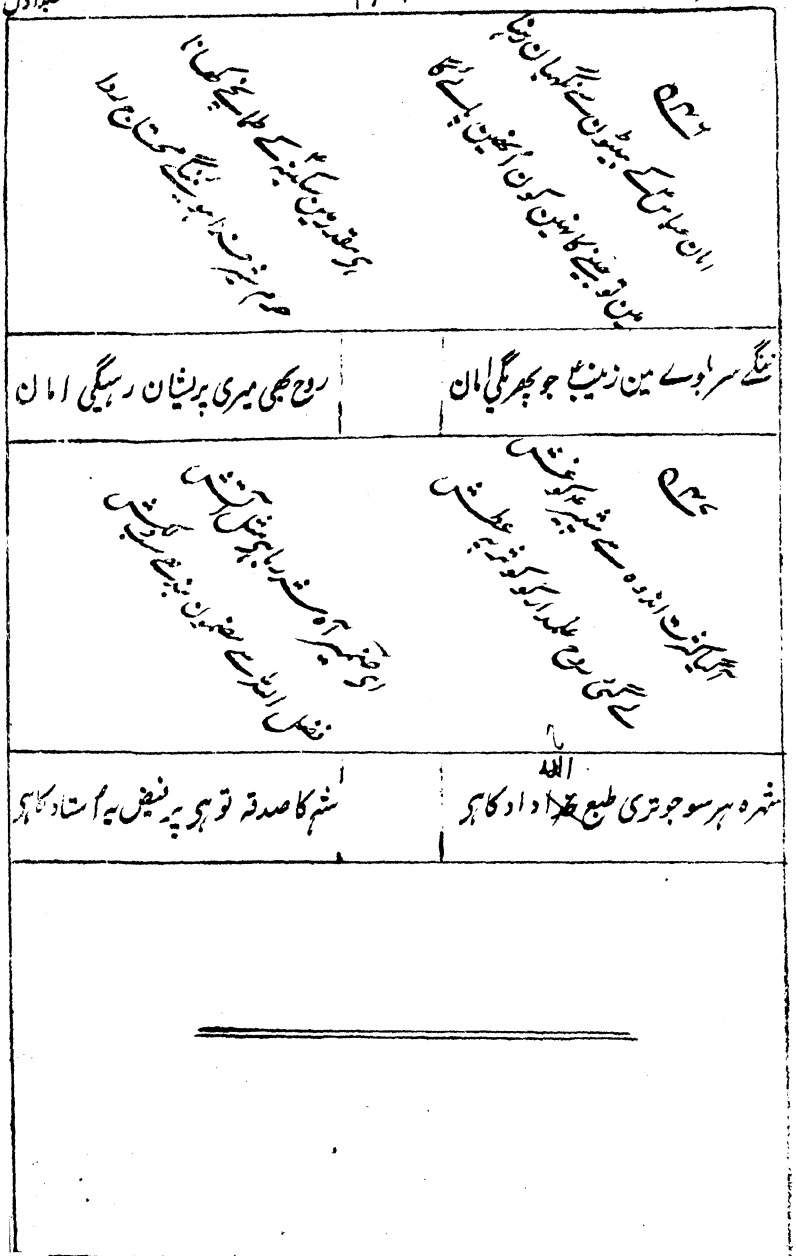
آج ہی زہر سے شبیرؑ کا دل نگار ہوا
قتل گویا کہ ابھی جعفر طیارؑ ہوا

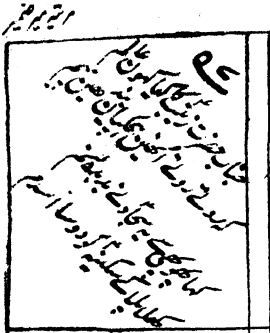


پنجۂ غم سے گریبان قبا پھاڑونگی
قبر عباسؑ کو مین گیسوؤن سے جھاڑونگی

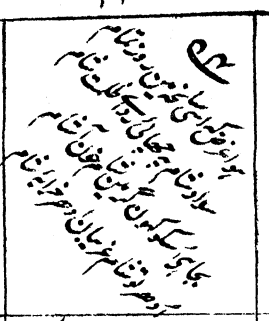
ترے ہاتھ سے جو لپٹونگا تو مین آؤنگا
درد شبیرؑ کے دل کا بھی ٹھہر جاویگا

ملک دنیا کو یہ عباسؑ نہین چھوڑتا ہے
تم یقین جانو شبیرؑ یہ دم توڑتا ہے

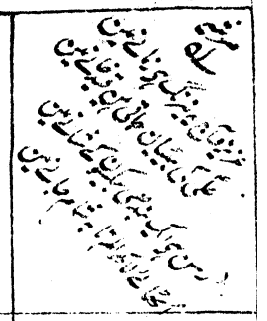




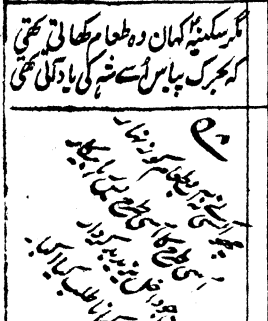
نہ پایا چین نہ سو لے رات بھر دانہ ملا
ملا تو ایک وہ لوٹا سا قید خانہ ملا



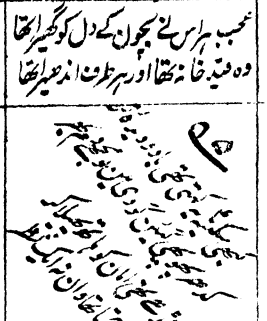
عجب ہراس نے بچوں کے دل کو گھیرا تھا
وہ قید خانہ تھا اور ہر طرف اندھیرا تھا



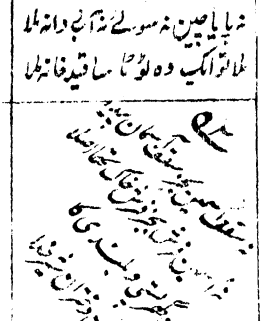
مگر سکینہؑ کہاں وہ طعام کھاتی تھی
کہ بھر کے پیاس اُسے شہ کی یاد آتی تھی



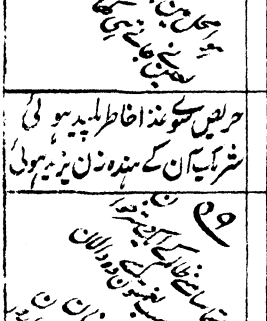
یہ قصر و خرمنِ شاہِ حجاز کو دیکھو
ذرا جہان کے نشیب و فراز کو دیکھو



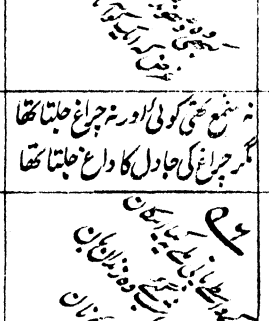
نہ شمع تھی کوئی اور نہ چراغ جلتا تھا
مگر چراغ کی جا دل کا داغ جلتا تھا



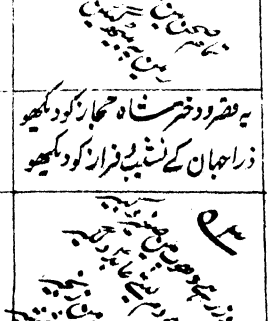
حریص سونگھ کے نذا خاطر پلید ہو لی
شراب آن کے ہندہ زن یزید ہو لی



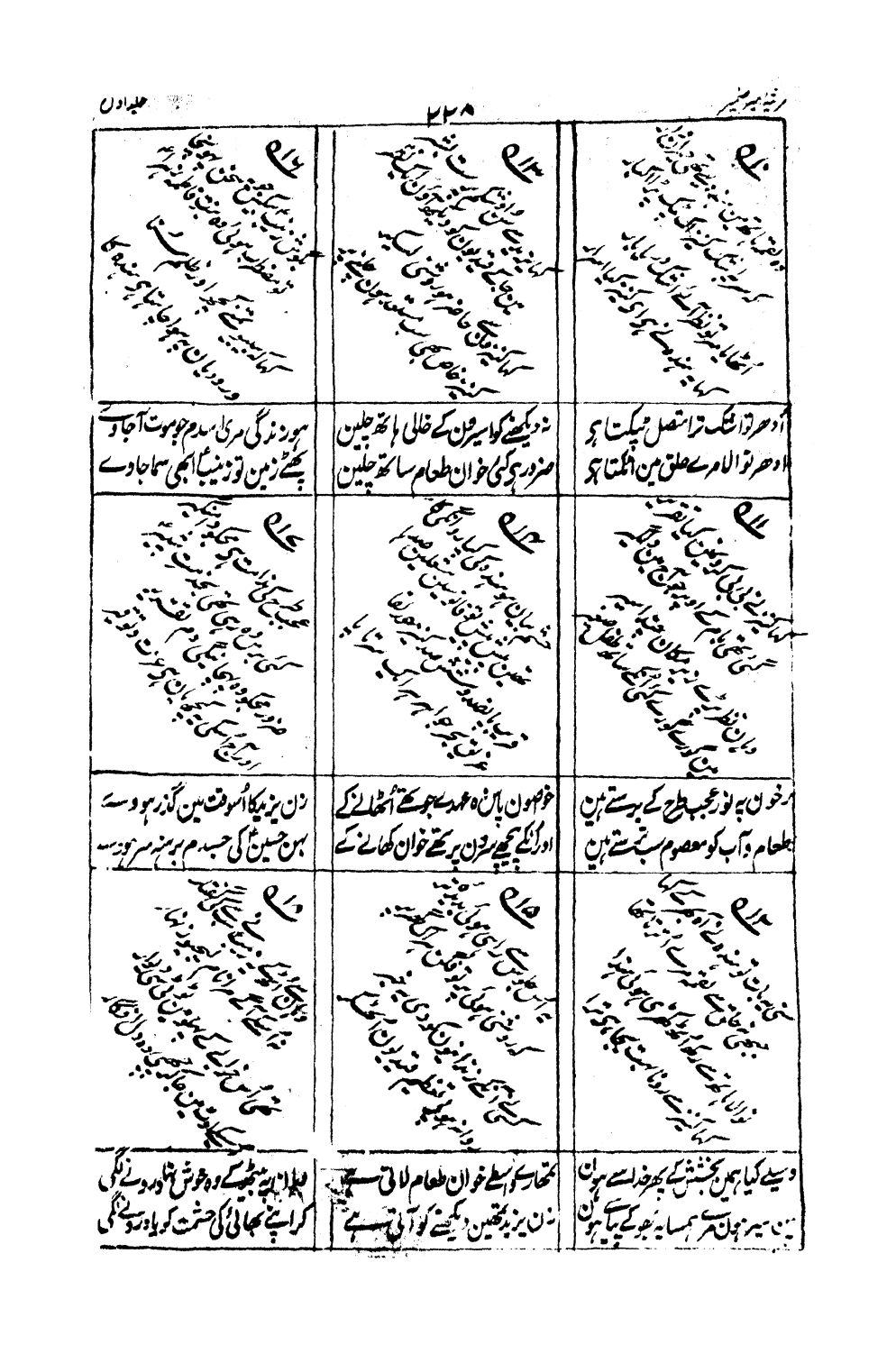
مجھے یہ غم ہے کہ لوں گر میوں کی چلتی تھی
کہ دھوپ میں مرے بھائی کی لاش جلتی تھی



جب اُنکے سامنے پانی کا جام آتا تھا
تو اُنکو یاد شہِ تشنہ کام آتا تھا



نوالا حلق میں سندہ کے جا اٹکتا تھا
گلے سے وہ لقمہ اُتر نہ سکتا تھا



بن عیال نہیں اُن بیڑیوں میں ہوتا ہے
مریض نور آہن کو پہنے سوتا ہے

کرو کلام سمجھ لائق کلام سنجھے
بتاؤ اپنے ذرا اور نون کے نام مجھے

وہ روشنی میں بغور اسکے مُنھ کو تکتی تھی
اگرچہ قصد تھا پر کچھ نہ کہہ سکتی تھی

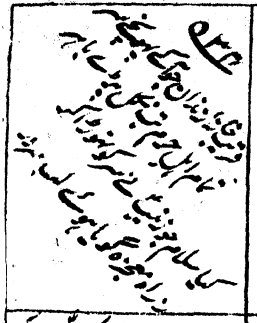
بہت قریب ہے دولھا دولھن سے چھوٹا ہے
کہ بیاہ نام شادی میں اسکو لوٹا ہے

عجب طرح کا کسی غمزدی کا نالہ ہے
کہ اس صدا نے جگر میرا چھان ڈالا ہے

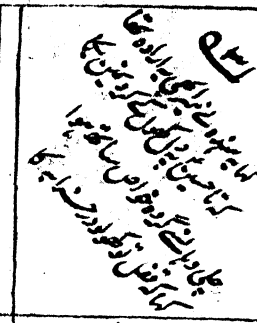
صرور دیکھا ہے آل عقیل نے جعفر میں
و یا جناب رسالت مآب کے دختر میں

عنوں سے تاک میں گو اپنے سر بلند ہوتی تھی
مگر لگی ہوئی دیوار سے وہ روتی تھی

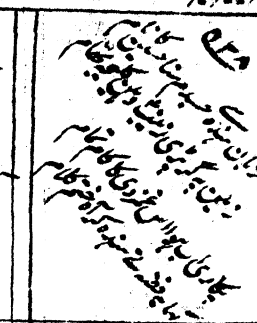
وہ سب تو ایک طرف پر امام اچھے میں
کہو حسین علیہ السلام اچھے میں



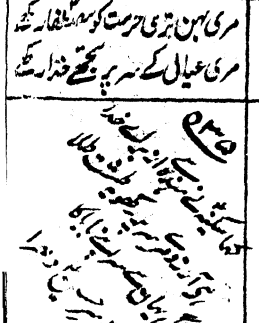
ملا کے بن میں شہ ثقلین کو مارا
ترے یزیدنے بی بی حسینؑ کو مارا



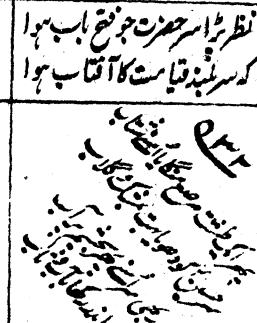
نظر پڑا سر حضرت جو فتح باب ہوا
کہ سر بلند قیامت کا آفتاب ہوا



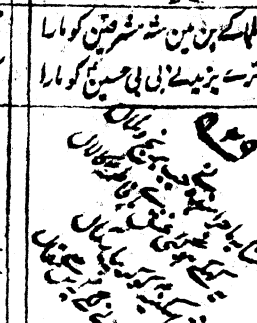
مری بہن تری حرمت کو سونپتا تھا کسے
مری عیال کے سر پر بچھے خدا رکھے



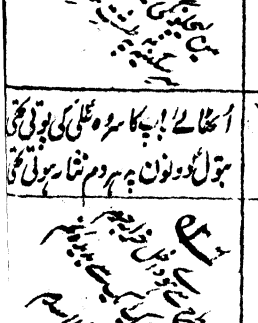
زہے شرف کہ تری فاطمہؑ سی دادی ہے
تری خوز دادی تو میری بھی شاہزادی ہے



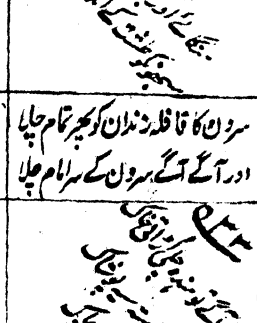
سروں کا قافلہ زندان کو پھر تمام چلا
اور آگے آگے سروں کے سر امام چلا



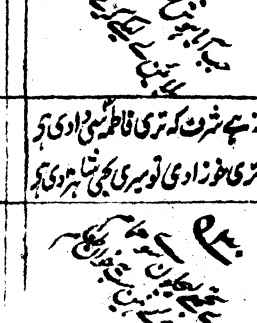
اُٹھائے باپ کا سر فاطمہؑ علی کی بیٹی تھی
بتول دونوں پہ ہر دم نثار ہوتی تھی



مین کھانا کھاؤن ترا دھیان ہو کہ سر ننگا
منگا دے تو مرے بابا کا مجھکو سر ننگا



اٹھو اٹھو کہ نشان بتول آتا ہے
چلو چلو سر سبط رسول آتا ہے



مین اپنے باپ کا سر چھاتی سے لگاتی ہو
مین آتی ہو مدینہ میں یہ خبر لاتی ہو

۳۸

صدائے یا علی کانوں میں آئی
دل اس آواز پر بے تاب ہوا
ہوئے بیتاب سب اصحاب اس دم
کہ یہ آواز ہے کس کی خدا جانے
ہوا ارشاد حضرت کا کہ دیکھو
کہ ہو کون اس گھڑی جو یاد میں ہے
گئے دیکھا تو شیر حق کھڑا ہے
کہ ہے یہ ہاتھ میں تلوار ذوالفقار
صدا سنکر یہ شیر بیشہ دیں
کہ ہے یہ ہاتھ میں تلوار ذوالفقار

۳۹

ہوا ارشاد حضرت کا کہ اے یار
کہ ہے یہ ہاتھ میں تلوار ذوالفقار
یہ سنکر شیر حق نے کی صدا یوں
کہ ہے یہ ہاتھ میں تلوار ذوالفقار
بلا میں ہے کسے کہتے ہیں کیا ہے
کہ ہے یہ ہاتھ میں تلوار ذوالفقار
تجھے کیا یاد دیں ہم تیغ کی تعریف
کہ ہے یہ ہاتھ میں تلوار ذوالفقار
یہ سنکر یہ کہا حضرت نے اے یار
کہ ہے یہ ہاتھ میں تلوار ذوالفقار

۴۰

ہوا فرمان یہ حضرت کا کہ اے یار
کہ ہے یہ ہاتھ میں تلوار ذوالفقار
یہ سنکر یہ کہا حضرت نے اے یار
کہ ہے یہ ہاتھ میں تلوار ذوالفقار
تجھے کیا یاد دیں ہم تیغ کی تعریف
کہ ہے یہ ہاتھ میں تلوار ذوالفقار
بلا میں ہے کسے کہتے ہیں کیا ہے
کہ ہے یہ ہاتھ میں تلوار ذوالفقار
یہ سنکر شیر حق نے کی صدا یوں
کہ ہے یہ ہاتھ میں تلوار ذوالفقار

۴۱

صدائے فاطمہ سن کر دم کیا کرم
کہ ہے یہ ہاتھ میں تلوار ذوالفقار
غضنفر نے سنکر یہ کی صدا یوں
کہ ہے یہ ہاتھ میں تلوار ذوالفقار
یہ سنکر شاہ نے کی ایک صدا یوں
کہ ہے یہ ہاتھ میں تلوار ذوالفقار
ہر اک یہ بات سنکر ہو گیا چپ
کہ ہے یہ ہاتھ میں تلوار ذوالفقار

۴
دیکھتا شان طلب رو جو آوے میں
سو تے سو جان سے عباس پہ صدقہ ہوتا

۴
شاہ نے مسکرا کے چپکو تے دیا
ایسا کرتا ہم حسن تیرا بھی ہوتا

۴
شاہ کہتے تھے اگر تیرہ نہ لگتا کاکر
دیکھتے تم کہ جوان کیا علی اصغر ہوتا

۴
سلام
جب شہ نے کہا میں چوتھا بھی ہوتا
شہ کو تاج شہادت نہ میسر ہوتا

۴
شاہ کہتے تھے جو ذوق شہادت تم کو
ہر کھیتے تیرے بچے پاس نہ تجھ پر ہوتا

۴
ہوتی خاتون قیامت تو قیامت ہوتی
شہر ہو جاتا اگر شافع محشر ہوتا

۴
بچے گر تشنگی شاہ کو بولے عباس
نہ کیا پانی نہ ہم پیتے تو کوثر ہوتا

۴
شاہ نے کہا تھا بچو چرخ سے نہ آب فرات
ہم بتا دیتے اگر چشمہ کوثر ہوتا

۴
لیا پیاس کی تھی جس سے ساقی کوثر کا پتا
کیا زخم زبان کا جس سے ابکر وٹیا

۴
بچی بچی نے بچپنے کی بھی بات کی من
جھوٹے سے تیر کھا کے اصغر نہ روٹیا

۴
ساقی
جب ان تین بنا کھائے کا نان نہ روٹیا
جنت
بہ سنگ حسن بہشت میں نہ سدھوا

۴
نہ ہوئے گلے کو جو ان ہوں میں
پھر آب تیغ سے دست دعا دھوا



واقعہ آج کے دن حیدرِ کرار کا ہے
خاتمہ احمدِ مختار کے مختار کا ہے

قبر میں شاہِ رسل مضطر و دلگیر ہوئے
بے پدر رہ کے غضب شبّر و شبیر ہوئے

ہیں یہ وہ روز کہ جبریلِ امیں روئینگے
تین دن قبر کے اندر نہ نبی سوئینگے

خوب سا رو و اگر ہی تمھیں پیارا آقا
کوچ کرتا ہی زمانے سے تمھارا آقا

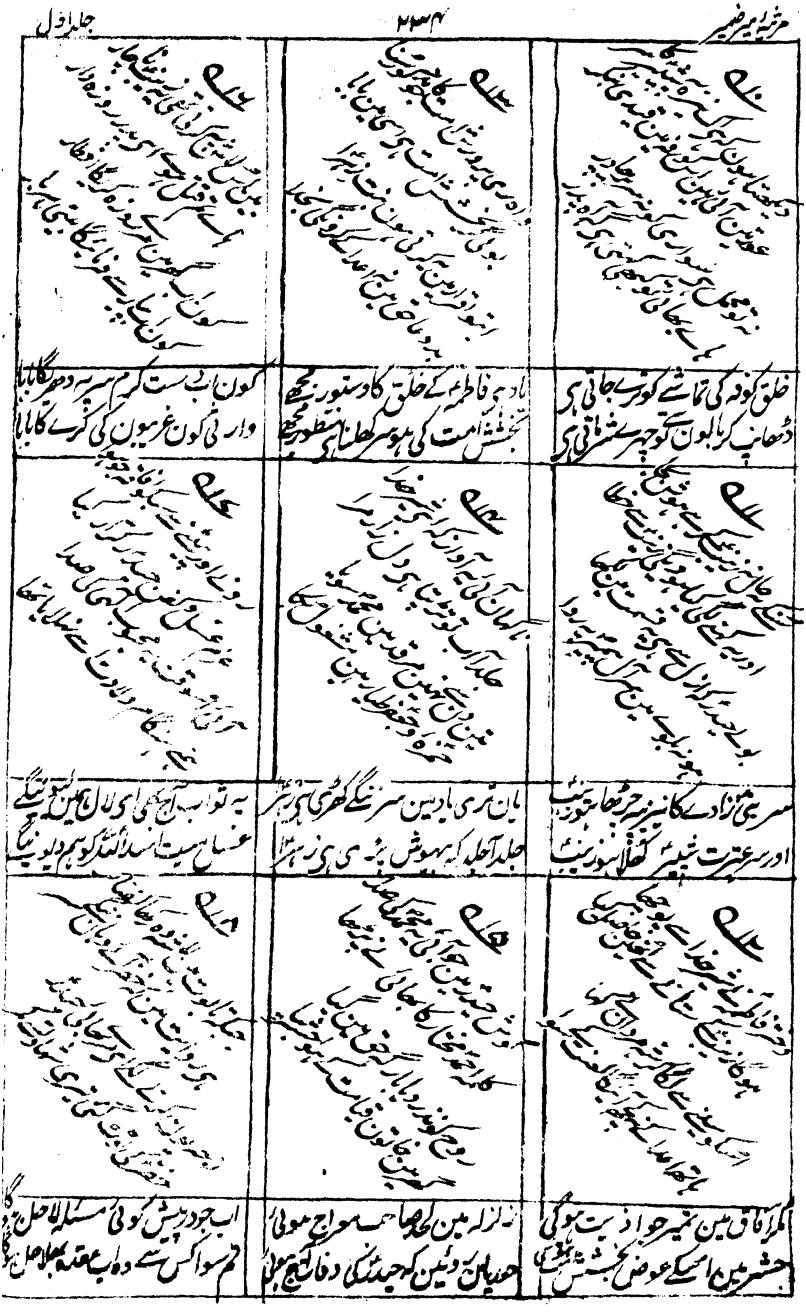
انسے ہشیار کہ ابن شہِ ابرار ہی تو
خانہ احمدِ مختار کا مختار ہی تو

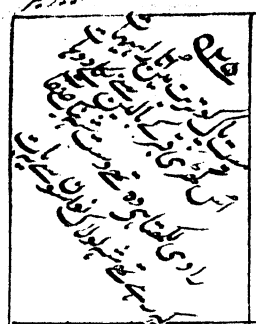
دیکھتا ہے یہ کسطرح سے مرتا ہی
یہ غلام آپکی خدمت کو پہ رہتا ہی

خلق کو اسکے عوض تیغ تلے دھر نا تو
اپنے بابا کو نہ زہر اسے تحمل کرنا تو

ساتھ لینا ہمیں فردوس میں گر جانا تم
بے پدر ہمکو نہ آفاق میں کہوانا تم

کو بہ استغاثِ حرم آج بنا ہی عباس
ہاتھ کٹوا کے لب نہر پڑا ہی عباس

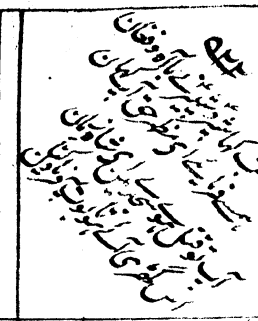




قدسیو نالہ کرو وقت یہ فریاد کا ہے
آہ تابوت پہ جبریل کے استاد کا ہے

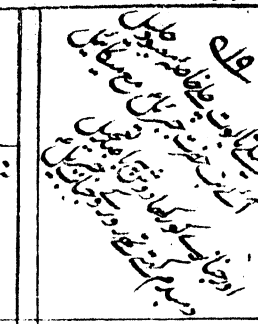
سب کہتا تھا کہ تحصیل سعادت کریں لوگ
ٹھہرو ٹھہرو کہ یہیں حیدرِ کرار کے لوگ

دیکھتے کیا ہیں کہ شاہنشہ ابرار ہے وہ
شوہرِ فاطمہ خود حیدرِ کرار ہے وہ

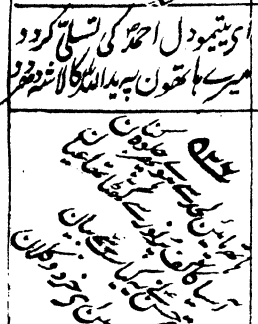


ہاں یہ کیا راز کہ تشریف جو یوں لائے ہو
آپ ہی اپنی زیارت کے لیے آئے ہو

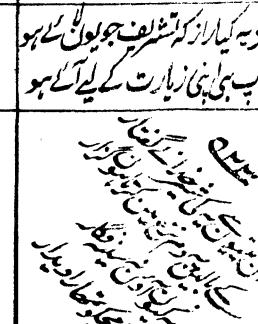
خاک ہیں چاند ولایت کا نہاں تختا ہے



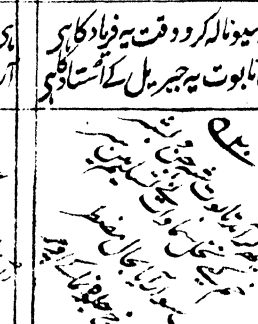
ای یتیمو دل احمدؐ کی تسلی کردو
میرے ہاتھوں پہ ید اللہ کا لاشہ دھردو



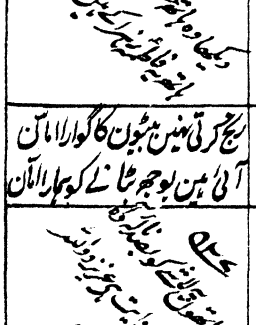
رنج کرتی نہیں بیٹوں کا گوارا ماں آن
آئی ہیں بوجھ اٹھانے کو ہمارا ماں آن



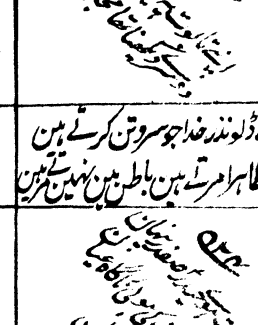
دھوم تھی خلق میں اب حشر عیاں ہوتا ہے
خاک ہیں چاند ولایت کا نہاں ہوتا ہے

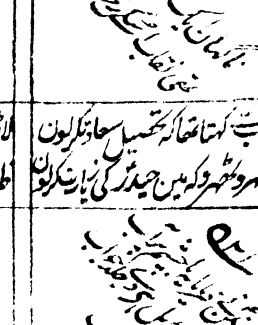


عرش کو زلزلہ تھا مومنو کی رفت سے
واعلیا کی صدا آنے لگی تربت سے



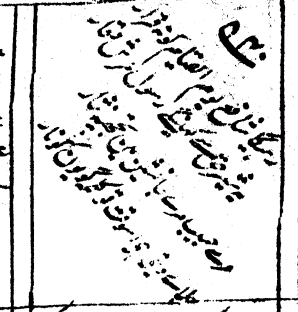
دیکھو وہ ہاتھ جو اللہ کو بیعت کر لے
اس حسن کے یہ قدم کعبۂ ہمت کر لے





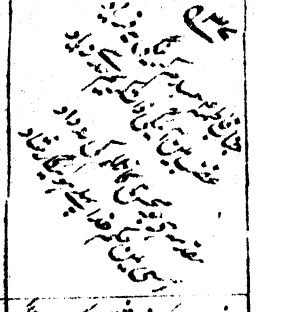
مصطفےٰ کو غم جانگاہ سے غش آتے ہیں ابنیا احمد مختار کو سمجھاتے ہیں	آئی تھی بیان اسد اللہ کے گڑوانے کو آپ ہی جاتی ہوں کلثوم کے سمجھانے کو	کچھ زبان سے نہ بجز شکر کہو اے پیارو زہر و شمشیر کے مشتاق رہو اے پیارو
آج ساداں پہ ہے ہر طرفہ تباہی فریاد ابن ہم نے ستایا ہے الٰہی فریاد	ٹکڑے اسد م جگر فاطمہ کے ہوتے ہیں کس غریبی سے مرے لال کفن سیتے ہیں	گھر کو جس وقت روان تشتر شبیر ہوئے تھے وہ دلگیر مگر اور بھی دلگیر ہوئے
اسد اللہ کے ماتم نے کمر توڑی ہے بتیسرا دن ہے کہ زہرا نے لحد چھوڑی ہے	ٹکڑے اسد م جگر فاطمہ کے ہوتے ہیں کس غریبی سے مرے لال کفن سیتے ہیں	رونے اور پیٹنے کی دھوم تھی شہ کے گھر میں شور اس طرح کا ہوگا نہ کبھی محشر میں

۳۳۶



نہ تب بنا کہ فرشتے جو دیکھ پاویں گے
مثال شمع کے دہشت سے تھرتھراویں گے

۳۳۷

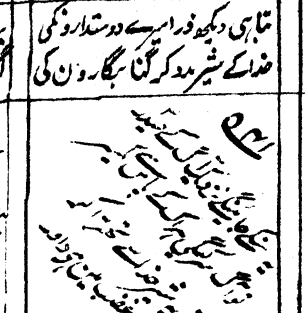


تباہی دیکھو فراسے دوستدارو نکی
خدا کے شیر مدد کر گنا ہگارو ن کی

۳۳۸

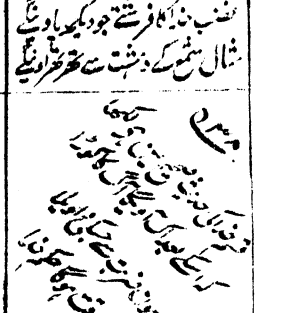
بزیر عرش نہ راہ اب بہنہ سر نہ پھرا
گنا ہگارون کی شفاعت کرے ہے سر پھرا

۳۳۹



لگا یہ کوڑا اُسے جو عمد و ہما ہے
کہ جسنے فاطمہؑ کو تازیانہ مارا ہے

۳۴۰

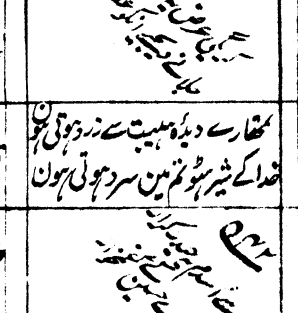


تمھارے دیدۂ ہیبت سے زرد ہوتی ہون
خدا کے شیر ہوتم مین سرد ہوتی ہون

۳۴۱

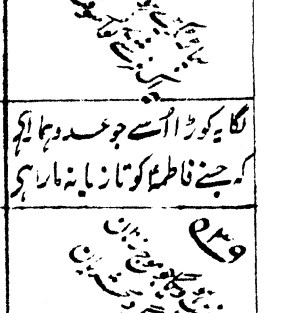
بتول تجکو قسم عرش کبریائی کی
قسم تجھے سر زینبؑ کی بے ردائی کی

۳۴۲



تمام خلق پہ نازل ہوا عذاب افسوس
بدون کے ساتھ ہے نیک بھی خراب افسوس

۳۴۳



ہر اک محب حسینؑ اس گھڑی جو روتا ہے
علیؑ کی روح کو واللہ رنج ہوتا ہے

۳۴۴

اگرچہ خاطر امت نہ اذن دیتا تھا
بتول مہر نہ قتل حسینؑ پہ کرتی

۳۴

بیٹھے گا جو سر سے آج یہ آسیب ہوا کا
حسین سے یہ کہیگا فدا تیرے خدا کا
دعا بخشے گی اس میں وہ تاثیر ہوا کا
حسین کو ہوگا یہ گمان ہے پیر ہوا کا
خلقت یہ کہے گی کہ ہے یہ ہے یہ ہوا کا
اللہ رے بگولے پہ ہے کیا زور ہوا کا

۳۵

بیٹھے گا جو گھوڑے پہ ہوگا یہ سوا لاکھ
اور فوج کی زینت کہ ہے یہ حسن کا شاہ
ہر بانکا یہ کہیگا کہ ہے یہ ہے وہ شاہ
حسین کو ہوگا یہ گمان ہے ماہ
بگڑا ہے بہت حسن کا یہ ہے یہ ہے وہ ماہ
آئی ہے بگڑ کر فلک سبز سے یہ راہ

۳۶

بیٹھے گا جو گھوڑے پہ ہوگا یہ سوا لاکھ
کہیگا اندھا بھاگ گئے دن کا ہے یہ تیرہ
آئی ہے بنا فوج کے یہ ہے یہ ہے وہ شیر
سلام اس کو کہیگا ہر اک ظالم و بے پیر
سر ننگے ہوئے سب کے جو یہ ہے یہ ہے وہ شیر
ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے

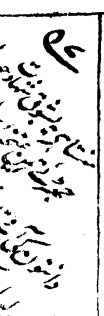
۳۷

دریا پہ جو پہنچے گا یہ درگاہ کا کبر ہے
جو بیٹھ گیا روک کے ہوگا وہ ادھر ہے
جو تشنگی ان دنوں سے ہے اس کو مقدر
ہوگا یہ وہیں ہوگا یہ وہیں ہوگا یہ وہیں
خوشی سے ہوئے سب کے نثار کیسے ہے یہ
بیٹھے گا جو یہ ہے یہ ہے یہ ہے یہ ہے یہ

۳۸

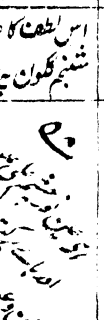
جب خیمہ خالی آپ کا اسباب لٹے گا
بچا ہوا تو سر پہ بس خیر خدا ہے
وہ نالہ و شیون ہوا شق روز جزا ہے
جب اس نے یہ فریاد کی حیران ہوا ہے
دیوان یہ کہیگا کہ ہے یہ ہے وہ ہوا ہے

۱۳



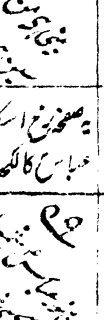
جنت کے در پہ حور و ملک کا ہجوم ہی
شبیر علیہ السلام کے شیر کے آنے کی دھوم ہی

۱۴



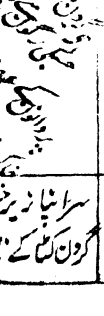
فرزند برگزیدہ شاہ نجف ہے تو
تیرا شرف علم ہی علم کا شرف ہی تو

۱۵



اس لطف کا بدوکر تمین میں عطا کرے
شبنم فلکوں پہ خندہ و دنداں نما کرے

۱۶



تڑکس ہر دیدہ گریان کے شہاب تین
ہر چشم با فغاں کی انتظار تین

۱۷

اس عاشق حسینؑ کا بھی مدح خوان ہوا
دیکھو علم بھی آپ سراپا زبان ہوا

۱۸

یہ صفحہ نوح اسکا مقدر رقم ہی
عباس کا لکھا ہوا چہرہ پہ نام ہی

۱۹

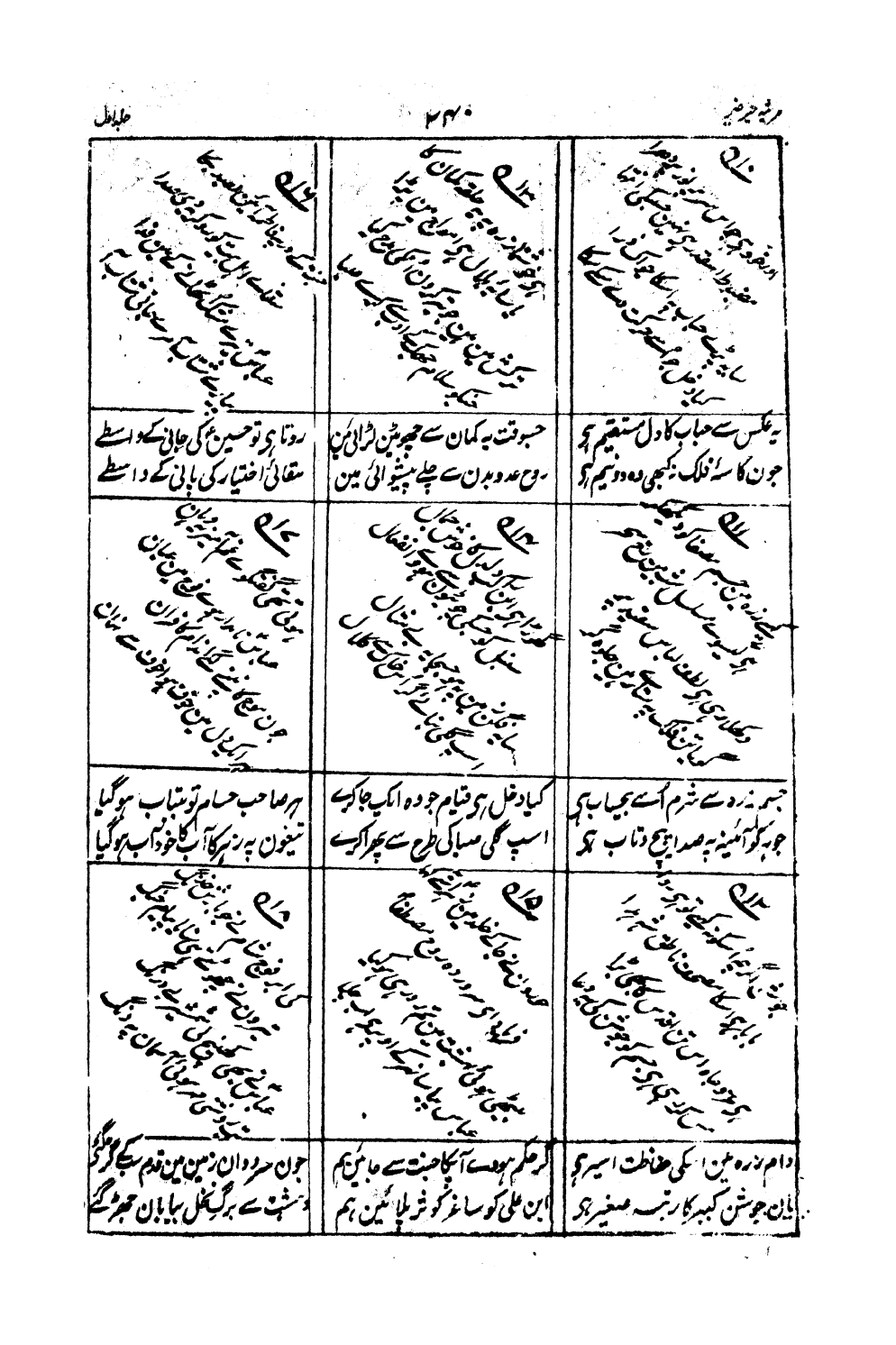
سن سنکے پیاس فلسطین حور و زین کی
بیہوش ہو پڑی ہوں ادا حسن کی

۲۰

ہی شدت عطش مین شہادت قبول کی
قوت ہی دل مین الفت سبط رسول کی

۲۱

سر اپنا زیر خنجر اعداد دھریگا
گردن کٹا کے نام کو روشن کریگا یہ



۱۱۹

۱۲۰

۱۲۱

یہ عکس سے حباب کا دل مستقیم ہے
جون کا سہ فلک نہ کبھی وہ دو نیم ہے

حسوقت یہ کمان سے چھوٹے لڑائی مین
روح عدو بدن سے چلے پیشوائی مین

روتا ہے تو حسین کی جانی کے واسطے
سقائی اختیار کی پانی کے واسطے

۱۲۲

۱۲۳

۱۲۴

جسمہ نرہ سے شرم کے بیحاب ہے
جوہر کو آئینہ پہ صدا پیچ و تاب ہے

کیا دخل ہے قیام جو وہ ایک جا کرے
اسپ گلی صبا کی طرح سے پھرا کرے

ہر صاحب حسام تو بتاب ہو گیا
تیغون پہ زہر کا آب کا خود آب ہو گیا

۱۲۵

۱۲۶

۱۲۷

دام نرہ مین اسکی حفاظت اسیر ہے
یان جوشن کبیر کا رتبہ صغیر ہے

گر حکم ہو تو آپکا جنت سے جائین ہم
ابن علی کو ساغر کوثر پلائین ہم

جون سرو وان زمین مین قدم سب کے گر گئے
دشت سے برگ گل بیابان جھڑ گئے

۲۴

جب حملہ کیا وہ شیر خدا فتح یاب تھا
ہر ایک کا لہو تھا جو تیغ آب تھا

۲۵

ہر اک قدم پہ پیک اجل سد راہ تھی
عباسؑ نامور پہ تری قتل گاہ تھی

۲۶

ہاتھوں نے ذی صداجو متین سے جدا ہوئے
شکر خدا حسین کے اوپر فدا ہوئے

۲۷

جو جو کہ تھے حقوق غلامی ادا کیے
میں نے تمھارے لعل پہ بازو فدا کیے

پیاسا لعین جو قتل کریں مجھ ملول کو
کس طرح چین قبر میں آوے بتول کو

عابدؑ سے میرا حال جو اظہار کیجیو
مولا مری طرف سے بہت پیار کیجیو

عباسؑ پیارا بھائی مرا مجھ سے چھٹ گیا

مشکل ہوا جو ضبط دل چاک چاک پر
عباسؑ نامدار گرے روے خاک پر

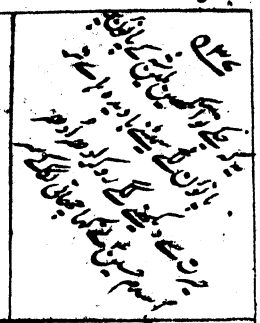
حب بن چکے مزار تو کرنا یہ کام تم
لکھنا مری لحد پہ سکینہؑ کا نام تم

اس سکسبی و غم میں تمھیں چھوڑے جاتے ہیں وہ
بابا چلو شتاب کہ دم توڑے جاتے ہیں وہ

اب خاک ابن فاطمہؑ جیٹے کا نام لے
اے بھوکے پیاسے آکے کہ میری تمام لے

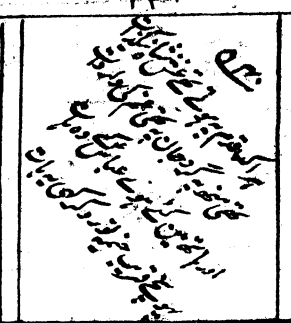
شربت وہ پیکے آہ سکینہ جو رو سکی
واللہ نذر تیری وہ مقبول ہو گئی

۳۴



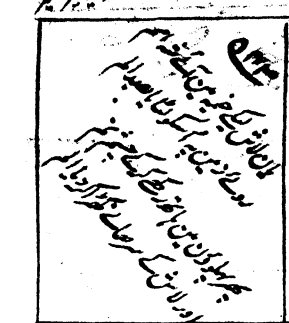
ہر اک طرف کو دیکھتے ہو چشم یاس سے
ای بھائی جان سدھارتے ہو کیدھر پاس سے

۳۵



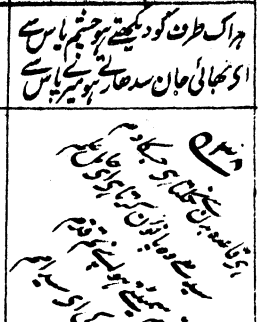
لایا ہوں میں ذات سے مقتول بھائی کو
خیمہ سے ای سکینہ اکہل پیشوائی کو

۳۶



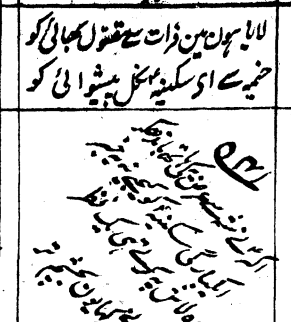
عباس کے الم کا فزوں جوش ہو گیا
سطبار سول خاک پہ بیہوش ہو گیا

۳۷



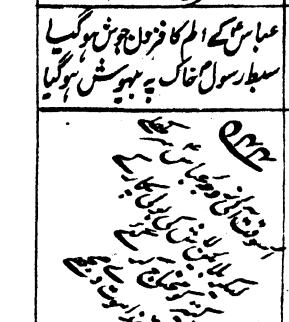
جاے ادب ہو خاک پہ ہیں ہم پڑے ہوئے
ہیں میرے پائنتی شہ مردان کھڑے ہوئے

۳۸



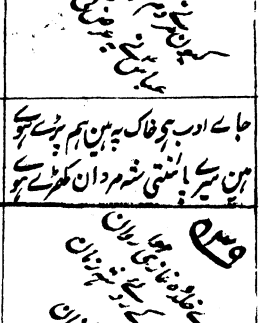
لاشا حسین لایا ہو خیمہ میں جاؤ تم
بھیا سکینہ جان کو اسدم چھپاؤ تم

۳۹



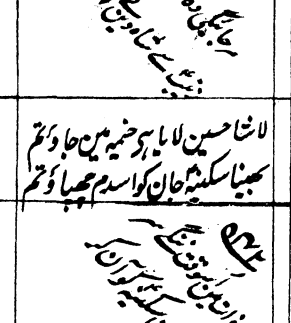
تشویش ہو سمجھے جو مدینہ میں جا کوئی
حضرت کی والدہ کو میں کیا منہ دکھاؤں گی

۴۰



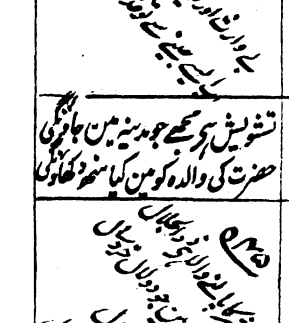
عباس نامدار نے ہمسے جدائی کی
بھائی کمر کو توڑ گیا اپنے بھائی کی

۴۱



تم پیار کر رہی ہو جو مجھ نا توان کو
کیا ظالموں نے قتل کیا باباجان کو

۴۲



جنبک جینگے دست تاسف ملینگے
ستلایئے کہ سایہ میں کسکے بیٹھینگے

۵

اسکی بھی بھوکی نہ رہا ہے کوئی
لاشے کے لیے بھیجے ہے کھانا کوئی

اچھا ہے یہ بھوکا ہو سے کھانا نہ کھائے
دشمن کے بھی گھر سے نہ کوئی بھوکا جائے

دروازے پہ آئے تو گدا لوٹ نہ جائے
واریث ترا حسن علیہ السلام ہے

۶

کی آل نبی نے جو فراہم یہ رسد
اور ایک بہت سبط پیمبر کا تھا مسند

بانو نے کہا بیٹھ کے یہ بیبیوں کے پاس
بابا سے نہ کھانا تو بھوکی نہ رہے پاس

عباس کی بیوی ہے یہ عباس کی ہمراہ
بچوں کی طرح ان کی بھی ہے آج نباہ

۷

کرتی تھی یہ ہر شے کو جو تقسیم بہ میزان
سر بیبیوں کی جو سکینہ پہ گئی دھیان

اصغر کو نہ پایا تو ہوئی اور پریشان
زینب سے کہا بیبی نے اصغر ہے کہاں جان

عباس کو بھیجا ہے علمدار کے ہمراہ
پانی کو گئے ہیں وہ علمدار کے ہمراہ

۸

بیبی نے کہا بھائی سکینہ ہے پریشان
لیتی ہے کہ اصغر سے ملا دو مجھے بھیا

بولی کہ لگا پیاس سے بیتاب ہے مہمان
بیبی نے کہا بھائی سے اے شاہ خوبان

بھوکی ہے یہ ننھی سی ہے بیمار ہے بھیا
اصغر کو ذرا پیار ہے بیمار ہے بھیا

۹

فرمایا حسین نے کہ سکینہ ہے یہ نام
بیبی نے کہا اصغر کو ہے پیاس سے آرام

بولی کہ سکینہ سے ہے اصغر کو بہت کام
بیبی نے کہا دل ہے سکینہ کا یہ آرام

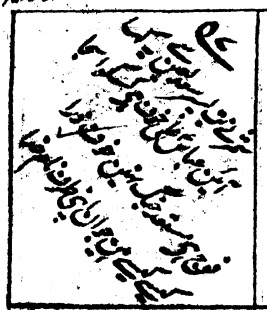
بھوکی ہے یہ ننھی سی ہے بیمار ہے بھیا
اصغر کو ذرا پیار ہے بیمار ہے بھیا

۱۰

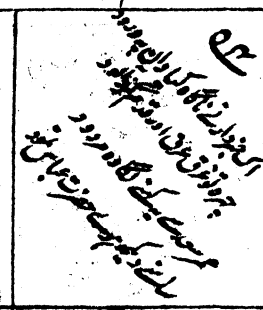
فرمایا حسین نے کہ سکینہ ہے یہ نام
بیبی نے کہا اصغر کو ہے پیاس سے آرام

بولی کہ سکینہ سے ہے اصغر کو بہت کام
بیبی نے کہا دل ہے سکینہ کا یہ آرام

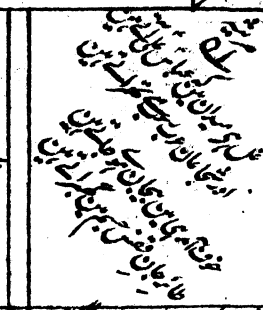
بھوکی ہے یہ ننھی سی ہے بیمار ہے بھیا
اصغر کو ذرا پیار ہے بیمار ہے بھیا



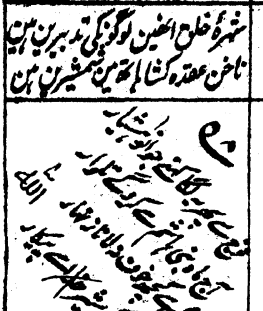
غل ہے اک شور ہے طاقت نہیں گھبرائی ہے
آمد آمد پسرِ حیدرِ کرار کی ہے



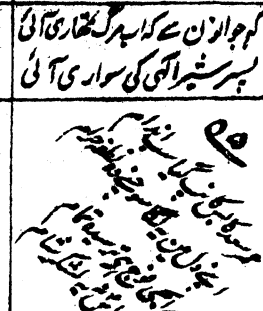
کہو جاؤن سے کہ اب مرگ تمھاری آئی
لے پسر شیرِ الٰہی کی سواری آئی



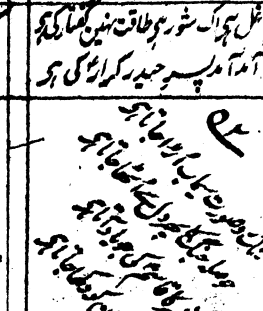
شہرۂ خلق انھیں لوگوں کی تدبیریں ہیں
ناخنِ عقدہ کشا ہاتھ میں شمشیریں ہیں



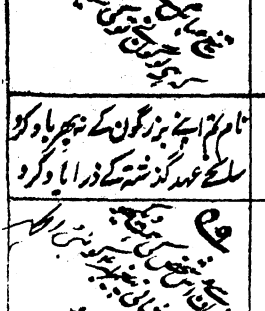
پشت خم زن میں کمانوں کی نظر آتی ہے
دھار تلوار کی دشمن سے چڑھی جاتی ہے



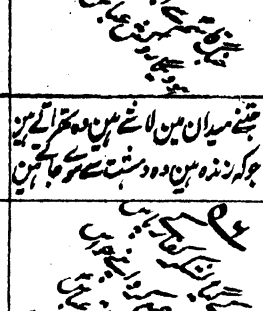
جتنے میدان میں لاتے ہیں وہ تھرّاتے ہیں
جو کہ زندہ ہیں وہ دہشت سے سوے جاتے ہیں



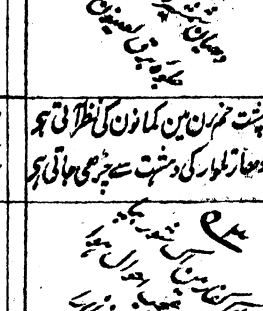
نام تم اپنے بزرگوں کے نہ برباد کرو
سلکے عہد گذشتہ کے ذرا یاد کرو



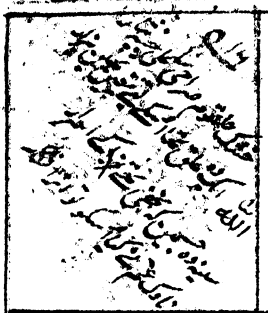
زخمی فوج ستمگار گرے جاتے ہیں
دھوپ میں لاشے شہیدوں کے نظر آتے ہیں



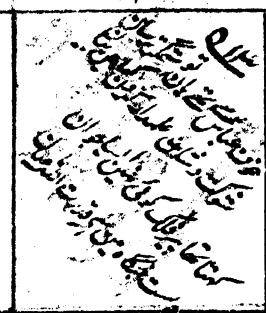
جنگ عباس کی کس شخص میں ہمت ہوگی
شیر کے بیٹے میں بھی شیر کی طاقت ہوگی



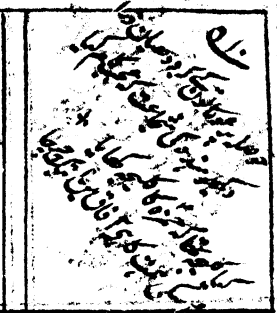
دل سے ارمان وفا آج سراسر نکلے
چاہیے فاطمہ جنت سے کھلے سر نکلے



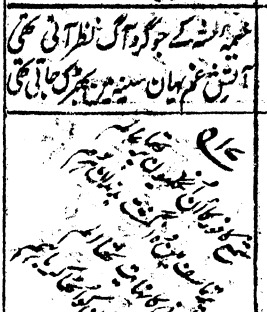
شہر کوفہ میں لڑائی کا عجب ڈھنگ کیا
عورتوں ہی نے مسلم کو نہ تنہا سنگ کیا



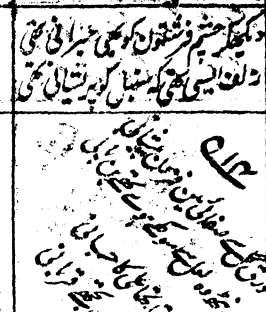
دیکھکر حشر فرشتوں کو بھی حیرانی تھی
دلف ایسی تھی کہ سنبھل کو پریشانی تھی



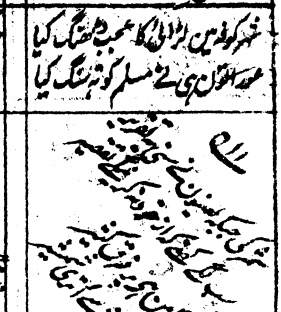
غنچۂ لالہ کے جو گرد آگ نظر آتی تھی
آتش غم یہاں سینہ میں بھڑک جاتی تھی



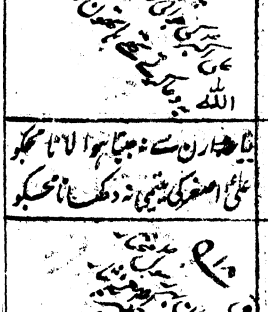
شان عباس کی شان اسد اللہی ہے
اسکے بازو میں بھرا زور ید اللہی ہے



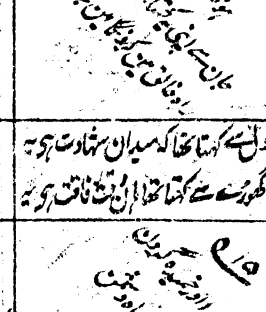
دل سے کہتا تھا کہ میدان شہادت ہے یہ
گھوڑے سے کہتا تھا اس وقت فراغت ہے یہ



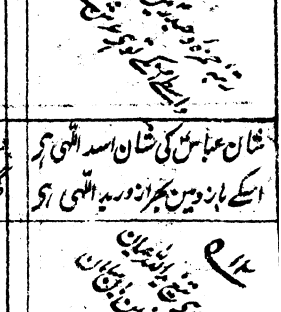
بنا ہارن سے نہ بجتا ہوا لانا مجکو
علمِ اصغر کی قسم نہ دھکا نا مجکو



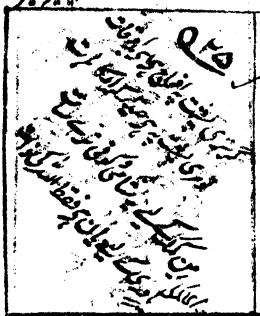
ہر طرف زخم سے جی بھر کے لہو جاتی تھی
پر جو قتل تلک آج تو یہ کاٹیگی



سامنے آنکھوں کے تینوں جو چمک جاتی تھیں
خود بخود مچھلیاں بازو کی پھڑک جاتی تھیں



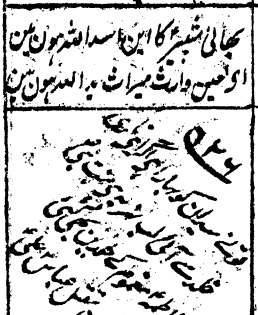
قطع سمجھے کوئی انسان و اسد کرے،
نگہ مہر سے ذرے کو تو خورشید کرے



عکس افگن ہیں سر پر علم تر نبا ہی
دھوپ میں سایہ شاخ شجر طوبا ہی

ہو کے قربان شہ مظلوم پہ مر جاؤ نہیں
نام کچھ حسبہ کرار کا کر جاؤ ن میں

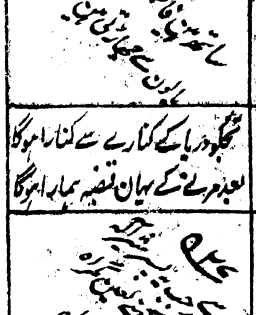
بھائی شبیر کا ابن اسد اللہ ہوں میں
اے حسین وارث میراث ید اللہ ہوں میں



اس علم سے ہوئی تو قیر فراوان مجھے
تھا سکینہ ہی کی سقائی کا ارمان مجھے

شہ بیکس پہ صدا صاحب معراج حسین
بوند پانی کے لیے آج ہے محتاج حسین

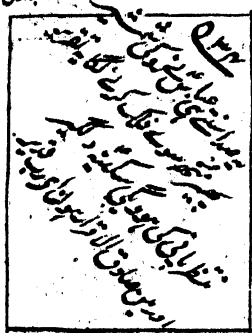
تجھ کو دریا کے کنارے سے کنارا ہوگا
بعد مرنے کے یہاں قبضہ ہمارا ہوگا



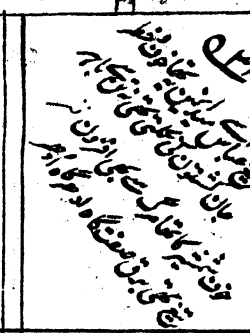
یا نبی نا دان سکینہ کو تو بھجوا دیں میں
پھر تڑپتی راہ میں علقمہ کو کنواؤں میں

تاج زرین کی اگر زیب ہے تیرے سر پہ
سایہ شہپر جبریل ہے میرے سر پہ

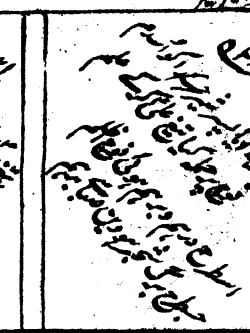
کون کہتا ہے کہ شبیر مسلماں نہیں ہیں
ہم سپاہی ہیں ہمیں خطرۂ ایماں نہیں ہیں



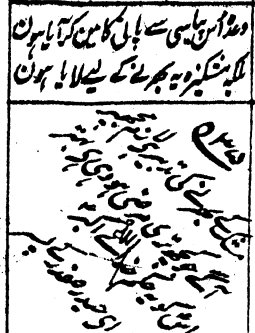
سر کفار پہ جب تیغ چمک جاتی تھی
آنکھ خورشید کی گردوں پہ جھپک جاتی تھی



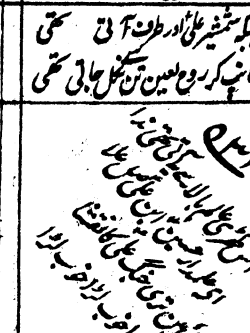
جبکہ شمشیر علیؑ اور طرف آتی تھی
کاٹ کر روح لعین تن سے نکل جاتی تھی



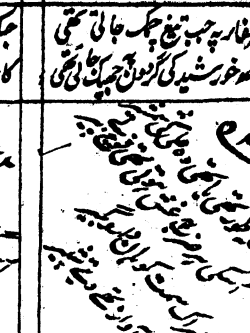
وعدۂ حسن جہاں سے پالی کا میں کر آیا ہوں
لکہ شمشیر وہ بھرنے کے لیے لایا ہوں



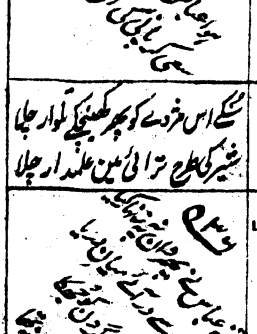
رعب شمشیر سے واں مرگ بھی تھرائی تھی
واہ کی قبر پہ ہر گھاٹ سے صدا آتی تھی



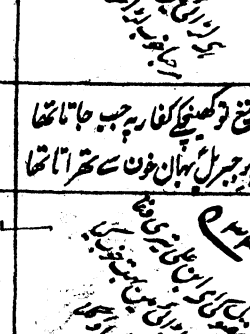
تیغ تو کھینچے کفار پہ جب جاتا تھا
پر جبرئیلؑ یہاں خون سے تھراتا تھا



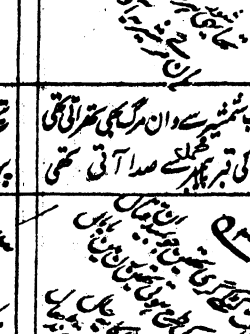
شکے اس مژدے کو پھر کھینچکے تلوار چلا
شیر کی طرح ترائی میں علمدار چلا



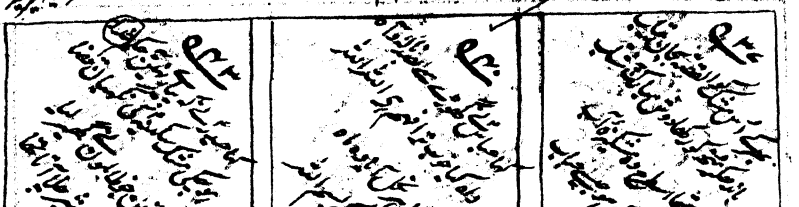
خود سر کرکے دلیران تسکل یہ دکھلاتے تھے
زیر پا آبلہ کی طرح نظر آتے تھے



ہو کے شمشیر بہ فرمان یہاں آؤ تم
اپنی تسلیم و رضا بھی مجھے دکھلاؤ تم



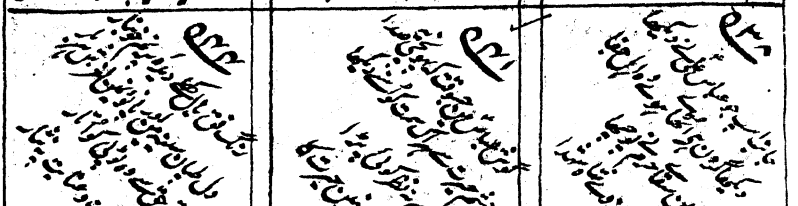
جو مع نیرنگ یہ عباس کو دکھلاتا ہے
پانی اُس مشک میں آ آکے خلل جاتا ہے



یاد شبیر میں عباسؑ وہاں روتے تھے
علم و دستک پہ قربان علیؑ ہوتے تھے

دل ہی مشق ستم مظلوم میں قربان ترا
ای مری جان ہو اللہ نگہبان ترا

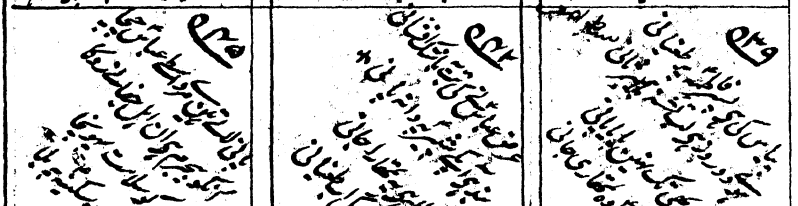
تن پہ عباسؑ کے واں تیغ زنی ہوتی تھی
یاں سکینہؑ در خیمہ پہ کھڑی روتی تھی



ہی گمان جی نہ صدمہ مجھے دکھلائے کہیں
بوند پانی کی مرے منہ میں نہ پھر جائے کہیں

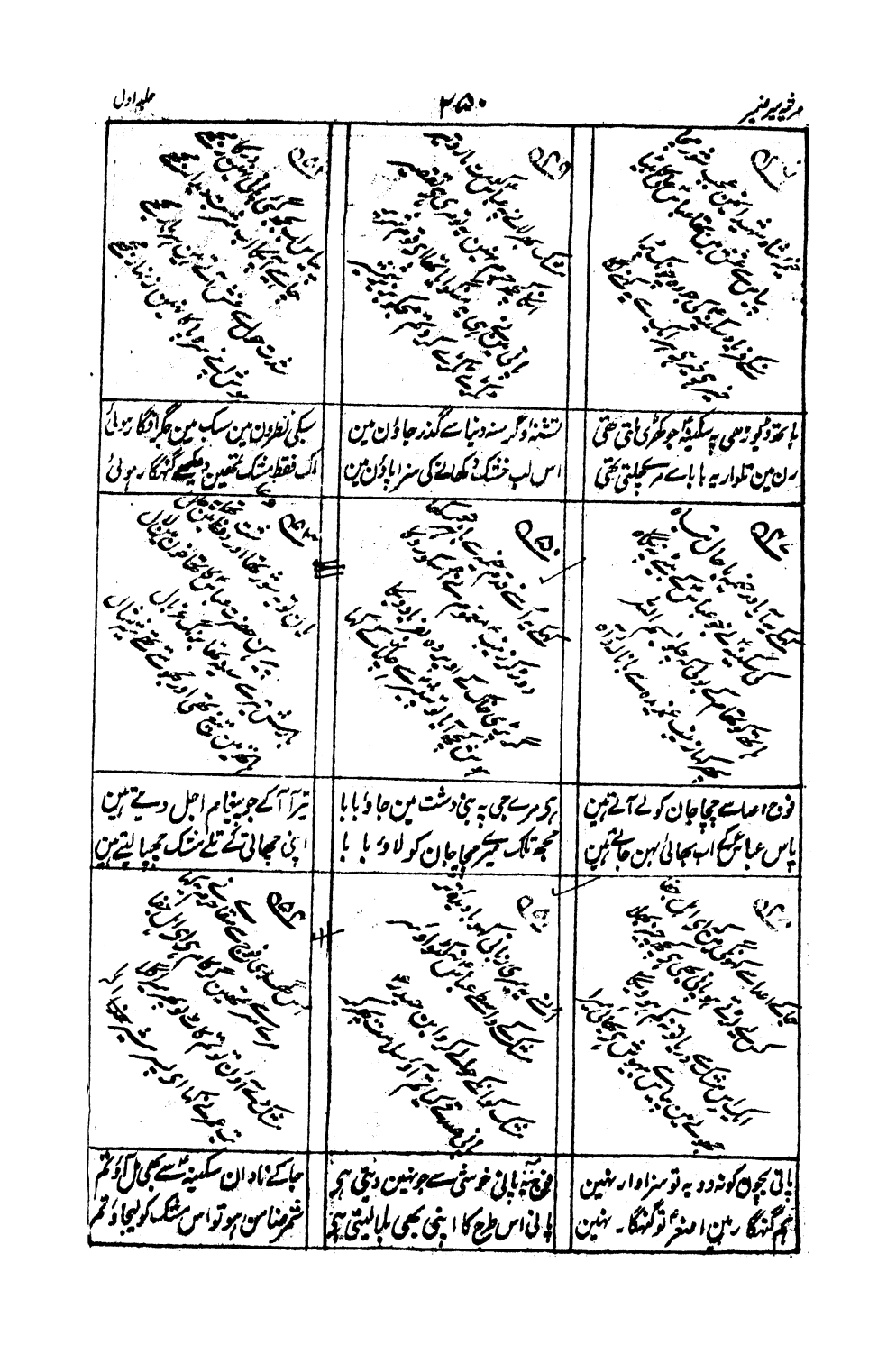
اسد اللہ ہوں اور غالب ہر غالب ہوں
میں ترا باب علی ابن ابی طالب ہوں

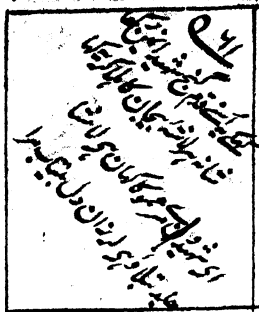
جلد یہ مشکل دشوار کر آسان مری
بدلے عباسؑ کے لے بلا سے جان مری



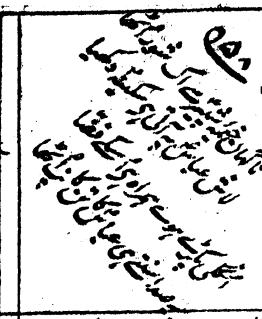
پیاس سے عشق میں پڑا عابد آزاری ہی
پانی پینا مرے نزدیک گنہگاری ہی

دستگیر دو جہاں اور شہ مردان ہو تم
یا علیؑ مشکل سکینہؑ کے نگہبان ہو تم

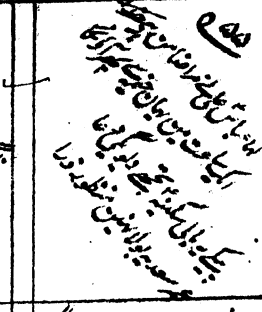




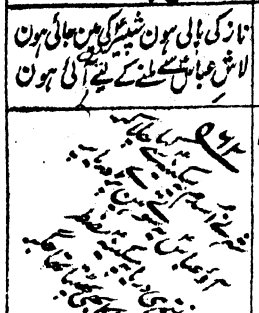
بنت شبیرؑ جو سیراب وہاں ہووے گی
فتح کے ہونے میں تاخیر یہاں ہووے گی



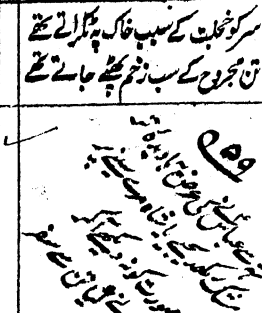
سر کو خجلت کے سبب خاک پہ ٹکراتے تھے
تن مجروح کے سب زخم چھپے جاتے تھے



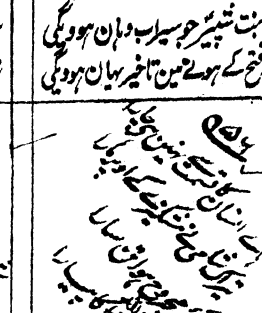
ناز کی پالی ہوں شبیرؑ کی میں جائی ہوں
لاش عباسؑ سے ملنے کے لیے آئی ہوں



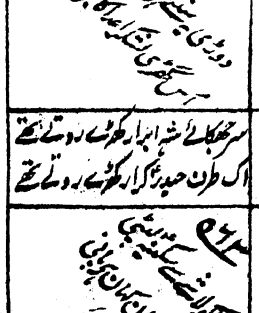
یہ صدا سنتے ہی یا سے شہ ذیشان چلے
ننگے سر روتے ہوئے با سر عریان چلے



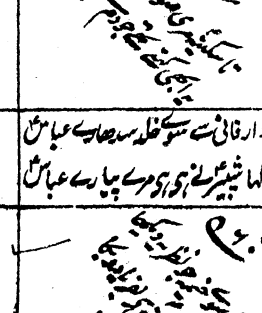
دار فانی سے سوئے خلد سدھارے عباسؑ
کہا شبیرؑ نے ہی ہی مرے پیارے عباسؑ



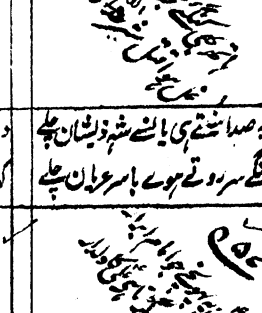
سر جھکائے شہ ابرار کھڑے روتے تھے
اک طرف حیدرؑ کرار کھڑے روتے تھے



وقت مرنے کے عجب رنج اٹھایا میں نے
حیف پانی نہ سکینہؑ کو پلایا میں نے



دھوپ چادر سے نہ تو سر پہ عریاں مرا
ہی پڑا دشت میں اسوقت چھپا جاں مرا



شرم ہو ابن علیؑ تجھ کو نہ دکھایا منہ کو
لاش نے ریگ بیاباں میں چھپایا تن کو

۲۵۲

از ابر رو ضۂ شاہ و شہد اکر مجلس
جو مرد دل کے مطالب ہیں عطا کر مجلس

السلام

۱ گل نغمہ ہے جس کے کھلنے سے ہر اثر خاک کا

۲ سلامی ہے جس کی ہر مرغزار لالہ کا

۳ ہر جو ہر کہ قیمت ہو اور شہ لالہ کا

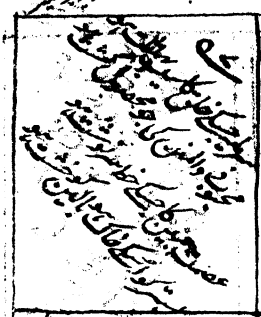
۴ جو زیبا کہ ہلا نہ ہو کسی خاک کا

۵ بلا نوش شعر اب یہ ہے اہم ہیک کا

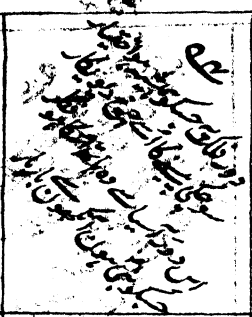
۶ ہیک جو ہر کو ملا ہے جو خسرو خاک کا

۷ ہیک جو ہر کو ملا ہے جو خسرو خاک کا

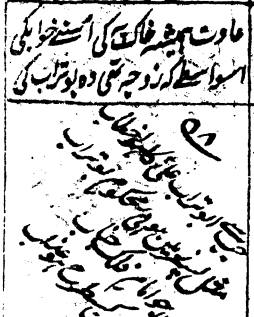
۸ ہیک جو ہر کو ملا ہے جو خسرو خاک کا



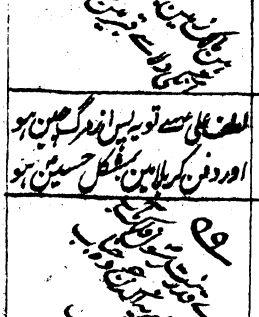
خیر النساء سے تھے شفاعت کے واسطے
اور اہل بیت اُسکے مصیبت کے واسطے



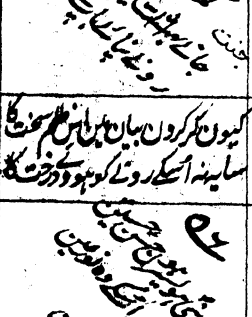
گردش یہ کیا تری فلک بیمدار ہی
کیا انقلاب تیرا یہ اے روزگار ہی



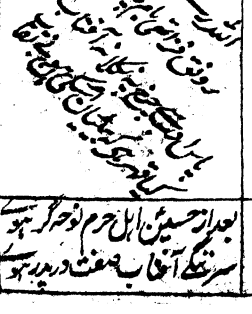
عادت ہمیشہ خاک کی اُسنے خوار کی
اسواسطے کہ زوجہ تھی وہ بوتراب کی



کھانا نہ اُسکے گھر میں ہو دو فرد نان کے لیے
چادر کو کپڑا ہو وے نہ پیوند کے لیے



کیونکر کروں بیان میں اُس ظلم سخت کا
سایہ نہ اُسکے روئے کو ہو دو درخت کا



لطف علی سے تو یہ پس از مرگ ہین ہو
اور دفن کربلا مین بمشکل حسین ہو

کیونکہ بی فاطمہ کا بھلا ہم ادب کرین
آوے زبان پہ نام تو تعظیم لب کرین

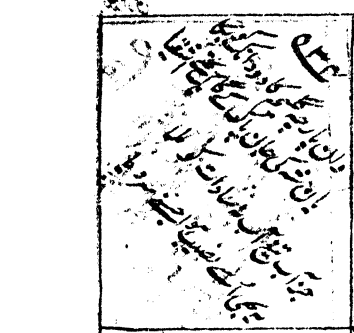
سو تین دن کے بعد اُسے نان جو ملے
چرخ کہن تو تو کو یون رنج نو ملے

بعد از حسین اہل حرم نوحہ گر ہوے
سر تا بکے آفتاب صفت در بدر ہوے



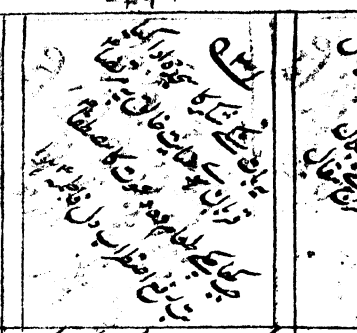
۱۹	۲۲	۲۵
اک دانگ کو تو قیمتِ رومن میں دیجیو اور دوسرے کا ظرف گلی مول لیجیو	کیا جود ہے نہ اپنی تو حاجت روائی کی شکلکشائے غیر کی مشکلکشائی کی	شہ بولے نقد کا نہیں مقدور ہے مجھے گر قرض دے یہ ناقہ تو منظور ہے مجھے
۲۰	۲۳	۲۶
اک دانگ کے کوڑی کے کوڑی کے کوڑی کے اک دانگ کے کوڑی کے کوڑی کے کوڑی کے	دو دانگ کس کنیز کو دیتا ہے تو نہال فرمایا اختیار میں آقا کے ہے مجال	اس کا ہے کام قرض دے اور مانگ لے ثواب فرمایا قرض دیتے ہیں اہلِ کرم طلب
ناگاہ آسمان سے یہ مچھر بلا گری اکبارگی زمین پہ مہین بدبست وپا گری	گاہے تو بادشاہ ہیں گاہے گدا ہیں ہم پر شکر حق کہ خاص غلامِ خدا ہیں ہم	بازار کی طرف کو امام ہدا چلے اشتر کے بیچنے کے لیے مرتضا چلے
۲۱	۲۴	۲۷
اب فکر ہے جو سامنے آقا کے جاؤنگی کیا سرگذشت اپنی میں اسکو سناؤنگی	عبد حقیر خالقِ ارض وسما ہوں میں ہوں احتیاج مند شتر بیچتا ہوں میں	کھانا کھلاؤ اسکا بسالت مآب کو اب قیمت شتر سے خرید و ثواب کو

۲۹



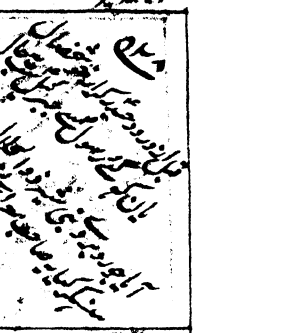
ای جانشین صاحب معراج واہ واہ
کیا خوب کی خرید و فروخت آج واہ واہ

۳۰



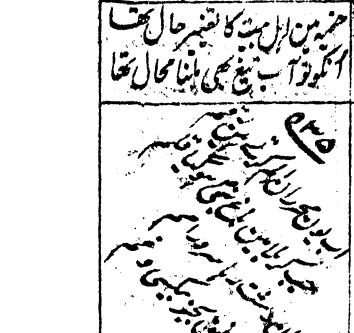
کیا رفع احتیاج علی کبریا نے کی
گویا رسول پاک کی زینت خدا نے کی

۳۱



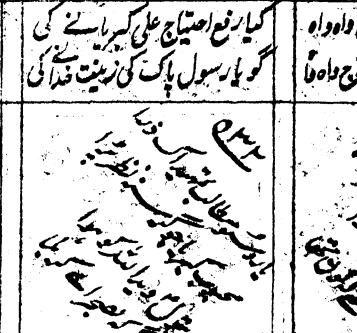
جز یاس حسرت اور تھا حاصل حزیں کا
تھا آنکو تو آب تیغ بھی پانی محال تھا

۳۲



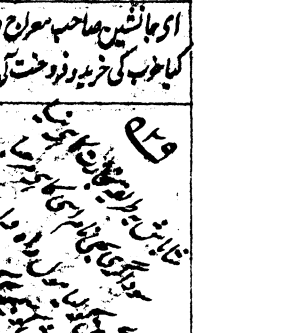
وہ اک فرشتہ چرخ سے آیا تھا یا علیؑ
اور ناقہ صہبا کو لایا تھا یا علیؑ

۳۳



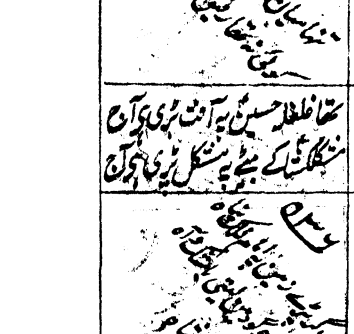
قابے پہ فاقہ جبکہ ہوا ہوگا شاہ پہ
کیا صدمہ ہوگا قبر میں شیر آکہ پہ

۳۴



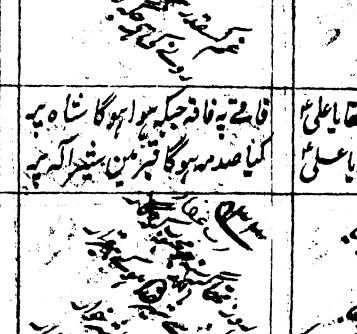
تھا غلغلہ حسینؑ پہ آفت بڑی ہے آج
منگلکنا کے بیٹے پہ مشکل پڑی ہے آج

۳۵



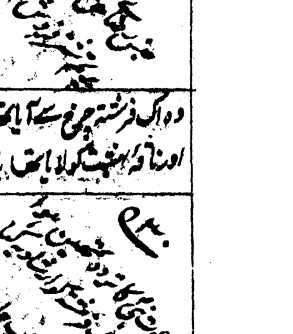
جب سے کہ ہاتھ بیچ کے آئے احتیاج ہے
سامان مرے رسولؐ کی دعوت کا آج ہے

۳۶



سب رو کے یہ کہتے تھے ذوالجود سے سوئے
ہر گز نہ نکلے ہونگے علیؑ اپنی گور سے

۳۷



ہر گرد این فاطمہؑ کے جسم پاک کر
یہ گو سوار عرش کا ہے آج خاک پہ

۳۴	۳۵	۳۶

سلام

السلام علیک یا ابا عبد اللہ

السلام علیک یا ابا عبد اللہ

السلام علیک یا ابا عبد اللہ

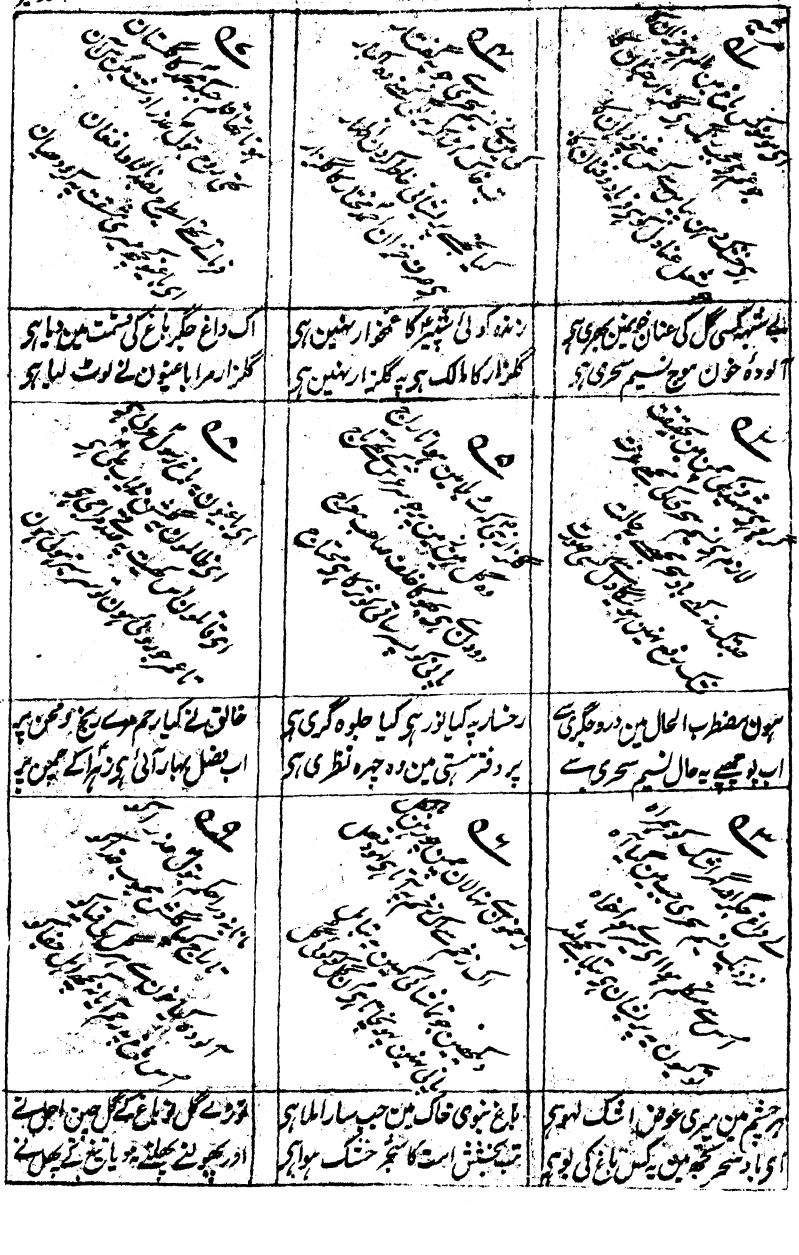
السلام علیک یا ابا عبد اللہ

السلام علیک یا ابا عبد اللہ

السلام علیک یا ابا عبد اللہ

السلام علیک یا ابا عبد اللہ

السلام علیک یا ابا عبد اللہ



۱۰

آغوش میں پالا تھا جنھیں شیر خدا نے
وہ پھول بھرے دامن صحرا میں قضا نے

۱۱

گلہا ہی دل شبیر کو اسوقت خوشی ہو
مجھ بندے کی درگاہ میں تیری طلبی ہو

۱۲

سر کھلنے کی زینب کے مجھے فکر بڑی ہو
اسکا بھی نہیں غم ہو اگر تیری خوشی ہو

۱۳

شغول تماشائے گل زخم بدن ہو
یہ گل ہو نہ غنچہ ہو نہ وہ اسکا چمن ہو

۱۴

بیغایۂ مخلوق کو جو رکھتا ہو فلق میں
جو تو کرے بہتر ہو وہی بندہ کے حق میں

۱۵

معلوم ہو تجکو جو ہوس ہو مرے جی میں
الفت مجھے پیاری ہو رسول عربی کی

۱۶

ہیں دھوپ میں دو روز کی از بسکہ چلے ہم
اشادہ ہیں کس شجر کے سایہ کے تلے ہم

۱۷

سب کچھ مجھے الفت میں تری بھول گیا ہو
اک خلق کتا تو مجھے یاد رہا ہو

۱۸

الفت کسی مطلب کی بھی ہو زہر کروں میں
ہرگز نہ سکینہ کو کبھی پیار کروں میں

۱۹

کچھ غم نہیں دو روز کی اس تشنہ لبی کا
اتنا ہی ہے اثر منھ میں زبان نبوی کا

۲۰

ہمسے تو کوئی کام ترا ہو نہیں سکتا
گر شکر بھی کیجے تو ادا ہو نہیں سکتا

۲۱

اُس دم بھی نہ تھا کوئی نہ اسدم بھی کوئی ہے
جب بھی میرا وارث تھا تو اب بھی تو ہی ہے

۲۲

تنہا چہ ہوا کچھ مجھے وسواس نہیں ہے
قاسم نہیں اکبر نہیں عباس نہیں ہے

۲۳

حلال مہمات جہان آپ کا جو ہے
ای ساقی کوثر کے خلف وقت دو ہے

۲۴

اکبرؑ کی زیارت کا مجھے شوق ہوا ہے
کسطرح کہوگے کہ اُسے نیزہ لگا ہے

۲۵

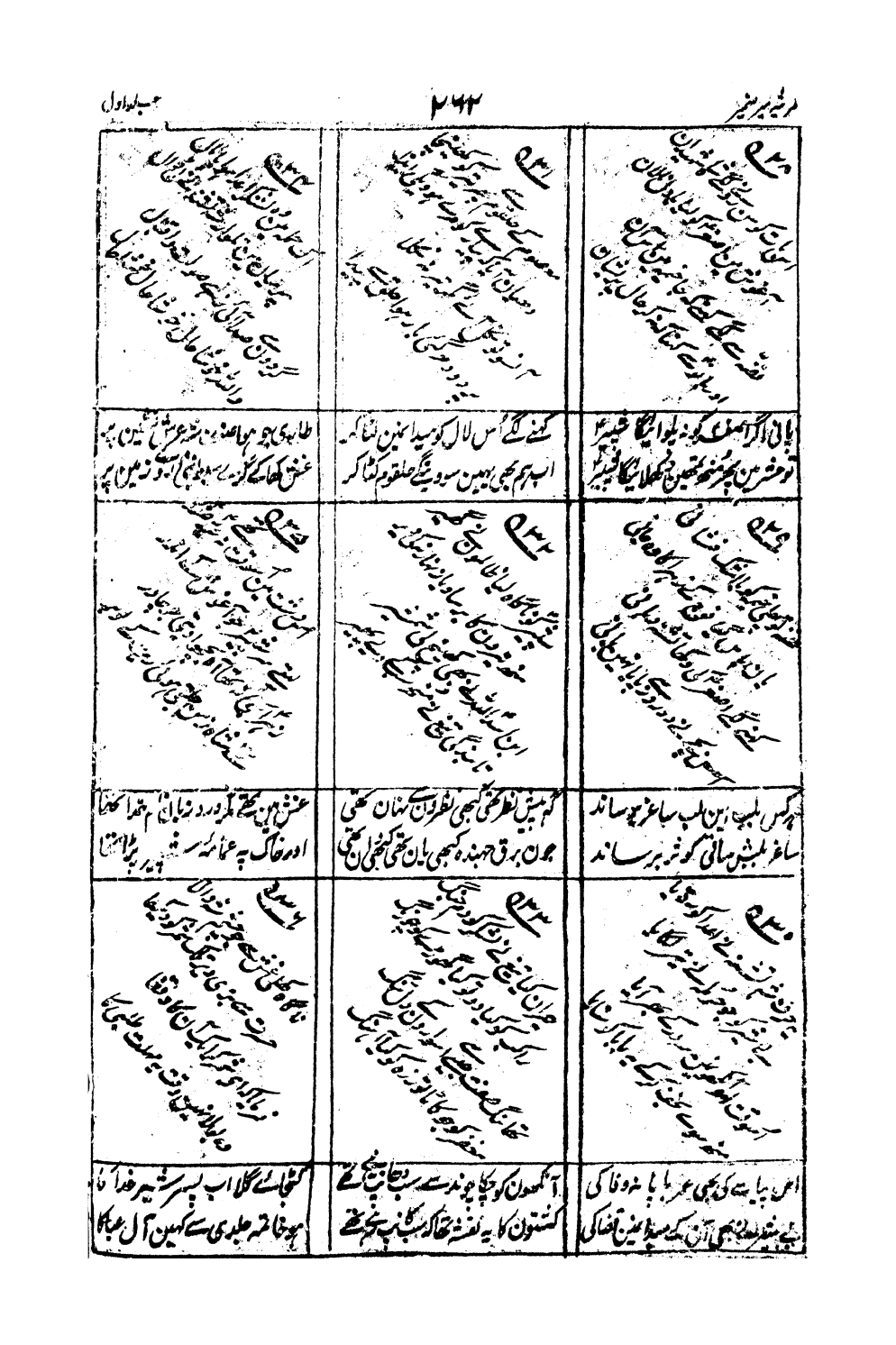
اب وہ میں آنے کی اسے نرم ہوا ہے
اشکوں کی نقاب اس لیے چہرہ پہ پڑی ہے

۲۶

پانی بھی نہ یاں غسل کو حیت کو ملیگا
مردہ بھی کفن کے لیے محتاج رہیگا

۲۷

تم کو دکھے بے شیر کی آب پیاسن کجا
اک بوند اسے پیاس میں باشاہ پلا دو



۳۳۸

شب کو کہا یہ اوس نے قرار دھیان کر دھرو
وہ آسرا ہی کیا ہے جو کل پر گمان کر دھرو

دفتر بھی ہے الم کا ورق بھی ہے نظر بھی ہے
ہاں کس کسی کی خاطر تم داستان کر دھرو

وہ آسرا جو کل کا مرے ارمان نکلجائے
سر کو دھنوں نہ پھر کے ہوا در زبان نکلجائے

۳۳۹

شب کی شبیر نے پھر جانب آواز
اور یہ کہا کہ آ پہنچا فرزند کو میرے ناز

بیٹا تم مشہادت میں ہو اوروں سے سوا
وقت مصیبت ہے آتا ہے صبر کا صلہ

جنجیر قاتل سہان ہی جائے گلے سے
خنجر قیامت مجھے لپٹائے گلے سے

۳۴۰

بیٹے نے بھی جواب دیا بہر التماس
آغوش میں خاطر تو رکھا شب بحر

نظروں کی گل کو دن پہ رکھا شب بحر
اک آدمی نہ ہم نے جو ہیں سوز جگر سے

خنجر کھائے گا گلے پہ ہمارے ہی واسطے
افلاک بھی سب کانپ گئے اوسکے اثر سے

۳۴۱

قاسم سا ہے نہ اکبر سا ہے نہ عباس علی سا ہے
تنہائی میں اب جان تری غم میں بھنسی ہے

۳۴۲

خنجر بھی ترا خشک گلے پر نہ چلیگا
وہ بولا کہ پانی نہ ملا ہے نہ ملیگا

۳۴۳

کر عرض یہ درگاہ شہ کون و مکان میں
سرسبز ہو یہ باغ سخن میرا جہان میں

۱ سلام

عابد نے بھی کیا فتح علیم سے
انسان کو خوف چاہیئے کہ نیم سے

۲

حضرت نے خوش کی فتح کو سیر اب کر دیا
علت کریم کی ترک خود سے کریم سے

۳ قطعہ

ہادی بیان یہ کہتی تھیں صفوں سے آ کر
لازم ہے شکر حال کا کہنا حکیم سے

۴

کہتی شفا کمان ہو سیچا پیدا
غافل تجھا ہے اس کے حال نیم سے

۵

کہتے تھے شاہ ظالم پیاسوں کو پانی دو
کھینچو نہ ہاتھ اپنے قراب علیم سے

۶

شہ نے دیا جواب کہ ہاں اللہ بھی کسی
طالب مدد کا ہوں تو بلا کریم سے

۷

کچھ کام لیجیے آج غلام قدیم سے
نوشہ نے آ کے سبھی کے یہ عرض کی

۸ قطعہ

کل صبح ہو گئی یا فوج یتیم سے
شہ دل کے بولے آج فضیحت ہو ذکر حق

۹ قطعہ

ہم گم ہوئے اشارہ ذبح عظیم سے
جب ذبح شہ ہوئے تو بلند غلغلہ پاک

۱۰

محبوب شہ کے پاس کیا یہ کہتا کہ شاہ ہے
پھر قدم رکھا یقین سماہ مستقیم سے

۱۱ اللہ

عابد کا حال گریہ کا تھا جانتا ہے رب
پانچ جم اس جناب کے کوئے نیم سے

۱۲

عالم کا قول تھا کہ شہ کا ہو مدعا
طالع تو فتح ہو یکو نہ زر سے نیم سے

۱۳

اصغر کے تیر مارے کا کیا جواب ہے
اکبر پوچھ چکا ہے جو یعنی رحیم سے

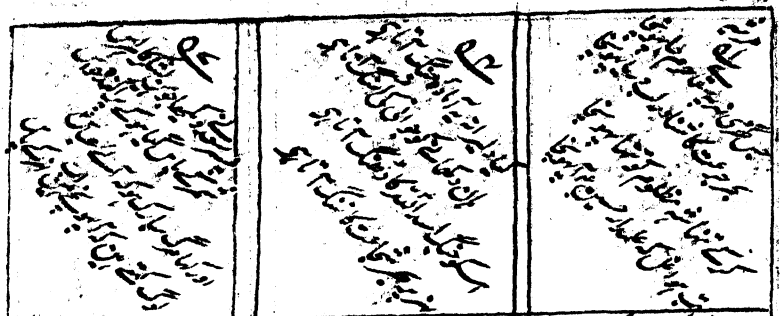
۱۴ قطعہ

زینب نے رو کے حضرت عباس سے کہا
پالنے کو اٹھ کے کہو شہ کریم سے

۱۵

کہہ دو حسین سے کہ نہیں بے پدر دنیا
امید رحم چاہیئے رب رحیم سے

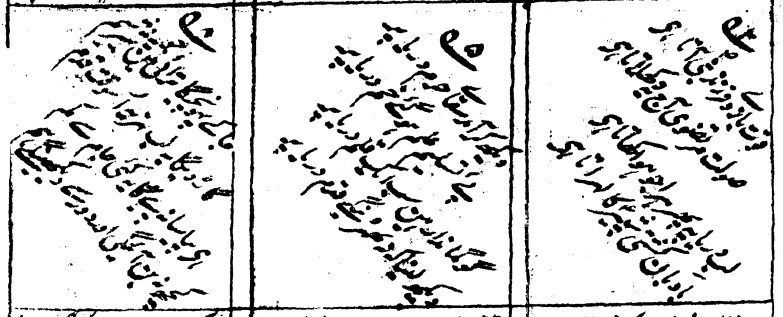
حظ علی



بسبۂ شیر اگر کبھی کا ہو اک شیر آیا
شیر آیا پہ بہ زور و دم شمشیر آیا

کیا جگر ڈھال نے بالائے زرہ پائی ہے
خون برسائے کہ دریا پہ گھٹا آئی ہے

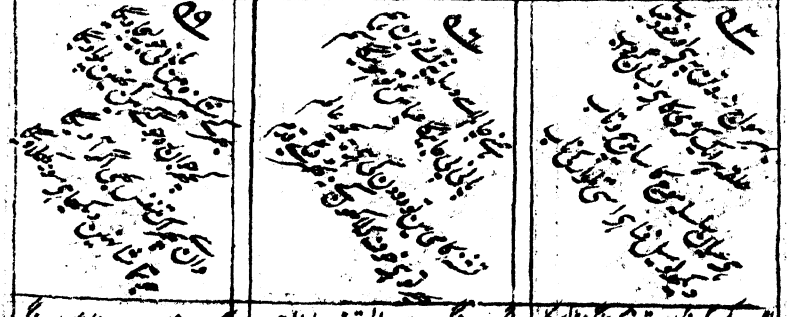
بسے غازی سے کہیں عمدہ برائی ہوگی
فوج سب بھاگ گئی خاک لڑائی ہوگی



اس نشان شہ مظلوم کی شان اور ہی ہے
ہیں نشان اور بھی لیکن یہ نشان اور ہی ہے

تشنہ لب بر لب دریا ہی مرے گا عباس
پر کنارے سے کنارہ نہ کرے گا عباس

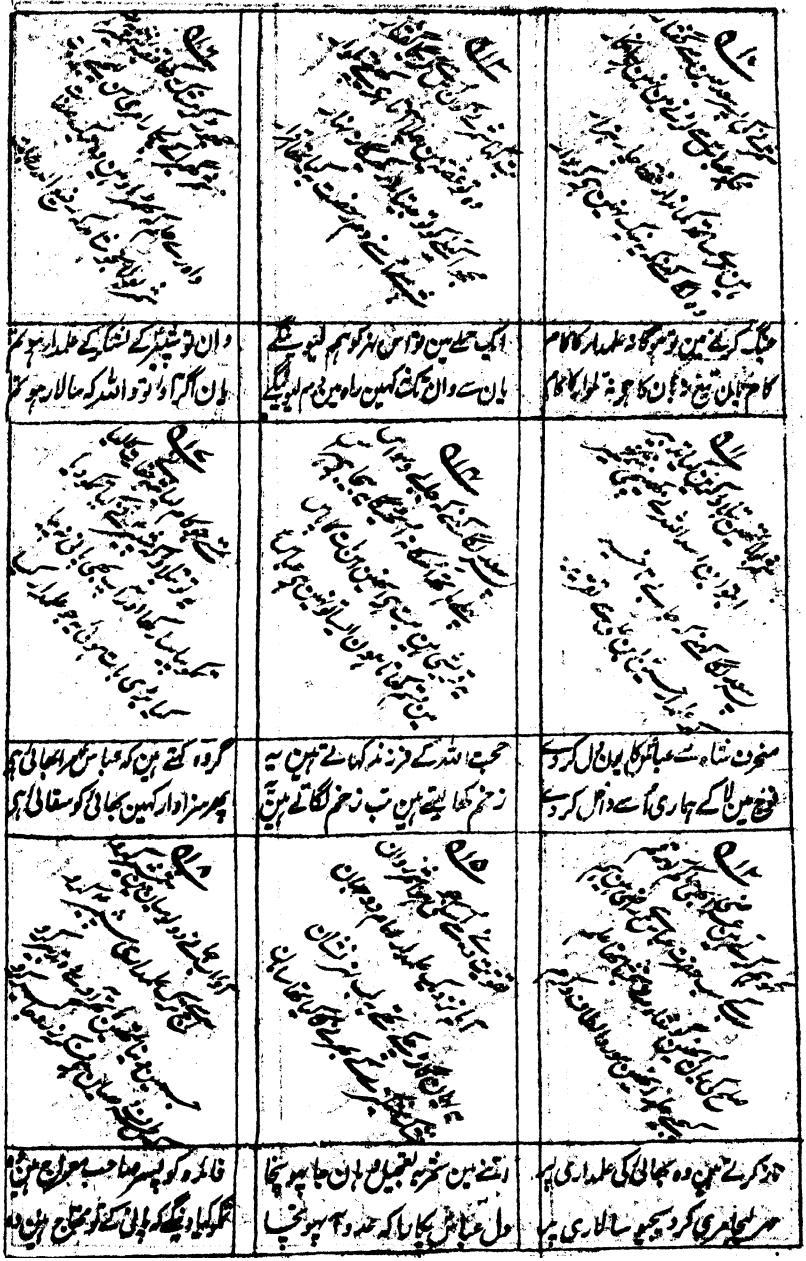
نہر کے پانی سے لب تر نہ کرے گا عباس
اب نہ مارا گیا پھر کیونکر مرے گا عباس



بازو دیکھے کوئی اس تیغ کی بانکھ نہ سکا
جان جب تک نہ فنا ہو نہ لے پاٹ سکا

گو دم جنگ اسے عالم تنہائی ہے
سنکو تقدیر کسی پیاسے کی لے آئی ہے

آج پانی جو جوانان علی پاویں گے
لشکر شام کا نشان ہی مٹا دیں گے



۲۶

مال و زر خیمہ میں جو ہو وہ ہم لوٹ لیں گے
چین کر آنسے سکینہ کو تمہیں لوٹ لیں گے

۲۷

دور ہو دور کہ نقشہ پہ تری بیجا ہے
پسر سعد نے بہکا کے تجھے بھیجا ہے

۲۸

ایسے آقا کی جو خدمت نہ ادا ہوگی
مجھ سے حاکم کو توقع کہو کیا ہوگی

۲۹

شتر اہل حرم میں نہ عماری ہوگی
دھوم سے آپکی زوجہ کی سواری ہوگی

۳۰

بات کو دخل بیان کیا کہ وہ جنگ ہے یہ
بجز اسیرے غلاموں کے لیے ننگ ہے یہ

۳۱

اُس سے ہو اُنس نہ شبیر سے الفت ہرگز
بغض قرآن سے ہو نفسیر سے الفت ہو جسے

۳۲

وہ کہ دیا بات کہ لعدا سکے نہ پھر نادم ہو
کیا ہوا اُس جو دبے کے جو ہم تم سا کرم ہو

۳۳

سب کہینگے کہ یہ عباس نے سقا لی کی
یہ تو کیا نغمہ غلامی ہے جو مجھے بھا لی گی

۳۴

حب رذالہ در سر زینب و کلثوم ہوا
تب سواری مری زوجہ کی بڑی دھوم ہوا

۳۰

چرچا یہان کا تری دور تلک ہوویگا
جا یہان سے دل شبیر مین شک ہوویگا

۳۱

مشک سے ایک بھی تیرا نہین اگر پار ہوا
پھر یہ تم جان لو عباس بھی بیکار ہوا

۳۲

ان کمانداروں مین کسطرح سے تشویر چلے
کچھ نہ تدبیر بن آویگی اگر تیر چلے

۲۹

وہ فلاہی مین ہو سرگرم نہ سخت ہوویگا
شاہ کے دامن دولت کو نہین چھوڑیگا

۳۰

مشک بھانبے گا تو مجروح نہ کیا تن ہوگا
گر بچا دیگا بدن مشک مین روزن ہوگا

۳۱

بے تامل اسے پانی تو پلایا ہوتا
عوض مشک سکینہؑ ہی کو لایا ہوتا

۲۸

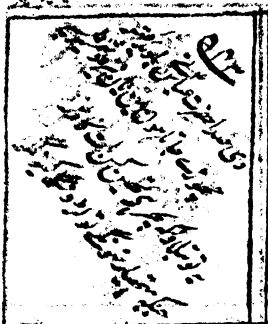
جا کے نزدیک کرو دھنگ نہ تلوارون سے
آج عباسؑ کو لڑواؤ کمانداروں سے

۲۹

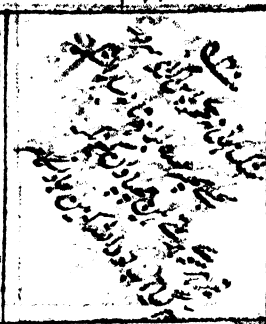
جان واحد پہ نہ تم تیرون کی بوچھار کرو
ہو اگر مرد تو آسانے تلوار کرو

۳۰

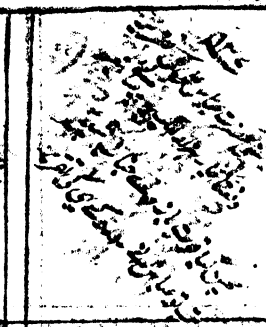
دھیان ادھر کیجو نہ شبیر کے بے لینے کا
جان دیگا پہ تجھین مشک نہین دینے کا



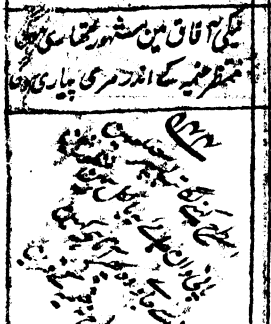
کوئے صنم کو میرا نہ گذر گاہ کر دے
مشک بچے جائے سکیڈ کی یہ قدر ہے



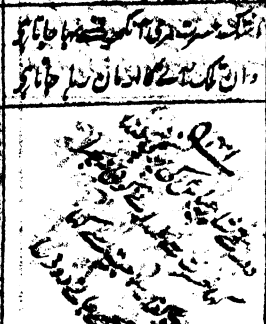
انشاء عشرت قدری آ کہ پھر بسایا جاتا ہے
وان تلک ہنسے گا اذان رہا جاتا ہے



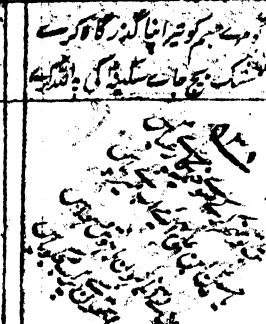
نیکی آفاق میں مشہور تمہاری ہوگی
تم مظفر منیہ کے اندر مری پیاری ہوگی



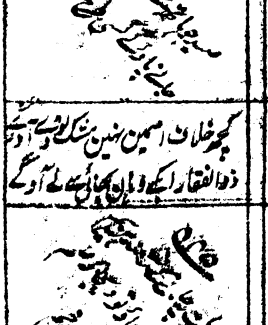
آرزو ہے کوئی عنبر میں بدن بسائے تیرے
تیرے گیسو کو بھر اوڑھ کہ لیوے اسے



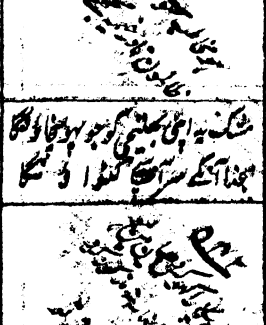
مشک یہ اپنی بھتیجی کو جو پہونچاؤ گے
مجھ آنکھ سر آنکھ سے تم اوڑھاؤ گے



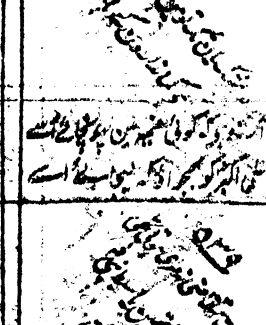
کچھ خلاف امین نہیں مشک لو ہے آدھے
ذوالفقار ایکے وہاں بھائی ہے لے آوے گے



پیچھے یہ باتی مسکہ جو دل شاد ہوئی
تو یقین جانے عشق مری یاد ہوئی

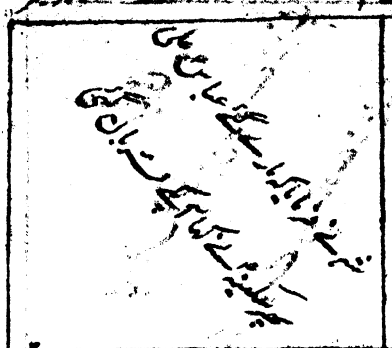


اس گھڑی دین تمھیں مہلت کہ میں تنگ کروں
مشک دے آؤ تو پھر آؤں کے ایں تنگ کروں

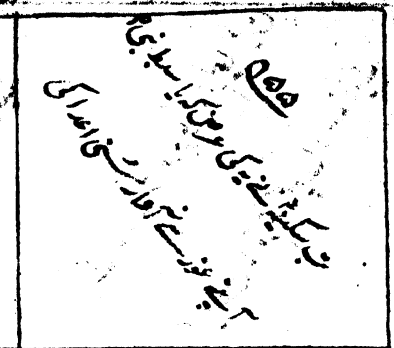


مشک کے بیچے میں مسکینہ بہت مغموم ہوگی
آہ وہ سلطان مدینہ سے جدا ہو گی

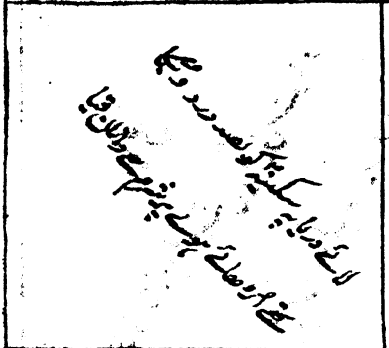




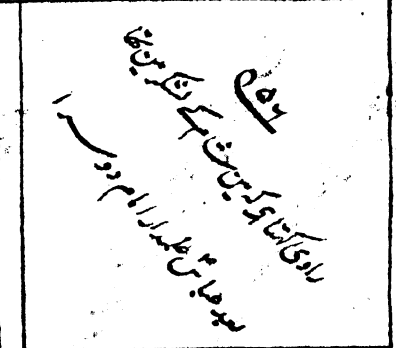
کسی صورت سے لب نہر پہ بیٹھا ڈوبتے دیکھے



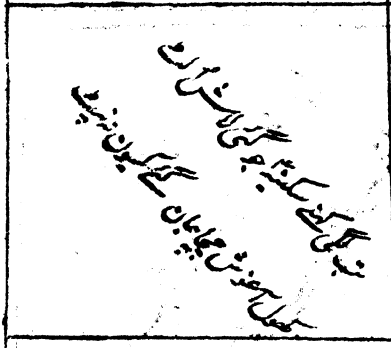
اس گھڑی لاش چچا جان کی نکلا دیکھے



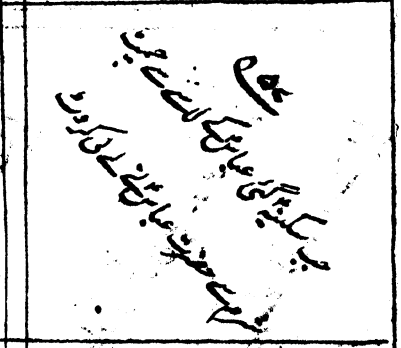
پہلے تو لاشۂ عباس کو دیکھا اسکو



پھر اسے لاشے پہ حضرت نے گرایا اسکو



پیار کی باتیں وہ اگلی سی کوئی بات نہیں



دی صدا لاشے نے واللہ مرے ہات نہیں

(۱۹)

رباعی

کیا آفتِ عشق شورِ محشر میں ہے
دیکھو تو کسے نشانہ خنجر میں ہے

سر رکھنے سو سو ناز سے زیبا ہے جہاں
کیا جانیے کوئی ہاتھ زیر سر میں ہے

(۲۰)

رباعی

بیمار ہے تیرا بیکس و بے یار و معین
اک بار جو دم مرگ کیا یاد اسے

مصرعہ جو کسی نے یہ پڑھا سن کر میں
فی الفور کہا حسن نے کر دو یا جی

(۲۱)

رباعی

ہے شہر میں گرچہ ہر طرف سے آیا
جی کی نہ خوشی میں کچھ نہ کھونے پایا

بیمار کی بیکسی پہ رو دو یارو
پھر میں نہ وہ روسنے نہ پایا

[illegible]

سید کہتے تھے ہر گز نہیں ایسا کوئی ہم میں
عباس کنانی ہو عرب میں نہ عجم میں

ہاشم صاحب حسن اخلاق و بسالت نازاں تھا
وہ عاشق شبیر تو معشوق جہاں تھا

سینہ تو سکینہ کی محبت سے بھرا تھا
دل حضرت شبیر کی الفت سے بھرا تھا

[illegible]

یعنی کہنے کو ہر اک پسر شاہ نجف تھا
پر فدیہ شبیر تھا یہ اسمیں شرف تھا

وہ دیدہ حق بیں جو اس اہل دورے تھے
وہ طاق بنی شیشے نے عرفاں کے دھرے تھے

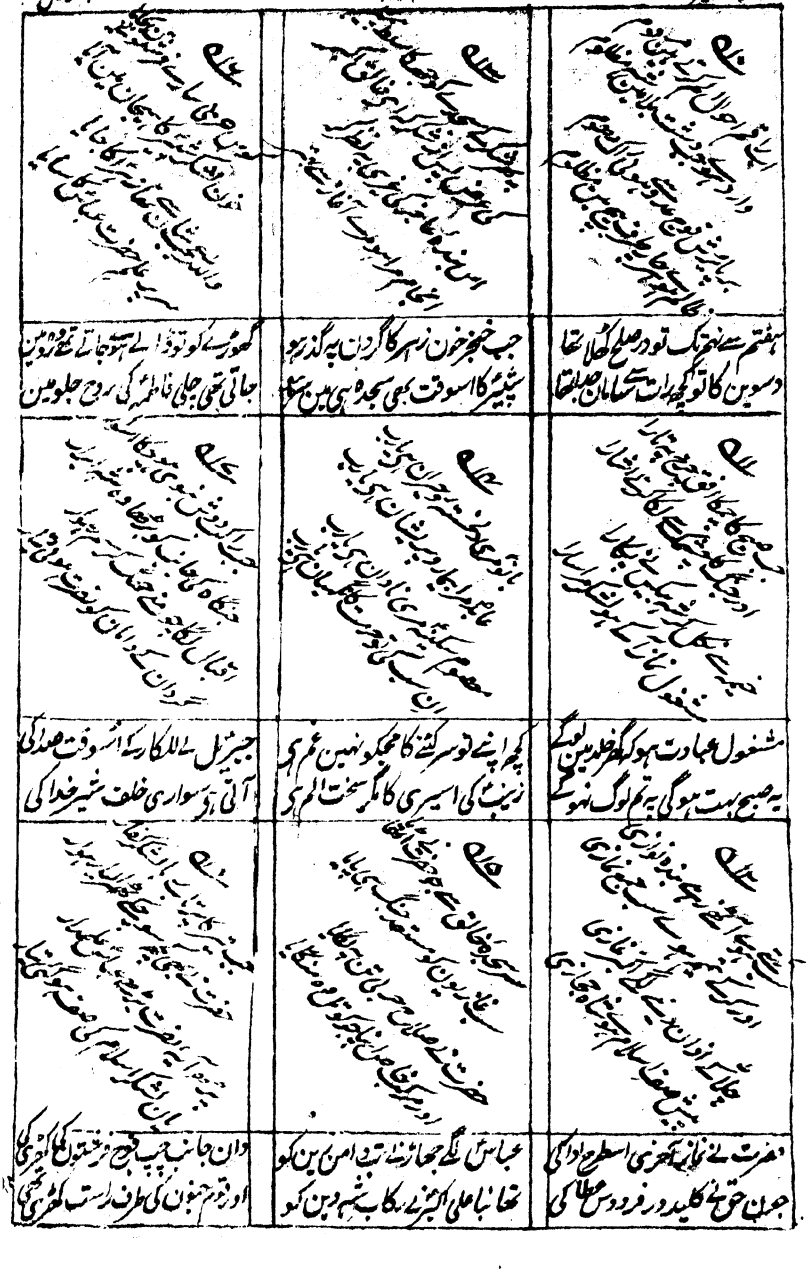
الطاف خدا تھے جو پیمبر کے وصی پر
سب خلق ہے حضرت عباس علی پر

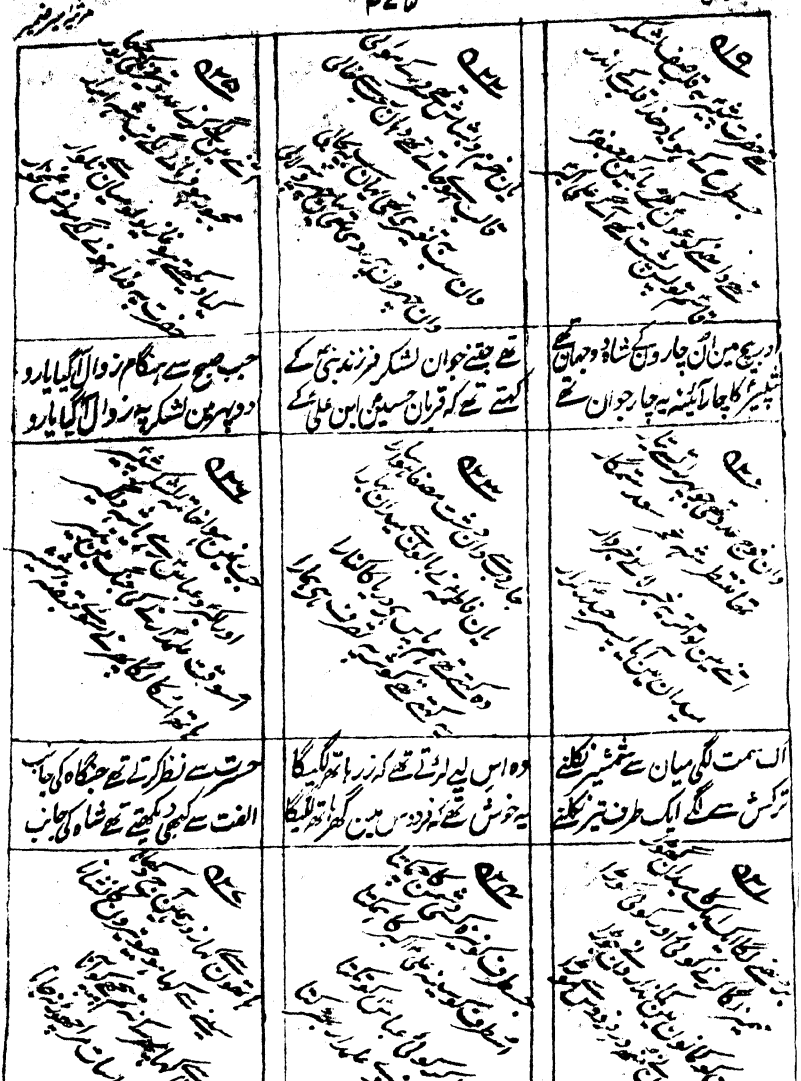
[illegible]

الکبر کی زیارت تھی پیمبر کی زیارت
تھا دیکھنا عباس کا حیدر کی زیارت

یوسف بہشی کی تھی اس میں دفن ہیں
فندان جو غلیاب تھا اس اہل دہن میں

سب مجھ کو یہ کہتے ہیں کہ آواز غریب ہے
واللہ یہ حضرت کی غلامی کا سبب ہے





۲۵
ہاتھ حضرت شبیر نے قابض شمشیر کا
جسطرح سے ہو واجب حق ادا شبیر کا
خنجر و تیر و تبر تین تھے اک ہاتھ میں
ذوالفقار حیدر کرار تھی اک ہاتھ میں

۲۴
بابِ حضرت شاہ شہیداں پہ ہوئی
قالب پاک پہ تلوار کی ہر ایک طرف
وان سے جو چوٹ کوئی تھی بچا کر کھائی
وان سے جو وار کیا تھا اسے ہٹا کر کھائی

۲۳
حضرت شبیر کا کیا یار و مددگار تھا
کیا بیاں ہو جو کہ اس لشکر میں سردار تھا
جب صبح سے ہنگام زوال آگیا یارو
دوپہر میں لشکر پہ زوال آگیا یارو

۲۲
وان نے جو عہد شکن تھے سو ہوئے
تھا فقط شاہ شہیداں کا سہارا باقی
اس طرف سے تھے ہزاروں کے مقابل تنہا
سب کے سب ہو گئے اک شاہ کے بدلے پیدا

۲۱
تھے جتنے جوان لشکر فرزند نبی کے
کہتے تھے کہ قربان حسین ابن علی کے
وہ اس لیے لڑتے تھے کہ زر ہاتھ لگیگا
یہ خوش تھے کہ فردوس میں گھر ہاتھ لگیگا

۲۰
اک سمت لگی میان سے شمشیر نکلنے
ترکش سے لگے ایک طرف تیر نکلنے
حسرت سے نظر کرتے تھے جنگاہ کی جانب
الفت سے کبھی دیکھتے تھے شاہ کی جانب

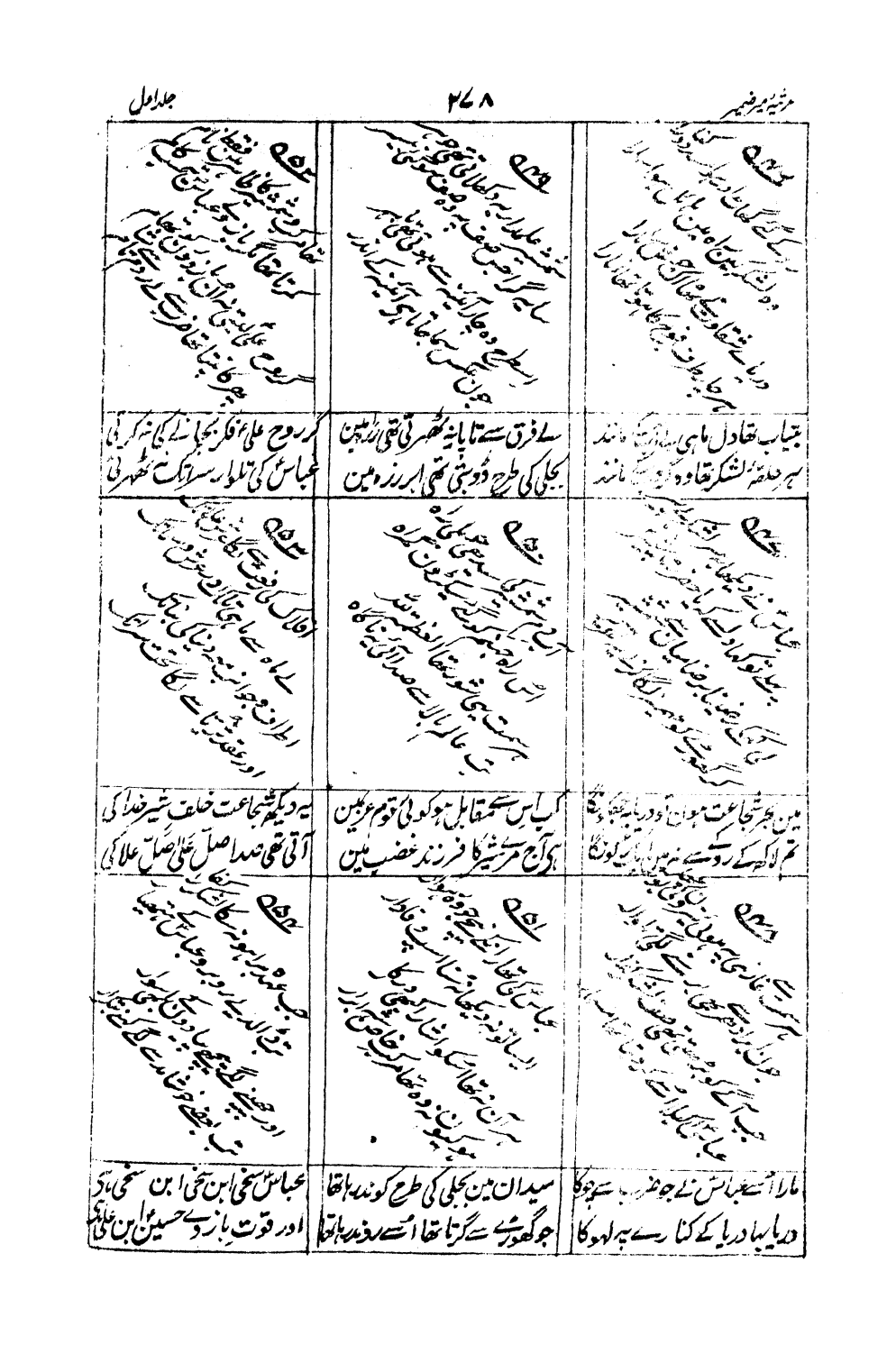
۱۹
بڑھنے لگا کوئی سوئے میدان کوئی
نیزہ لگا کوئی نہ کوئی اور سناں کھانے لگا
سب فوج کے لشکر میں تھا اک شور و فغاں
نیزوں کے تلے تھا کوئی تلواروں میں تھا

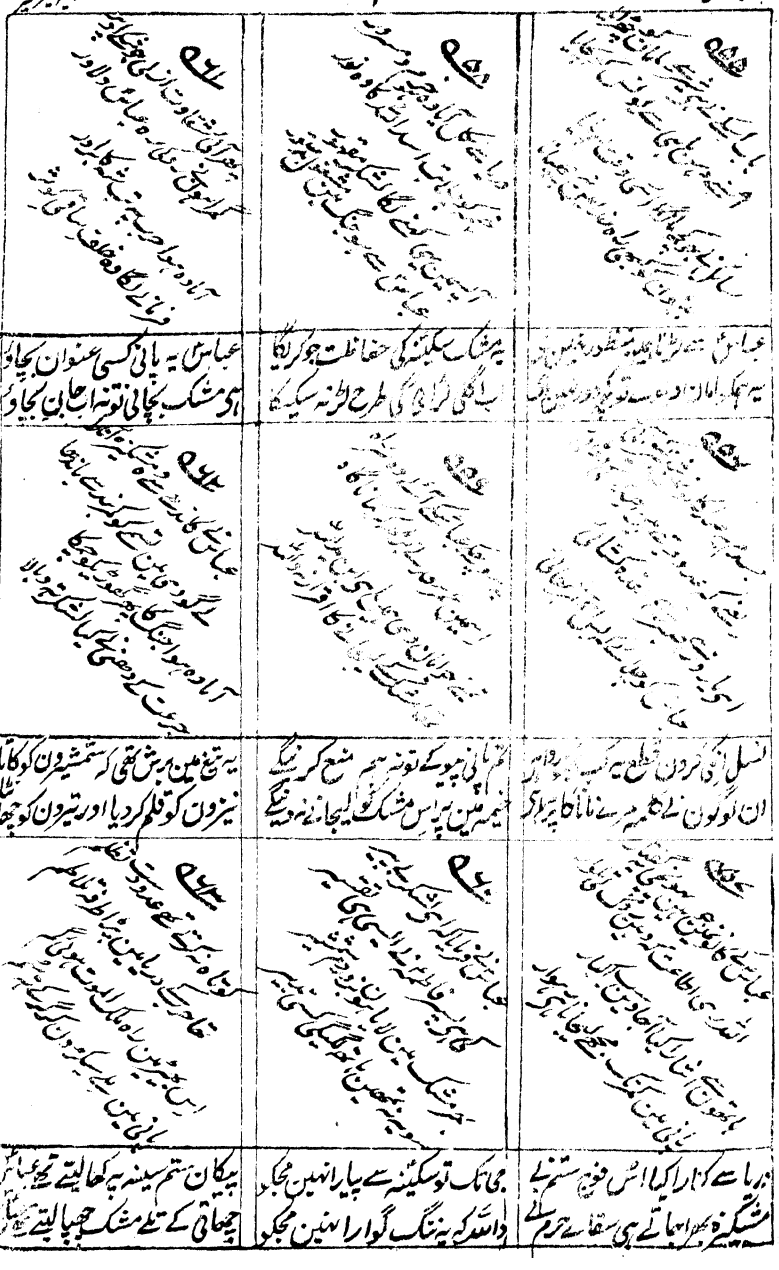
۱۸
خنجر کمر شہ سے جو قوت نکالتا
یاں خون رگ گردن شبیر اچھالتا
دل سے کہا میدان شہادت کا یہی ہے
گھوڑے سے کہا وقت رفاقت کا یہی ہے

۱۷
پہلے کوئی ٹھانا تھا کوئی اپنی کمان پر
خنجر کوئی گرتا تھا کوئی سنگ سنان پر









۱۲۱

جب کسی حال نہ عباس نے آرام کیا
تھا جو مین لشکر اعدا مین کیا شور بپا
فوج کا فوج پہ یلغار کیا
ہاتھ تلوار کا تلوار کو تلوار کیا

۱۲۲

تھا جو مین لشکر اعدا مین کیا شور بپا
فوج کا فوج پہ یلغار کیا
ہاتھ تلوار کا تلوار کو تلوار کیا

۱۲۳

جب کسی حال نہ عباس نے آرام کیا
تھا جو مین لشکر اعدا مین کیا شور بپا
فوج کا فوج پہ یلغار کیا
ہاتھ تلوار کا تلوار کو تلوار کیا

۱۲۴

اللہ رے اعجاز کہ بازو تو قلم تھا
پنجہ مین مگر دست بریدہ کے علم تھا
ڈرتا ہی نہ تھا دیکھ کے شمشیر کسیکو
تھا گھوڑا پہ ثرتا تھا کھڑا شیر کی صورت
ستیہ سے داس کا پنچھرو اوڈیگا پانی
ہر طرح سکینہ کو مین پلوا ڈونگا پانی

۱۲۵

بازو مع شمشیر گرا فوج شقی سے
قبضہ نہ چھٹا پنجہ عباس علی سے
عباس کو کہتا تھا وہ گردان کو بالکر
خیمہ کو چلے چلدی ذرا پانون اٹھاکر
تدبیر مین پانی ہی کی بسمر گیا عباس
دنیا سے غرض تیر برلب کر گیا عباس

۱۲۶

دو ہاتھ تو گلزار شہادت مین پڑے تھے
عباس علی شیر کے مانند کھڑے تھے
گھوڑے سے جدا دیکھا جو ہو دیگا اخی کو
غش آگیا ہو دیگا حسین ابن علی کو
پہونچا بہ سر نعش جو زہرا کا وہ جایا
تن پایا پہ ماہ بنی ہاشم کو نہ پایا

۴۷

اب آگے ہو فنا موقوف تھا جو گرز افگار کا
ہنگام وہ علمدار کی عاشق تھا جس بیمار کا

انہ بہر حسین ابن علی سید ابرار
نوش سے امان دیں آج مجھ تشنہ کنار

(38)

جو دم مرگ اکبر سے مخاطب ہوئے کسی کی
ممنوم نحو دل مرا الف سے کسی کی

سلام حضرت خیر الانام کرتا ہوں
اور اس کے بعد پیمبر کے نام کرتا ہوں

کہ جس نے شاہ دو عالم کو ہمکلام کیا
اور اس کے بعد حسین شہید شام کیا

سلام اس پر جسے قبضہ کا سب کیا

جہان میں شاہ شہیداں نے خطاب کیا
ہمچون نے بلو میں زینب کو بے نقاب کیا
تمہارے داغ نے یا کا دل کباب کیا

۴۸

کیا بھائی کو رخصت جس گھڑی حیدر کی ہمشیر نے
نظارہ کی وہ گھڑی تھا قیامت کا سماں بی بی نے
رہی نہ جس کے قدموں میں طاقت نہ صبر نے
کمر اندوہ میں یہ جس ہو وہ خدا کا سمری

ملک پکارے کہ سورے نے تا تراب کیا

۴۹

کیا بھائی کو رخصت جس گھڑی حیدر کی ہمشیر نے
نظارہ کی وہ گھڑی تھا قیامت کا سماں بی بی نے
رہی نہ جس کے قدموں میں طاقت نہ صبر نے
کمر اندوہ میں یہ جس ہو وہ خدا کا سمری

بہن نے بھائی کے زخموں کو جب حساب کیا

۴۶

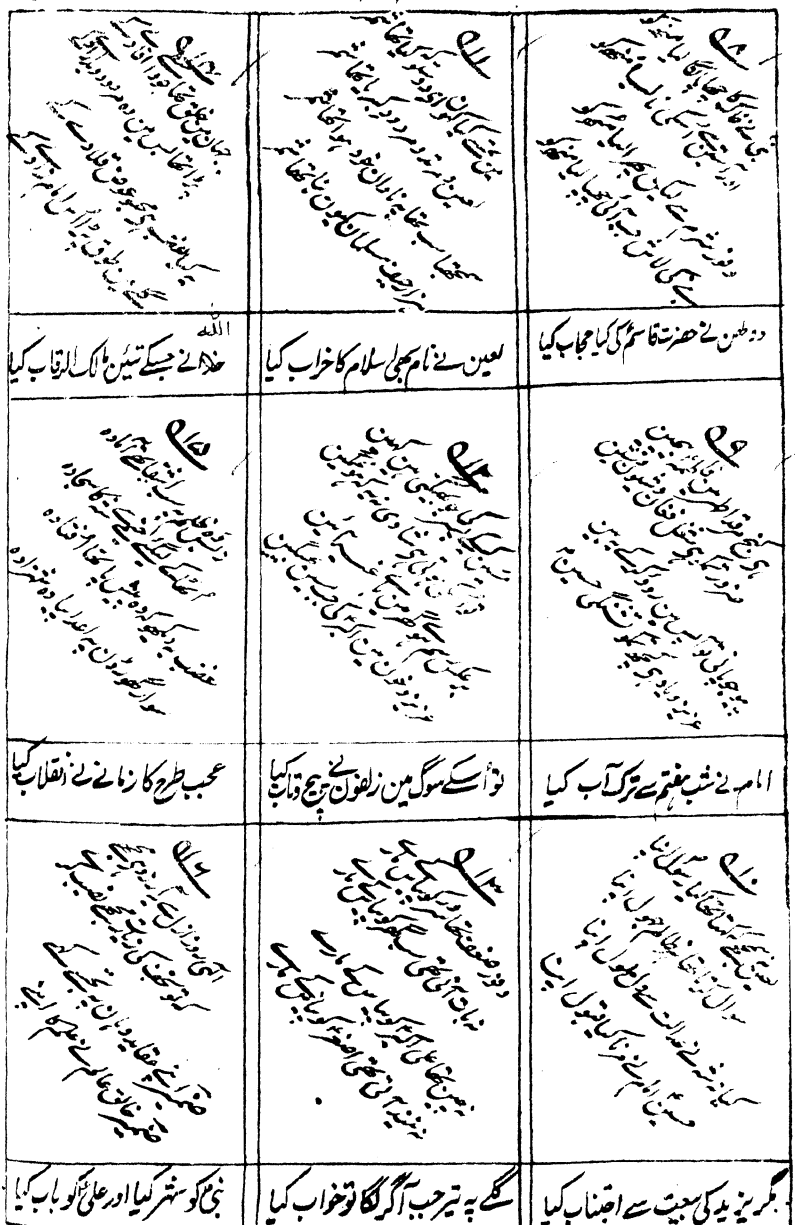
بولی زینب کہ ہے ہے مرا لٹا ہے
جاں نثار میرا کہاں آج سدھارا ہے
تیرا دشمن کہ جو ہر وقت ترا پیارا ہے
تیرے دشمن کی بھی اللہ نہ کرے ایسی دشا ہے

گر حسین نے مطلق نہ اضطراب کیا

۴۷

بولی زینب کہ ہے ہے مرا لٹا ہے
جاں نثار میرا کہاں آج سدھارا ہے
تیرا دشمن کہ جو ہر وقت ترا پیارا ہے
تیرے دشمن کی بھی اللہ نہ کرے ایسی دشا ہے

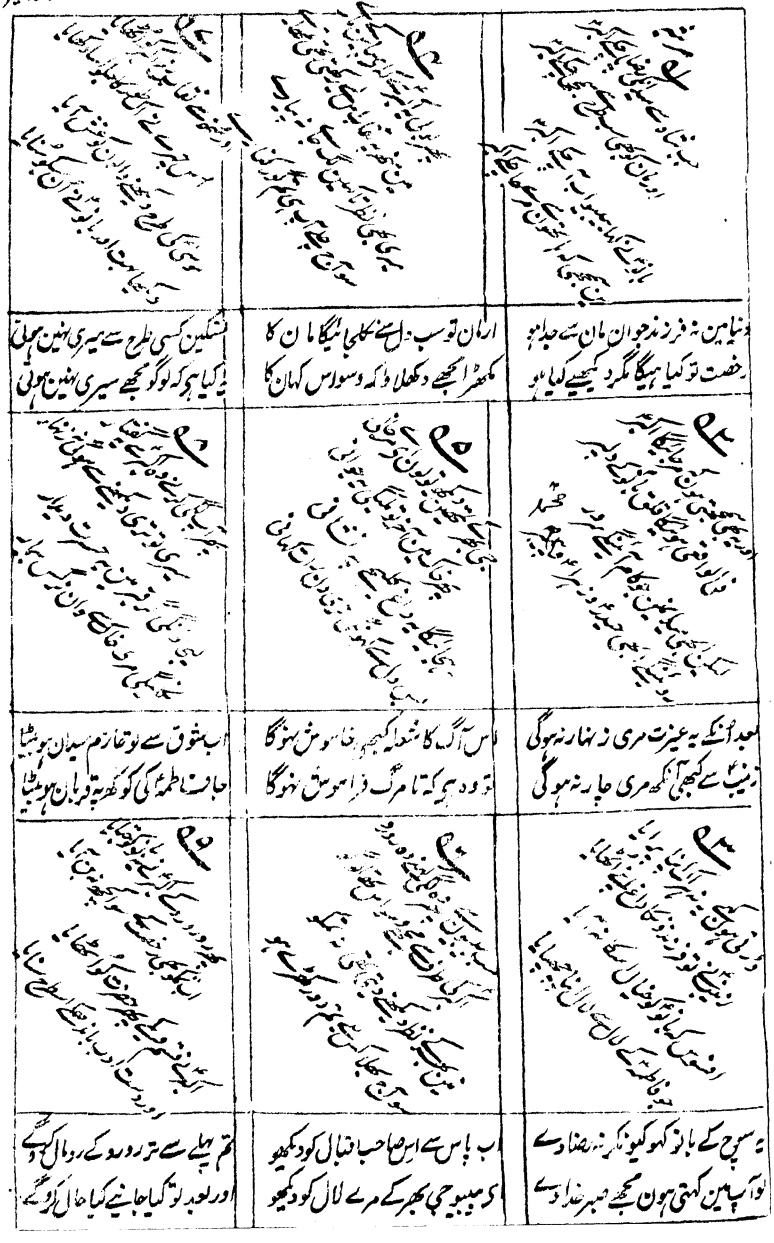
لہو سے ریش کو شبیر نے خضاب کیا

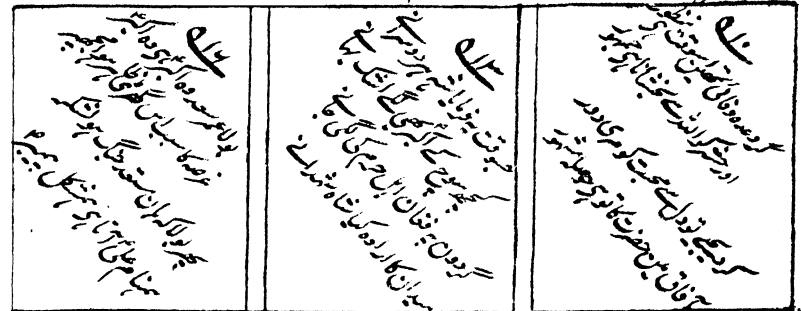


دو ظلم نے حضرت قاسمؑ کی کیا حجاب کیا
لعین نے نام بھی اسلام کا خراب کیا
خدا نے جسکے تئیں مالک الرقاب کیا

امام نے شب عقرم سے ترک آب کیا
تو اسکے سوگ میں زلفوں نے پیچ و تاب کیا
عجب طرح کا زمانے نے انقلاب کیا

مگر یزید کی بیعت سے اجتناب کیا
گلے پہ تیر جب آکر لگا تو خواب کیا
نبیؐ کو شہر کیا اور علیؑ کو باب کیا

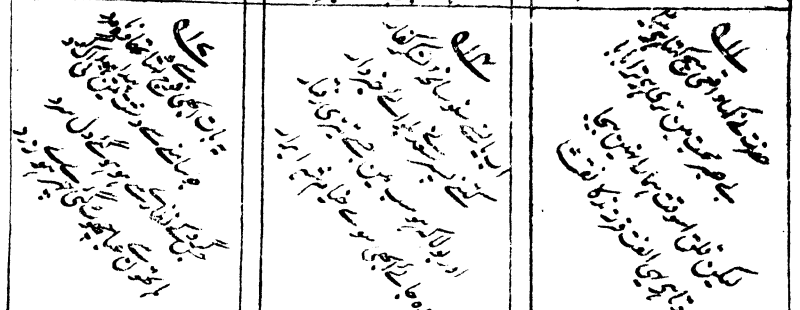




گر بخشش امت کے خریدار ہوا با
تو مت علی اکبرؑ کے طلبگار رہوا با

پردہ در خیمہ کا اٹھا کر نکل آئے
روتے ہوئے پیچھے علی اکبر نکل آئے

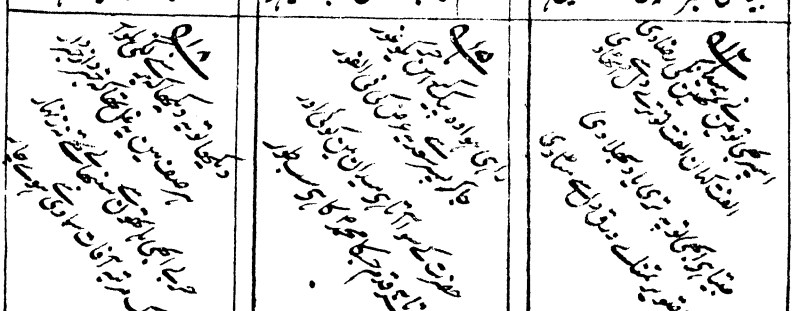
جنگ علی اکبرؑ ہی کا اندیشہ بڑا ہے
واللہ کہ پھر خاتمۂ آل عبا ہے



کچھ تجھکو محبت کا مزا یاد نہیں ہے
بیٹا علی اکبرؑ تری اولاد نہیں ہے

کوئی نہیں خود وارد میدان ہوا ہے
معلوم کرو جلد کہ واں ماجرا کیا ہے

نیزے کو لیے آہمن نمایاں ہوے اکبرؑ
مانند علی رونق میدان ہوے اکبرؑ



یاں تک بھی تو کہتا نہیں تم خیمے میں رہ لو
شبیر سے رونے کی بھی جا ہو تو قسم لو

اب عازم میدان وہ پہلوان جری ہے
تھامے ہوے خود جسکی رکاب ابن علیؑ ہے

تھے غول جو سمٹے ہوے بیجا ہو جا سے
جو خاک کے ذرے ہوں پریشان ہوا سے

۱۹

نورِ نظر کلیجہ کا ٹھنڈا کرکے اے پسر
کہتے تھے یہ حسین کہ اب خوب سو رہو
خلوت ہوئی ہے رات کی اور دن کا شور ہے
بیٹھے ہو تم جو خاک میں کیا تم بھی آدمی ہو

جسطرح سے گرتی تھی وہ اتوہ کے اوپر
بجلی بھی تڑپ کر نہ گری کوہ کے اوپر

۲۰

ٹھہرا نہ ذرا سینۂ ناپاک میں نیزہ
چالیس قدم بڑھ کے گرا خاک میں نیزہ

یہ سنتے ہی بانو نے کف افسوس کو ملکر
میدان کو روانہ ہوئی خیمے سے نکل کر

۲۱

بس کر علی اکبرؑ کہ کسی میں نہیں دم ہے
اے شیر تجھے شیر کی بانو کی قسم ہے

ہر گز نہ ابھی ختم یہ گفتار ہوئی تھی
جان سینے سے نیزے کی انی پار ہوئی تھی

۲۲

آنکھوں کے تلے پھر گئی تصویر قضا کی
وہی باپ کو اکبرؑ نے صدا ابتا کی

حیران ہوں یہ کسکی صدا آتی ہے سن سے
سنتے ہی اس آواز کے جی ہو گیا سن سے

۲۳

مت منھ کو پھیرا فاطمہؑ زہرا کے چلن سے
بیٹے ہی سے مطلب ہے تو میں لاتا ہوں رن سے

یا نے نہ نکل تو کہ مرے حق میں ستم ہو
یا تو مجھے خاتون قیامت کی قسم ہو

یہ کہتے اور خیمہ کی جانب کو روان ہوئے
تھکے ہوئے فرزند کے تھوڑی کی عنان چھوٹے

آ نکلے غلطان کی طرح سے تھکے آ کے
بس بیٹھے ہی بیٹھے در خیمہ تلک آئے

فرزند کو دشمن کی صفیں چیر کے پایا
یا تو مگر زور سے شمشیر کے پایا

محکو نظر آتا نہیں دم اسکے بدن میں
تم دیکھیو تو جنبش ہے مرے لال کے تن میں

اکبر نے لٹکتے ہوئے جامہ کو سنبھالا
ہاتھوں سے سکینہ نے عمامہ کو سنبھالا

اس برج میں جاتا رہا سینے میں جو دم تھا
تحقیق کہ بابا ہی کا اشتاق قدم تھا

اے بیبیو آؤ مرے دلبر کو سنبھالو
بانو کو ذرا چھوڑ دو اکبر کو سنبھالو

جو بی بی تھی اس خیمہ میں کھوئے ہوئے سر تھی
اس غل کی مگر بانو کو اصلا نہ خبر تھی

۳۷

شب شاہ نے دیئے جو فرمایا کہ جاؤ
تم لائن اکبر کی ذرا ان کو تو لاؤ
رستم نے کہا شاہ کا دیدار دکھاؤ
اکبر تو ہے بچہ اس بلی اس کو بلاؤ
میں جا کے بھلا لاؤں وہ کیا بات ہے بڑی
اس کی ملاقات بھی اک معرکہ کی ہے

۳۸

باہو کو اٹھا لائیں وہ سب پیش ملکہ
بھایا دیا جب مشعل لا سر پر اکبر
ان سب کے گلے بھیجے بنا ناز و تفاخر
آ کر کی ہے یہ بات کہ اکبر ہے یہ
ہے ہے یہ نہایت مرے دولت شاہ ہے
یہ لائق ہے کس طرح سے اکبر سے نباہ ہے

۳۹

صورت میں جو ماتا کی ہو کرشن کی لیلا
سو اس کا بھی دیکھا نہیں جانا کہ ہے یوں ہی
ایک اس کے گلے دوجے کو اکبر ہے لڑاتا
سمجھا و ذرا شاہ نے اس کو یوں کہے
کب بھیم کنور میں ہے وہ جوبن سے بھری ہے
لاڈے کوئی اکبر کی بہو ہے کہ بھری ہے

۴۰

بھرنا ہے کسی کو مرے کہ مالک کو خبر ہے
فرماؤ کسی کو کوئی اکبر کو بلاوے
شہ نے کہا دادی کو لی بھیجے جو بلاوے
فرزند کو اللہ نے دل ایسے بھلا دے
اکبر کی بلا صاحب اقبال بڑی ہے
اور دھوم دھام ہی ہے جو وہ لال بڑی ہے

۴۱

اس طرح کے شغل ہی میں دن بیتتے گئے سب
فیضی نے دیا اس کو لقب اکبر حاجی
بھر ہی تھی ملیر اس کی ہر اک بات میں ہر جا
بھر ہی تھی ہر فن میں ہر اک بات میں ہر جا
گویا ہی میں علم و فن کا بالوں تو کہا ہے
شیخو نے لیا سمجھ مجھے خضر میں سا ہے

رباعی

ہر زیر و زبر شک بہاؤ جس سر آ پہونچی
حسین امام کے ماتم کا موسم آ پہونچا
جناب فاطمہ مجلس میں رو رو کے اوٹھیں
فغان عالم دنیا کا عالم آ پہونچا

رباعی

اہل کے غم سے ہوسے آدم فریاد
کیتے نہ سہے روز ازل تیں تک فریاد
رو رو کے یہ جاکہ ظالم اعدا کے سبب
چلہ میں حسن کے سر پہ ہے فریاد

رباعی

اے جلسہ آرا حسن نیرنگ معمول
چلہ تک لے ستر بہتر تن مشغول
ظالم جو پیا کے شیر فق کو لیے بین
کھلے سے رو لے بیٹھے غم بین بتول

ہین یہ لاشے اسد اللہ کے ولدارونکے
دو جگر گوشون کے مرنے سے یہ گھبرائی ہین
کہا بانوئے کہ دو دیر سے طامات مین ہین

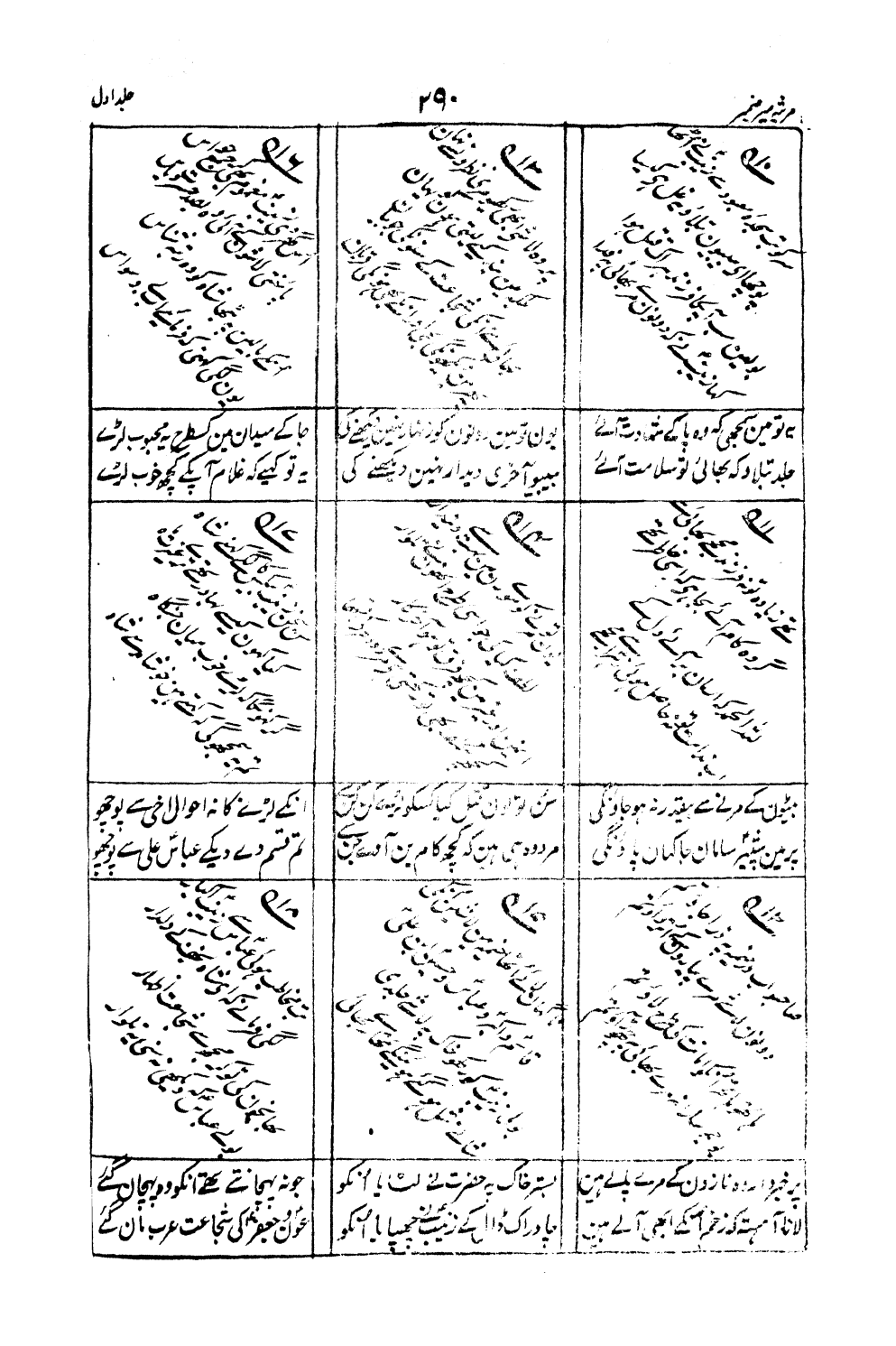
لیچلو رن سے انھین سایہ مین تلوارونکے
بہوین اور بیٹیان زہرا کی نکل آئی ہین
دختر فاطمہ مصروف مناجات مین ہین

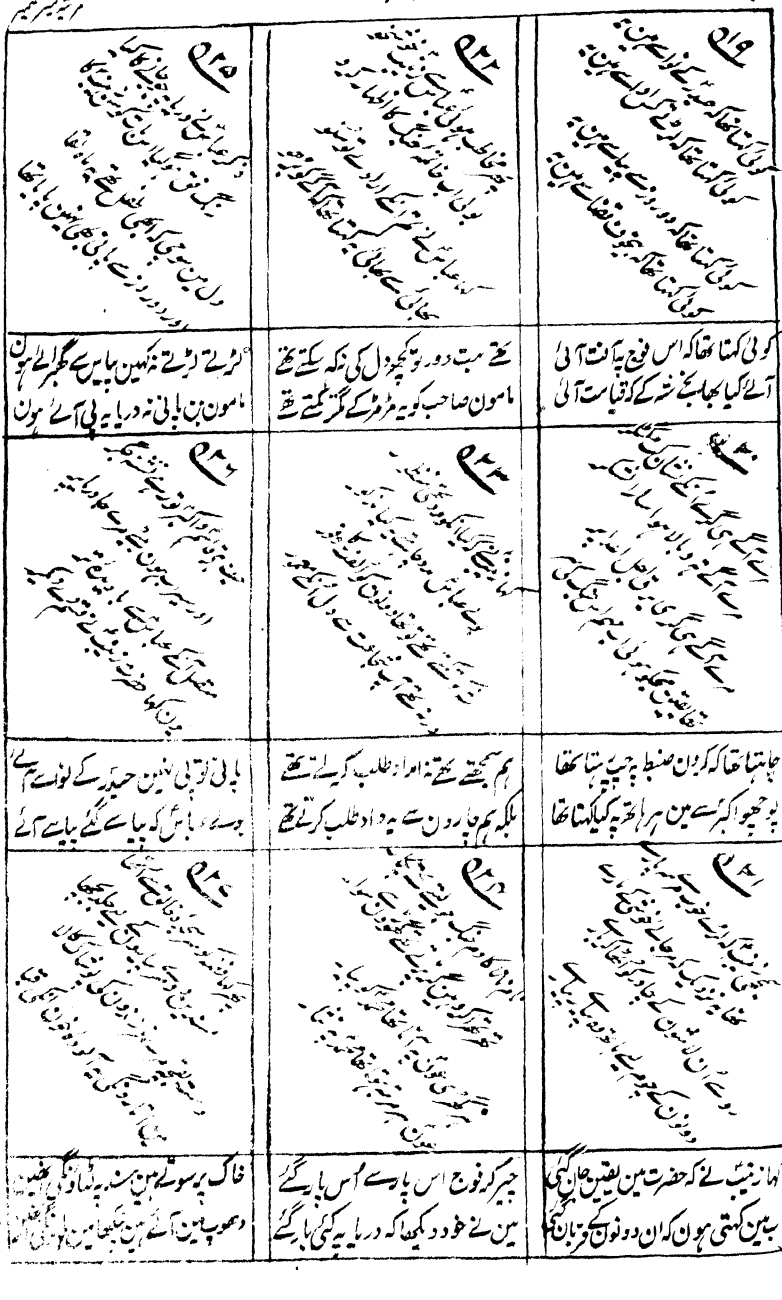
سایہ طوبا کا ملا بازع ارم مین انکو
رونے دینگے کف افسوس بھی ملنے دینگے
خون اعدا سے لڑین پھر تہ شمشیر بھی ہون

لیچلو سایہ دامان علم مین انکو
جیتے جی اپنے نہ خیمہ سے نکلنے دینگے
تاکہ غازی بھی ہون اور رفدیہ شبیر بھی ہون

یان تک آتی ہی صدا اہل حرم رونے کی
آمدین عون و محمد کی بیان ہوتی ہین
ناز پرور ترے کہانیزہ و شمشیر کے

ہمتو جا کر در خیمہ پہ کھڑے ہوتے ہین
منتظر لاشون کی سر کوٹے ہوئے روتی ہین
گھر لٹے سب سے کہ میدان ترے شبیر کے





کوئی کہتا تھا کہ اس فوج پہ آفت آئی
آئے کیا بھائے شہ کے کہ قیامت آئی

تھے مبت دور تو کچھ دل کی نکہ سکتے تھے
مامون صاحب کو یہ مڑ مڑ کے گزرتے تھے

لڑتے لڑتے نہ کہیں پاس سے گھبرا لے ہوں
مامون بن پانی نہ دریا پہ پی آئے ہوں

جاہتا تھا کہ روان ضبط پہ بس نہ تھا
پوچھو اکبر سے مین ہر ہاتھ پہ کیا کہتا تھا

ہم سمجھتے تھے نہ اوروں سے طلب کرتے تھے
بلکہ ہم چاروں سے یہ داد طلب کرتے تھے

پانی لو تو بی بی حسین حیدر کے نواسے ہیں
دوسرے تیسرے کہ پیاسے گئے پیاسے آئے

کہا زینب نے کہ حضرت مین یقین جان گئی
اب مین کہتی ہون کہ ان دونون کے قربان گئی

چیر کر فوج اس پار سے اس پار گئے
مین نے خود دیکھا کہ دریا پہ کئی بار گئے

خاک پہ سوتے ہین ہنسہ پہ شادونگ بچھے
دھوپ مین آتے ہین سایہ میں [illegible]

۲۸

پیا۔ آ دیگا تو چھاتی سے لگاؤنگی اصغر
سولیں جی بھر کے ابھی تو نہ جگاؤنگی اصغر

۲۹

اور کہا سر یہ جو مل کر کے یہ سب سوتے ہیں
دھیان آتا نہیں زینب کے پسر سوتے ہیں

۳۰

عمر جب گذری ہے تب خواب یہ آیا ہے اصغر
مین نے دشواری سے اس نیند سلایا ہے اصغر

۳۱

کہا زینب نے کہ مین حکم سے کب باہر ہون
حق مین جو کچھ مرے ارشاد ہو مین حاضر ہون

۳۲

ہم تو مشکین کب اس رنگنے سے باز آتے ہین
ماموں صاحب کو ہمین خیمے سے لیے جاتے ہین

۳۳

اب یہ کہکر ہمین تم کاہے کو دکھلاؤگے
ایسے جاتے ہو کہ تا حشر نہ پھر آؤگے

۳۴

بھائیون سے نہ کبھی جدا ہوتے تھے
قاسم و اکبر و عباس کہ رہے روتے تھے

۳۵

چشم ساحر سے صدا انسانون کا نام جاوے
صدقے سے ذاکری کے شرم مری رہ جاوے

۱

معصف سے شوخ و شنگ سے کمتر ہو جو شخص
اس بات کا نشان ہے اگر ہو تو یہ ہو جو شخص
یہ لوح طلا مطلع خورشید خاور ہے
یہ لوح ہے سینہ شہ والا گہر ہے

بسمل ہوئے شبیر ہو جو گھوڑے سے گر پڑے
بسم اللہ قرآن بھی بسمل ہو سر سے پڑے

۲

اس کو کسی کا درس سے تھا جو بیان ہو
وہ درس کیا ہو جس سے نہ تفسیر قرآن ہو
ہے آل ہی نبی جو ہے انیس قرآن
ہے آل ہی نبی جو ہے انیس قرآن

مجروح حسین ابن علی کا جو بدن ہے
سیپارہ قرآن کی یہی وجہ حسن ہے

۳

لکھا ہو قرآن نور فاطمہ نے جو بیاض
اس بات کا سلطان ہے جو آیا
اس کی یہ تفسیر کا دودھ جو آیا
قرآن پیمبر معصوم نے تلاوت فرمایا

آتش سے در فاطمہ گر خاک ہوا ہو
کیا حق نہ شہادت ہے کہ قرآن بھی جلا ہو

۴

جس طرح ہر اک گل میں شمائل ہے قرآن
یاں اس طرح ہر بیت میں ہے صورت قرآن
گر کوفہ و بغداد کے دشت کا ہے یہ سامان
وہ شہر مدینہ کا ہے اور ملک خراسان

قرآن نے معمور کیا کشور دین کو
معصوموں نے آباد کیا قبر زمین کو

۵

قرآن کے لکھنے کو اگر کاغذ چاہیں
جلدیں کو مدد سے بنی آدم کی کھالیں
اور دل کے لیے اگر کوئی سیاہی چاہیں
بے شک لہو حسین ابن علی کا چاہیں

قرآن سے مساوی ہے شرف آل عبا کا
یاں لوح طلا ہے وہاں گنبد ہے طلا کا

۶

قرآن نہ لکھے میں مشکل کا ہو ابہام
قرآن کا ہے مشق خط کوفی کا یہ انجام
واں کاتب وحی سے ہے دعا کا یہ طلبگار
قرآن جو سر سے ہے دعا کا ہے طلبگار

اک ہاتھ میں مومن کے حمائل جو دھری ہے
اک ہاتھ میں تسبیح حسین ابن علی ہے

۷

قرآن کی تعریف میں ہے کیا مرا مذکور
ہے ذکر خدا ذکر خدا ذکر خدا ذکر
ہے ذکر خدا ذکر خدا ذکر خدا ذکر
قرآن ہے کلام اللہ کا اور ذکر خدا ذکر

ہر درد کی ہر چند ہر اک آیہ دوا ہے
واں آیہ دوا ہے تو یہاں خاک شفا ہے

۸

قرآن کی تعریف میں ہے کیا مرا مذکور
ہے ذکر خدا ذکر خدا ذکر خدا ذکر
ہے ذکر خدا ذکر خدا ذکر خدا ذکر
قرآن ہے کلام اللہ کا اور ذکر خدا ذکر

تسبیح کا رتبہ ہے پر افلاک کے اوپر
اللہ سے ہے مشورہ اس خاک کے اوپر



۲۹

چھایا ہی یہ غم لشکر زن و مرد کے دلمین
دل درد مین جسطرح کہ رہے درد کے دلمین

۳۰

اور سین سے سید کے لیے سینہ زنی ہو
سامان سیہ پوشی سبطین نبی ہو

۳۱

ہنسنے کا تو کیا ذکر ہی اُس سرد رین کے
دندان نظر آئے نہین سجاد حزین کے

۳۲

دونام مین اک شین پہ تا خیر عجب ہی
شبیر کجا شمر کجا نذرت رب ہی

۳۳

ہی ضابطہ صاد بڑی دھوم کے اوپر
سر کھلے کے ضریح شہ مظلوم کے اوپر

۳۴

مولا کا ظہور اب یہان معلوم ہو تمکو
وان ظل الٰہ شہ مظلوم ہو تمکو

۳۵

اکبر و ہم قد عینین نین ہی
ہی عین مگر با مرہ عین نہین ہی

۳۶

عضہ یہ ہی سن فاطمہ کے باغ کا انجام
آغاز ہو گر غم کا تو ہو داغ کا انجام

۳۷

وہ فوج ہبت فاطمہ کو یاد کریگی
جب فاطمہ خود آکے فریاد کریگی

ہی قاف کا قول آیا جب انصاف کے اوپر
اس غم سے گر افلاک شرف کے اوپر

ناری جو ہوے مرتکب اس بے ادبی کے
تم نوحہ کرو نوحہ نواے پہ نبی کے

جن جن کے دلون مین غم شاہ شہدا ہین
یہ لا ہین اُنکے لیے دو دست دعا ہین

لو سو سنو لب تشنہ حسینؑ ابن علیؑ ہی
سولام گر فتار صد الام یہی ہی

شہ مارے گئے ہاتھ سے جو فرقہ دون کے
سو واؤ بھی غلطان ہوا ماہین خون کے

صفحہ پہ یہان تک ہوا فرسودہ عجم ہی
ہنگام رقم جسم مین ہر ایک سے کم ہی

یہ سیم و ہر اور اُدھر وقف عزا ہی
آغوش مین کیا ماتم سرور کو لیا ہی

پامال ہوا فاطمہؑ کا سرو سہی ہی
کہتا ہی کہ دیکھو مرا قالب بھی یہی ہی

قرآن سے جو ہی بے کا اشارہ یہی ہی
یعنے کہ یزید سگ ناپاک دشقی ہی

اب کیا کہون کیا ہو گیا جی کھلتے نہین ہمن
ایسا ہوا ہے چاک کہ روتے نہین ہمن

ناناری زینبؑ کے نہین سہر پہ رداہی
پانی نہ دیا اور مجھے ذبح کیا ہی

ہمنے بھی حسینؑ ایک ہی ممتاز کیا ہی
جب اسکو بنایا ہی تو خود ناز کیا ہی

دکھلا دیا لوتے بھی اطاعت کا تماشا
اب دیکھ تو آکر مری قدرت کا تماشا

نواب ہی محسن مرا آبا در ہے یہ
ہمنام علی اور نقی شاور ہے یہ

سلام

الٰہی جب کرم تیرا ہو مجھ پر
وہ محبت ہو کہ کلیہ دور جنت ہو گی

جب بیان فضائل خاتون قیامت ہو گی
حشر میں حشر بپا صحن میں قیامت ہو گی

رنگ گل دیکھ کے فرمایا تھا زینب کا شہ بطحا نے
ظاہری حسن کو اب صبح شہادت ہو گی

ہے جو اصحاب کسا کے ساتھ کی رحلت ہو گی
بنت حیدر ہیں بہن حضرت عباس کی بھی

کہیں آفاق میں ایسی بھی عبادت ہو گی
مشرب صبر و رضا میں ہے نمونہ کی

اس طرح بھائی کی بیٹی کی بھی تعریف ہو گی
راہ حق میں کیے شاہ نے قربان بیٹے

اس کے اولاد محمد نہ بنا میں تو کیا ہو گی
بھائی کی بیٹی کی عباس نے پالی تھی

حضرت بانو مرے سر کی ردا ہو گی
بھائی کی بیٹی کی بھائی کی وہ دلدار ہو گی

نخل کے دولت سیاہ کی کہاں بابا
ہم جو مر جائیں گے کیا آپ کی حالت ہو گی

اے حسینہ اس سے ہی ہو گی تمہاری زینت
کہ علی کی بیٹی کو بھی زینب کہا جائے گا

۱ مرثیہ شروع سفر حوالی کوفہ سے کیا اور اس کو خشک دیکھ کے ڈیرا وہیں کیا خوف ہیں بیٹھکر یہ کلام اس سے کیا	۲ جو پانی آب تیغ سے خوف زدہ ہوا جا بجا سبھوں کے پاس سے جی قبض ہو گیا خشکی میں جیسے کوئی شناور ڈوبا گیا	۳ اس وقت صبح دوسری سن سے چلا لشکر نشان تیغ سے کر کے نیزہ بدست دشت دوال سے ہو کے جو فوج سے جا
دیکھا دو سمت کو نہ روانہ وہ شاہ ہو تو سد راہ سبط رسالت پناہ ہو	راکب جو اونکے تھک گئے سب بیکھ بھال کے گھوڑے بھی ہانپتے تھے زبانیں نکال کے	حُر نے کہا کہ یاں کوئی چشمہ نہ چاہ ہے اور تشنگی سے حال سبھوں کا تباہ ہے
۴ حُر نے کیا ادب سے سلام اس کے روبرو فرمایا شہ نے کیا ہے ارادہ کہاں کا تو حُر نے کہا کہ جانب کوفہ ہے جانا ہو	۵ فرمایا شہ نے کیا ہے یہ لشکر کہاں کا ہے حُر نے کہا کہ فوج ہے ابن زیاد کی فرمایا شہ نے کیا تجھے اس سے ہے واسطہ	۶ حر کی تمام فوج میں اب قحط آب ہے پانی پلاؤ جلد کہ کار ثواب ہے
ہر چند سب ہزار جوان تھے شمار میں ایک ایک پر چھپا ہوا دو دو ہزار میں	ہر چند ذکر حق بجھے لازم مدام ہے تکبیر کا تبا تو یہاں کیا مقام ہے	۷ عباس نے یہ سن کے کیا عرض شاہ سے یاں پانی دور دور تک آتا نہیں نظر حضرت نے سن کے فرمایا اس سے کہ جا ابھی
شدت جو تشنگی کی ہوئی خاص و عام پر دوپہر کو مقام کیا اک مقام پر	نرغے میں اب تو آ کے گھرے ہیں سوار دشمنے نیزے یہ سر بلند ہیں واں نہ دار و نکے	مشکیزہ لے کے آب نہ پھر ہاتھ آئینگے انکو پلا دیا تو انھیں کیا پلا سکینگے

بقیم نزو فرد کو وان آب کر دیا
گھوڑوں تلک کو پانی سے سیراب کر دیا

سنبد ہون اور امام ہون عالی وقار ہون
یا کچھ اسیر کوفہ کا تقصیر وار ہون

منظور جنگ ہی نہ مجھے کشتہ خون ہی
پھرنا پھر آپکا مرے حق مین زبون ہی

اے بھائی تو سمجھ تو سہی با تمیز ہی
نانا کے کلمہ گویون سے پانی عزیز ہی

پیدا ہی صاف یہ ترے لشکر کے ڈھنگ سے
جیسے کوئی نکلتا ہی سامان جنگ سے

اسدم مری عیال کا دم ہون لکھا تا ہی
کوئی بھلا گھر آئے ہوے کو ستاتا ہی

اک دن خدا کی راہ مین سب گھر لٹینگے
ہین ہستودہ کہ چشمہ کوثر لٹائینگے

اور سبط مصطفےٰ کی وہان خیمہ گاہ ہو
جس سرزمین پر نہ آب و گیاہ ہو

حر نے کہا یہ اس شہر بناؤ پھر سے
مین سرکشی کرونگا نہ حکم امیر سے

بقیم نزو فرد کو وان آب کر دیا
گھوڑون تلک کو پانی سے سیراب کر دیا

سنبد ہون اور امام ہون عالی وقار ہون
یا کچھ اسیر کوفہ کا تقصیر وار ہون

منظور جنگ ہی نہ مجھے کشتہ خون ہی
پھرنا پھر آپکا مرے حق مین زبون ہی

اے بھائی تو سمجھ تو سہی با تمیز ہی
نانا کے کلمہ گویون سے پانی عزیز ہی

پیدا ہی صاف یہ ترے لشکر کے ڈھنگ سے
جیسے کوئی نکلتا ہی سامان جنگ سے

اسدم مری عیال کا دم ہون لکھا تا ہی
کوئی بھلا گھر آئے ہوے کو ستاتا ہی

اک دن خدا کی راہ مین سب گھر لٹینگے
ہین ہستودہ کہ چشمہ کوثر لٹائینگے

اور سبط مصطفےٰ کی وہان خیمہ گاہ ہو
جس سرزمین پر نہ آب و گیاہ ہو

حر نے کہا یہ اس شہر بناؤ پھر سے
مین سرکشی کرونگا نہ حکم امیر سے

۱۹

سبط نبی کو آتا کیا کیا سی حال ہاں
زینب کے لال کا ہوا جیسے وبال ہاں
فریاد اور رکنے کا مرے کیجے خیال ہاں
والعصر تری اور توجہ کی کیا مجال ہاں

۲۰

جب حضرت امام نے یہ ماجرا سنا
اکبر سے بولے یا علی مرتضیٰ سنا
بیٹا تو میرے فوج میں جا کر ذرا سنا
حضرت نے اکبر کو یوں آواز دی سنا

۲۱

اکبر بھی اپنے باپ کا سنتے ہی ماجرا
حملہ کیا فوج پر مثل شیر ببر کیا
جس سمت کو بڑھا ہے صفوں کو الٹ دیا
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۲۲

گھوڑے کو جس گھڑی کہ بڑھایا میان میں
جس سمت کو بڑھا ہے صفوں کو الٹ دیا
کی ہوش نے اسد علی کا ہر ایک کو ہراساں
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۲۳

حر نے کہا امام نے چین پر جبین ہو
جا غم مین تیرے ماں تری ماتم نشین ہو
کی عرض اس گھڑی کہ بڑھایا میان میں
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۲۴

گھوڑے کو جس گھڑی کہ بڑھایا میان میں
جس سمت کو بڑھا ہے صفوں کو الٹ دیا
کی ہوش نے اسد علی کا ہر ایک کو ہراساں
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۲۵

زینب نے جس گھڑی کہ بڑھایا میان میں
جس سمت کو بڑھا ہے صفوں کو الٹ دیا
کی ہوش نے اسد علی کا ہر ایک کو ہراساں
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۲۶

اور رن کے بیچ جا کے کیا ایسا کام ہاں
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۲۷

اکبر بھی اپنے باپ کا سنتے ہی ماجرا
حملہ کیا فوج پر مثل شیر ببر کیا
جس سمت کو بڑھا ہے صفوں کو الٹ دیا
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۲۸

اور رن کے بیچ جا کے کیا ایسا کام ہاں
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۲۹

اکبر بھی اپنے باپ کا سنتے ہی ماجرا
حملہ کیا فوج پر مثل شیر ببر کیا
جس سمت کو بڑھا ہے صفوں کو الٹ دیا
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۳۰

اور رن کے بیچ جا کے کیا ایسا کام ہاں
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۳۱

اکبر بھی اپنے باپ کا سنتے ہی ماجرا
حملہ کیا فوج پر مثل شیر ببر کیا
جس سمت کو بڑھا ہے صفوں کو الٹ دیا
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۳۲

اور رن کے بیچ جا کے کیا ایسا کام ہاں
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۳۳

اکبر بھی اپنے باپ کا سنتے ہی ماجرا
حملہ کیا فوج پر مثل شیر ببر کیا
جس سمت کو بڑھا ہے صفوں کو الٹ دیا
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۳۴

اور رن کے بیچ جا کے کیا ایسا کام ہاں
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۳۵

اکبر بھی اپنے باپ کا سنتے ہی ماجرا
حملہ کیا فوج پر مثل شیر ببر کیا
جس سمت کو بڑھا ہے صفوں کو الٹ دیا
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۳۶

اور رن کے بیچ جا کے کیا ایسا کام ہاں
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۳۷

اکبر بھی اپنے باپ کا سنتے ہی ماجرا
حملہ کیا فوج پر مثل شیر ببر کیا
جس سمت کو بڑھا ہے صفوں کو الٹ دیا
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۳۸

اور رن کے بیچ جا کے کیا ایسا کام ہاں
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۳۹

اکبر بھی اپنے باپ کا سنتے ہی ماجرا
حملہ کیا فوج پر مثل شیر ببر کیا
جس سمت کو بڑھا ہے صفوں کو الٹ دیا
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۴۰

اور رن کے بیچ جا کے کیا ایسا کام ہاں
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۴۱

اکبر بھی اپنے باپ کا سنتے ہی ماجرا
حملہ کیا فوج پر مثل شیر ببر کیا
جس سمت کو بڑھا ہے صفوں کو الٹ دیا
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۴۲

اور رن کے بیچ جا کے کیا ایسا کام ہاں
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۴۳

اکبر بھی اپنے باپ کا سنتے ہی ماجرا
حملہ کیا فوج پر مثل شیر ببر کیا
جس سمت کو بڑھا ہے صفوں کو الٹ دیا
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۴۴

اور رن کے بیچ جا کے کیا ایسا کام ہاں
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۴۵

اکبر بھی اپنے باپ کا سنتے ہی ماجرا
حملہ کیا فوج پر مثل شیر ببر کیا
جس سمت کو بڑھا ہے صفوں کو الٹ دیا
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۴۶

اور رن کے بیچ جا کے کیا ایسا کام ہاں
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۴۷

اکبر بھی اپنے باپ کا سنتے ہی ماجرا
حملہ کیا فوج پر مثل شیر ببر کیا
جس سمت کو بڑھا ہے صفوں کو الٹ دیا
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۴۸

اور رن کے بیچ جا کے کیا ایسا کام ہاں
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۴۹

اکبر بھی اپنے باپ کا سنتے ہی ماجرا
حملہ کیا فوج پر مثل شیر ببر کیا
جس سمت کو بڑھا ہے صفوں کو الٹ دیا
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۵۰

اور رن کے بیچ جا کے کیا ایسا کام ہاں
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۵۱

اکبر بھی اپنے باپ کا سنتے ہی ماجرا
حملہ کیا فوج پر مثل شیر ببر کیا
جس سمت کو بڑھا ہے صفوں کو الٹ دیا
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۵۲

اور رن کے بیچ جا کے کیا ایسا کام ہاں
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۵۳

اکبر بھی اپنے باپ کا سنتے ہی ماجرا
حملہ کیا فوج پر مثل شیر ببر کیا
جس سمت کو بڑھا ہے صفوں کو الٹ دیا
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۵۴

اور رن کے بیچ جا کے کیا ایسا کام ہاں
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۵۵

اکبر بھی اپنے باپ کا سنتے ہی ماجرا
حملہ کیا فوج پر مثل شیر ببر کیا
جس سمت کو بڑھا ہے صفوں کو الٹ دیا
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۵۶

اور رن کے بیچ جا کے کیا ایسا کام ہاں
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۵۷

اکبر بھی اپنے باپ کا سنتے ہی ماجرا
حملہ کیا فوج پر مثل شیر ببر کیا
جس سمت کو بڑھا ہے صفوں کو الٹ دیا
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۵۸

اور رن کے بیچ جا کے کیا ایسا کام ہاں
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۵۹

اکبر بھی اپنے باپ کا سنتے ہی ماجرا
حملہ کیا فوج پر مثل شیر ببر کیا
جس سمت کو بڑھا ہے صفوں کو الٹ دیا
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۶۰

اور رن کے بیچ جا کے کیا ایسا کام ہاں
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۶۱

اکبر بھی اپنے باپ کا سنتے ہی ماجرا
حملہ کیا فوج پر مثل شیر ببر کیا
جس سمت کو بڑھا ہے صفوں کو الٹ دیا
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۶۲

اور رن کے بیچ جا کے کیا ایسا کام ہاں
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۶۳

اکبر بھی اپنے باپ کا سنتے ہی ماجرا
حملہ کیا فوج پر مثل شیر ببر کیا
جس سمت کو بڑھا ہے صفوں کو الٹ دیا
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۶۴

اور رن کے بیچ جا کے کیا ایسا کام ہاں
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۶۵

اکبر بھی اپنے باپ کا سنتے ہی ماجرا
حملہ کیا فوج پر مثل شیر ببر کیا
جس سمت کو بڑھا ہے صفوں کو الٹ دیا
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۶۶

اور رن کے بیچ جا کے کیا ایسا کام ہاں
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۶۷

اکبر بھی اپنے باپ کا سنتے ہی ماجرا
حملہ کیا فوج پر مثل شیر ببر کیا
جس سمت کو بڑھا ہے صفوں کو الٹ دیا
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۶۸

اور رن کے بیچ جا کے کیا ایسا کام ہاں
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۶۹

اکبر بھی اپنے باپ کا سنتے ہی ماجرا
حملہ کیا فوج پر مثل شیر ببر کیا
جس سمت کو بڑھا ہے صفوں کو الٹ دیا
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۷۰

اور رن کے بیچ جا کے کیا ایسا کام ہاں
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۷۱

اکبر بھی اپنے باپ کا سنتے ہی ماجرا
حملہ کیا فوج پر مثل شیر ببر کیا
جس سمت کو بڑھا ہے صفوں کو الٹ دیا
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۷۲

اور رن کے بیچ جا کے کیا ایسا کام ہاں
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۷۳

اکبر بھی اپنے باپ کا سنتے ہی ماجرا
حملہ کیا فوج پر مثل شیر ببر کیا
جس سمت کو بڑھا ہے صفوں کو الٹ دیا
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۷۴

اور رن کے بیچ جا کے کیا ایسا کام ہاں
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۷۵

اکبر بھی اپنے باپ کا سنتے ہی ماجرا
حملہ کیا فوج پر مثل شیر ببر کیا
جس سمت کو بڑھا ہے صفوں کو الٹ دیا
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۷۶

اور رن کے بیچ جا کے کیا ایسا کام ہاں
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۷۷

اکبر بھی اپنے باپ کا سنتے ہی ماجرا
حملہ کیا فوج پر مثل شیر ببر کیا
جس سمت کو بڑھا ہے صفوں کو الٹ دیا
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۷۸

اور رن کے بیچ جا کے کیا ایسا کام ہاں
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۷۹

اکبر بھی اپنے باپ کا سنتے ہی ماجرا
حملہ کیا فوج پر مثل شیر ببر کیا
جس سمت کو بڑھا ہے صفوں کو الٹ دیا
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۸۰

اور رن کے بیچ جا کے کیا ایسا کام ہاں
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۸۱

اکبر بھی اپنے باپ کا سنتے ہی ماجرا
حملہ کیا فوج پر مثل شیر ببر کیا
جس سمت کو بڑھا ہے صفوں کو الٹ دیا
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۸۲

اور رن کے بیچ جا کے کیا ایسا کام ہاں
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۸۳

اکبر بھی اپنے باپ کا سنتے ہی ماجرا
حملہ کیا فوج پر مثل شیر ببر کیا
جس سمت کو بڑھا ہے صفوں کو الٹ دیا
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۸۴

اور رن کے بیچ جا کے کیا ایسا کام ہاں
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۸۵

اکبر بھی اپنے باپ کا سنتے ہی ماجرا
حملہ کیا فوج پر مثل شیر ببر کیا
جس سمت کو بڑھا ہے صفوں کو الٹ دیا
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۸۶

اور رن کے بیچ جا کے کیا ایسا کام ہاں
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۸۷

اکبر بھی اپنے باپ کا سنتے ہی ماجرا
حملہ کیا فوج پر مثل شیر ببر کیا
جس سمت کو بڑھا ہے صفوں کو الٹ دیا
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۸۸

اور رن کے بیچ جا کے کیا ایسا کام ہاں
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۸۹

اکبر بھی اپنے باپ کا سنتے ہی ماجرا
حملہ کیا فوج پر مثل شیر ببر کیا
جس سمت کو بڑھا ہے صفوں کو الٹ دیا
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۹۰

اور رن کے بیچ جا کے کیا ایسا کام ہاں
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۹۱

اکبر بھی اپنے باپ کا سنتے ہی ماجرا
حملہ کیا فوج پر مثل شیر ببر کیا
جس سمت کو بڑھا ہے صفوں کو الٹ دیا
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۹۲

اور رن کے بیچ جا کے کیا ایسا کام ہاں
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۹۳

اکبر بھی اپنے باپ کا سنتے ہی ماجرا
حملہ کیا فوج پر مثل شیر ببر کیا
جس سمت کو بڑھا ہے صفوں کو الٹ دیا
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۹۴

اور رن کے بیچ جا کے کیا ایسا کام ہاں
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۹۵

اکبر بھی اپنے باپ کا سنتے ہی ماجرا
حملہ کیا فوج پر مثل شیر ببر کیا
جس سمت کو بڑھا ہے صفوں کو الٹ دیا
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۹۶

اور رن کے بیچ جا کے کیا ایسا کام ہاں
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۹۷

اکبر بھی اپنے باپ کا سنتے ہی ماجرا
حملہ کیا فوج پر مثل شیر ببر کیا
جس سمت کو بڑھا ہے صفوں کو الٹ دیا
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۹۸

اور رن کے بیچ جا کے کیا ایسا کام ہاں
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۹۹

اکبر بھی اپنے باپ کا سنتے ہی ماجرا
حملہ کیا فوج پر مثل شیر ببر کیا
جس سمت کو بڑھا ہے صفوں کو الٹ دیا
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا

۱۰۰

اور رن کے بیچ جا کے کیا ایسا کام ہاں
ہر ایک کو پکڑ پکڑ کے زمین پر پٹک دیا



گوشہ اگر نقاب کا چہرے سے ہٹ گیا
یہ جان لے کہ دفتر عالم الٹ گیا

تم لائق امور امامت مدام ہو
واللہ میری فوج کے بھی تم امام ہو

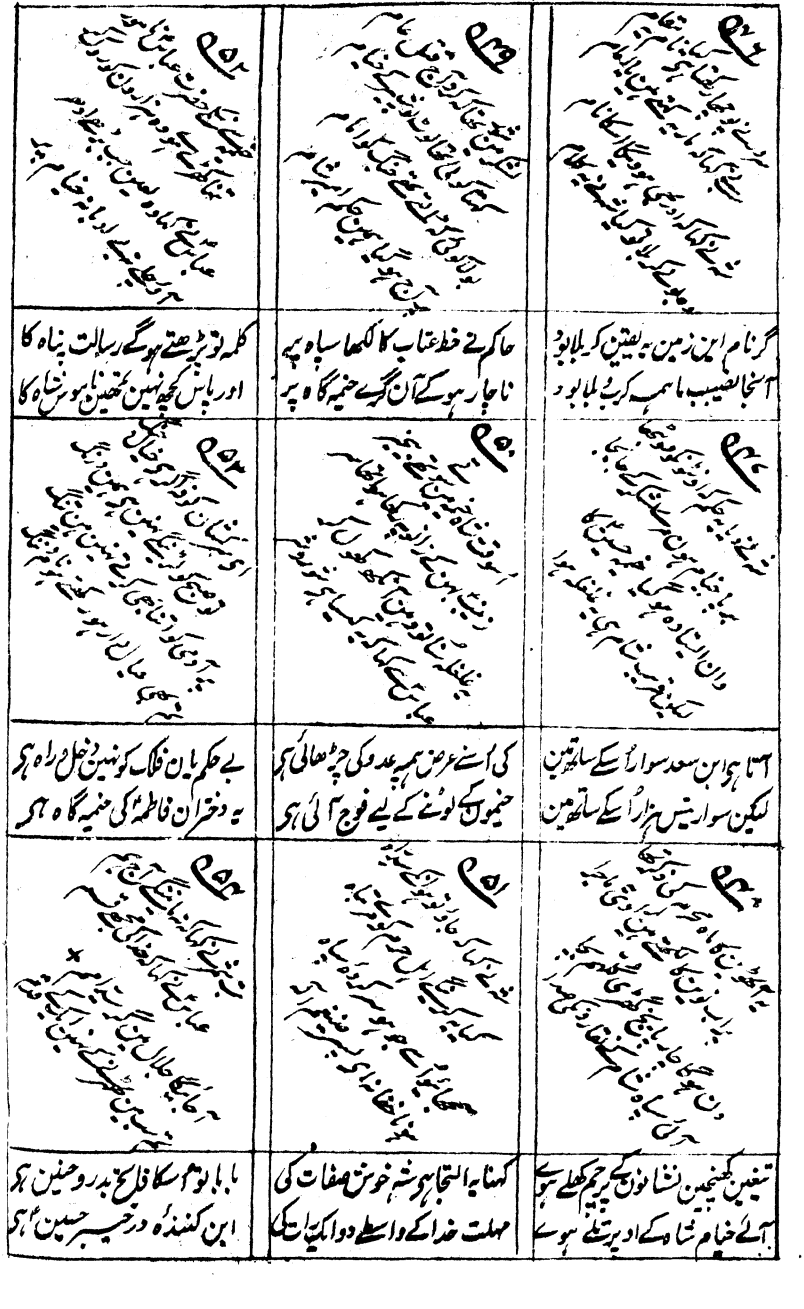
آل نبی چو دست تظلم برآورند
سکان عرش را ببرلزل برآورند

شہ کی سپاہ دور تھی حر کی سپاہ سے
دو کوس کا مفاصلہ تھا خیمہ گاہ سے

تو دختہ امیر عرب لاکلام ہی
تیرا کلام صاف علیؑ کا کلام ہی

اسدم ملال خاطر شبیرؑ کا گیا
ناگہ نماز ظہر کا وقت اسمیں آ گیا

وہ رات ایک آن میں حر کا استقبال ہوئی
دو کوس چلنے پائے نہ تھے جو سحر ہوئی



۵۵

کل نہر کے کنارے پہ تو جنگ کیجیو
جو ہر ہماری تیغ کے تو دیکھ لیجیو

۵۶

بیجا اگر کہیگا کبھی تو زبان سے
اے شمر آنکھ مین بجھے مارونگا جان سے

۵۷

کافر تلک کو مہلت جنگ و جدال ہی
اے ابن سعد یہ تو محمد کا لال ہی

۵۸

فرصت تو آج رات کی مت سے پائی ہی
بعد از نماز صبح مگر گل لڑائی ہی

۵۹

ان سب سمیت ہم یہان بستی بسائینگے
اک باغ تازہ خشک زمین پر لگائینگے

۶۰

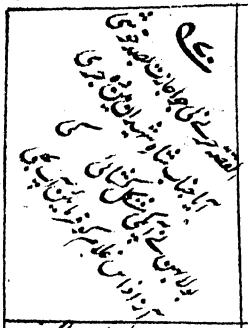
باہر تمام رات تو طاعت گزاری تھی
اہل حرم مین نوحہ تھا اور آہ و زاری تھی

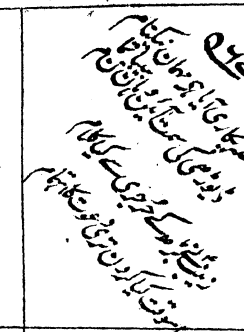
۶۱

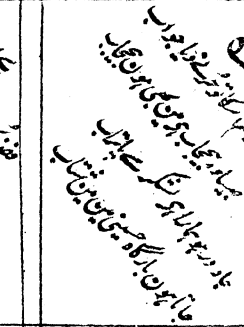
آخر کا تو پسر ہی ہمی تو نواسا ہی
سامان یہ اسکے واسطے جو بھوکا پیاسا ہی

۶۲

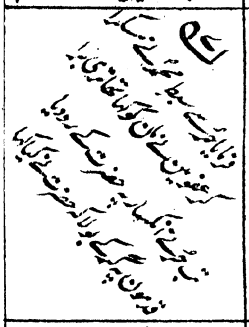
اسنے پھر اپھر اوہ رسالت پناہ سے
جو اسنے منحرف ہی پھر اوہ اگر سے

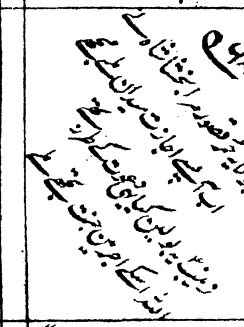


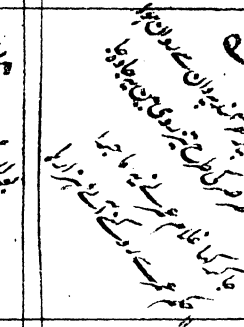




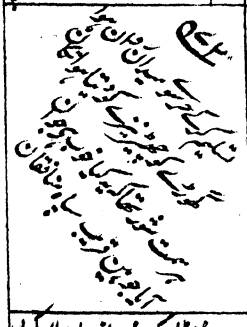
ہاں بس ہوں قدوم سعادت لزوم کا بدتر ہی ساتھ اب پسر سعد شوم کا	سامان بہم نہیں ہی مصیبت پڑی ہوئی افسوس ہے کچھ نہ ضیافت تری ہوئی	شہ نے کہا کہ تجکو نہ کوئی گزند ہو جا دو جہان میں ترا رتبہ بلند ہو

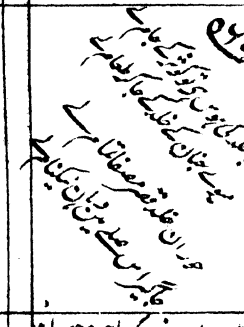


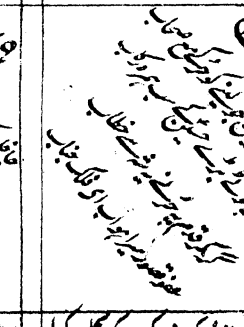




بجلی کبھی چھپی ہی گھٹا مین سحاب مین ہو پنجابہ ایک آن مین شہ کی جناب مین	خیراب یہان رسوم نہ دعوت مین ہونگے سامان علی رسول کے جنت مین ہونگے	یا شاہ اُسکا فخر ہی سارے جہان پر نام اُسکا اور آوے تمھاری زبان پر







حضرت نے حُر کے عذر کو رو کر بحل کیا جلال مشکلات نے مشکل کو حل کیا	ٹھہرا نہ یان یہ خیر کہ راحت حصول ہے جاوان تجھے نبیؐ کی زیارت حصول ہے	نیزہ اُٹھا کے حُر نے مبارز طلب کیا اُس دبدبہ کو دیکھ کے سب نے عجب کیا

نیزے کا حر کے ایسا زبردست وار تھا
بوڑی تلک وہ سینۂ اعدا کے پار تھا

ران میں جو ہر طرف مری جرأت کا شور ہے
یہ سبطِ مصطفیٰؐ کی غلامی کا زور ہے

دل خوش ہوا حر ابن یزید ریاح کا
آنکھوں سے بس لگایا سم ذوالجناح کا

دورُ اجور کھ کے نیزے کو گھوڑے کے کان پر
کنتوں ہی کو اُٹھا لیا نوک سنان پر

یاں سے وہاں تلک صف جیاں کو طے کیا
گھوڑے کو حُر کے آگے پیادوں نے لے کیا

حُر نے کہا غلام کو اپنے تخیل کیا
ای شاہزادے تُو نے مجھے مشغل کیا

ملتے سے نیزہ جاتا تھا گھوڑے کے نتھنے تک
پر تیغ سے صفا اُترتی تھی دم تلک

اُمت ستم کرے کے ہاتھ سے زینا تو اب کو
تو تھام لے جیومرے حُر کی رکاب کو

بیداد گر کے ہاتھ سے بچی جو جل گئی
نوک اُسکی پار سینۂ حُر سے نکل گئی

۱ سلام

جس گھر میں کہ داماد بھائی نہیں ہوتی
تا روزِ قیامت شہ دیں کی سلامی نہیں ہوتی

۲

عباس کے پاس آ کے گیا شمر سلامت
انھوں سے کسی طرح برائی نہیں ہوتی

۳

کہتے تھے حرم جب تلک آتے نہیں دیور
ہم دیوروں کی عقدہ کشائی نہیں ہوتی

۴

زینب نے کہا سر کھلے ہوئے ماموں پہ ہیں سب
بربادِ کبھی اچھی کمائی نہیں ہوتی

۵

زینب نے کہا آتی ہیں فردوس سے ماں
گو بھائی سے موقوف رہائی نہیں ہوتی

۶ اصلاح سکینہ نے نہ سمجھا کبھی بابا

شہزادیوں سے طرز گدائی نہیں ہوتی

۷

زینب نے کہا لاشِ شہ سے سکینہ
چپکی کہ کسی سوگوان سے بھائی نہیں ہوتی

۸

بگڑے کہا ماں سے ذکیہ سوتی ہو پیاری
بی بی کہیں بھائی پہ رہائی نہیں ہوتی

۹

عابد کی طرف دیکھ کے کہتے تھے تلاطم
یوں صبر کی امکان میں سمائی نہیں ہوتی

۱۰

اسوائے عباس نہ سردے کے گوارا
ہیہات سے کبھی دور ترائی نہیں ہوتی

۱۱ شہ نے چکھیں پانی تو یا پانی پہ پڑے وہ

جو بے ہیں انھیں آپ کو بھلائی نہیں ہوتی

۱۲

شہ نے کہا اے اہلِ حرم دیر ہوئی ہے
اصغر کے گلے تین دنوں ہوا نہیں ہوتی

۱۳

عابد نے کہا دل سے کہ کچھ مارِ نوحہ زار
اے وہ سرِ صبر آ پہ بائی نہیں ہوتی

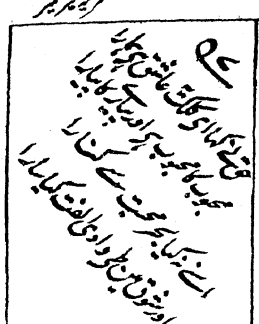
۱۴

پیشہ سے کیا جائے گی کیسے نہ
گر کربلا میں تاب جدائی نہیں ہوتی

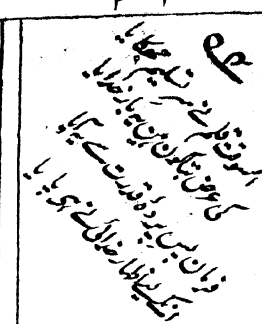
۱۵

بانو نے کہا شمر سے سنا ہوش ہے کہ کر
کچھ بھی تکلم کری جائی نہیں ہوتی

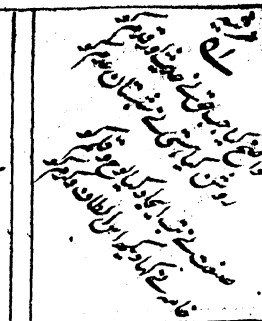
فقط انیس



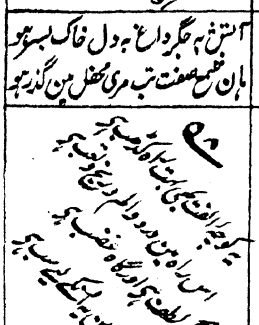
مین شبّہ سر لوح پہ احکام کرونگا
احکام الٰہی مین سب ارقام کرونگا



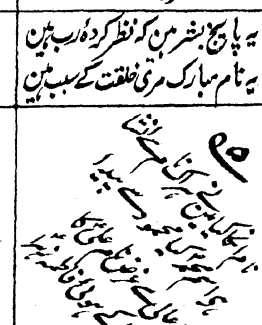
یہ پانچ بشر ہین کہ نظر کردۂ رب ہین
یہ نام مبارک مری خلقت کے سبب ہین



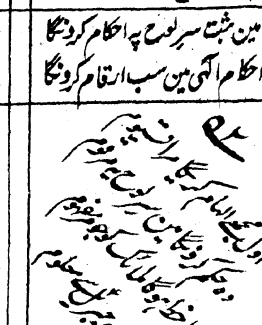
آتش ہہ جگر داغ ہہ دل خاک بسر ہو
ہان شمع صفت تب مری محفل مین گذر ہو



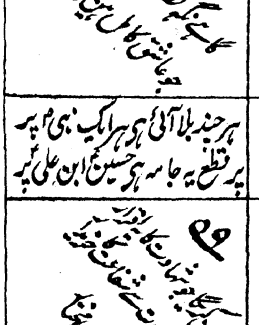
ممتاز نبی ہونگے جو اس عز و شرف سے
امت کو وہ پہونچائینگے خالق کی طرف سے



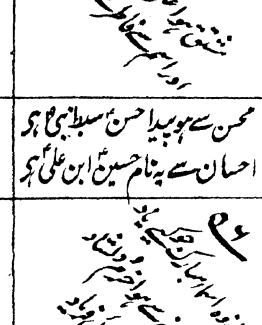
محسن سے ہوپیدا حسنؑ سبط نبی کا ہو
احسان سے یہ نام حسینؑ ابن علیؑ کا ہو



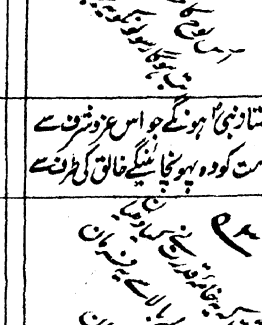
ہر چند بلا آئی ہو ہر ایک نبی پر
پر قطع یہ جا سر ہو حسینؑ ابن علیؑ پر



گوشہ ہر اک اُس لوح کا پر نور و ضیا ہو
اور پنجتن پاک کا وان نام لکھا ہو



یارب مرے سینے پہ چھری غم کی چلی ہو
کیا ورد بجز نام حسینؑ ابن علیؑ ہو



اقرار فقط ہوگا شہ تشنہ دہن سے
پر جھپکے فدا ہوگا یہ منہاد و دو تن سے

۱۰

انگشت بلبلا کہ ہے قدرت سے جاری
کس کا وضو بتا ہے کہ وہ ہیں تیغ دار
خامہ سے بہ نوائے کہا حضرت باری
اس شخص کے کہ ناخدا ہی کی ہے دوستدار

۱۱

است سے جنا کہ نیچے دنیا میں مریگا
محشر میں شفاعت اُسی است کی کریگا

۱۲

سوچو تو کہ اکبرؑ کو فدا ہم نے کیا ہے
عباسؑ دلاور کو فدا ہم نے کیا ہے

۱۳

جب پھوٹ کے لب اور پیاس میں عشق کھلاتے ہیں شبیرؑ
تب گھوڑے کی گردن سے لپٹ جاتے ہیں شبیرؑ

۱۴

جو شخص کہ دنیا میں طلبگار رستم ہو
مثل سر شبیرؑ و اسر بھی قلم ہو

۱۵

پانی کی سبب کہتے ہیں زخمی کو طلب ہے
یاں پیاسے کو زخمی کیا یہ اور غضب ہے

۱۶

راکب پہ مصیبت کا فلک ٹوٹ پڑا ہے
گھوڑا بھی جھکائے ہوئے گردن کو کھڑا ہے

۱۷

پر فیض غم سبط نبی کس سے بیان ہو
جبتک نہ کٹے سر تو نہ کا غذ پہ رواں ہو

۱۸

حضرت کے قدم جن و ملک چوم رہے تھے
اور گھوڑے پہ بیٹھے ہوئے شہ جھوم رہے تھے

۱۹

گر پیاس سے عشق ہو خلف شاہ نجف کو
ہو حکم تو لیجاؤں میں دریا کی طرف کو

۱۹	۲۲	۲۵
سجے سے کا اگر شوق ہو طاری نہ دین پر تو ٹیک کے گھٹنوں کو اتارو نہ زمین پر	اُس دشت مصیبت کا جو نقشا نظر آوے ہاں سید بیکس کا سراپا نظر آوے	احکام ہے جس شہ کے ملک کاندھے دھرے ہیں کان اُس کے وہ فریاد سکینہ سے بھرے ہیں
۲۰	۲۳	۲۶
مرجاؤنگا مین زخم بدن کھلنے نہ دونگا حضرت کے قرین ایک کو مین آنے نہ دونگا	سہرے کی طرح پیچ عمامہ کے پڑے ہیں دولھا سے بنے فاطمہ کے لال کھڑے ہیں	فرماتے ہیں بیکار یہ دست نہ دین ہو ان ہاتھوں سے کیا کام کہ یاور ہی نہیں ہو
۲۱	۲۴	۲۷
تجکو بھی سکینہ کو بھی رو بیٹھیگا شبیر نانا کے تبرک کو بھی کھو بیٹھیگا شبیر	قاسم کہان اکبر کہان عباس کہان ہیں بے نور ہین یہ صورت نرگس نگران ہین	دے سونپ نہ جہان صاحب نظیر برستے اُس سینہ پہ ہین چار طرف تیر برستے

۳۰

۳۱

۳۲

سب جانتے ہین فاطمہ کا لال ہی شبیر
دو پانی کہ اب پیاس سے بیحال ہی شبیر

ثابت ہوا مجھپر کہ تو زہرا کا پسر ہی
مظلوم غریب الوطن و تشنہ جگر ہی

مین چاہون تو یہ دشت بھی جنت نظر آوے
تسنیم ادھر آوے تو کوثر ادھر آوے

۳۳

۳۴

۳۵

دیکھا کہ سوار ایک جوان عربی ہی
آراستہ تن زیر صلاح حربی ہی

دریا سے بھر اک جام مین لے آیا ہون پانی
یہ تیرے پلانے کے لیے لایا ہون پانی

زیر ستم مرکب اسے دریا نظر آیا
اعجاز کے گلشن کا تماشا نظر آیا

۳۶

۳۷

۳۸

اک اشک کا دریا ہی کہ آنکھون مین بھرا ہی
اور ساغر آب اسکی ہتھیلی پہ دھرا ہی

مظلوم ہی تو بچھپہ بڑا وقت پڑا ہی
محتاج کی خدمت جو کرے اجر بڑا ہی

ای وای جو شبیر نے پانی کی ہوس کی
بیٹی ہی تڑپتی مری اک چار برس کی

ظاہر کیا اعجاز نبوت تو نبی کا
دکھلایا ثبات ورولایت بھی علی کا

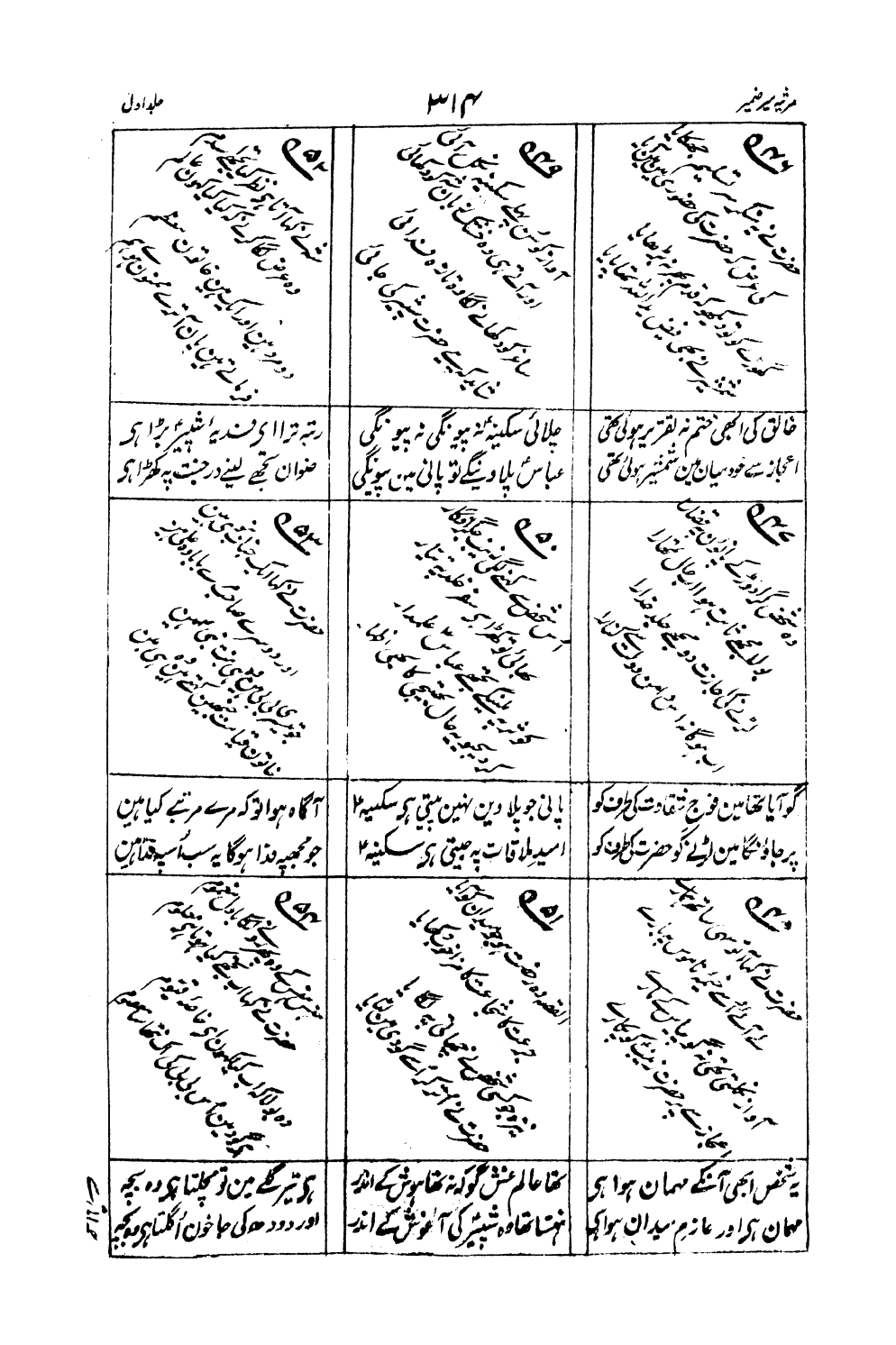
گور حرم کا کرنا ترا دستور نہیں ہے
بیرحمی سے لڑنا مجھے منظور نہیں ہے

محتاج سپر کچھ نہ جناب شہ دین تھے
مولا کی سپر حضرت جبرئیل امین تھے

پیدا یہی فریاد ہوئی کون و مکان سے
لو نام و نشان مٹ گیا ہستی کا جہان سے

گہ فارم اعلی پہ گئے فرق لعین پر
گہ فرق زمین گہ بسر کاوز زمین پر

حیدر کی شجاعت کا نہ سامان کرو تم
مظلومی زہرا کا ذرا دھیان کرو تم



۴۸
حضرت نے بیٹے کو سینہ سے لگایا
کی دعا حق سے حضرت کی حضور ہی میں یہ
حضرت کا دعا دیکھ کے فرمان ہوا
شہزادے تجھے بھی فیض یہ اللہ عطا کیا

۴۹
آواز دی لیلیٰ نے سکینہ نکل آ
اے بیٹی تجھے ہی یہ خطاب ان نے کیا ہے
سا تو نے کبھی باپ کا دولہا نہ دیکھا
شاید کہ یہ حضرت شہید ہوں گی جا ہی

۵۰
اس شخص کے کہنے کا گماں ہے یہ بیقرار
جلائی تو کھڑا ہے عباس علمدار
حضرت نے کہا جا مجھے عباس کو لے آ
کہتا ہے یہ بیٹا کہ مجھے لے گئے بابا

۵۱
اک نعرہ وہ حضرت نے کیا ایسا کہ دہلا
جو حق کا خطاب حضرت عباس کو دیا ہے
یہ سنتے ہی بیٹی کو گلے سے لگا لیا
حضرت نے سکینہ کو بلایا ہے بلایا

۵۲
سنتے ہی کہا آہ یہ کیا کہتے ہیں بابا
دو موتیں لگا کر ہے کہا کیا کہتے ہیں بابا
دو موتیں ہیں اور ایک ہیں خاتون سوم
فرماتے ہیں ان آنے سے مومن ہوں گے تم

۴۸
خالق کی ابھی ختم نہ تقریر ہوئی تھی
اعجاز سے خود سیاں میں شمشیر ہوئی تھی

۴۹
چلائی سکینہ نہ پیونگی نہ پیونگی
عباس پلا دینگے تو پانی میں پیونگی

۵۰
گو آیا تھا میں فوج شقاوت کی طرف کو
پر جاؤنگا میں لڑنے کو حضرت کی طرف کو

۵۱
یہ شخص ابھی آنکے مہمان ہوا ہے
مہمان ہوا اور عازم میدان ہوا ہے

۴۸
رتبہ ترا اے فدیہ شبیر بڑا ہے
ضوان تجھے لینے درجنت پہ کھڑا ہے

۴۹
پانی جو پلا دیں نہیں پیتی ہے سکینہ
اسید ملاقات پہ جیتی ہے سکینہ

۵۰
آگاہ ہوا تو کہ مرے مرتبے کیا ہیں
جو مجھ پہ فدا ہوگا یہ سب اسکے فدا ہیں

۵۱
ہے تیر گلے میں تو چلتا ہے وہ بچہ
اور دودھ کی جا خون اگلتا ہے وہ بچہ

۵۵

چھاتی سے لگائے ہوئے بیٹا ہین کسی کا
ہین ہاتھ مین اک شیر کا کوزہ لیے ہوئے

فرماتی ہین تو کس لیے گھبراتا ہی اصغرؑ
بابا بھی کوئی دم کو یہان آتا ہی اصغرؑ

یہ بھی ہین بہن اسکی جو ہے غربت و بیکس
ہان بھی مری پیاسی ہی بابا بھی ہی پیاسا

۵۶

اس بات کے سنتے ہی بھر آئے دو دیدہ
حضرت نے کہا منہ سے کہ ہوا یا ہے

اسکے لیے پانی کا ہوا تھا مین طلبگار
شرمندہ ہی اس طفل کی ماں سے شہ ابرار

وہ طفل چمپائے ہوے حلقوم یہی ہی
ای بھائی مرا اصغرؑ معصوم یہی ہی

۵۷

یہ سنکے سوے خیمہ گئی اس کی سواری
لیجا کے جہان حضرت شبیرؑ کی باری

یا سبطنبیؐ کچھ نہ مجھے درد و الم ہو
احوال پہ میرے نگہ لطف و کرم ہو

ای مونس بے طاقت و غمخوار سکینہ
کہتا ہی تجھے اب یہ بھائی گہوارہ دار ہی

۱ سلام

سلام اس پیمبر پر جسے قدرت نے لاجواب کیا
جہان بھر کی خوبیوں سے مالا مال کر کے انتخاب کیا

۲ سے

گوارا دین کی خاطر جسم و جاں کو خاک میں ملنا
بلکہ یہ ہار سے کو سرخرو ہونے کا ڈھب کیا

۳ سے

یہ قافلہ ہاشمی کا جس کی راہ میں ہے کربلا
حسین نے اس قافلے کو مطلق العنان انتخاب کیا

۴ سے

وہ کربلا کے دشت میں حسین کا خیمہ
جس نے ظلم و ستم کے خلاف جہاد کا اعلان کیا

۵ سے

ہزار ذرہ حسد و بغض کے دشمن کا جب کیا
جس نے بھی اس کے خلاف سر اٹھایا اسے زیر کیا

۶ سے

جس کی لاش جب کی چھینا جھپٹی میں
دشمن نے حضرت قاسم کی کیا جب کیا

۷ سے

ہزار جور مسلمان کیوں نہ ہو اجاگر
لیکن سب نے ہی اسلام کو خراب کیا

۸ سے

امام حسین شہید کربلا
اللہ کے نام پر جس نے اپنا سب کچھ قربان کیا

۹ سے

ہزار ذلتوں کی ہو اس نے اپنا سب کچھ قربان کیا
لیکن سب نے ہی اسلام کو خراب کیا

۱۰ سے

سوار گھوڑوں پر ہو کر جس نے شہادت پائی
عجب طرح کا کارنامہ اس نے انجام دیا

۱۱ سے

عجب طرح کا کارنامہ اس نے انجام دیا
جس نے اپنا سب کچھ قربان کیا

۱۲ سے

عجب طرح کا کارنامہ اس نے انجام دیا
جس نے اپنا سب کچھ قربان کیا

۱۳ سے

عجب طرح کا کارنامہ اس نے انجام دیا
جس نے اپنا سب کچھ قربان کیا

۱۴ سے

عجب طرح کا کارنامہ اس نے انجام دیا
جس نے اپنا سب کچھ قربان کیا

۱۵ سے

عجب طرح کا کارنامہ اس نے انجام دیا
جس نے اپنا سب کچھ قربان کیا

گلشن ذکر مین شاداب دل و خنداں ہی
جبھون قدرت حق کی مجھے گلچینی ہی

پر یہ کب رنج و مصیبت پہ نظر کرتا ہی
شکر خالق سے لب خشک کو تر کرتا ہی

لفظ روشن ہی تو معنون ہین روشنائی ہی
سادہ کاغذ ورق کاغذ افشانی ہی

اسکو سیرابی مین یون پیاس کی طغیانی ہی
جسطرح چاہ زنخدان مین نہین پانی ہی

ہی یقین حشر مین بخشائے یہ تقدیر مجھے
بارک اللہ کہے صاحب تو تسبیر مجھے

صفحہ رو پہ یہ بینی الف زیبا ہی
کلک تقدیر نے خود صل علی لکھا ہی

قدر نین خالق اکبر ہمین دکھلاتا ہی
پانی خورشید کے چشمے مین نظر آتا ہی



پہلے تنہا طرف چشم نظر جاتی ہے
جبکہ پھرتی ہے تو ہمراہ لیے نور آتی ہے

کون خوبان جہان مین سے نظیر اسکا ہے
حسن خوبی مین ہر اک عشر عشیر اسکا ہے

فاطمہ اسکی بلائین لے بہت روئیگی
سر شبیر پہ گردن یہ فدا ہوئیگی

اسکو کہیے سے مسیحا یہ جو ملک پاتے ہین
فاصلے بوسہ زنی کے وہ جھکے جاتے ہین

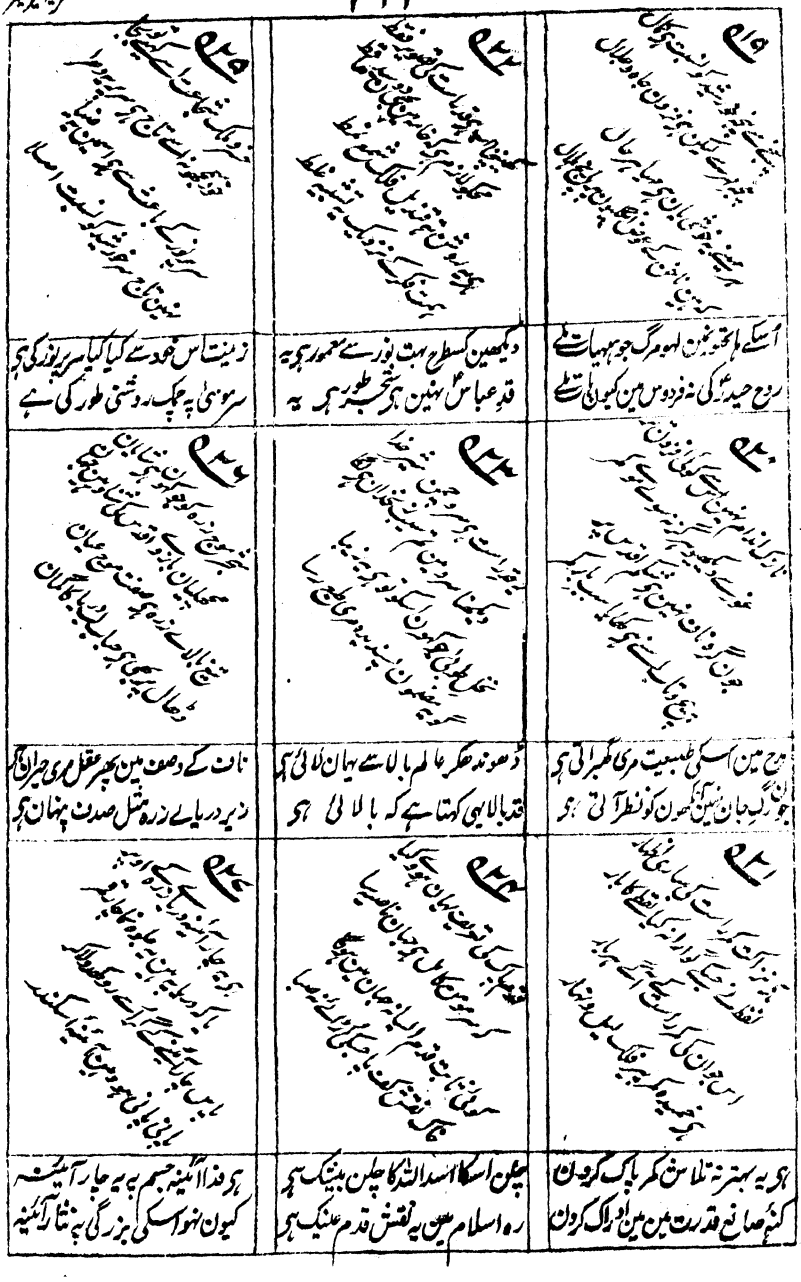
عرق آلودہ یہ پیشانی تابان دیکھو
مطلع صبح پہ ہے سیر چراغان دیکھو

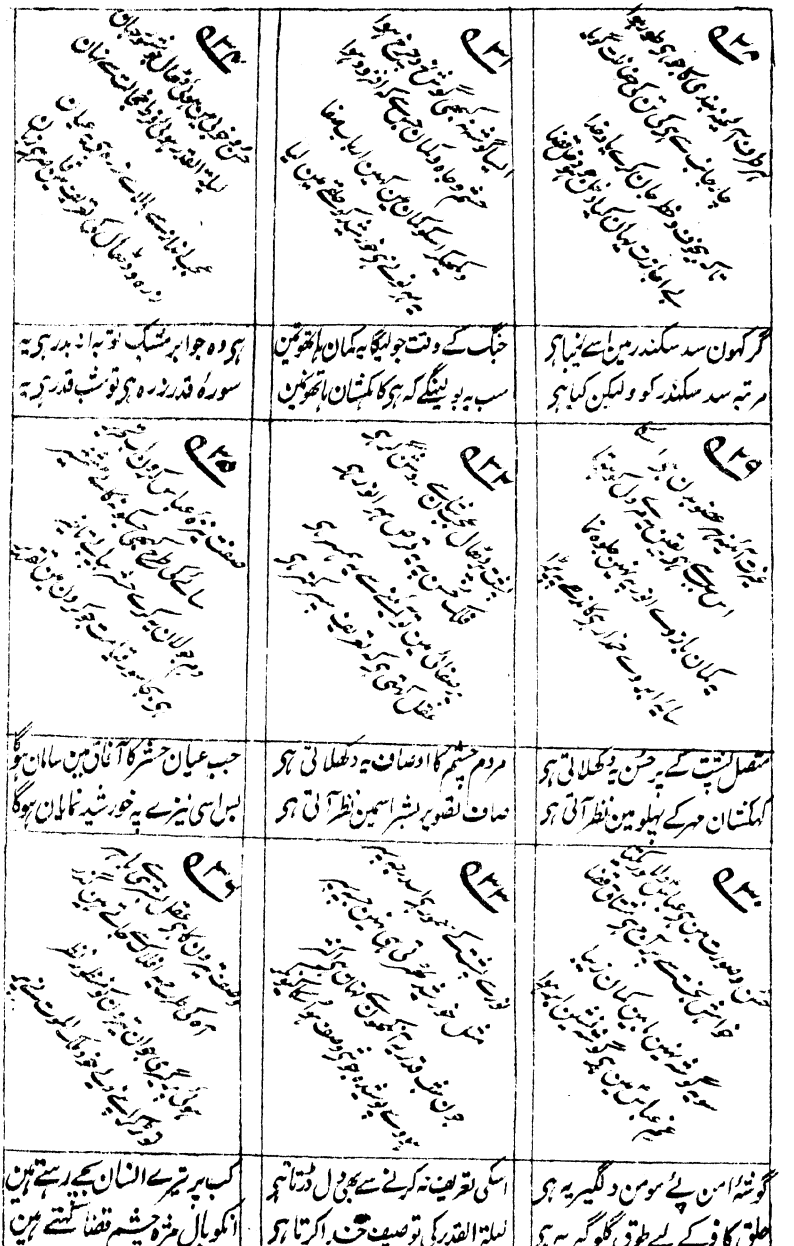
دل کو ہر علم کے دریا کا سفینہ کہیے
اور اس سینہ کو تابوت سکینہ کہیے

مردم اس چشم مین پر حسن یہ دکھلاتی ہے
صورت داغ دل ماہ نظر آتی ہے

دونون رخ سیر عجب زلفون مین دکھلاتی ہین
شب مہتاب مین دو چاند نظر آتے ہین

روشنی ہاتھ مین مشاطہ شجر طور کی ہے
انگلیان دیکھ لو مشعل یہ ہر اک نور کی ہے





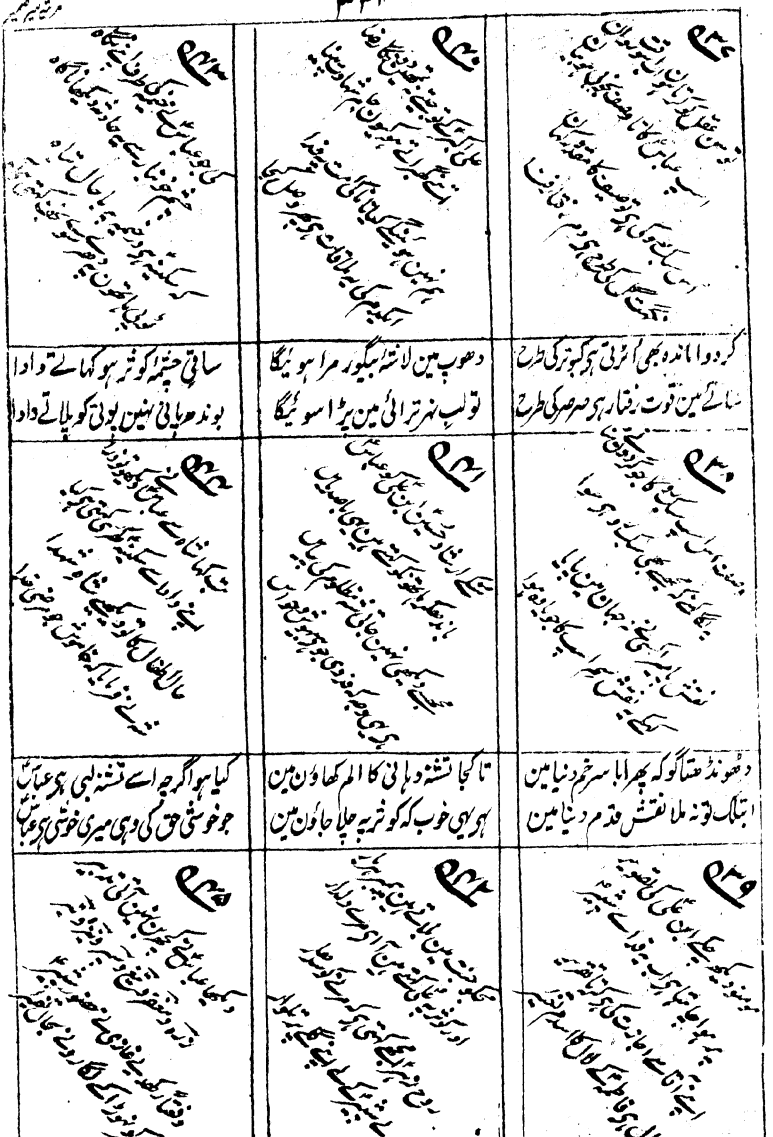
۲۹
ہر دن اب یہ زمین و زماں کا ہو رہا ہے طور ہی اور
پل پل جنب سے ہوتی ہے کچھ اور کی اور
ہر آن ہو رہا ہے عیاں کچھ نیا ظہور
ہے یہ خیال وہم و گماں سے بھی ماورا
گر کہوں سد سکندر رمیں اسے تو بجا ہے
مرتبہ سد سکندر کو ولیکن کیا ہے

۳۰
کیا گاڑھ سے بھی گوش فلک بیخبر ہوا
حشر و جہاد و طیلسان ہیں کیسا اسا بعضا
دیکھا کہ سکوکان ہیں کیسا اسا بعضا
یہ پیرہن ہے خرقہ یہ تاج و قبا ہے یہ
جنگ کے وقت جو لگا یہ کمان ہاتھ مین
سب یہ بولینگے کہ ہے کا کمشان ہاتھ مین

۳۱
جس نے قبول دین مین اول قتال کی
لیلۃ القدر ہے اسکے لئے بہتر از الف
کیا ذکر ہو سکے ہے ثنا اسکی کس طرح
ہے وہ جواہر مشک تو تابان بدر ہے یہ
سورۂ قدر زرہ ہے تو شب قدر ہے یہ

۳۲
مفصل کشت کے یہ حسن یہ دکھلاتی ہے
کہکشان مہر کے پہلو مین نظر آتی ہے
مردم چشم کا اوصاف یہ دکھلاتی ہے
صاف تصویر بشر اسمین نظر آتی ہے
حب عیان حشر کا آنا مین سامان ہوگا
بس اسی نیزے پہ خورشید نمایان ہوگا

۳۳
گوشۂ امن پہ سومن دلگیر یہ ہے
حلق کافر کے لیے طوق گلوگیر یہ ہے
اسکی تعریف نہ کرنے سے بھی دل ڈرتا ہے
لیلۃ القدر کی توصیف خ. اکرتا ہے
کب پر تیرے انسان بچے رہتے ہین
انکو بال مژہ چشم قضا تکتے ہین



۳۷
گرد و اماندہ بھی اڑتی ہے کبوتر کی طرح
سانس آتی ہے قوت رفتار ہے صرصر کی طرح

۳۸
دھوپ میں لاشۂ بیکور مرا ہوئیگا
تو لب نہر ترائی میں پڑا سوئیگا

۳۹
ساقیٔ چشمۂ کوثر ہو کہاں لے دادا
بوند پانی نہیں بوتی کو پلانے دادا

۳۰
ڈھونڈھتا گو کہ پھرا بسر خم دنیا میں
اب تلک تو نہ ملا نقش قدم دنیا میں

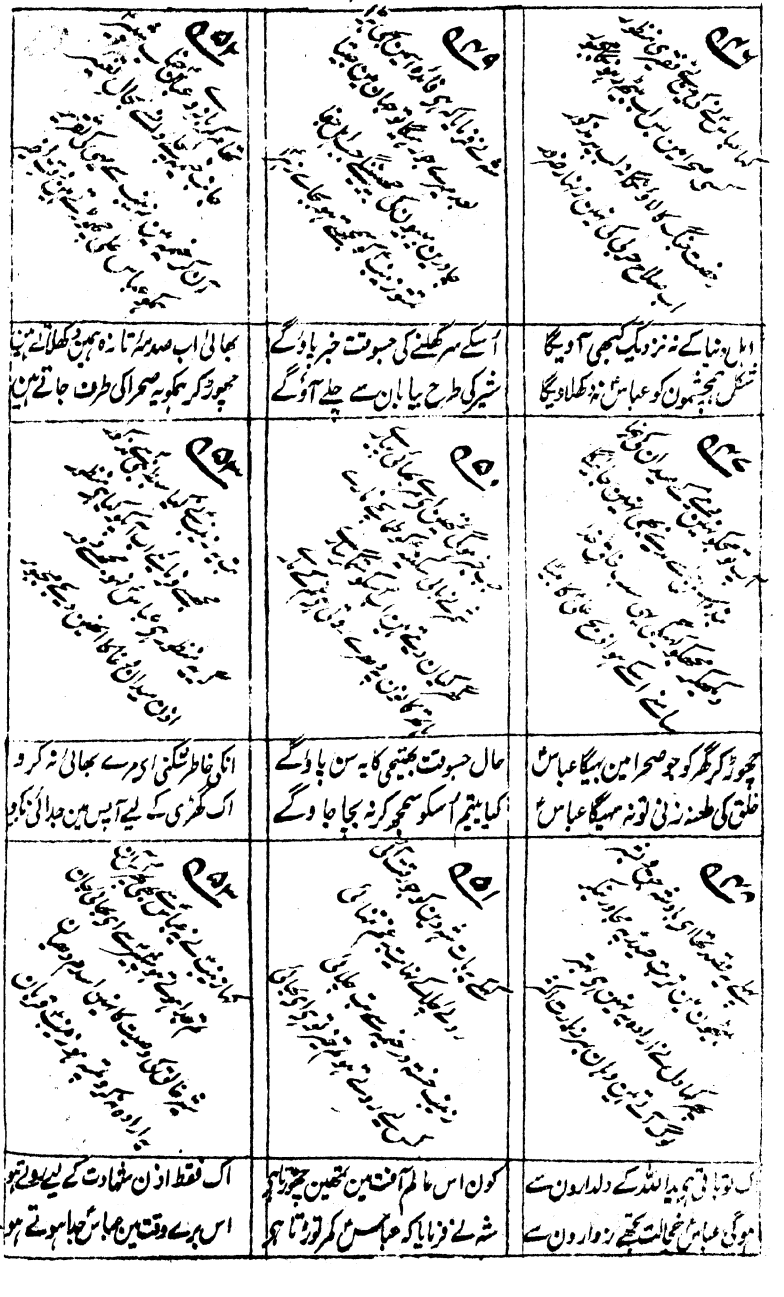
۳۱
تا کجا تشنہ دہانی کا الم کھاؤں میں
ہے یہی خوب کہ کوثر پہ چلا جاؤں میں

۳۲
کیا ہوا گر چہ اسے تشنہ لبی ہے عباسؑ
جو خوشی حق کی وہی میری خوشی ہے عباسؑ

۲۹
پر بکھرے کٹتے ہیں رو کر غم تنہائی سے
بھائی عباسؑ جدا ہوتے ہو کیوں بھائی سے

۳۳
آپ سے حکم اجازت کا اگر پاؤں میں
سارے فرمان بزرگوں کے بجا لاؤں میں

۳۵
شہ نے فرمایا مراد دل نہ کر ڈھاؤ بھائی
سبب اس ماجرے کا مجھکو بتاؤ بھائی



۴۸
اہل حرم نہ ناکے نہ نزدیک کبھی آویگا
شکل عمامہ شہ کو عباسؑ نہ دکھلاویگا

۴۹
اُسکے سر کھلنے کی جسوقت خبر پاؤگے
شیر کی طرح یا بان سے چلے آؤگے

۵۰
حال جسوقت بھتیجی کا یہ سن پاؤگے
کیا یتیم اُسکو سمجھ کر نہ بچا جاؤگے

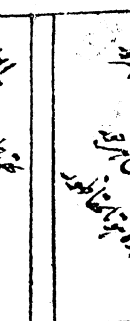
۵۱
کون اس عالم آفت مین تمھین چھوڑیگا
شہ نے فرمایا کہ عباسؑ کمر توڑیگا

۵۲
بھائی اب صدمۂ تازہ ہمین دکھلاتے ہین
چھوڑ کر ہمکو یہ صحرا کی طرف جاتے ہین

۵۳
انکی خاطر شکنی اے مرے بھائی نہ کرو
اک گھڑی کے لیے آپس مین جدائی نہ کرو

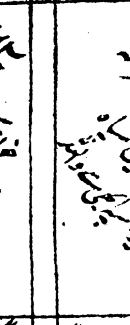
۵۴
اک فقط اذن شہادت کے لیے روتے ہو
اس بڑے وقت مین عباسؑ جدا ہوتے ہو

۵۵



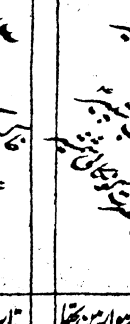
بجلی دل کو ہی پہلو مین خدا خیر کرے
درد اٹھا مرے بازو مین خدا خیر کرے

۵۶



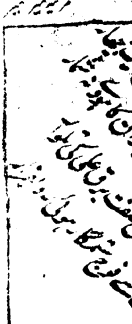
جان جاویگی نہ ہوگا جو میسر پانی +
لاوے اب ای پسر ساقی کوثر پانی

۵۷



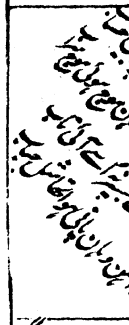
جبکہ جولان کیا گھوڑا تو کہا بسم اللہ
روح حیدر کی بھی تب آئی صدا بسم اللہ

۵۸



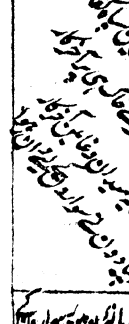
دھوپ کے رنج سے عباس غش کھا گرے تھے
علم شاہ کے سایے مین چلے جاتے تھے

۵۹



ورنہ لشکر تہ و بالا یہان مارا ہوگا
تیغ بازی کا نہ عباس سے یارا ہوگا

۶۰



نہ نشان گرد کا لغل سم رہوار مین تھا
پسر شیر خدا لشکر کفار مین تھا

۶۱

عجب انداز سے وہ لشکر کین بھاگتا تھا
وہ کہین بھاگتا تھا سایہ کہین بھاگتا تھا

۶۲

یہ گریزان ہوے کفار کہ دل چھوٹ گئے
خود سر آبلہ سان زیر قدم پھوٹ گئے

۶۳

تاب رفتار نہ تھی پانوؤن مین سوار اون کے
پیک کی طرح سے دل تنگ تھے اسوار اون کے



۶۳
بجلیاں سایہ شبیہ سے واں گرتی تھیں
ہچکیاں نہر میں گھبرائی ہوئی پھرتی تھیں

۶۴
ہوے دور روزکہ وو فاقہ کشی کرتے ہیں
بے زبان پیاس سے اطفال علی مرتے ہیں

۶۵
ہیں ہیں کچھ نہ آنکھوں سے سکینہ کو نظر آتا تھا
فرط دہشت سے جگر اسکا پھٹا جاتا تھا

۶۶
دل بیتاب مرا سینے میں گھبراتا تھا
دیکھ تو فوج میں عباس نظر آتا تھا

۶۷
دل میں تھی یاد خدا لب پہ میرے غش طاری تھا
مدد ای شیر خدا منہ سے فقط جاری تھا

۶۸
یہاں ایذا شہ دیں نے جو بہت پائی ہے
فاطمہ سے کل سے یہاں نعرہ زناں آئی ہے

۶۹
آپ میدان کو جاؤں سو یہ مقدور نہیں
صبر دل میں نہیں آنکھوں میں مرے نور نہیں

۷۰
خیمۂ شہ میں جو یہ کی رسائی ہوگی
کئی سیدانیوں کی روز کشائی ہوگی

۷۱
دل میں تھی یاد خدا لب پہ میرے غش طاری تھا
مدد ای شیر خدا منہ سے فقط جاری تھا

۷۲
دل بیتاب مرا سینے میں گھبراتا تھا
دیکھ تو فوج میں عباس نظر آتا تھا

ظاہر انکے رخ پر نور سے ناچاری ہے
اور ہر عضو سے بابا کے لہو جاری ہے

اب وہ بی بی تن زخمی پہ کھڑی روتی ہے
کٹے شانوں پہ وہ ہر بار فدا ہوتی ہے

پسر حیدر صفدر کو کہاں چھوڑا ہے
مرے عباس برادر کو کہاں چھوڑا ہے

عشق جو آنے لگا حیدر کا وہیں نام لیا
ہائے عباس کہا اور جگر تھام لیا

اور وہ بی بی جو کھلے سر وہاں فریادی ہے
فاطمہ نام ہے بیٹا وہ تری دادی ہے

بستر خاک پہ گرنے نہ دیا گھوڑے سے
پھولوں کی طرح جدا انکو کیا گھوڑے سے

نوحہ کرتا ہوا خیمہ کی طرف آتا ہے
قتل عباس و لاوارثی کی خبر لاتا ہے

اپنے آقا کا میں فرمان بجا لایا ہوں
دختر شاہ کے لینے کے لیے آیا ہوں

۴۲

نہر پر مجکو چچا جان نے بلوایا ہی
خالی گھوڑا مرے عمو کا یہان آیا ہی

۴۳

یہ سکینہ نہ یہان ہاتھ ملیگی بابا
لونڈی بھی آپکے ہمراہ چلیگی بابا

۴۴

ہوگیا قتل چچا اسکا یہ فریادی ہی
اسکی مین لونڈی ہون اتنی خفا نہ ہوا ی ہی

۴۵

گھوڑا حیران ہو ہر ایک کا منھ تکتا تھا
زوجۂ حضرت عباس کو گہ سکتا تھا

۴۶

یان تو روتی ہون یہ لاشے پہ بھی آوے گی
اپنے والی کی قدمبوس تو ہو آوے تمین

۴۷

شاہ کہتے تھے کہ دل ٹکڑے ہوا آج مرا
تھی سکینہ کی صدا ہے چچا جان مرا

۴۸

جان عباس سر پاک پہ قربان ہوئی
آئیے جلد کہ مشکل مری آسان ہوئی

۴۹

کیسقدر قتل علمدار سے گھبرائی ہی
کہ بہو فاطمہ زہرا کی نکل آئی ہی

۵۰

کیا مصیبت مجھے قدرت نے دکھلائی ہی
سر کھلے آپکی یہ لاڈلی یان آئی ہی

۹۱

گر مجھے بھی لیا ہی دنیا سے بولا
اے چچا جان آخری بوسہ سے آنکھیں کھولو
آخری وقت سکینہ سے بھی رخصت ہو لو
خون بہتے ہوئے زخموں کو تم اپنوں کی طرح پونچھو

بیر ہن آب کا پر خون جو نظر آویگا | خلد مین حیدر کرار کو غش آویگا

۹۲

اپنے دانوں سے چچا جان کا پیراہن سیا
اور کہا بابو تمہاری اب ہمین ہے تم کو پرواہ
ہمان تنہا تو نہ چھوڑو ہمکو ہے خار الم
تم نہ جانے مین نہ آئے ہمکو ارمان رہا

بال مین چہرہ پر خون کی مگس رانی کو | مین یہان بیٹھونگی لاشے کی نگہبانی کو

(۹)

سلام

بولی زینب کہ جب نشہ دلہائی آئی
راہ میں بیبیوں کو ہوا شمر کی طرح
شمع زہرا کے تنہ پر دلوں پر آرائی آئی

رادی لکھتا ہے کہ لاشے پہ پھرے بانو
یہان کسی نے نہ ابھی خاک فشانی آئی

دشمن اس وقت بھی تھی ہم سے سلامت صغرا
کچھ نہ بابا کی ابھی تک بھی نشانی آئی

۱۱ سنہ ۱۱ ہجری میں حضور کے صاحبزادے ابراہیم کی ولادت ہوئی

۱۲ سنہ ۱۲ ہجری میں حضور کے صاحبزادے ابراہیم کی ولادت ہوئی

۱۳ سنہ ۱۳ ہجری میں حضور کے صاحبزادے ابراہیم کی ولادت ہوئی

۱۴ سنہ ۱۴ ہجری میں حضور کے صاحبزادے ابراہیم کی ولادت ہوئی

۱۵ سنہ ۱۵ ہجری میں حضور کے صاحبزادے ابراہیم کی ولادت ہوئی

۱۶ سنہ ۱۶ ہجری میں حضور کے صاحبزادے ابراہیم کی ولادت ہوئی

۱۷ سنہ ۱۷ ہجری میں حضور کے صاحبزادے ابراہیم کی ولادت ہوئی

۱۸ سنہ ۱۸ ہجری میں حضور کے صاحبزادے ابراہیم کی ولادت ہوئی

۱۹ سنہ ۱۹ ہجری میں حضور کے صاحبزادے ابراہیم کی ولادت ہوئی

۲۰ سنہ ۲۰ ہجری میں حضور کے صاحبزادے ابراہیم کی ولادت ہوئی



حق آمد عباس کہ قدرت تھی خدا کی
لاشوں سے صدا آنے لگی فعل علی کی

رحم آیا انھیں آج مری پیاس کے اوپر
قربان ہوں میں الفت عباس کے اوپر

گر جلوہ نما ہوتے تھے وہ خانۂ زیں پر
تو بانو ں لٹکتے ہوئے رہتے تھے زمیں پر

خلق حسنی اسمیں ہے اور خوے علی ہے
اس آئینہ رو میں عیاں نور علی ہے

جوں موج نسیم سحری اسپ تھا رو میں
اور فتح و ظفر غاشیہ بردار جلو میں

کیونکر سر مومن نہو اُس سر کے تصدق
جو سر ہوا فرزند پیمبر کے تصدق

الفت تو سکینہ کو بھی ساتھ اسکے بڑی ہے
وہ دھیان لگائے در خیمہ پہ کھڑی ہے

چشم فلک پیر میں گو نور کہاں تھا
رکھے ہوئے خورشید کا چشمہ نگراں تھا

پیشانی اتیجع پہ شکن ہو تو ہم کہہ
ماں چین بہ جبین ہو تو ہم کہہ

۱۱۰

عارض کو مین کہونگر لگھون یہ سیب نہین ہی
ہی سیب بھی ایسا جسے آسیب نہین ہی

۱۱۱

مژگان مین ہی اک نمکل عیان دعا کی
وہ چشم دعا مانگتی ہو حق سے شفا کی

۱۱۲

مشتاق وہ بنی کسی خوشبو کی نہین ہی
جو بائے شمیم گل فردوس برین ہی

۱۱۳

عناب لب لعل ترا لذت قند ست
تب دارم و عناب مرا فائدہ سند ست

۱۱۴

سن سنکے فغان خلف شاہ وخف کو
وہ کان پھرے جاتے ہین جنیہ کی طرف کو

۱۱۵

ہو یا نی کے لانے مین جو دفو تو ستم ہی
صدقے گئی جلد آ کہ اب ہوتھون پہ دم ہی

۱۱۶

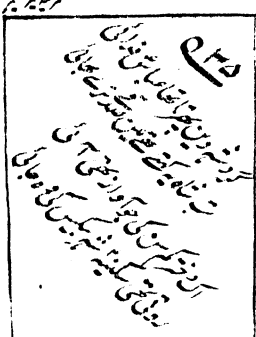
حیران سماے دہن اہل جہان ہی
گوہر دہن غنچہ جنت مین نہان ہی

۱۱۷

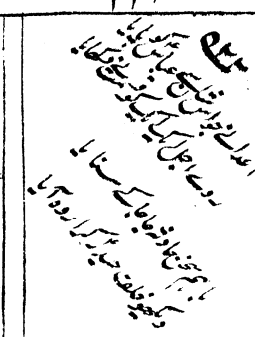
سن سنکے فغان خلف شاہ وخف کو
وہ کان پھرے جاتے ہین جنیہ کی طرف کو

۱۱۸

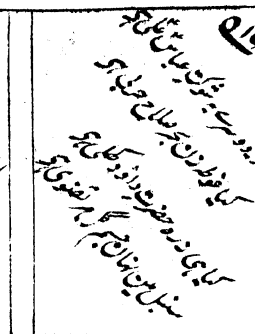
کیا ہاتھ تھے اُس بازوے شاہ شہد کے
مہمات کہ وہ ہاتھ لگے ہاتھ قضا کے



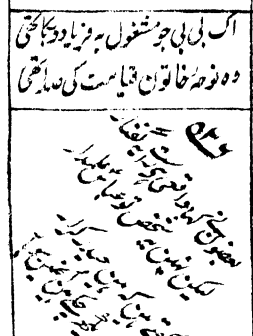
جوشن خلقِ حیدرِ کرار کے تن پر
یہ ترجمہ مصحفِ ناطق ہے بدن پر



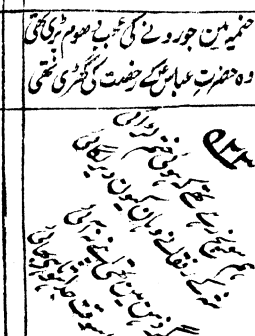
خیمہ میں جو رونے کی عجب دھوم پڑی تھی
وہ حضرتِ عباسؑ کے رخصت کی گھڑی تھی



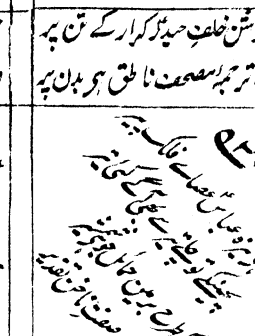
اک بی بی جو مشغول بہ فریاد و بکا تھی
وہ نوحہ خواں قیامت کی صدا تھی



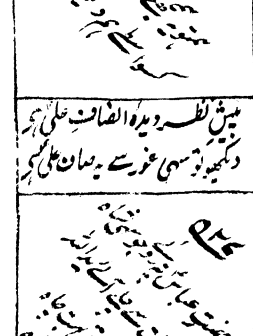
اس طرح سے گذرے جو کبھی کوہ پہ بجلی
بجلی کسیطرح صاف دھوئیں میں سے نکلجائے



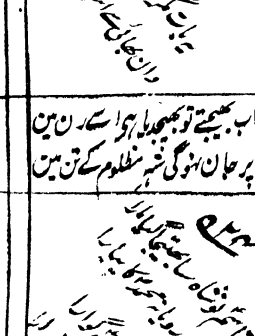
اب بھیجتے تو بھیجدیا ہے اسے رن میں
پر جان نہ دیگی شہِ مظلوم کے تن میں



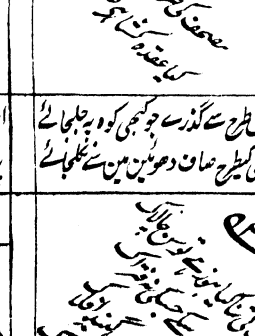
بیش نظر دیدۂ انصافِ علی ہے
دیکھو تو سہی غور سے یہ میان علی ہے



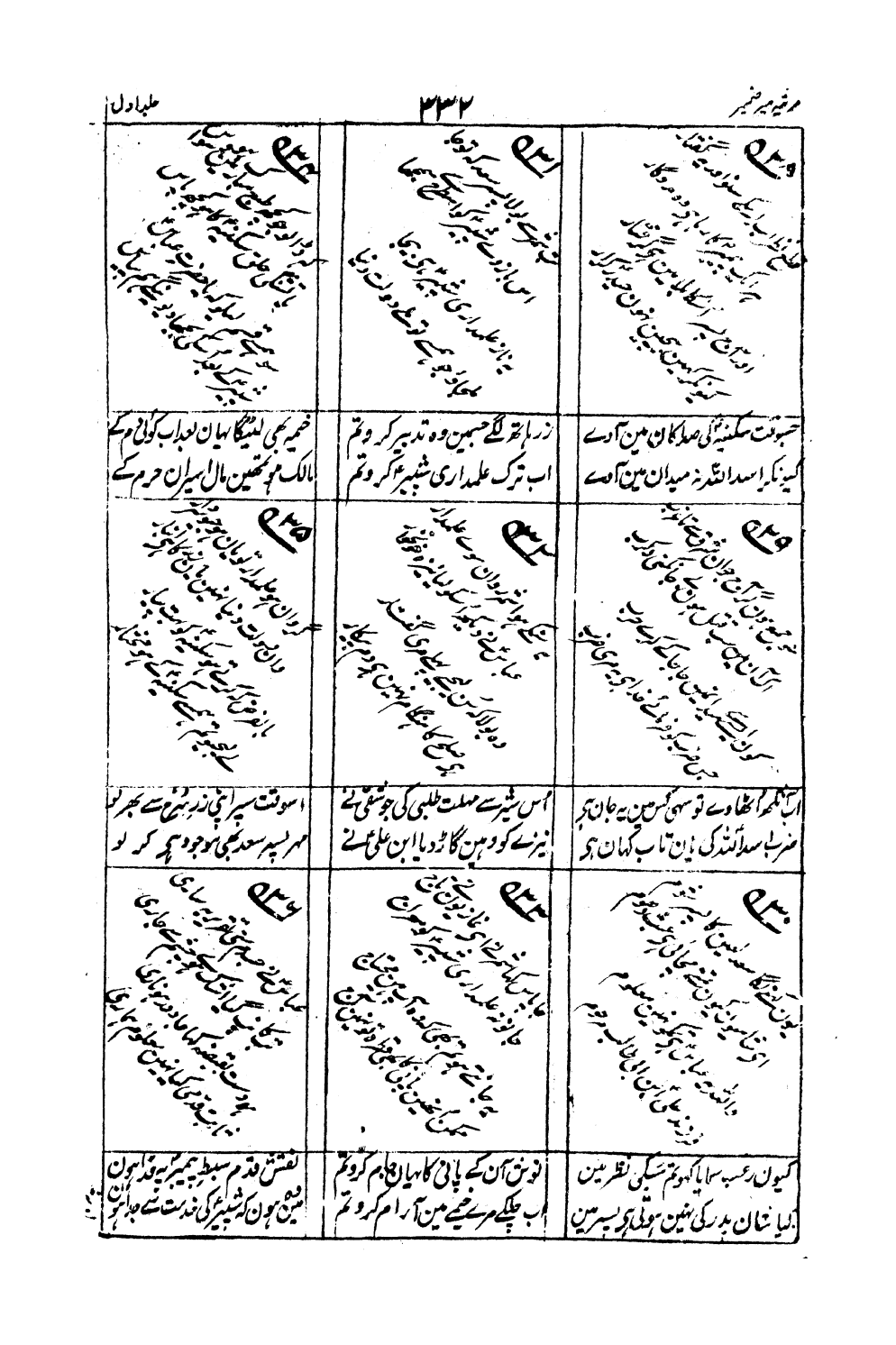
ہو وسعتِ میدان جو بھلا تیز پری کو
ہے بند کیا تنگ سے شیشہ میں پری کو

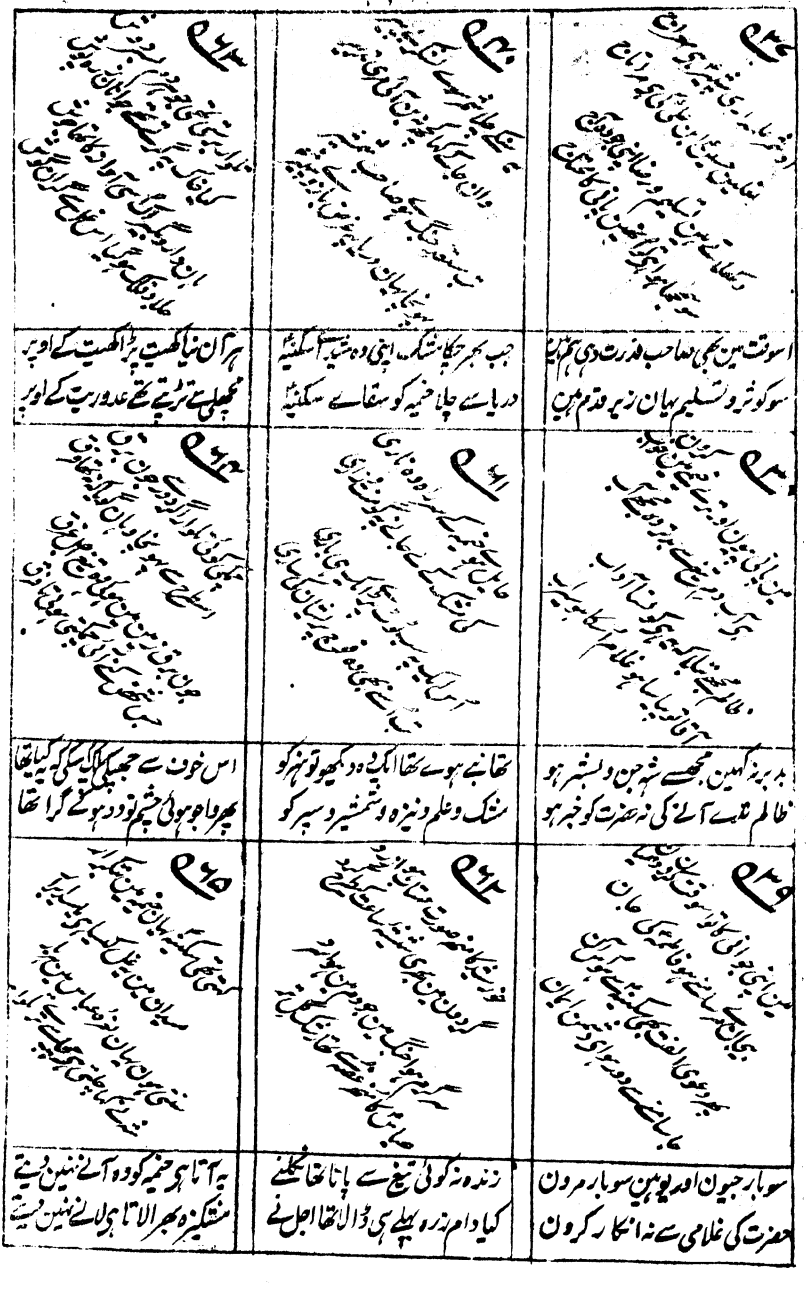


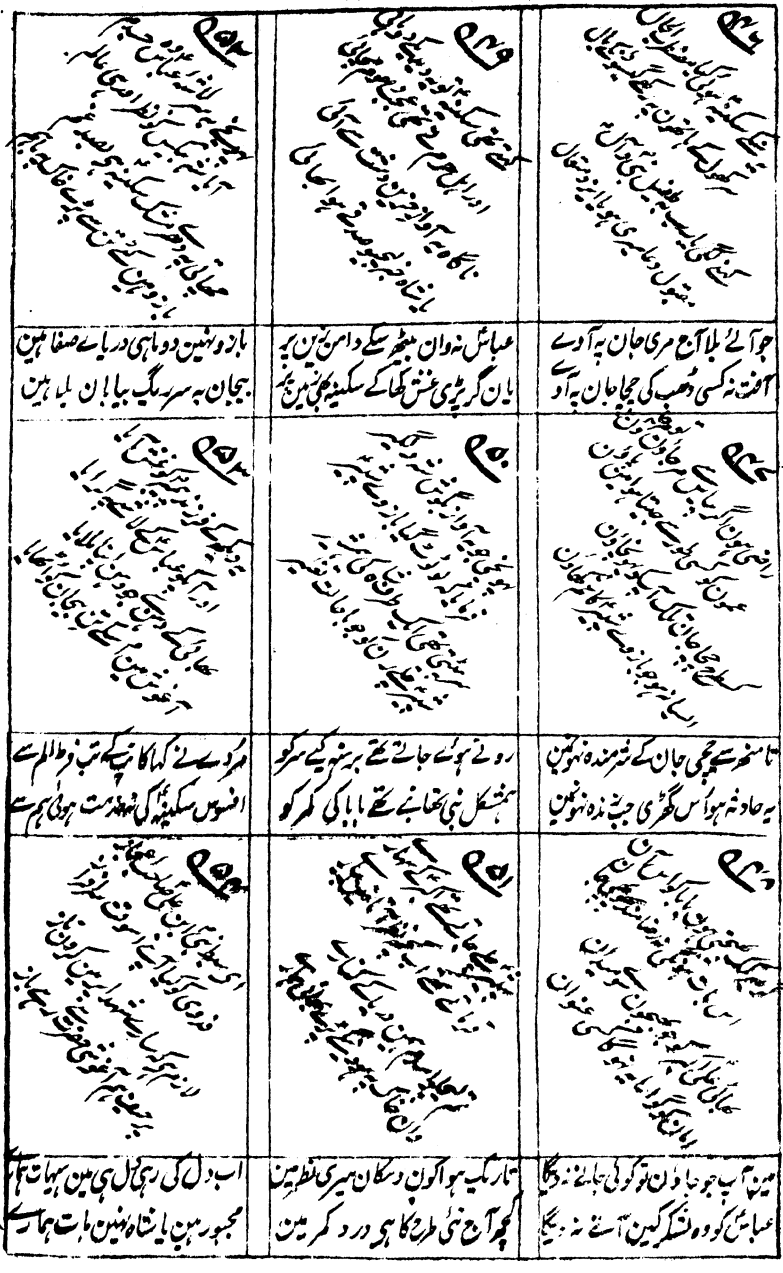
ہر مرتبہ جو ہائے برادر کی صدا تھی
ہم سمجھے کہ وہ سبطِ پیمبرؐ کی صدا تھی



دل بھائی کا کڑھنے نہ دیا بھائی کے غم سے
ہونے نہ دیا اسکو جدا شہ کے قدم سے







جو آئے بلا آج مری جان پہ آوے
آفت نہ کسی ڈھب کی مجا جان پہ آوے

عباسؑ نہ واں بیٹھ سکے دامن زین پر
یاں گر پڑی غش کھا کے سکینہؑ بھی زمین پر

بازو نہیں دو ماہی دریائے صفا ہیں
بیجان بہ سر ریگ بیابان بلا ہیں

تا سنھ سے بھی جان کے شرمندہ نہ ہوں میں
یہ حادثہ ہو اس گھڑی جب زندہ نہ ہوں میں

رونے ہوئے جاتے تھے بر نہر کیے سر کو
ہمشکل نبی تھانبے تھے بابا کی کمر کو

مرکے نے کہا کاپ کے تب فرط الم سے
افسوس سکینہؑ کی نہ خدمت ہوئی ہم سے

میں آپ جو جاؤں تو کوئی جانے نہ دیگا
عباسؑ کو وہ لشکر کین آنے نہ دیگا

تاریک ہوا کون و مکاں میری نظر میں
کچھ آج نئی طرح کا ہے درد کمر میں

اب دل کی رہی دل ہی میں یہ بہات ہمارے
مجبور ہیں یا شاہ نہیں بات ہمارے

۵۵

ناگاہ صدا آئی یہ ہر گام کی ہر اس کے ان
مجھے تو یہ دیکھا نہیں بابا کسی عنوان
گھبرائی ہوا اسم فقط ان کی زباں پر
اک بیٹے کے مالک کو ملیں ایسی ہی گھڑیاں
اک لال تڑپتا ہو تو ہے جی پہ بنی ہے
صدمے تھے کئی جاں کے لاشے سے سوا یہ

۵۶

گر آنکھ سے اوجھل ہو تو ہے جان پہ آفت
عباس سے کہتا تھا ہر دم شہ والا
بیمار ہے وہ جان کہ ہے تیر کی زد پر
نایاب ہے دنیا کے لئے ایسا کہیں بھائی
یوں ہوں جو گرفتار الم رنج نہ ہو کیا
میں آج ہی اس بات کا ہوں بھائی سے راضی

۵۷

یہ کہتے ہوئے فاطمہ اس طرح سے گریاں
جو کرب و بلا کا نہ ہوا سب کو ہے ارمان
کر دے نہ فلک شہر و دیار ان کی خبر آن
جب ناقہ فرزند نہ بیکس کو دکھائی
جب ناقہ لٹے خاک پہ اکبر کو نہ پائی

۵۸

اسباب بنیں بول سخن کی کہ بھی زنہار
فالج سے ہو اک سمت کو بیکار یہ بازو
بے مونس و غمخوار ہے بیمار ہے بیٹا
جب بن مری خدام کو ہو جائے عدم راہ
بے ہوش نہ ہو میں ابھی اس غم سے تو کیا ہو

۱ سلام

۲

۳

۴

۵

۶

۷

۸

۹

۱۰

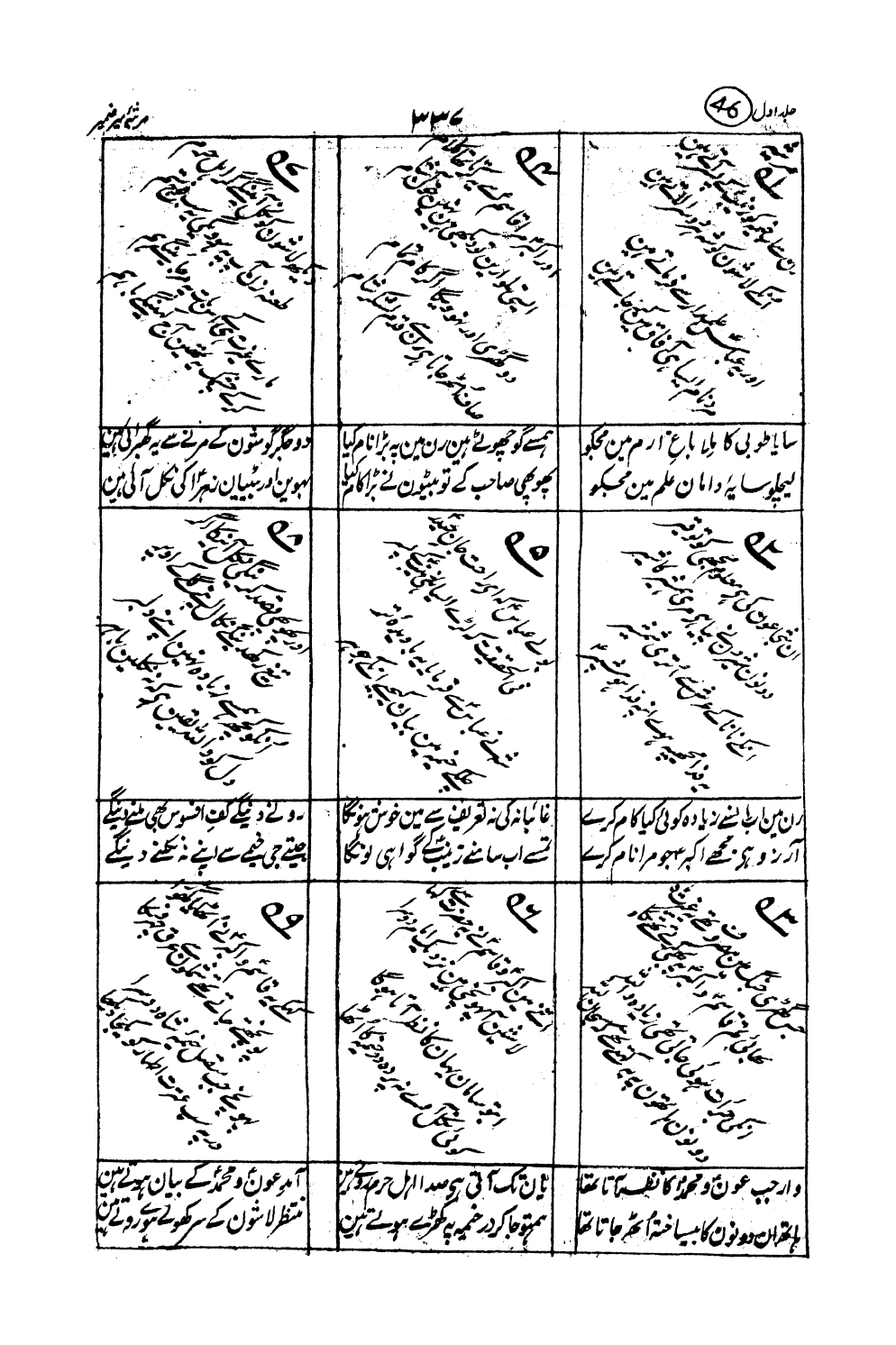
۱۱

۱۲

۱۳

۱۴

۱۵



۴۱
سایا طوبیٰ کا ملا باغِ ارم میں مجکو
لیچلو سایہ دامان علم میں مجکو

۴۲
ہمسے گو چھوٹے ہیں رن میں یہ بڑا نام کیا
پھوپھی صاحب کے تو بیٹوں نے بڑا کام کیا

۴۳
دو جگر گوشوں کے مرنے سے یہ گھبرائی ہیں
بہوئیں اور بیٹیاں زہراؑ کی نکل آئی ہیں

۴۴
رن میں اب بات سے زیادہ کوئی کیا کام کرے
آرزو ہے مجھے اکبرؑ سا جو مرا نام کرے

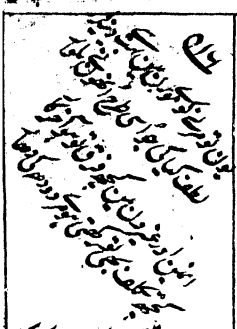
۴۵
غائبانہ کی نہ تعریف سے میں خوش ہونگا
تمسے اب سامنے تحسین کو گویا ہی لونگا

۴۶
رونے دینگے کفِ افسوس بھی ملنے دینگے
جیتے جی خیمے سے اپنے نہ نکلنے دینگے

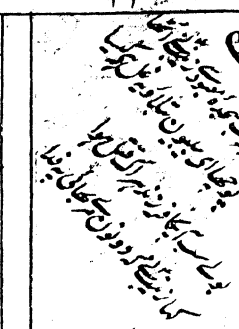
۴۷
وا رجب عونؑ و محمدؑ کا نظر آتا تھا
ہاتھ ان دونوں کا بیساختہ اٹھ جاتا تھا

۴۸
ٹال نہ سکتی ہے صد اہل حرم روکے تمہیں
ہمتو جا کر در خیمہ پہ کھڑے ہوتے ہیں

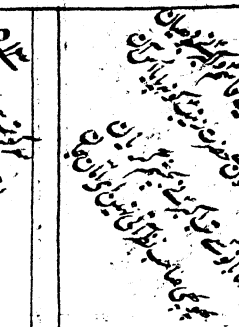
۴۹
آمدِ عونؑ و محمدؑ کے بیان ہوتے ہیں
منتظر لاشوں کے سر کھولے ہوئے روتے ہیں



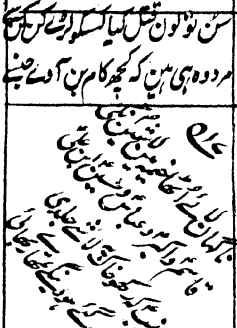
کہا یہ سن کے پسر نے کہ وہ دیر سے طاعات میں ہیں
دخترِ فاطمہؑ مصروفِ مناجات میں ہیں



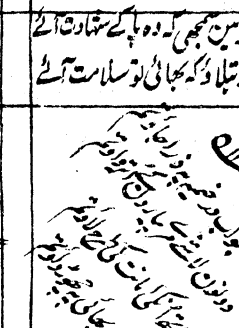
یہ تو میں سمجھی کہ وہ پاکے شہادت آئے
جلد بتلاؤ کہ بھائی تو سلامت آئے



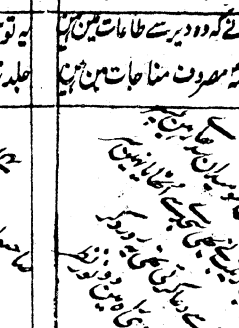
سن تو لوں قتل کیا کس نے کسکو لڑتے کس کس کے
مرد وہ ہی ہیں کہ کچھ کام بن آوے جنسے



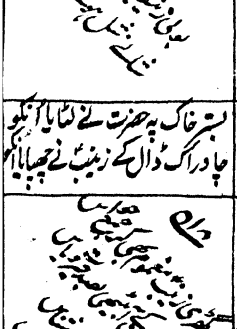
خوب اعدا سے لڑے پر تہِ شمشیر بھی ہوں
تاکہ غازی بھی ہوں اور فدیۂ شبیر بھی ہوں



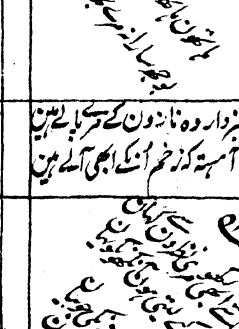
پر جز دار وہ نازوں کے ترے بالے ہیں
لانا آہستہ کہ زخم اُنکے ابھی آلے ہیں



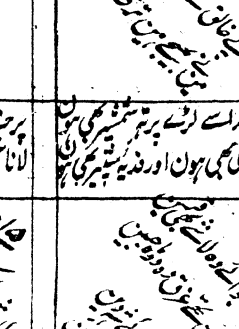
بستر خاک پہ حضرت نے لٹایا اُنکو
چادر اگ ڈال کے زینبؑ نے چھپایا اُنکو



تازہ پرور ترے تھا نیزہ و تمثیر آلے
کہدو زینبؑ سے کہ سیدانی ترے تیر آلے



یوں تو میں دونوں کو زندہ نہیں دیکھنے کی
بیلیوں آخری دیدار نہیں دیکھنے کی



جا کے میدان میں کسطرح یہ محبوب لڑے
یہ تو کہیے کہ غلام آپکے کچھ خوب لڑے

۲۱

۲۲

۲۳

۲۴

۲۵

۲۶

۲۷

۲۸

۲۹

۳۰

۳۱

۳۲

۳۳

۳۴

۳۵

۳۶

انکے لڑنے کا نہ احوال اخی سے پوچھو
تم قسم دیکے یہ عباس علی سے پوچھو

ہم مین طاقت نہین جرات سے فقط لڑتے ہین
ہاتھ سے تیغ و سپر اپنے گرے پڑتے ہین

جاہتا تھا کہ کرون ضبط نہ چپ رہتا تھا
پوچھو اکبر سے مین ہر ہاتھ پہ کیا کہتا تھا

جونہ پہچانتے تھے اُنکو وہ پہچان گئے
غونؑ و جعفرؑ کو شجاعان عرب مان گئے

کم سنون سے ہوئی کیا عہدہ برائی مشکل
ہوگی کیا اُنکے بزرگون سے لڑائی مشکل

کہا زینبؑ نے کہ حضرت مین یقین جان گئی
اب مین کہتی ہون کہ ان ننھون کے قربان گئی

ہوکے دو ٹکڑے زمین پر جو کوئی گرتا تھا
نصف اودھر گرتا تھا اور نصف اُدھر گرتا تھا

بولی زینبؑ کہ یہ سب شاہ امم دیکھتے تھے
کہا شبیرؑ نے واللہ یہ ہم دیکھتے تھے

تھے بہت دور لو کچھ دل کی نہ کہہ سکتے تھے
ماموں صاحب کو یہ مڑ مڑ کے مگر تکتے تھے

۲۸

نام ناکام دم جنگ جو لیتے تھے بلا
ٹھہر جاؤ کہ دہن گرم ہے غصے سے بھرا
ہاتھ گھوڑوں کی عنوں پر تھا تو ہاتھ میں تیغ
عون ہر دم تھے ہوتا تھا خروشِ نعرہ
بھیر کر فوج کو اس یار سے ہٹ جانے لگے
میں سے خود دیکھا کہ دریا کی طرف جانے لگے

۲۹

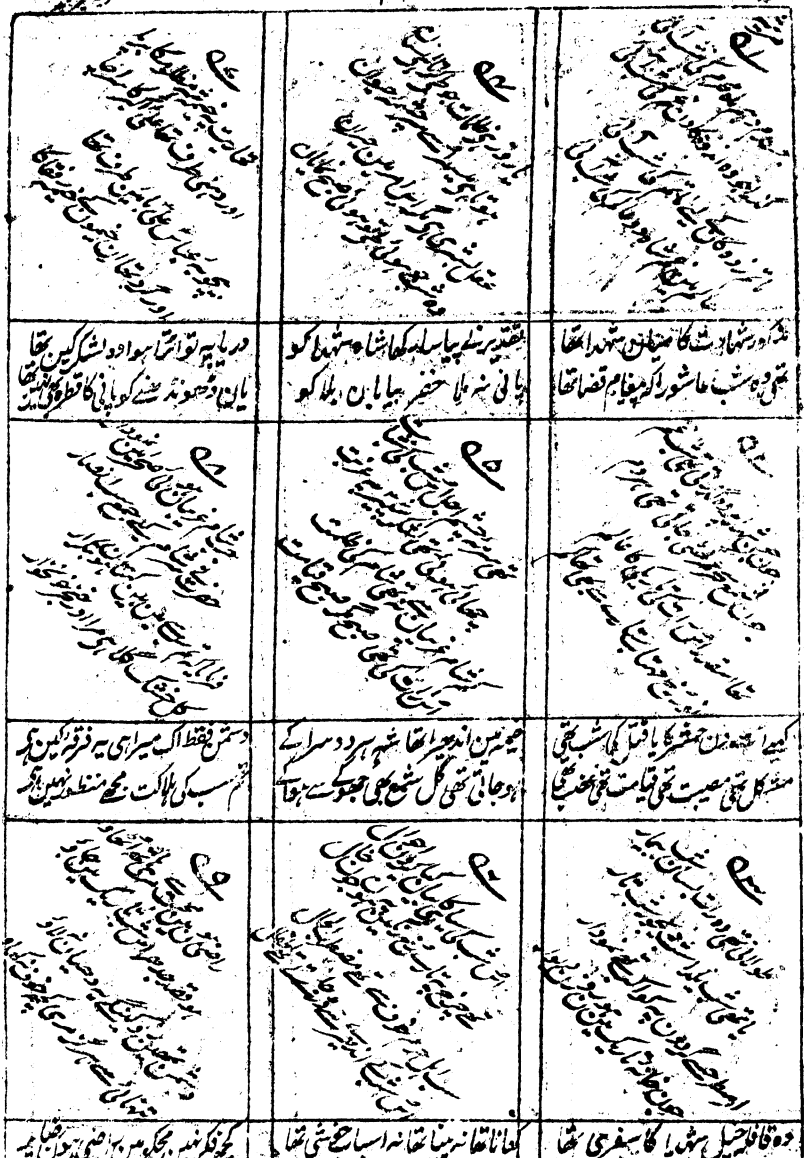
ذکر عباس نے دریا پہ جو جانے کا کیا
رنگ فق ہو گیا ان سب کے کہ ہے ہے یہ کیا
دل میں سوچی کہ ابھی ظلم کے پیاسا تھا
اور دروغے سے بولے کہ نہیں یہ ہے روا
لڑتے لڑتے کہیں عباس ہمیں مر جائے
ماموں جانے یہ دریا کا نہ کبھی آئے ہوں

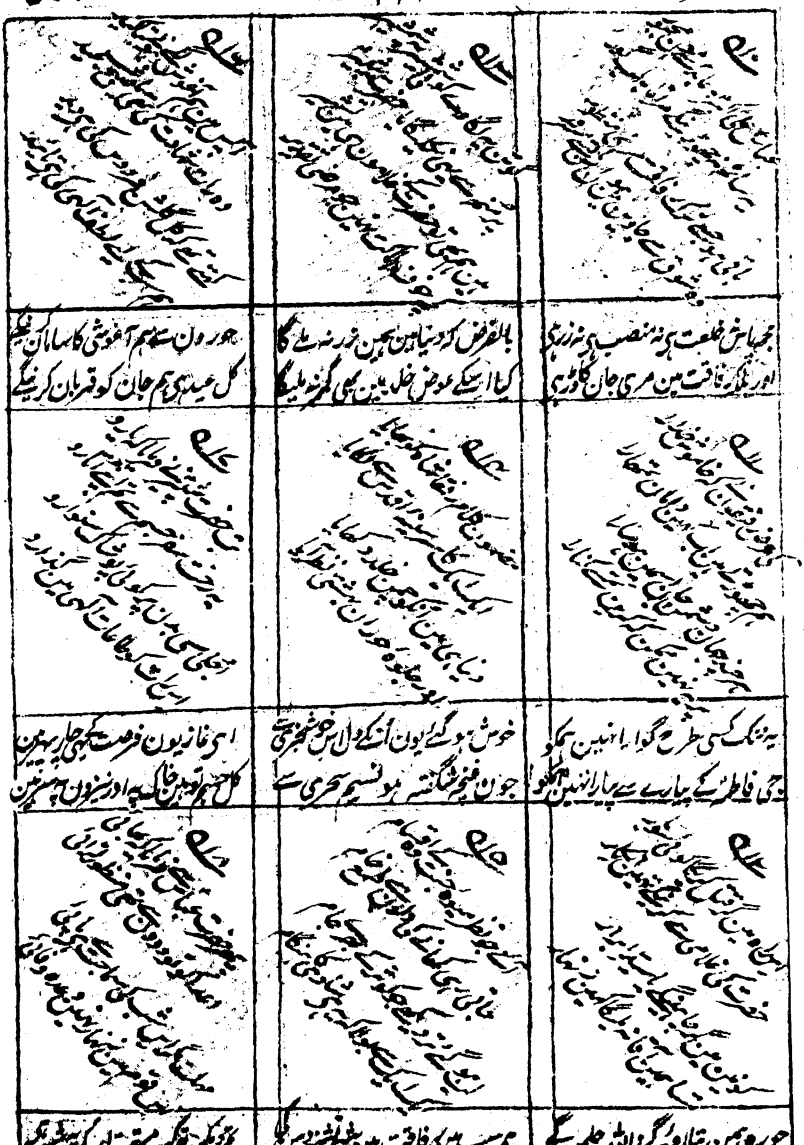
۳۰

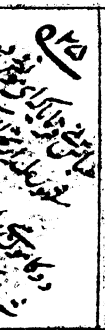
جب ہی حضرت نے کہا ان کو نہیں شرم و حیا
اور یہ اب ہوں بیٹھے ہے سب عار و حیا
محفل آل کے عباس کے بن دیدہ تر
یوں کہا حضرت زینب نے قریب آ کر
پانی تو لیں کہیں حیدر کے نواسے آئے
پوتے عباس کے کیا سے گئے پیاسے آئے

۳۱

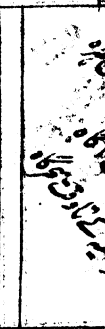
الغرض شاہ وہ میدان میں لا کر لائے
بیچ میں گھر نہ نہیں ان کے لگا کر لائے
پہلے جلتے ہے دیں کو جو خوش کر لائے
روئے اور سینہ اقدس سے لگا کر لائے
اک عظیم اٹھے نہ شور گھر جایا ہے
فاطمہ اور اکبر و عباس کو یاد آیا ہے







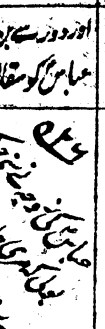
ہم دور سے دیکھیں یہ بڑی بے ادبی ہے
واللہ کہ اس خیمہ عین ناموس نبی ہے



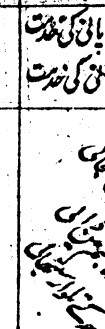
کل دن کا سکینہ کے لیئے پانی کی خدمت
دی آج کی شب تم کو نگہبانی کی خدمت



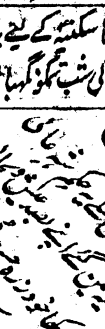
اور دور سے بن پانی جو کل دھوم مچی تھی
عباس کو سقائی سکینہ کی ملی تھی



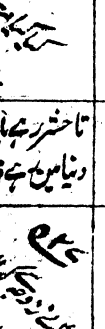
زندان میں بھتیجے یہ وہ مرتی ہے پھوپھی
پھر شوق سے قسمت میں جو ہونا ہو سو ہووے



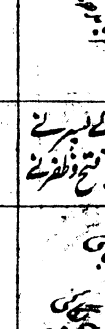
نیزہ جو لیا ہاتھ میں صبر کے پسر نے
اسوقت قدم چوم لیا فتح و ظفر نے



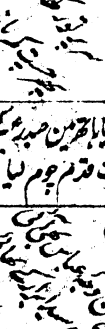
تا حشر رہے بانو کا اقبال سلامت
دنیا میں ہے فاطمہ کا لال سلامت



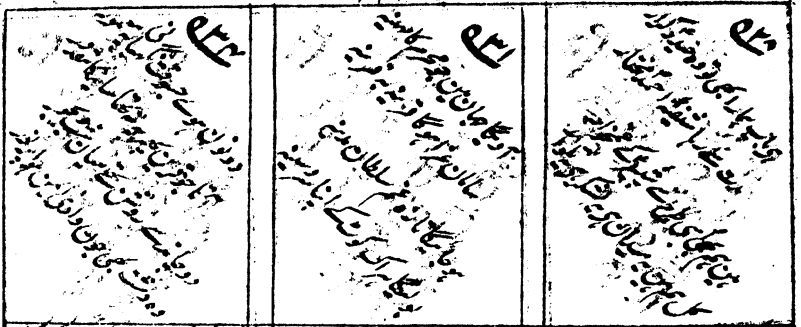
بھائی نہ جدا ہو گیا شبیر کے آگے
زینب کو مقید کیا شبیر کے آگے



گر ہو گئی آغاز لڑائی تو عجب کیا
پر آپ جو شاش ہیں کیا اسکا سبب کیا



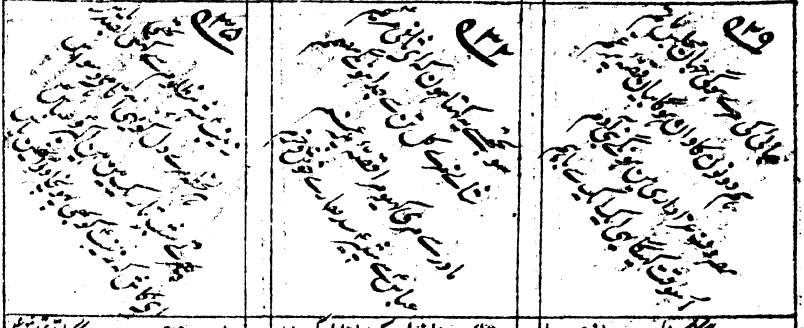
ہو جائیگا کل نقش یہ شبیر کے بھی پر
بس ختم غلامی ہوئی عباس علی پر



کس منکی زبان پہ مرا حرف جا نہ رہیگا
عباس کا بھی حشر تک افسانہ رہیگا

ای موسنو یہ لغزش شاہ امم ہی
اور حضرت عباس علی کا یہ علم ہی

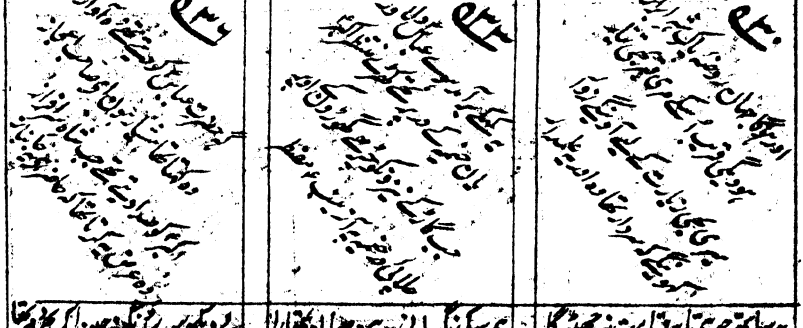
کم خاک کے ذروں سے یہ تارونکی جھکا کر
گردون نہ تھا زمین پہ تنکا فلک پہ



ہمدرد ہو نیگا کوئی سبط نبی سا
ہوگا نہ علمدار بھی عباس علی سا

سقا بھی بنا شاہ کے اطفال کے خاطر
شانے بھی کٹے فاطمہ کے لال کے خاطر

خود جوش محبت سے جو گھر آئے تھے شبیر
ہر مرتبہ خیمہ سے نکل آتے تھے شبیر



یہ ساتھ جو ہے تا بہ قیامت نہ چھٹیگا
حضرت کا کبھی دامن دولت نہ چھٹیگا

ہم سبکی نگہبانی میں ہیں دھیان تمہارا
ہم کہتے ہیں اللہ نگہبان تمہارا

یہ دیکھے ہوئے آنکھ نے وہ جین ایک بھی دم تھا
تھا ایک قدم خیمہ میں اک دیدہ قدم تھا



۴۴

ہر عشق میں جو کبریا اے بیمار کردم
بیہوش ہی بانو ہائے ہشیار کردم

۴۵

جب صبح کو سامان روانی کا ہوا ہے
مین خیمے سے بابا کو نکلنے ہی نہ دونگی
کل صبح روانی ہے حسینؑ ابن علیؑ کی

۴۶

کوئی کہتا تھا یہ رو کر کہ ہوا صبح روانی

۴۷

تسکین بھی دینے مجھے آتا نہین کوئی
یہ کیا ہے کہ بھائی بھی بلاتا نہین کوئی

۴۸

جب جنگ کا دل نہ تھین پیشکدا اعدا
آتے ہین جہان سے وہین پھر جاتے ہین اعدا

۴۹

نامرد بھی کہتے تھے دلیرون کا ارادہ
تھا دھیان مین کن باہون کے سیر و شکار کا ارادہ

۵۰

بابا نے جو اس طرح بھلایا مجھے جی سے
سامان بتنی نظر آتا ہے ابھی سے

۵۱

ڈورا کوئی رکھوا تا تھا تشتر کے اوپر
پیکان کو لگاتا تھا کوئی تیر کے اوپر

۵۲

شبیرؑ بہت تیر سے زہرا کے پلا ہے
کل آپ دم تیغ ہے اور خشک گلا ہے

۵۵

[illegible]

حالت جگر فاطمہ زہرا کی عجب تھی
خاتون قیامت پہ قیامت کی وہ شب تھی

۵۶

[illegible]

سامان لڑائی کا سر شام سے واں تھا
اور منتظر صبح ہر اک پیر و جوان تھا

۵۷

[illegible]

سب اہل حرم خاک پہ بیہوش پڑے تھے
اور سبط نبی بیچ میں حیران کھڑے تھے

۵۸

[illegible]

خیمہ کے پس پشت کھڑی تھی وہ کہاں کی
اک وہ ہی فقط ساتھ تھی زینب کے وہاں کی

۵۹

[illegible]

آب دم شمشیر پلانا جو روا ہے
پھر ناریوں نے پانی کو کیوں منع کیا ہے

۶۰

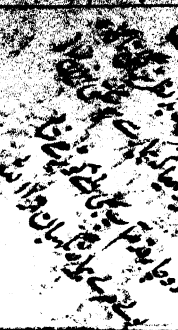
[illegible]

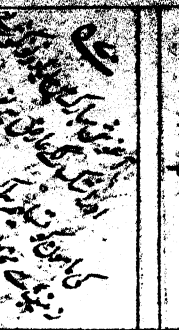
چلتے ہوئے دم لگنے لگے اپنے رفقا کو
تم بھی کرو آرام ذرا خستہ سامان خاکو

۶۱

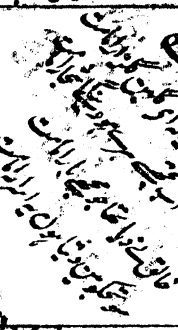
[illegible]

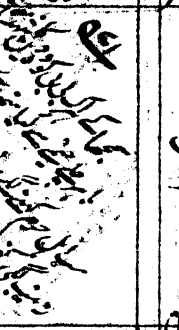
سب سے یہ کہا رخصت طلب کیا کہ سب سے
رومال کو رکھ آنکھوں پہ رونے لگے زینب

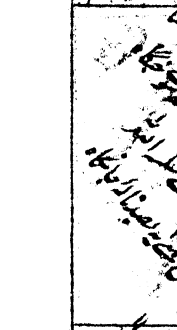




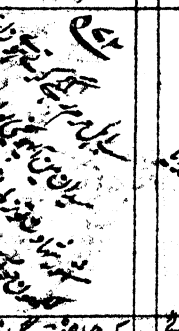


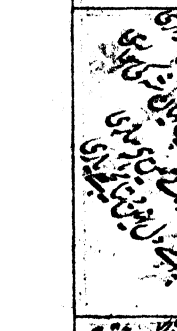












۴۱

خبر آمد مسلم جو ہین معلوم ہوئی
کوفہ کو بکو خانہ بخانہ عجب اک دھوم ہوئی

۴۲

لینے کو بیعت شبیرؑ وکیل آیا ہی
یعنے مسلمؑ ابن فرزند عقیل آیا ہی

۴۳

حاکم شام کا فرمان جو اُسے جا پہونچا
شہر کوفہ مین غرض ابن زیاد آ پہونچا

۴۴

مسلم اُن وعدہ خلافون سے جو ترسیدہ ہوے
گھر مین جا ہانی بن عروہ کے پوشیدہ ہوے

۴۵

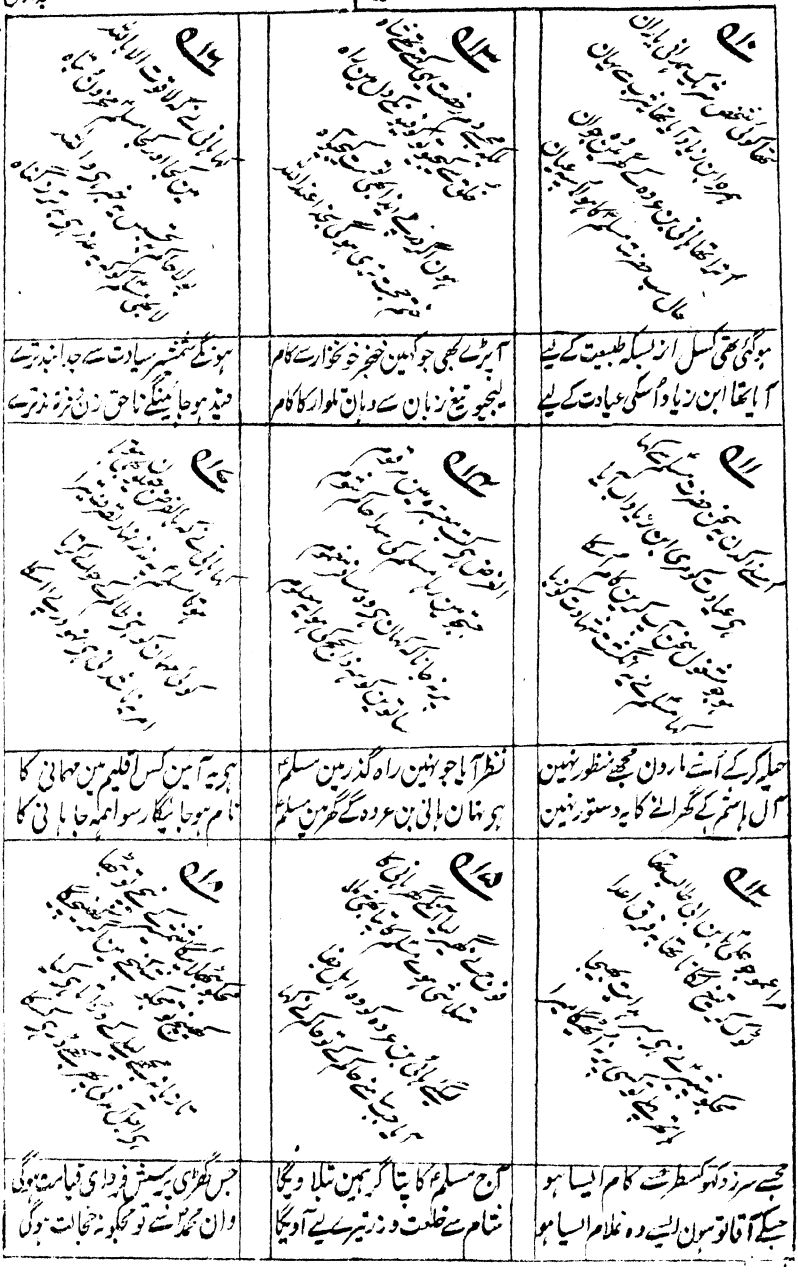
حال سے یانکے جو واقف شہ دین ہو دینگے
دیکھنا ماہ محرم مین یہین ہو دینگے

۴۶

آمد ابن زیاد انکو جو معلوم ہوئی
خاطر مسلمؑ جان باختہ مغموم ہوئی

۴۷

ہم غلامی سے نہ شبیرؑ کی انکار کرین
ٹکڑے ٹکڑے ہمین اس راہ مین ہو جاے بدن



ہو گئی تھی کسل از بسکہ طبیعت کے لیے
آ یا عقا ابن زیاد اسکی عیادت کے لیے

آبڑے بھی جو کہیں خنجر خونخوار سے کام
لیجیو تیغ زبان سے دہان کفار کا کام

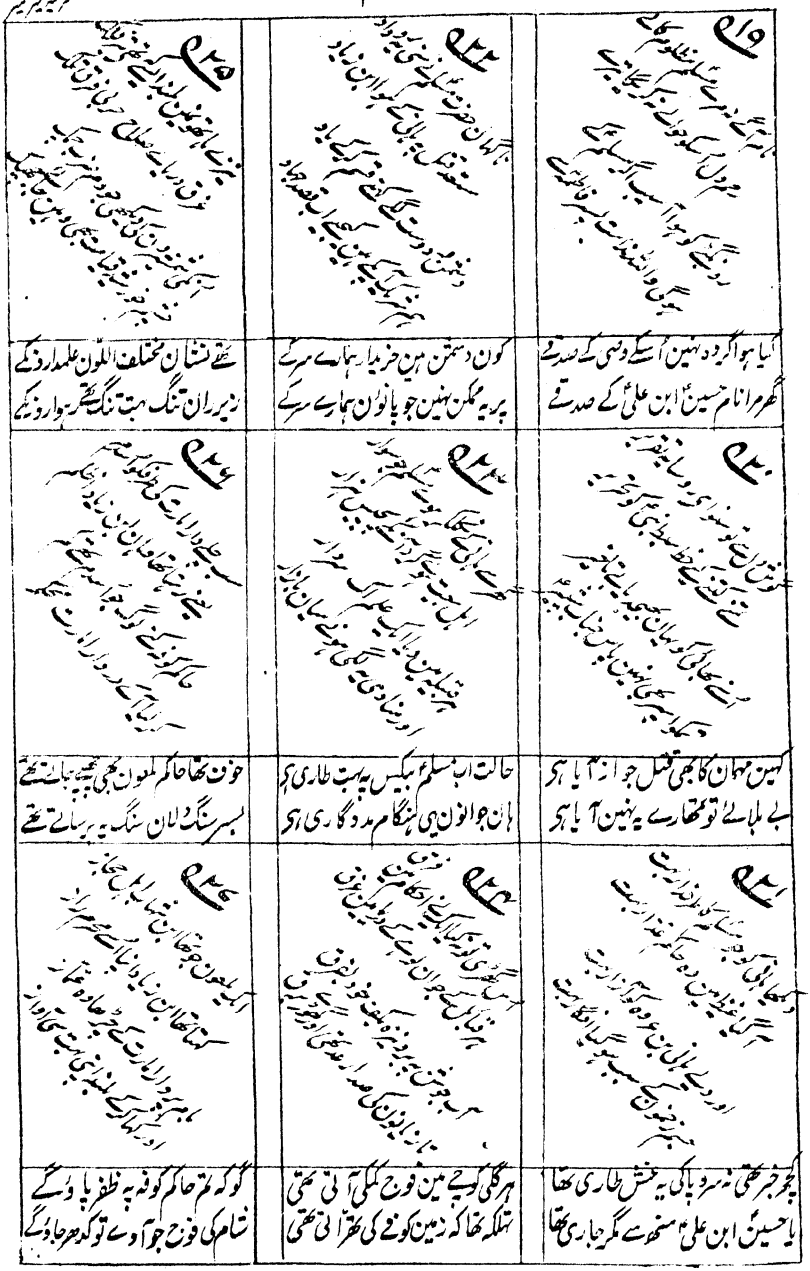
ہونگے شمشیر سیادت سے جدا بند ترے
قید ہو جائینگے ناحق زن فرزند ترے

حیلہ کر کے اُسے ماروں مجھے منظور نہیں
آل ہاشم کے گھرانے کا یہ دستور نہیں

ہجو یہ آئین کس اقلیم میں مہمانی کا
نام ہو جائیگا رسوا مہ جانی کا

مجھے سرزد کہو کس طرح سے کام ایسا ہو
جسکے آقا تو ہوں ایسے وہ غلام ایسا ہو

جس گھڑی پرسش فردای قیامت ہوگی
وان محمد سے تو مخلوقہ خجالت ہوگی



۱۹

کچھ خبر تھی نہ سر و پا کی یہ غش طاری تھا
ہر گلی کوچے میں فوج کی آتی تھی
گوکہ تم حاکم کوفہ پہ ظفر پاؤ گے
یا حسینؑ ابن علیؑ منھ سے مگر جاری تھا
تہلکہ تھا کہ زمین کوفے کی تھرّاتی تھی
شام کی فوج جو آوے تو کدھر جاؤ گے

۲۰

کہیں مہمان کا بھی قتل جوا ز آیا ہی
حالت اب مسلمؑ بیکس پہ بہت طاری ہی
خوف تھا حاکم ملعون بھی پہنچے جانے تھے
بے بلائے تو تمھارے یہ نہیں آیا ہی
ہانی جو انون ہی ہنگام مددگاری ہی
بسر سنگ دلان سنگ یہ برسانے تھے

۲۱

دیکھا ہانی کو جو بے سر کہا افسوس ہے
ہر گلی کوچے میں فوج کی آتی تھی
گوکہ تم حاکم کوفہ پہ ظفر پاؤ گے
ہر گلی کوچے میں فوج کی آتی تھی
تہلکہ تھا کہ زمین کوفے کی تھرّاتی تھی
شام کی فوج جو آوے تو کدھر جاؤ گے

۲۲

ہمراہان حضرت مسلم کی سنی جو یہ خبر
کون دشمن ہین حریف ہمارے سر کے
ہر گلی کوچے میں فوج کی آتی تھی
پر یہ ممکن نہین جو پانون ہمارے سر کے
تہلکہ تھا کہ زمین کوفے کی تھرّاتی تھی
شام کی فوج جو آوے تو کدھر جاؤ گے

۲۳

ہانی کے گھر میں ہوا شور جو یہ ماتم کا
حالت اب مسلمؑ بیکس پہ بہت طاری ہی
خوف تھا حاکم ملعون بھی پہنچے جانے تھے
اہل بیت ہانی کا ایک عالم سوگوار
ہانی جو انون ہی ہنگام مددگاری ہی
اور دنیا ہی ہوئی گلی ہوئی ہر سان اور

۲۴

ہر گلی کوچے میں فوج کی آتی تھی
ہر گلی کوچے میں فوج کی آتی تھی
تہلکہ تھا کہ زمین کوفے کی تھرّاتی تھی
تہلکہ تھا کہ زمین کوفے کی تھرّاتی تھی
شام کی فوج جو آوے تو کدھر جاؤ گے
شام کی فوج جو آوے تو کدھر جاؤ گے

۲۵

ہانی کے گھر میں ہوا شور جو یہ ماتم کا
کون دشمن ہین حریف ہمارے سر کے
خوف تھا حاکم ملعون بھی پہنچے جانے تھے
پر یہ ممکن نہین جو پانون ہمارے سر کے
بسر سنگ دلان سنگ یہ برسانے تھے
شام کی فوج جو آوے تو کدھر جاؤ گے

۲۶

ہانی کے گھر میں ہوا شور جو یہ ماتم کا
حالت اب مسلمؑ بیکس پہ بہت طاری ہی
خوف تھا حاکم ملعون بھی پہنچے جانے تھے
اہل بیت ہانی کا ایک عالم سوگوار
ہانی جو انون ہی ہنگام مددگاری ہی
اور دنیا ہی ہوئی گلی ہوئی ہر سان اور

۲۹

ایک بلا انگیز دھوم سے وہ نازِ خرام
ہائے بلا خیز کی وہ شوخیِ چشمک خرام
صبح کو آنے کے ہوئے شام کو جانے کے نام
دوست سے ملنے کے نام غیر سے ملنے کے نام

حکم ہو قتل یہ اطفال کے نقدیم کرو
عورتیں انکی تم آپس ہی میں تقسیم کرو

۳۰

دیکھا سلیمان کو جب اس نے کہا حال سے
دل سے بولے تم انھیں مایل و خا سمجھے تھے
کیا دکھائی یہ دیے تم انھیں کیا سمجھے تھے

۳۱

نکلے مسجد سے تو کیا کیا انھیں وسواس تھا
نور رفیقوں کو بھی دیکھا تو کوئی پاس تھا

آج گر عذر کروگے تو پذیرا ہوگا
کل تو پھر دیکھ ہی لوگے جو تماشا ہوگا

۳۲

ناکے روکے گئے اور راہ گذر بند ہوئے
شہر میں مسلم مظلوم نظر بند ہوئے

۳۳

آس ضعیفہ کو یہ دیکھا کہ دعا کرتی ہے
در پہ بیٹھی ہوئی کچھ ذکر خدا کرتی ہے

۳۴

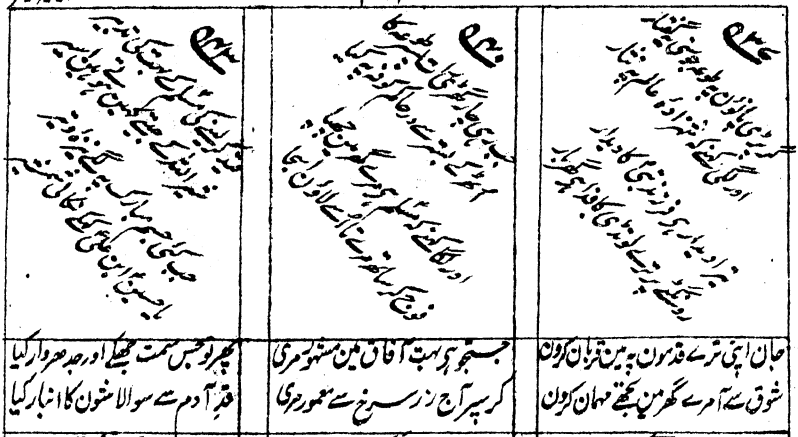
ڈرنے ڈرتے جو حوالے قدح آب کیا
طوعہ نے طوعاً و کرہاً اُسے سیراب کیا

۳۵

آج کی رات جو گھر میں مجھے مہمان کرے
یہ یقین ہے کہ محمدؐ یہ وہ احسان کرے

۳۶

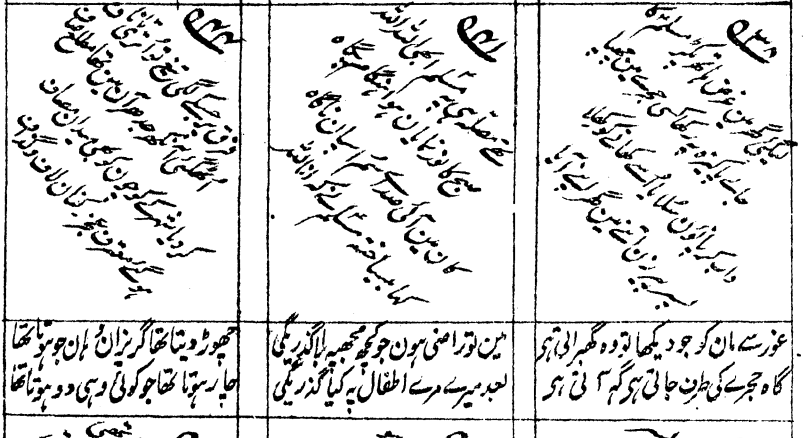
کوئی دے گھر میں جگہ اسکا فقط طالب ہوں
میں ہی فرزند عقیل ابن ابی طالب ہوں



جان اپنی ترے قدموں پہ میں قربان کروں
شوق سے آ مرے گھر میں تجھے مہمان کروں

جستجو ہے بہت آفاق میں مشہور مری
کر پسر آج زر سرخ سے معمور مری

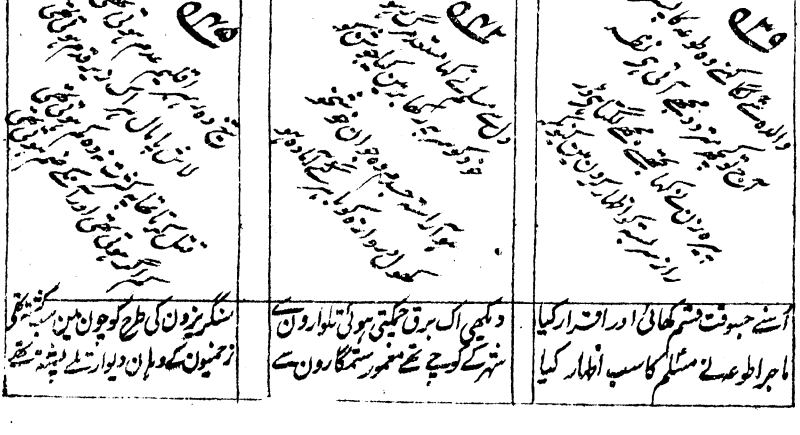
پھر لو جس سمت چھکے اور جدھر وار کیا
قدِ آدم سے سوا لاشوں کا انبار کیا



غور سے مان کر جو دیکھا تو وہ گھبرائی ہے
گاہ حجرے کی طرف جاتی ہے گہ آتی ہے

مین تو راضی ہون جو کچھ مجھ پہ ہا گذریگی
بعد میرے مرے اطفال پہ کیا گذریگی

چھوڑ دیتا تھا گریزان وہان جو ہوتا تھا
چارہ ہوتا تھا جو کوئی وہی دو ہوتا تھا



آسنے جھوٹ قسم کھائی اور اقرار کیا
ماجرا طوعے نے مسلم کا سب اظہار کیا

دیکھی اک برق چمکتی ہوئی تلوارون سے
شہر کے کوچے تھے معمور ستمگارون سے

سنگریزون کی طرح کوچون مین سب بکھری تھی
زخمیون کے وہان دیوار تلے پشتہ تھے

۴۶

شہر میں ایک للکار سی تھی کہ دشمن کی فوجیں
کرتی خلق ہراساں ہوئی گرد اک دشت سے
خیمہ اس کا جو دیکھا تو بہت لوگ تھے آئے ہوئے
لوگ آتے تھے جب اُن بدگہروں کے اندر

۴۷

خلق نے جا کے یہ ہر سو کہا کہ دشمن ہے
کسی کو بس نہیں ان لعینوں سے کچھ کام
اس لعین ابن لعین کا ہے یہ خیمہ
لوگ جتنے تھے ہر سو سب جمع ہوئے تھے

۴۸

پاس جا جا کے نہ للکارو ان سے تم جنگ کرو
دور سے حضرت مسلمؑ کو تہ سنگ کرو
پہلے تو دور سے بیکس کو تہ سنگ کیا
جب نہ طاقت رہی پاس آنکے چور نگ کیا

۴۹

خاص و عام جو ان دن وہ کہ منھ سے جاری
فوج اس کی ایک بس نہ پھاٹک کی ساری
اس کو قتل عنقریب کی ہے تیاری
دل میں کیا جب کہ ان کی ہے ہمراہ داری

۵۰

طاق طاقت ہوئی اور پشت بدیوار ہوئے
دست و پا مسلم مظلوم کے بیکار رہے
تیغ کو ہاتھ سے مسلم نہ اُٹھا سکتا تھا
رعب سے اُسکے کوئی پاس نہ آسکتا تھا

۵۱

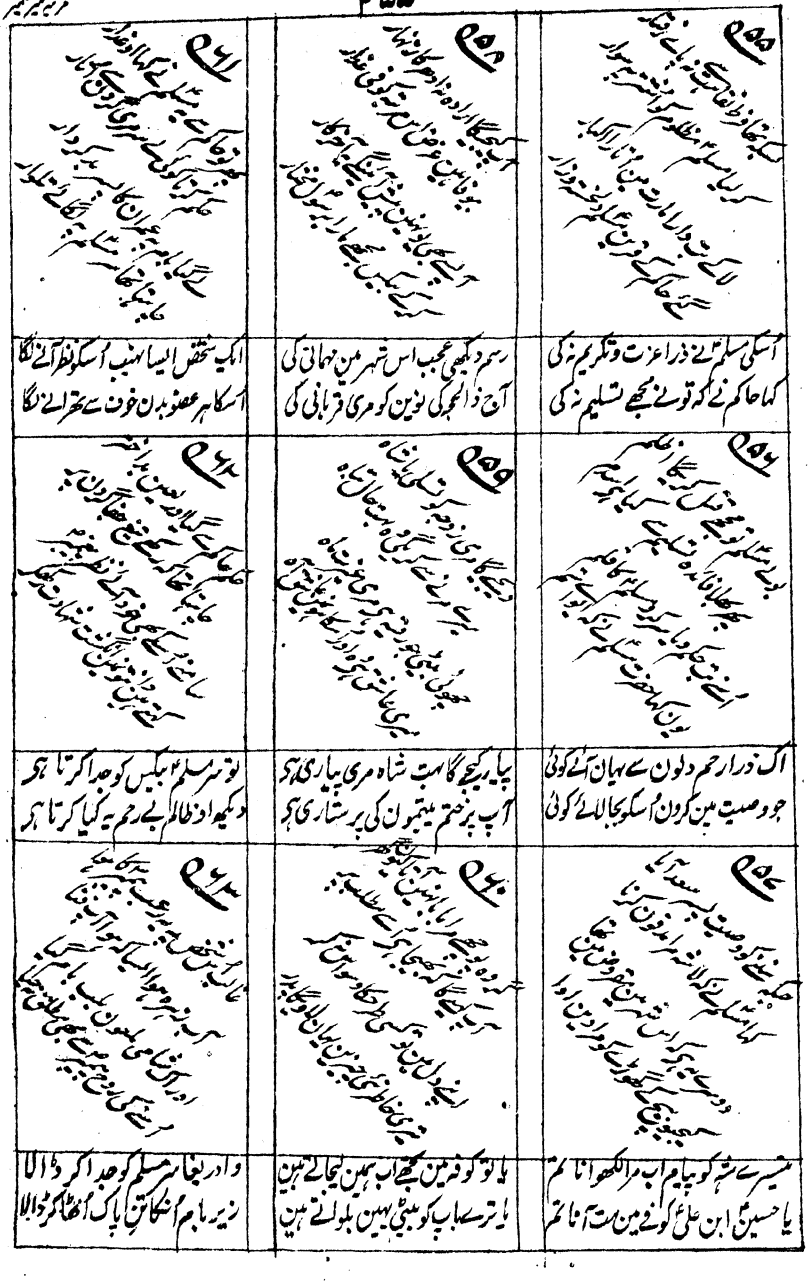
قبضۂ تیغ کو اور ہاتھ کو خود دیکھتے تھے
جس جو آجاتا تھا بند آنکھیں تھیں اور جھکے تھے
رکھ کے ساغر کو ملول آدہ رنجور ہوا
بولا پیمانۂ ہستی مرا معمور ہوا

۵۲

پہلے لشکر نے یہ ہر سو کہا کہ دشمن ہے
ایسی بیتاب کی طاقت نہیں ہمسر ہرگز
دیکھا اعدا نے کہ طاقت نہیں ہمسر ہرگز
جب یہ آواز ضمیر آگئے لشکر لشکر

۵۳

عذر حاکم کے کئے جانے پہ ہر چند کیا
سب نے کھا کھا کے قسم اُسکو رضامند کیا



۵۵
اسکی مسلم نے ذرا عزت و تکریم نہ کی
کہا حاکم نے کہ تو نے مجھے تسلیم نہ کی

۵۸
رسم دیکھی عجب اس شہر مین مہمانی کی
آج ذالحجہ کی نومین کو مری قربانی کی

۶۱
ایک شخص ایسا مہیب اُسکو نظر آنے لگا
اُسکا ہر عضو بدن خوف سے تھرانے لگا

۵۶
اب مسلم نے یہ دیکھا کہ یہ کیا ہے غضب
چھا گیا ہے مرے چاروں طرف اک رنج و تعب
اس نے جب دیکھا کہ ہے مسلم کا کام تمام
بین کیا حضرت مسلم کی بیٹی نے بصد اہتمام

۵۹
بیٹی بولی کہ مری رخصت کر دیجئے بابا
بس مرے سر سے گیا ہے مری خاطر شاہ
جو ہیں بیبی جو ہیں بیبی مری خاطر شاہ
بیبیاں ہیں جو ہیں بیبی مری خاطر شاہ

۶۲
ظالم نے کہا حضرت مسلم سے بصد شان
تو سر مسلم بیکس کو جدا کرتا ہے
دیکھ او ظالم بے رحم یہ کیا کرتا ہے

۵۷
جب یہ سنا کہ وصیت پسر سعد نے کی
کہا مسلم نے کہ لاشہ مرا ملعون نہ لے
دوسرے ہو کہ اس قوم مین جو ہو ملعون نہ لے
جسکے ہوتے ہوئے ٹکڑے ہون مرے اور مین ادا

۶۰
بولا تو کوفہ مین مجھے اب ہمین لیجائے ہین
یا ترے باپ کو بیٹی یہین بلوائے ہین

۶۳
اور بغیر مسلم کو جدا کر ڈالا
زیر بام انکا تن پاک اٹھا کر ڈالا

۵۸
آپ نے بھی یہ ارادہ نہ دھرا کچھ زنہار
بولے ہین موت سے اس شہر مین ڈرتے ہین کہین
آپ نے بھی یہ ارادہ نہ دھرا کچھ زنہار
کہہ دیا بس مجھے ہاتھ آئے ہو تلوار

۶۱
ایک شخص ایسا مہیب اُسکو نظر آنے لگا
اُسکا ہر عضو بدن خوف سے تھرانے لگا

۶۴

پھر کیا بیان ہو سوز و کوای دلِ غم
سر کیا بیاں ہو یہ بھی کسی طرح نہ تھم
دونوں ہم فوج سنان یہ کہے جو فن علم
کہتا ہوں میں جو ہو جو احب یہ کر کرو نہ تھم

بام پر روح رسول عربی روتی تھی | بام کے نیچے کھڑی بنت نبی روتی تھی

۶۵

اے فلک میرا بھی جی ہو رہا ہے رونے کی ہوس
اشک خوں کر کے ہر اک مژہ کو دھونے کی ہوس
بلبلی ہو سو سر درگاہ امام بیکس
ہے یہ میر ابن علی زار و نزار و غمگیں

اور عنایت سے طالع کو رسائی کیجے | اے مہ عقدہ کشا عقدہ کشائی کیجے

رباعی

دل کعبہ ہے اس میں ہو مقام حیدر
بجھ جو نہ سکا میں وہ ہوں نام حیدر
آخیر میں کیا میں نے کرم نام حیدر
پیدا ہوئے گھر میں ہو غلام حیدر

۴ مرثیہ

انا للہ کسی ماں کے نہ نورِ نظر جائے
کھلے پھول جو مرجھائے تو کس دل پہ نہ داغ آئے
پڑے خزاں جو بہار ہو جوان باپ کی جان کا
اولاد کا غم نہ کسی دل پہ کبھی مکان کا
جب بیٹھو دل کا غم کسی سے کہا نہ جائے

یہ داغ کسی صاحبِ اولاد سے پوچھو
شبیرؑ سے یا بانوئے ناشاد سے پوچھو

۵

ناشاد ہوا پھولنے پھلنے بھی نہ پایا
ماں باپ کا ارمان نکلنے بھی نہ پایا

۶

بیٹا بھی جو ہو بیٹا اگر جوشنِ حسینؑ ابن علیؑ سا
جان و جگر و دل پسر حضرتِ زہراؑ سا
یہ سوز ہے جو ان ہو کے نہ پایا ہو کسی نے

داغ اپنی جوانی کا دیے جاتے ہیں اکبرؑ
شبیرؑ کو بے آس کیے جاتے ہیں اکبرؑ

۴

پژمردہ کسی غم سے جو غنچہ ہو امل کا
اس منقل کو دیکھا تو کنول کھل گیا دل کا

۵

سکتے کا سا عالم ہے حسینؑ ابن علی کا
منہ دیکھے کے رہ جاتے ہیں ہمشکل نبیؐ کا

۶

یہ داغ عزیزوں کے کلیجہ میں ہیں اکبرؑ
باقی علی اکبرؑ ہیں سو مرنے کو ہیں اکبرؑ

۴

پر حال پہ ہنستے ہے مقامِ ہ و ہرس کا
بانوئے کا پسر مر گیا اٹھارہ برس کا

۵

ہے روشنی ہم میں تو اسی رشکِ قمر تک
یہ نورِ بصارت ہے اسی نورِ نظر تک

۱۰

۱۱

۱۲

۱۳

۱۴

۱۵

۱۶

۱۷

۱۸

اب کیا کروں تدبیر کہ اکبرؑ نہ جدا ہو
مر جاؤں جو پہلے تو یہ قصہ ہی ادا ہو

الفت یہ محبت مری اب دل سے اٹھا دو
بابا مجھے میدان کے جانے کی رضا دو

مشتاق ہو پسر مجھ سے یہ دم تو رہا ہو
اک بیٹا جوان ہی سو وہ مرنے کو چلا ہو

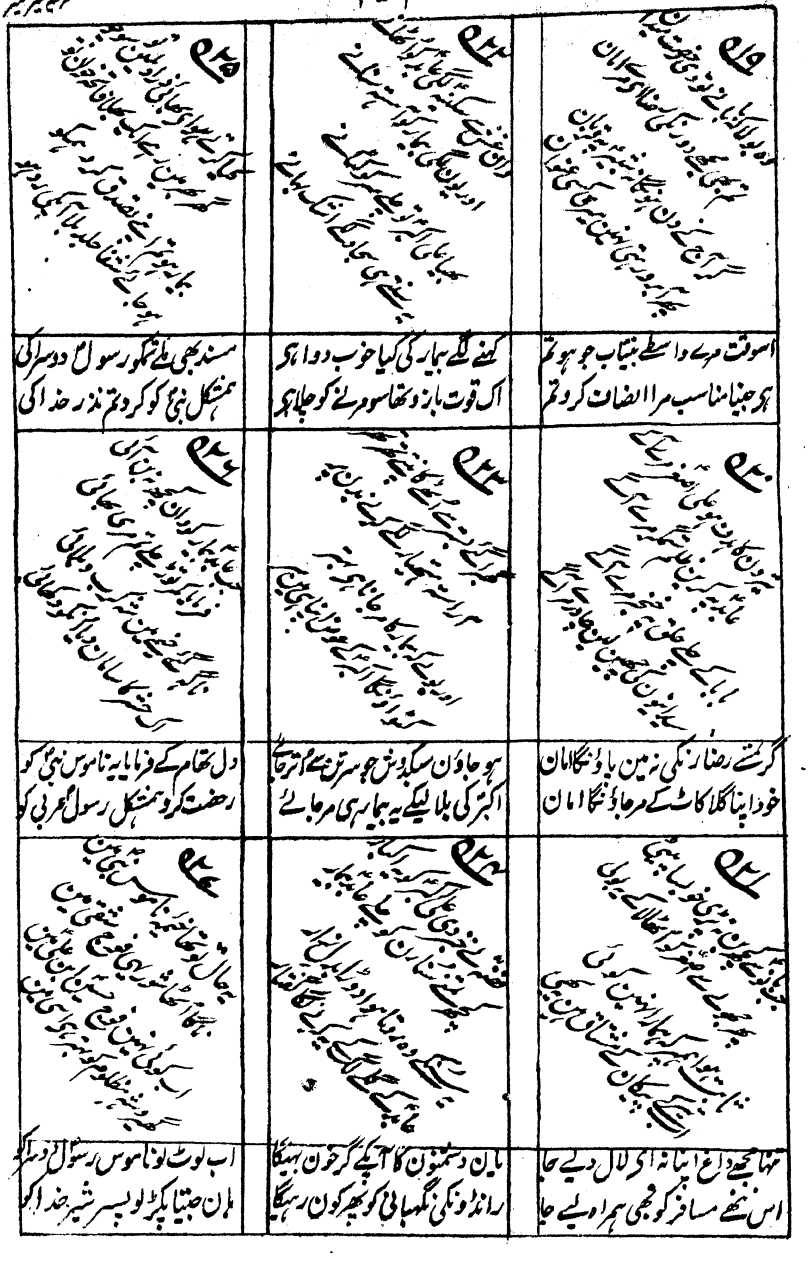
بیتاب ہوں اسوقت فلق دل کو بڑا ہے
مہر پدری نے مجھے ناچار کیا ہے

اکبرؑ نے کہا باپ سے یوسفؑ جو مجھے تھے
شہ نے کہا پھر اپنے پدر سے وہ ملے تھے

بولے تری صورت پہ فدا ہوں علی اکبرؑ
جاتے تو ہو میں پیارے تو کر لوں علی اکبرؑ

یہ سنتے ہی بانو نے بھری آہ جگر سے
منھ پیٹ لیا اور ردا پھینک دی سر سے

مگھرا رہے جان اپنی فدا بھتیجے کر دینگے
مانگو گے رضا ان کی تو ای لال خوشی سے



اسوقت مرے واسطے بیتاب جو ہو تم
ہو جینا مناسب مرا انصاف کرو تم

کہنے لگے بیمار کی کیا خوب دوا ہے
اک قوت بازو تھا سو مرنے کو چلا ہے

مسند بھی ملے تمکو رسول دوسرا کی
ہمشکل نبی کو کرو تم نذر خدا کی

گر تیغ رضا رنکی زمین پاؤنگا امان
خود اپنا گلا کاٹ کے مرجاؤنگا امان

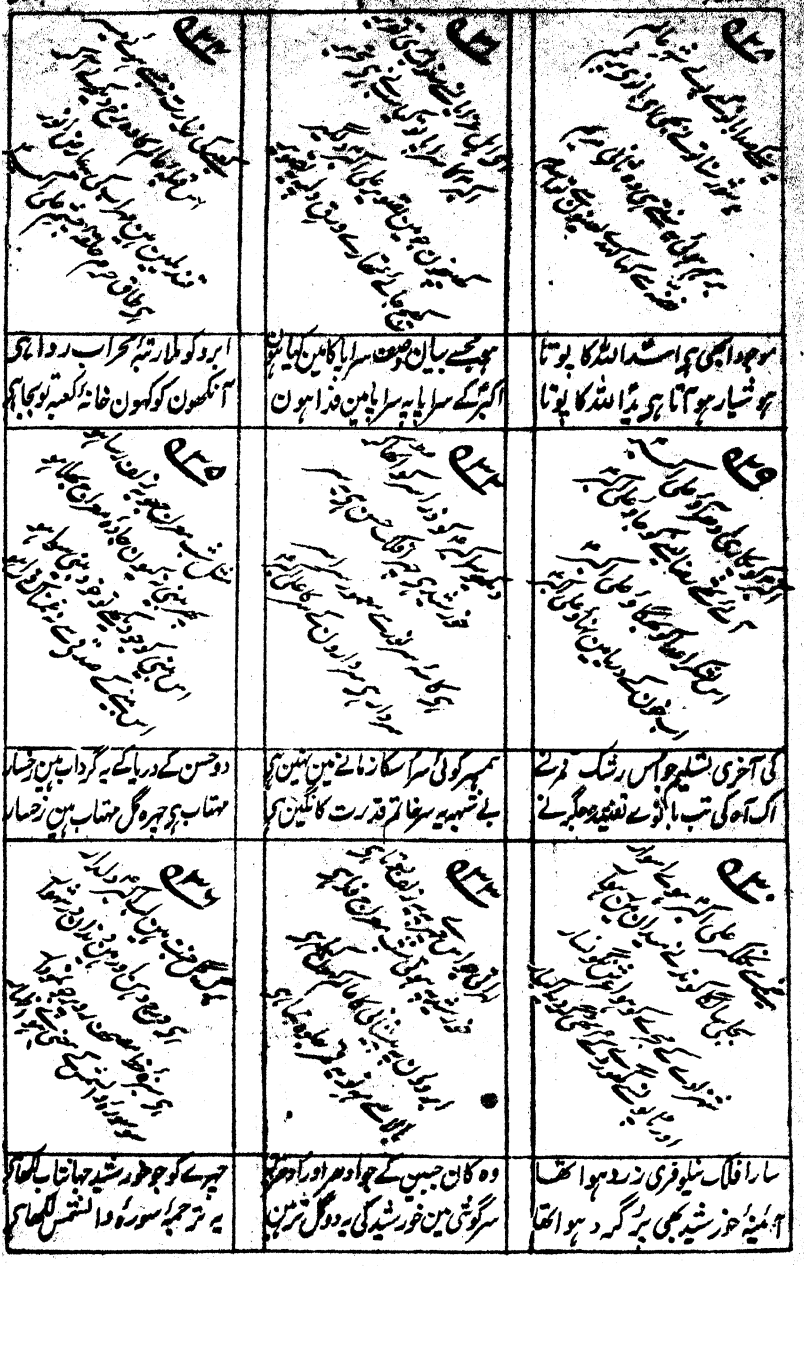
ہو جاؤں سکدوش جو سر تن سے میں اترجائے
اکبر کی بلا لیکے یہ بیمار ہی مرجائے

دل تھام کے فرمایا یہ ناموس نبی کو
رخصت کرو تم شکل رسول عربی کو

تنہا مجھے داغ اپنا نہ اے لال دیے جا
اس ننھے مسافر کو بھی ہمراہ لیے جا

یاں دشمنوں کا آپکے گر خون بہیگا
راندوں کی نگہبانی کو پھر کون رہیگا

اب لوٹ لو ناموس رسول دوسرا کو
ہاں جیتا پکڑ لو پسر شیر خدا کو



موجود ابھی ہے اسد اللہ کا پوتا
ہوشیار ہوتا ہے بدا اللہ کا پوتا

ہو مجھ سے بیان وصف سراپا میں کیا ہوں
اکبر کے سراپا پہ سراپا میں فدا ہوں

ابرو کو ملا رتبۂ محراب رکوعی
آنکھوں کو کہوں خانۂ کعبہ تو بجا ہے

کی آخری تسلیم جو اس رشک قمر نے
اک آہ کی تب بانگوے نفیر دو جگر نے

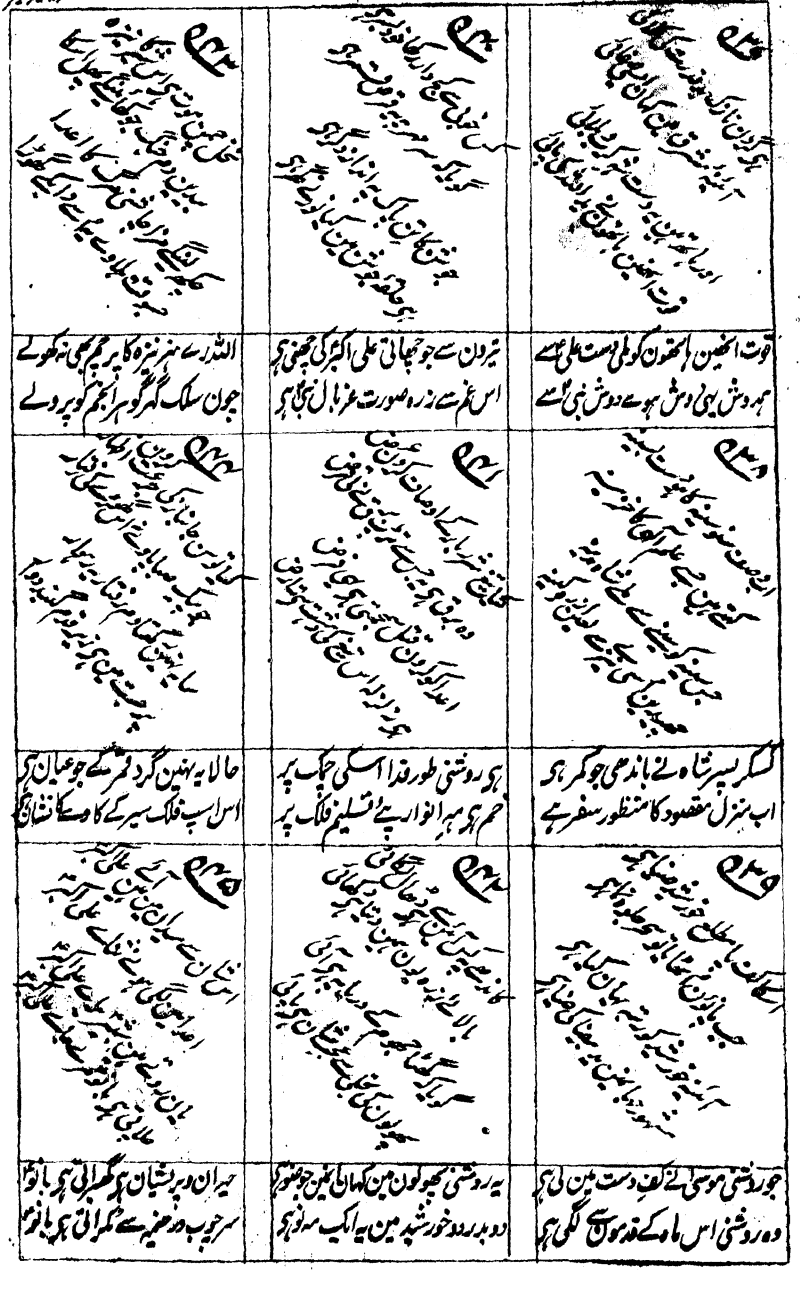
سمجھے کوئی سر اسکا زمانے میں نہیں ہے
بے شبہہ یہ سرغائر قدرت کا نگیں ہے

دو حسن کے دریا کے یہ گرداب ہیں رخسار
مہتاب ہے چہرہ گل مہتاب ہیں رخسار

سارا فلک نیلوفری زرد ہوا تھا
آئینۂ خورشید بھی برگرد ہوا تھا

وہ کان جبیں کے جو ادھر اور ادھر ہے
سرگوشی میں خورشید کی یہ دو گل تر ہیں

چہرے کو جو خورشید جہانتاب لکھا ہے
یہ ترجمۂ سورۂ والشمس لکھا ہے



قوت انھیں الحھوں کو ملی دست علی سے
ہمدوش یہی دوش ہوے دوش نبی سے

تیروں سے جو چھاتی علی اکبر کی چھنی ہے
اس غم سے زرہ صورت غربال بنی ہے

اللہ رے ہنر نیزہ کا پرچم بھی نہ کھولے
جوں سلک گہر گوہر انجم کو پرو لے

لشکر پسر شاہ نے باندھی جو کمر ہے
اب منزل مقصود کا منظور سفر ہے

ہے روشنی طور فدا اسکی چمک پر
حم ہے مہر انوار پے تسلیم فلک پر

حالا یہ نہیں گرد قمر کے جو عیاں ہے
اس اسپ فلک سیر کے کاوے کا نشاں ہے

جو روشنی موسی نے کف دست میں لی ہے
وہ روشنی اس ماہ کے قدموں سے لگی ہے

یہ روشنی پھولوں میں کہاں ہے چمن جو صورت
دو بدر رود خورشید میں یہ ایک مہ نو ہے

حیران و پریشان ہے گھبرائی ہے بانو
سر جوب در خیمہ سے ٹکراتی ہے بانو

۴۹

درگاہ خدا میں تری مقبول دعا ہو
اعدا پہ ظفر یاب ترا ماہ لقا ہو

۴۸

ٹکڑے تن کفار کے اکجا یہ نہیں تھے
تھا سر تو کہیں ہاتھ کہیں پاؤں کہیں تھے

۴۷

انسا تو نکو جانو تو نکو جانوں کی پڑی تھی
اور سینہ کے بھل گلو زمیں بیٹھ گئی تھی

۴۶

ہم لوگوں پہ اب قول کے شش گر یگا
پھر اہوا یہ شیر نر دکے سے رگیگا

۴۵

تھا سنور کہ اس تیغ سے عبرت کا محل ہے
تلوار نہیں یہ پر شہباز اجل ہے

۴۴

لقمہ تر تھی اُسوقت یہی فوج ستی کی
اب رحم کرو ہمیہ دوہائی ہے نبی کی

۴۳

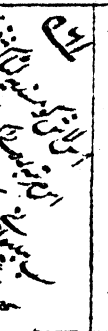
مطلب میں جو دیکھا شہ بیکس کے خلف کو
مشرق سے چلا بھاگ کے مغرب کی طرف کو

۴۲

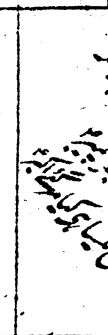
ہنگام وغا کیا کہوں وہ تیغ کہ کیا تھی
گہ طوق اجل تھی گہے زنجیر قضا تھی

۴۱

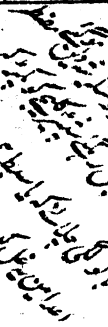
لڑنے کا جنھیں دعوہ ہو وہ لوگ کدھر ہیں
بتلاؤ کہاں جا کے چھپے شیر و عمر ہیں



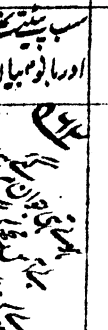
حضرت سے کہا کون یہ ویران بول رہا ہے
صدقے یہ تو میرے علی اکبرؑ کی صدا ہے



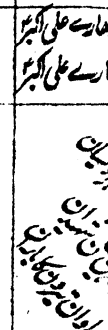
سنتے ہی کہا دنیا سے سدھارے علی اکبرؑ
بے آس ہوئے ہم گئے مارے علی اکبرؑ



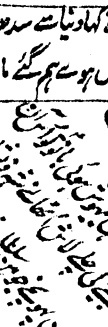
سب پیٹتے تھے اہل حرم سینہ و سر کو
اور بانو یہ بیان کرتی تھی یہ تھامے جگر کو



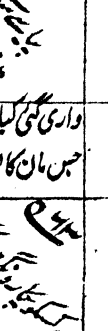
ہلتی ہے زمین کانپ رہے اہل زمین ہیں
پروانہ صفت حضرت جبرئیل امین ہیں



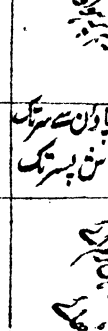
گو زخمی تھے شاہ شہدا پاؤں سے سر تک
پر چیر کے اعدا کو گئے لاش پسر تک



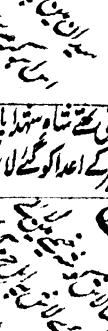
واری گئی کیا ضبط پھر اس ماں سے بھلا ہے
جس ماں کا پسر تجھ سا جوان ہو کے موا ہے



اس نیزے نے چھیدا علی اکبرؑ کے جگر کو
غل پڑ گیا یا راشہ بیکس کے پسر کو



سینے سے ذرا ہاتھ اٹھاؤ مرے پیارے
چھاتی کا مجھے زخم دکھاؤ مرے پیارے



واری گئی ہے وقت پڑا آل نبی پر
اعدا کی چڑھائی ہے حسینؑ ابن علیؑ پر

۶۴

اب ہاتھ کو روکے نہ فقط شیر کا بچہ
وہ تیر چلا اصغر بے شیر کا بچہ

وہ شش جہتی جلسۂ شبیر کا بچہ
ہوتے ہین یہ مہمان جہانگیر کا بچہ

سر ننگے مجھے اونٹ پہ بٹھلاتے ہین ظالم
زینبؑ کی ردا پھینے لیے جاتے ہین ظالم

۶۵

اس بین سے بابا کے ہوا حشر کا آزار
لاشے کو گرے چھوڑ کے گھوڑے ہوئے ہموار

جب اب یہ دعا مانگ گئے حضرت جبار
کر حشر مین مجھ سے ای ای یزد غفار

دنیا مین کسی شخص کا احسان نہ لون مین
مندہ ہون ترا ذاکر شبیرؑ بھی ہون مین

جو وادی ایمن میں ہوا طور کا عالم
وہ خیمہ شبیر میں تھا نور کا عالم

اک پرتو تھا روز ازل طور اسی کا
خورشید درخشاں میں بھی تھا نور اسی کا

سمجھا اپنا اُدھر صبح نے دھوکا با فق سے
رنگ رخ ناموس نبی ہو گیا فق سے

خیمہ تھا کہ وہ محبط انوار الٰہی
تھا حسین ہر اک مخزن اسرار الٰہی

خیمہ تھا کہ اوج فلک عز و علا تھا
وہ برج امامت کے ستاروں سے بھرا تھا

بے نور وہاں ہو گئی مہتاب کی صورت
یاں بانو کا رنگ اڑ گیا سیماب کی صورت

کثرت رہی تا صبح یہ کچھ نور و ضیا کی
پروانہ صفت فاطمہ کی روح پھرا کی

کرتا تھا چراغ سحری عزم سفر کا
اور شور درختوں پہ وہ مرغان سحر کا

حضرت کی سواری در خیمہ پہ کھڑی ہے
ہشیار رہو رات تو کل جا پہ کھڑی ہے



وان زمزمہ تھا نخل پہ مرغان سحر کا
یہاں شور تھا اطفال شہ خیر و بشر کا

کہتا تھا منادی یہ تمھارے لیے سب ہین
یہ سبط پیمبر کی غلامی کے سبب ہین

حاضر ہو مرے سامنے پوشاک بدل کر
بعد اسکے ہو آراستہ میدان مین نکل کر

دیکھا ہی جو کچھ وہ نہ کہا جائے کسی سے
پائی ہی جو لذت اسے پوچھے کوئی جی سے

تکبیر کی آواز گئی گوش ملک مین
اک زلزلہ سا پڑ گیا اطباق فلک مین

فرنا جو بجی لشکر سفاک کے اندر
پیچیدہ صدا ہو گئی افلاک کے اندر

۲۱

خطا نہ کی کسی سو دل صحیح جا لگا
نشانہ کوئی نہ خالی گیا جو تیر چلا
میدان میں جو کماں دار تھا نشانے کا
پھرا نہ ہاتھ سے کوئی وہاں نہ تیر چلا

تھا صید وہ اسپان جو گیا گوش فلک تک
اک آن میں پہونچا وہ تتق گرد فلک تک

۲۲

کی جس جوان علی نے حملہ جو کسی طرف کا
پیدا ہوا نہ پھر وہ لشکر میں اس صف کا
اک حوصلہ جگر کا جو سب میں خوب تر تھا
گھوڑوں کی فوج میں وہ اور جنگ میں نر تھا

آگے تھے سو بے خبر بڑھائے ہوئے صف کو
نیزوں کی سنانیں شہر یک کی طرف کو

۲۳

جلوے علیوں کو جو دیے اہل جفا نے
داماں کو گرد ان لیا یک قضا نے
جانا نہ ابھی رن میں شہادت طلبوں کو
رخصت تو کرو آنکھ سے نا سر میں سبھوں کو

فردوس میں آنے کی رہے دھوم پر سب
جا جلد سواری درخیبہ پہ کھڑی ہے

۲۴

سید ان میں کہتا تھا لقب کے ادھر کا
ہاں جنگ میں اب نام کر دجد و پدر کا
دھیان آیا سکینہ کو یتیمی کا جو بی بی
غش ہو گئی دامان حسین ابن علی میں

۲۵

کہتا تھا کوئی آج ہے ہر ہر قدم پہ ماتم
بولا کوئی دنیا سے چلے آج ہیں ہم
بولا کوئی ہے آج غم فاطمۃ الہم
تازہ ہوا داغ الم حضرت شبر

ترتب میں گریباں بھی چاک ہوا ہے
اب خانۂ پنجتن پاک ہوا ہے

۲۶

ہاں دیکھ لو اے اہل زمانہ یہ سماں کا
میدان میں ہے آج کیا کیا نہ سماں کا
ہے ہے یہ کہاں آ کے پھنسے ہیں شہ دیں کا
ہے ہے یہ کہاں آ کے پھنسے ہیں شہ دیں کا

فردوس میں آنے کی رہے دھوم پر سب
جا جلد سواری درخیبہ پہ کھڑی ہے

۲۸

انصار سے فرمایا کہ آگے کو بڑھو تم
عباسؑ سے فرمایا کہ گھوڑے پہ چڑھو تم

۲۹

اقبال نے گھوڑے کا قدم چوم لیا تھا
جبریلؑ نے دامان علم چوم لیا تھا

۳۰

آ آ کے وہ مولا کے قدم چوم رہے تھے
خود ذوق شہادت میں کھڑے جھوم رہے تھے

۳۱

حیران کھڑے بیچ میں شاہِ شہدا تھے
لڑنے میں فقط منتظرِ حکمِ خدا تھے

۳۲

لائی جو قضا دست میں پیغامِ شہادت
حر ابنِ ریاحی نے پیا جامِ شہادت

۳۳

ایک ایک نے جب رن میں شہادت طلبی کی
نوبت ہوئی فرزندِ رسولِ عربی کی

۳۴

جب شاہ چلے فکرِ شہادت طلبی میں
کہرام پڑا خیمۂ ناموسِ نبی میں

۳۵

خوں بہ گیا سارا نہ رہے تھوڑے کے
تھا کون کہ جو تھامتا آغوش کسی کا

۳۶

زینبؑ نہیں بھولی پسرِ شاہِ نجف کو
پھر پھر کے نظر کرتے تھے خیمہ کی طرف

مکان سموات مین فریاد و بکا مین
جنبش ہوئی لوح و قلم عرش خدا مین

مین کیا کہون ظالم نے جو کچھ بے ادبی کی
چھاتی پہ چڑھا سبط رسول عربی کی

اب قتل پہ یارا نہین دیتا جگر اپنا
محبوب خدا پیٹتے ہین سر ان مین سر اپنا

۵۴۵

ناگاہ منادی یہ ہوئی فوج شقی کو
پامال کرو لاش حسینؑ ابن علیؑ کو
غش آ گیا اُس وقت رسولؐ عربی کو
جبریلؑ نے گودی میں لیا آ کے نبیؐ کو
اب تاب ستم جگر افگار نہیں ہے
یارا بجز تحریر کا زنہار نہیں ہے

۵۴۶

پھر سینہ اقدس پہ چڑھا بادِ فنا جا
شہ کے تنِ حسرت سے اُسے ہوش نہ جا
گو فاطمہؑ چلائی کہ فریاد ہے فریاد
لیکن نہ ذرا شمر نے پہچانا دمِ باد
خنجر کو رواں دیکھ کے گلوئے شہ دیں پر
رکھ آنکھ کو پنہا جو تپندگی رو کنیں پر

۵۴۷

عشق ہو کے گرا خود ملکِ روئے زمیں پر
طاری ہوئی حیرت عجب اُس لشکرِ کیں پر
پھر فوج کا اجماع ہوا شمرِ لعیں پر
اقدام کریگا ہی قتلِ شہِ دیں پر
اک سنگ نہ کھا ظلم کا جب شمرِ شقی پر
رانی ہوا تب قتلِ حسینؑ ابن علیؑ پر

۵۴۸

جب ہو چکا یہ ہر سبطِ پیمبرؐ
خلق ہو چکی یکسر پہ کھڑا آ کے خبیث
حضرت نے کہا دیکھ پس پشت ستمگر
پھر کو جو ہیں دیکھا تو نظر آ گیا محشر
تشنہ لبی کا تو فلک اُس وقت پڑی ہے
سر کو سجود ہوئے فاطمہؑ مقتل میں کھڑی ہے

۵۴۹

ناگاہ گرا شمر دوبالا بہ سرِ خاک
پھر کیا وہاں تب عمرِ سعد غضبناک
اور بولا کہ لاؤ ہی کہاں حرملا ناپاک
آیا جو قریب اپنی پھپھی کے پہ شاک
خنجر بھی اُٹھا کر دیا ظالم نے شقی کو
اور بولا کہ ہاں قتل تو کر ابن علیؑ کو

سلام

۱ سلام اس پر جو کبھی تھی نہ کسی کی محتاج
دیکھئے کیا ہے مدینے میں دعا کا رواج

۲ شوق سے زینبؑ کے ماتم کا ہے ہر سو رواج
جا بجا ہے مجلس و ماتم کا بپا ہر سو رواج

۳ خاص سال عباسؑ کی ہے جانفزا ہر سو رواج
ہے عزا داری کا ہر جانب ہوا ہر سو رواج

۴ ہے یہ ترتیب کہ ہر شخص کرتا ہے بیان وعدہ وفا
نانا باپ امت کی اپنی بیوی ماں کا دیکھئے

۵ کربلا میں ہے مسافر کوئی ایسا نہ رہا
اک عزیز و بھی جو ماتم کے لئے حاضر نہ ہوا

۶ دیکھئے کیا ہے مگر ماتم سے بیکسوں کی سزا
قبر میں ڈوبے ہوئے ہے دست خالی دیکھئے

مرثیہ

۱ جب کہ فوج آئی نہ خیمے میں حسینؑ کہا
نانا باپ امت کی اپنی بیوی ماں کا دیکھئے

۲ جب بڑھا بارہ گئے عباسؑ نے زینبؑ سے کہا
اب بھلا کون لگی میری بہن کی کہا دیکھئے

۳ جب بڑھی جنگ کو زینبؑ نے کہا بھائی سے
کب پھریں گے علی اکبرؑ قوا ہو گئے کہا دیکھئے

۴ دن بھی جب بارہ گئے اکبرؑ کی جانکاہی کا
بیچ دریا میں علی اصغرؑ کی تشنہ لبی کا دیکھئے

۵ لاش جب بابا کو اکبرؑ کے سکینہؑ نے کہا
دادا صاحب کب کریں گے مشکل کشا کا دیکھئے

۶ دیکھا زینبؑ نے برادر کا یہ دم رخصت کے لیے
دختر فخر رسالت کی بھلائی دیکھئے

۷ جب ہوا قتل حسینؑ ابن علی مظلوم
نانا باپ امت کی اپنی بیوی ماں کا دیکھئے

۸ ہے یہ ترتیب کہ ہر شخص کرتا ہے بیان وعدہ وفا
نانا باپ امت کی اپنی بیوی ماں کا دیکھئے

۹ ہے یہ ترتیب کہ ہر شخص کرتا ہے بیان وعدہ وفا
نانا باپ امت کی اپنی بیوی ماں کا دیکھئے

۱۰ ہے یہ ترتیب کہ ہر شخص کرتا ہے بیان وعدہ وفا
نانا باپ امت کی اپنی بیوی ماں کا دیکھئے

۱۱ ہے یہ ترتیب کہ ہر شخص کرتا ہے بیان وعدہ وفا
نانا باپ امت کی اپنی بیوی ماں کا دیکھئے

۱۲ ہے یہ ترتیب کہ ہر شخص کرتا ہے بیان وعدہ وفا
نانا باپ امت کی اپنی بیوی ماں کا دیکھئے

۱۳ ہے یہ ترتیب کہ ہر شخص کرتا ہے بیان وعدہ وفا
نانا باپ امت کی اپنی بیوی ماں کا دیکھئے

۱۴ ہے یہ ترتیب کہ ہر شخص کرتا ہے بیان وعدہ وفا
نانا باپ امت کی اپنی بیوی ماں کا دیکھئے

۱۵ ہے یہ ترتیب کہ ہر شخص کرتا ہے بیان وعدہ وفا
نانا باپ امت کی اپنی بیوی ماں کا دیکھئے

۱۶ ہے یہ ترتیب کہ ہر شخص کرتا ہے بیان وعدہ وفا
نانا باپ امت کی اپنی بیوی ماں کا دیکھئے

۱۷ ہے یہ ترتیب کہ ہر شخص کرتا ہے بیان وعدہ وفا
نانا باپ امت کی اپنی بیوی ماں کا دیکھئے

۱۸ ہے یہ ترتیب کہ ہر شخص کرتا ہے بیان وعدہ وفا
نانا باپ امت کی اپنی بیوی ماں کا دیکھئے

۱۹ ہے یہ ترتیب کہ ہر شخص کرتا ہے بیان وعدہ وفا
نانا باپ امت کی اپنی بیوی ماں کا دیکھئے

۲۰ ہے یہ ترتیب کہ ہر شخص کرتا ہے بیان وعدہ وفا
نانا باپ امت کی اپنی بیوی ماں کا دیکھئے

خاتمۃ الطبع

سبحان اللہ وبحمدہ عجیب مراتب ومناصب اُن حضرات کے ہین جو کہ مصائب خامس آل عبا علیہ التحیۃ والثنا پر گریہ کرتے ہین اور خوشا آل ماتم داران جناب سید الشہدا علیہ السلام جو کہ ہر سال اپنی جان ومال کو صرف کرکے ماتم اہل بیت علیہم السلام مین مصروف رہتے ہین اور انذک توجہ مین ثواب لاتعد ولاتحصی حاصل کرتے ہین واقعی وسیلۂ بخشش غم حسینؑ ہی اور گریہ وبکا مصائب آل عبا پر ثواب دارین چونکہ رونا اور رُلانا عمدہ ارکان مغفرت ہی اور بغیر ذکر مصائب اہل بیت علیہم السلام ممکن نہین اسواسطے اکابر دین نے صدہا کتب مصائب آل عبا مین تصنیف وتالیف فرمائین اور اکثر اُنمین سے معرض طبع مین بھی آئین لیکن یہ جو طریقہ مرثیہ گوئی شاعران نامی گرامی نے نکالا ہی نظر غور سے دیکھیے تو یہ ڈھنگ سب سے نرالا ہی ہر چند اس دشت پر خار نے ہر ایک نے قدم ہمت آگے بڑھایا ہی مگر کلام متقدمین مین جو لطف ہی وہ متاخرین نے نہین پایا ہی چنانچہ زبدۃ الشاعرین عمدۃ الذاکرین موجد طرز مرثیہ گوئی **سید مظفر حسین صاحب** متخلص بہ **ضمیر** اُستاد ذاکرین نامی وگرامی **میرزا دبیر صاحب** مرحوم نے اس بادیۂ وحشت خیز وسیدان ہلاکت انگیز کو نہایت آسانی سے طی کیا ہی اور عجب پرتاثیر کلام ہی کہ ہر صغیر وکبیر معترف ومداح ہی جس مجلس مین اس افسر الذاکرین کے مرثیہ پڑھے گئے اہل مجلس پر عجب کیفیت رقت کی طاری ہوئی ہی اور سامعین انکے کلام کے مشتاق رہتے ہین بالجملہ اکثر احباب متمنی تھے کہ اس اُستاد یگانہ کا کلام یکجا ہو چنانچہ بصرف زر کثیر اور تلاش وتجسس بسیار فراہم ہُوا اور الحمد للہ کہ یہ جلد اول مجموعہ کی اس سے چند بار مطبع منشی نولکشور موسوم بادودھ اخبار واقع لکھنؤ مین جلیۂ طبع سے محلی ہوئی اور اب مطبع منشی نول کشور واقع کانپور مین بسرپرستی عالی جناب معلی القاب **منشی پراگ نرائن صاحب** بھارگو دام اقبالہ مالک اودھ اخبار بماہ جولائی سنہ ۱۸۹۸ء بار اول زیور طبع سے آراستہ وپیراستہ ہوئی فقط ✣

موجود ہین تصنیف جناب ملا اخوند محمد باقر مجلسی علیہ الرحمۃ تبصیح علماے مذہب امامیہ کاغذ سفید پر خوشخط مع حواشی عمدہ و نایاب چھپی ہے -

حیات القلوب ہر سہ جلد - یہ ایک کتاب نادر روزگار کہ سواے کتبخانہ امرا و علما کے جسکا میسر آنا دشوار تھا حالات و قصص انبیا مین بروایات صحیحہ مذہب اثنا عشریہ پر تصنیف عالم ربانی ملا محمد باقر بن محمد تقی المجلسی الاصفہانی کہ جو تین جلد مین ہے منجملہ اُنکے جلد اول مین احوال حضرت علی نبینا علیہ السلام سے تا حضرت عیسی علیہ السلام مع قصص حضرت دانیال و حضرت یونس و اصحاب کہف اور اصحاب اخدود و حضرت جرجیس و اخبار غیر پیغمبران بنی اسرئیل و بعضے بادشاہان اہل زمین تا قصہ ہاروت و ماروت مشرح اور مفصل لکھا ہی -

جلد ثانی کہ جملہ نوادر کتب سے نہایت مبسوط و طولانی مخض بر احوال سعادت اشتمال جناب سرور کائنات مخدر محمد مصطفے صلی اللہ علیہ و آلہ از ظہور ولادت و لعثت و جملہ معجزات و غزوات و سائر واقعات و عجائبات و غرائبات تا فضائل بعضے از اصحاب کرام ذوی الاحترام

جلد ثالث یہ بیان اہلبیت و اثبات امامت بدائمہ اثنا عشر صلوات اللہ علیہم یہ مرابین دلیل قرآنی و احادیث سرور و رود جہانی -

بنابر الاسلام فی احکام الصیام یہ کتاب فیض انتساب زبان فارسی تصنیفات عالم علوم جلی و خفی حجۃ الاسلام مجتہد العصر و الزمان جناب متقی مولوی سید محمد عباس صاحب لکھنوی سے ہی - اس کتاب لاجواب مین روزہ دارونکی مراتب اور ثواب اور روزے کے آداب نہایت مبسوط اور مفصل تحریر فرمائے ہین اور روزہ خورونکی شقاوت اور جنابت کو کس خوبصورتی سے بیان فرمایا ہی جسکے پڑھنے سے ماہ رمضان المبارک کی عظمت و جلالت اور روزہ دارونکی قدر و منزلت صاف صاف معلوم ہوجاتی ہی احادیث صحیحہ سے جناب مصنف نے ہر فقرہ کا ثبوت دیا ہی اور دلائل و نقلی و نصوص قرآنی سے صوم اور صائم کی عظمت ظاہر فرمائی ہی الغرض یہ کتاب سراپا فوائد بے نظیر ہے -

عین البکا - معروف بہ دہ مجلس - یہ کتاب مستطاب مذہب امامیہ کے در بیان حالات شہداے کربلا شہادت سید الشہدا جناب امام حسین علیہ السلام نہایت عمدہ اور مستند ہے مجالس مین جسوقت اس کتاب کے مضامین ذاکر پڑھتا ہی سامعین کو سینہ کوبی سے غش آتا ہے الغرض یہ کتاب نہایت عمدہ ہی -

طرد المعاندین - تصنیف جناب مولوی سید حسین صاحب المعروف بجناب میرن صاحب مغفورہ یہ کتاب مذہب امامیہ کی نہایت عمدہ ہے -

حلیۃ العرائس - یہ صاحب بزبان اردو فقہ مین باسمی ہے اسمین عورات کے مسائل فقہ جو روزمرہ کے کار آمد ہین صاف صاف اور مشرح لکھے ہین اگرچہ یہ رسالہ مختصر ہی مگر فوائد عظیم مترتب مین جامع عباسی تذکرۃ الصلوٰۃ وغیرہ کتابین اکثر عورات کو پڑھائی جاتی ہین لیکن بعض بعض باتین اسمین اس سے زیادہ ہین اور عبارت علم فقہ

نہایت سلیس ہی اور مسائل بہت عمدہ عمدہ باسانید صحیحہ
اسمین موجود ہین اسکا پڑھنا عورات کے لیے اکثر اعظم ہی
مصنف اسکے مولوی مراد علی صاحب لکھنوی ہین -
بعد حمد و نعت ہندی یہ کتاب مختصر روزمرہ کی بول چال
سابق اوش کی نظم ہی اکثر اطفال جزو سال اور عورات کے
درس میں رہتی ہی انسان کا مرنا اور قبر مین منکر نکیر کا
سوال و جواب کرنا قیامت کا آنا بہت عمدہ طور سے
نظم ہی چھوٹے چھوٹے لڑکے اور لڑکیان اکثر انہ برباد
کرتی ہین جس سے مسائل مین بھی واقفیت ہو جاتی ہی اور
روزہ و نماز جو کہ اصول مذہب ہی اسمین صلاحیت کامل پیدا
ہو جاتی ہی اور عقائد بھی درست ہو جاتے ہین اسی سبب سے ہر مکتب
مروج ہی اور ہر شخص اسکو ترتیب اطفال کے لیے خرید کرتا ہی

خلاصۃ المصائب - یہ کتاب مصائب اہلبیت علیہم السلام
مین مشہور و معروف ہی تالیفات سے محدث مقبول
ذاکر آل عبا مولوی میر راجمد ہادی صاحب صلحہ اللہ
کی ہی - دو مرتبہ پہلے بھی اس مطبع مین طبع ہوئی تھی
اور کئی مطابع مین بھی چھپ چکی ہی اس مرتبہ نہایت
احتیاط سے بکمال صحت طبع ہوتی ہے مصائب
سید الشہدا امام حسین علیہ التحیۃ والثنا کو جناب مولف
مرحوم نے اس عمدگی اور ربط بقبول سے ترتیب دیا ہی
اور ایسا نادر خلاصہ فرمایا ہی اور ایسے ایسے مضامین
جگر خراش مصائب امام ہمام اور اہلبیت علیہم السلام کے
لکھے ہین کہ جنکے سننے سے سامعین کو غش آتا ہی ایک
دریا آنسوؤن کا آنکھون سے بہ جاتا ہی الغرض کتاب
فی الحقیقت انتساب اس مرثیہ کا کاغذ عمدہ پر صاف و شفاف
چھاپی گئی ہی اعلی درجہ کے خوشنویس سے لکھوائی گئی ہی
اور قیمت بھی بغرض رفاہ عام نہایت ارزان ہے

مسدس اوج - تالیف مرزا محمد جعفر صاحب متخلص
بہ اوج خلف الصدق جناب مرزا دبیر صاحب مرحوم
اس مسدس مین امیر المومنین علی مرتضی علیہ السلام
کی نہایت عمدگی سے مدح کی ہی قابل ملاحظہ مومنین ہے -

متفرقات دینیہ

شبیہ احمدی - سراپائے خاتم المرسلین کا بیان
مولفہ جمال الدین حسن خان -

مثنوی زائر - دعوت قبائل قریش مصنفہ
نواب شیر علیخان

دوازدہ مجلس - مسمی بہ ریاض الازہار فی احوال
سید الابرار مولفہ مولوی وحید الدین محمد رضوی -

اسرار کربلا حالات معرکہ کربلائے معلی مولفہ
منشی محمد ظہیر الدین بلگرامی

مہر نبوت بنت پیمبر مین تصنیف نواب محمد
مردان علی خان صاحب نظام

رموز القرآن - اوقاف قرآن کا بیان مولفہ
مولوی محمد حسین علی باقی شاہجہانپوری -

آثار محشر - علامات قیامت کا حال -

صبح کا ستارہ حالات بہشت و دوزخ و قیامت
مولفہ مولوی عباس علی -

قیامت نامہ بہشت نامہ - مولفہ مولوی فیاض الحق
آثار قیامت - قیامت کا بیان -